

سپنس ڈائجسٹ میں سلسلے وار شائع ہونے والی مقبول ترین کہانی
سونچ نگر کے شہزادے فرہاد علی تیمور کی سرگزشت

دیوتا

پرتھوی

داوی: — فرہاد علی تیمور
مصنف: — محی الدین نواب

کتابیات پبلی کیشنز • پوسٹ بکس نمبر ۲۳ - کراچی - ۱

دونوں ایک دوسرے کے مقابل کھڑی ہوئی تھیں۔ ان کے درمیان تقریباً چوڑے کاٹ کا فاصلہ تھا، سونیا نے کئی تھیلی سے اپنی ناک سے ہوتے ہوئے لہو کو پونچھا، پھر ریلوے کی جانب دیکھا، جو رات کے قدموں میں پڑا تھا۔ اُسے ماننا پڑا کہ رومانہ بجلی ہے۔ اُسے ریلوے ٹکٹ پہنچنے کا موقع نہیں ملے گا۔

رومانہ مسکائی، پھر اُس نے ریلوے کو ہلکی سی ٹھوک مار کر اُسے سونیا کے پاس پہنچا دیا۔ تم چاہو تو ریلوے اٹھا سکتی ہو۔

سونیا نے بے یقینگی سے دیکھتی ہوئی بولی: تم اپنا ریلوے مجھے دے رہی ہو۔ شاید اس خوش فہمی میں ہر کوئی اسے اٹھا کر لے کر گئی نہیں چلا سکوں گی۔ اس سے پہلے ہی تم جہانگ کے کڑب دکھاؤ گی۔ رومانہ بولی: آؤ آج ہم اپنی اپنی تیزی تیزی آرا میں سنان کھٹکنا میں جب ہمارا معاملہ ہوا تھا تو میں نہیں جانتی تھی کہ تم سوچنے کی سیرت انگریز صلاحیت رکھتی ہو۔ اس لیے میں دھوکہ کھا گئی تھی۔ آج نہ کھلی کتاب کی طرح آنے والے ہیں، تم اپنی تمام صلاحیتیں آزما لو۔ میں تمہیں ٹھوکوں سے آڑتی رہوں گی۔

سونیا نے دانت برداشت جا کر اُسے دیکھا۔ پھر کہیں کی دیوار سے لگ کر رہتے رہتے بیٹھنے لگی۔ اپنے قدموں کے پاس پڑے ہوئے ریلوے کو اٹھانے کا ارادہ کیا۔ دوسری طرف سے رومانہ کسی بھی لمحہ نہ توڑ سکتی تھی۔ اس لیے وہ رومانہ کو مسلسل گھورتی جا رہی تھی اور اپنا ہاتھ ریلوے کی جانب بڑھاتی جا رہی تھی۔

بڑی ہی سستی تیز چوڑائی تھی۔ اس خاموش کہیں میں ایک ہی قیامت کا سحر اُڑیوئے والا تھا۔ چننے والے سونیا نے اپنا ایک کھٹکا فرش پر ٹیک دیا۔ رومانہ نے پھر بھی اپنی جگہ سے حرکت نہیں کی۔ اس کی خاموشی نے فورا زیادہ سانس اور دہشت پیدا کر دی تھی کہ پتہ نہیں کس لمحہ وہ بجلی پکے گی۔

سونیا کا ایک ہاتھ ریلوے ٹکٹ پہنچ گیا۔ رومانہ پہلے پتھر کے

بھسکے طرح ساکت تھی۔ پھر اُس میں ہلکی سی جنبش پیدا ہوئی۔ وہ فلاسی تون گئی جیسے کڑب دکھانے سے پہلے بدن کو کھینچ رہی ہو۔ سونیا کی ساری توجہ اُس پر تھی۔ اُس نے ریلوے کی نال کو میٹلک سے پکڑ کر اٹھا لیا۔

ریلوے کو کبھی نال کی طرف سے پکڑ کر فائرنگ نہیں کی جاتی لہذا ابھی گولی نہیں چل سکتی تھی۔ سونیا اچانک ہی خوش پرست اچھل کر برتن پر بیٹھ گئی۔ اس دوران ریلوے سیدھا ہو کر اُس کی گرفت میں آ گیا۔ وہ غمناک بولی: اب تمہاری پھرتی کام نہ آسکے گی۔

رومانہ نے پوچھا: کیا مجھے گولی مار دو گی؟

وہ ایک گہری سانس لے کر بولی: مارنا ہوتا تو تمہیں اس کھنڈر میں ہی ہمیشہ کیلے سلا۔ جی بیکن فریڈاؤسی نے کسی دن مجھ سے تمہاری زندگی کا حساب طلب کر لیا۔

رومانہ نے کہا: مجھے جیسی بات کا ڈر ہے۔ تم نے کھنڈرات میں ریلوے سے فائرنگ کر کے خود کو بھی تھی آج میں نے اُس کا بل لے لیا۔ میں بھی اب تک تھا۔ میں زہت طارہ کی بڑی تھی۔ ریلوے پھینک دو۔ وہ نالی ہے۔

سونیا نے تیزی سے توجہ دے کر ریلوے کو مارا۔ سڑک کی تھی: ابھی تک مجھے بے خوفتہ رہ رہی تھی۔

رومانہ ایک طرف ہٹ گئی تھی۔ ریلوے دوسری طرف چلا گیا تھا۔ وہ بولی: اس میں ایک گولی تھی۔ میں نے غصہ پر ایک ہتھکے کا نشانہ لیا تھا۔ پھر اسے اپنے پاس رکھ لیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ تمہیں بارود کی ببول رہی تھی۔

سونیا نے گھور کر دیکھ کر بھی تھی۔ پھر چاک ہی سکرانے لگی۔ سسلی سے بولی: مجھے فضا نہیں کرنا چاہیے، واقعی میں نے تمہیں جو کسی دی تھی۔ آج تم نے بدلے لیا۔ جیو حساب برابر ہو گیا۔

وہ نے تم تو گر لگ کر طرح رنگ بدلتی ہو۔ اتنی جلدی سکرانے بھی لگیں۔ حساب جی برابر سمجھ لیا۔

سے زیادہ ایک ہفتہ کا راشن ادا باقی رکھا جا سکتا ہے۔ اتنا ہی ذخیل اور
 پڑھ لیا ہوگا موٹر بوٹ میں تھک نما اور نقشہ موجود ہے۔ اگر ایک ہفتہ
 کے اندر نہ دولوں خشکی تک نہ پہنچ سکے تو پھر اس سمنڈ میں بھوکے
 پیاسے مرنے کی نوبت آجائے گی۔
 سونیا نے کہا: کوئی بات نہیں۔ ہم ایک ہفتہ تک تو زندہ
 رہیں گے۔
 وہ جاز کے بڑے بڑے انجنوں کی طرف سے گزرتے ہوئے ایک
 دروازے کے سامنے پہنچے۔ پس پر ایہ جنینی انجنزٹ دکھا ہوا تھا،
 ڈراگن کا ماتحت چایا بلانے کے آگیا۔ ڈراگن نے دروازے کے نالک
 میں ایک چابی ڈالی۔ پھر تیزی سے بولا: اے یہ تو کھلا ہوا ہے۔ اندر
 کون ہے؟
 اندر سے آواز آئی: تم بھاری موت۔ دروازہ کھولنے والا ہنتم
 میں پہنچ جائے گا!
 وہ لوگ دروازے کے دونوں طرف دیوار سے لگ کر کھڑے ہو گئے۔
 سونیا نے ڈراگن کو گھورتے ہوئے پوچھا: تمھے روکنے کے لیے تم کوئی چال
 تو نہیں ملے ہے جو؟
 وہ ناگوری سے بولا: تمھارے شوکے شیکریسے پاس کوئی معلق
 نہیں ہے۔
 سونیا نے چیخ کر کہا: میں اندر والوں کو زانگ دیتی ہوں کہ
 باہر آجائیں، ورنہ اس امر فیضی انجنزٹ کو ہینڈ گرنیڈ سے آڑا دیا جائے گا۔
 اگلے سے آواز آئی: اس سے پہلے ہم اگلے انجنزٹ کا دروازہ کھول
 رکھا ہے اور ہم موٹر بوٹ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ دروازہ کھلتے ہی ہم
 فائرنگ کریں گے اور موٹر بوٹ کسے کسے کھٹکے سمنڈ میں چلے جائیں گے۔
 "آخر تم لوگ چاہتے کیا ہو؟"
 "فراد کو تمھارے ساتھ دیکھ لینے کے بعد اور کیا چاہیں گے؟" فراد
 یہ کہ تم دونوں آؤ گے۔ آؤ گے۔ ایک شرافت سے جہاز میں رہو۔ پھر ماسٹر
 کوئی نادان بچہ نہیں ہے۔ وہ بھٹتا تھا کہ بیچ سمنڈ میں فراد نے کہا یہی
 ایک راستہ ہے جسے اب بند کر دیا گیا ہے۔
 سونیا نے ہنسی سے پوچھا: ماسٹر ڈراگن! کیا سمنڈ کی طرف
 کھلنے والا دروازہ کسی طرح بند نہیں کیا جا سکتا؟"
 "نہیں! اس دروازے کو کھولنے اور بند کرنے والی کل ایسی کہ
 میں ہے۔ تم باہر سے کچھ نہیں کر سکتے۔"
 وہ بھجلا کر بولی: "جب تم کہیں کر سکتے ہیں تو پھر بولی نہیں
 بھی آؤ۔ تم سے نہیں بیٹھے دونوں کی انھیں ہاں سے بھگانے کی تارکہ
 کھلا سمنڈ میں ملے گے۔ وقت دھوپ میں جلیں اور لٹ کر مریں سے
 ٹھہرتے رہیں۔ کیا تمھارے پاس ریلو گارڈ ہے؟"
 ڈراگن نے کہا: "نہیں ہے۔ تم کہا کرنا چاہتی ہو۔ پھر پھر انھیں

میاں سے جھگٹے پر مجبور کرنا میری تینیں جلا ڈالنے کی موٹر بوٹ چل
 جائے گی۔
 اس کی بات ختم ہوتے ہی سونیا نے گھوم کر دروازے پر ایک
 لائٹ ماری۔ پھر تیزی سے ایک طرف چوکی۔ دروازہ ایک جھٹکے
 سے کھلتے ہی چٹائیں چٹائیں کی آواز گونجی۔ موٹر بوٹ کا آئینہ فراد سونیا
 نے پرس میں سے آئینہ نکال کر دیکھا۔ اندر ہی منظر دکھائی دے رہا تھا۔
 بوٹ تیزی سے پھسلتی ہوئی انجنزٹ سے کل رہی تھی۔ سبیل سٹ پر
 بیٹھے والے آئینہ کی طرف فائر کر کے سونیا نے ماتھ پٹالیا۔ یہ سب
 کچھ جیسے چشم زدن میں ہوا۔ پھر تھکا پھٹا گیا۔
 وہ سب توتڑے ہوئے اندر آئے۔ انجنزٹ وہاں سے باہر پھوڑ پھوڑا
 میں وہ موٹر بوٹ تیزی سے جاتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ ڈراگن نے
 سونیا کو گھونڈا کھاتے ہوئے کہا: تم بھلا مرنے تو مدد کا وہ میرا
 موٹر بوٹ لے گئے تم نے انھیں جھگا کر کیا پایا؟"
 "وہ اطمینان جو دشمن کو سمنڈ میں سے جھگا کر مال ہوتا ہے۔
 اب میں دیکھوں گی کہ اس جہاز میں اور کتنے دشمن ہیں؟"
 "اے سونیا! مجھے اول نقصان پہنچاؤ گی؟" دیکھو سونیا! اب اندر
 کا راستہ نہیں رہا۔ وہ آؤ۔ اندر والے فراد آئیں گے اور انھیں ضرور پکڑ کر لے
 جائیں گے۔ تم ان کا غصہ مجھ پر کھیں آنا رہی ہو۔
 وہ کوئی جواب دینے بغیر چلی گئی۔ عازم اس کے پیچھے پیچھے تھا
 رومانہ ناگاری سے بولی: یہ تو اس کی ذم کی طرح پیچھے لگ گیا ہے
 نا۔ کس۔"
 ڈراگن نے انجنزٹ وہاں کو بند کرتے ہوئے کہا: "آؤ جلیں! آؤ
 اور میرے راتوں کو غمناک رہنا ہوگا۔ یہ عورت کسی وقت بھی ہٹکا نہ
 کر سکتی ہے۔"
 رومانہ نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے کہا: پتا! مجھے ایک
 اٹین گن اور ایک ہینڈ گرنیڈ کی ضرورت ہے۔
 "کیا کیا تمھارا داغ غلاب ہوتا ہے؟"
 "آپ جو بھی تمھیں میں سونیا کو دشمنوں کے ہتھے نہیں چھینے
 دوں گی۔"
 "تم دونوں کو گھننا بہت مشکل ہے۔ کچھ دیر پہلے سونیا کو رات
 سے بٹھا چاہتی تھیں۔ اس کی موت کی تباہی تھیں۔
 "اب بھی یہی تمنا ہے۔ لیکن تمھوں کے سامنے مرتے باہر
 میں گرفتار ہوتے دیکھوں گی ادا اس کی سلامتی کے لیے جہاد ہینڈ
 کروں گی تو فراد کے سامنے جہاد ہونا پڑے گا۔"
 وہ جھلا کر بولا: "تم سب بہتر میں جاؤ۔ میرا سمنڈ برباد ہے
 گیا ہے۔"
 "پتا! میرے ادا سونیا کے بہتر میں جانے کا تمنا۔ یہاں کے تمنا

مساؤ ڈیٹے خود سے دیکھیں گے۔ ان سافروں میں تم بھی شامل ہو۔
 وہ زینے پر چڑھتے ہوئے آؤ۔ آئے۔ ڈراگن نے کہا: اچھا
 جاؤ۔ ابھی برواؤنگ دکھاؤ۔ میں سوچوں گا تمھیں اس گین گین وغیرہ دینا
 چاہیے یا نہیں؟"
 وہ اپنے سین کی طرف گیا۔ رومانہ نے وہ پر دکھا ناہیں کھایا
 تھا۔ اب شام ہو رہی تھی۔ وہ ڈانٹنگ مال کی جانب بڑھ گئی۔ دونوں
 ایک بڑے کے اطراف سونیا اور عازم کھلنے میں مصروف تھے۔ عازم نے
 کہا: تم ایسے اطمینان سے کھا رہی ہو جیسے برسوں زندہ رہنا ہے۔ خدا
 کے لیے کچھ سوچو۔
 وہ فخر جاتی ہوئی بولی: "جو لوگ موت کے ڈرے سوچتے ہیں۔
 وہ ہنسنے ہیں اے موت تو آئے گی ہی۔ میں اپنی جرح کھا بی کر موت
 کے خلاف جینے کی تیاری کرنا چاہیے۔ تعجب ہے کہ فراد اذیت گم
 ہوتے ہی تم ہنسنے بڑوں میں لگے ہو؟"
 وہ بیز پر گھونڈا کھاتے ہوئے بولا: "کس کی یادداشت گم ہوئی ہے؟
 بہتر تم میں کیا تھا۔ فراد میں بھی بھلا تھا۔ فراد میں کا تو تم میرے
 پاؤ کی تہ پر روکی۔ اب کیا خاک کر دو گی؟ موٹر بوٹ تو وہ لے گئے۔
 لعنت ہے تمھارے کھانے پر۔ جلن تک ٹھونے جا رہی ہو۔"
 وہ حیرانی سے بولی: "تمھیں کیا ہو گیا ہے؟"
 مجھے فراد ہو گیا ہے۔ نہیں پہلے فراد ہوا تھا۔ اب عازم ہو گیا
 ہے۔ میں پینا چاہتا ہوں۔ مرنے سے پہلے اتنی خراب میٹوں کا کہ موت
 کا جوہر نظر نہیں آئے گا۔"
 وہ ہر دو سے اس کا ہاتھ تھا کر بولی: "تو اس جہاز زیادتی تک
 سب سے تمھیں ذمہ پور ہونا ڈالا ہے۔ پتہ نہیں اس کی پلانی ہوئی
 دو ایں کیا کیا انڈر کھائیں گی۔ مجھے ڈر ہے کہ یہ پاگل نہ ہو جاؤ۔"
 وہ ہاتھ جھٹک کر کھڑا ہو گیا۔ ہاں میں پاگل ہیں۔ مجھے تو اسی
 وقت پاگل ہو جانا تھا۔ جب میں یہ صدمت لے کر بیلا ہوا تھا۔ یہاں تو
 کوئی مجھے عازم نہیں سمجھے گا۔ ہاتے شاید ادا دیکھو۔ تم سے بھڑک کر کیسے
 موت کے گمزیں مانتے والا ہیں۔"
 "یہ تم کس شہادت کو پکارا ہے؟ ہو؟"
 "اپنی جہاز کو تم کون جوتی ہو پھینڈ والی شان۔ شان۔ شان۔۔۔"
 سونیا اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اسے کیا تم مجھے پاگل سمجھتے ہو؟"
 اتنے میں رومانہ وہاں پہنچ گئی۔ اس نے کہا: "یہ پاگل نہیں ہے۔
 اس نے مجھے بتایا تھا کہ اس کا نام عازم ہے۔ ادا بہ استنبیل میں اپنی جہاز
 شان سے بھڑک گیا ہے۔"
 سونیا نے ناگاری سے پوچھا: کیا تم فراد کے پاگل ہیں؟ فراد نے
 اٹھا کر مجھے حق بتانا چاہتی ہو۔"
 "یہ فراد ہے یا نہیں۔ ابھی پتہ چل جائے گا۔"

رومانہ نے پتلون کی جیب سے چند ڈالر نکال کر عازم کو دینے
 مجھے کتا۔ جاؤ۔ پھر اور سمنڈ کرو۔"
 عازم وہ چند نوٹ لے کر دوڑتا ہوا کاؤنٹر پر گیا۔ سونیا جہاز سے
 دیکھ رہی تھی۔ کاؤنٹر پر چلا گیا۔ عازم نے ایک عادی شراپی
 کی طرح ایک ہی سانس میں سالی دس کلن سے آڈالی۔ پھر وہ کاؤنٹر
 پر بیٹھے کے ہاتھ کو بیٹھ کر بولا: "کیا مجھے کچھ ایک بوند ملتا ہے۔ ہو۔
 بوتل لاؤ۔ میں سالی سونیا کو تباؤں کا کرنا ہے۔ باپ نے بھی بھی اتنی
 نہ پی ہو گی۔"
 سونیا ایک گری سانس لے کر گری پر بیٹھ گئی۔ رومانہ نے اس
 کے سامنے بیٹھے ہوئے پوچھا: "اب یقین آیا؟"
 "ہاں۔ بہت پہلے فراد کا برین داغ لگا گیا تھا۔ وہ اپنے آپ
 کو قبول کیا تھا۔ اس کے باوجود اس نے شراب نہیں پی تھی۔ یہ تو پتی
 رہا ہے۔"
 رومانہ نے کہا: "فکر ہے کہ تمھیں عقل آگئی۔"
 سونیا عازم کو دیکھے جا رہی تھی۔ تعجب ہے۔ میں نے آج تک
 کسی انسان کی ایسی شکل کاربن کا پی نہیں دیکھی۔ اب بھی فراد دیکھ کر
 دل اس کی طرف کھینچا جا رہا ہے۔"
 "تو پھر جیل جاؤ اس کی خوشی میں۔"
 سونیا ہنستی ہوئی بولی: "میں کیا اس کی خوشی میں جاؤں گی؟
 یہ خود ہی بہتر میں جانے گا۔ بے جا وہ جینا چاہتا ہے۔ اسے کاکر پور پور
 کے آؤ۔ اسے فراد دیکھ کر لے جائیں گے۔"
 رومانہ سرکرائی چھٹا ہونے لگی۔ عازم اس کی خوشی سے کوشش
 دھکا کھا رہا ہے۔ ادا ہانے فراد سے ان کی تو جڑ بوٹ جانے گی۔
 رومانہ نے جہاز فراد کا تو سونیا جل کر لے دیکھنے لگی۔ وہ فراد کو
 صرف اپنی جاگیر سمجھتی تھی لیکن اس وقت رومانہ سے اچھا مناسبت
 تھا۔ وہ صبر کرتی ہوئی بولی: "دشمن کو مزید فریب دینے کے لیے میں عازم
 سے دلچسپی اپنی ہو گی۔"
 رومانہ نے تائید کی: "ہاں مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔
 تم کیا سمجھتی ہو کہ مجھے اس سے کوئی لگاؤ ہے؟"
 "تم تو نالام ہو کہیں میری کالی مینا! میں یہ کتنا چاہتی ہوں کہ
 دشمن تمھارے حوالے سے فراد تک پہنچنا چاہتے۔ ان کی یہ خرابی
 اس طرح لہری ہو گی کہ تم عازم کو فراد کہہ کر اس سے دشمن مگر تری رہو۔"
 "کیا صدمت ہے۔ تم سونیا ناگاری سے آٹھ گھنٹی کاؤنٹر کے پاس
 جا کر بولی: "فراد! تمھیں ہے کہ تم نے پینا دیکھا۔ ایسے مگر میں تمھیں
 زیادہ پہننے نہیں دوں گی۔"
 "اے! وہ نشہ میں چھوٹے ہوئے ہلاکتہم۔۔۔ تم اب بھی مجھے
 فراد کہہ رہی ہو؟"

دو چکی بجا کر بنا کر گئے کی طرح بلاتا ہوا ڈانگناک سے نکل گیا۔ بڑھا دیکھا ہوا اس کے پیچھے ایک کھٹا میں آباہمیں کے بعد ایک بہت ہی خوب صورت خواب گاہ کا دروازہ کھلا۔ اس کا فرش اتنا چمکا اور شہنائی کا شہنائی آ رہا ہے اور نہ حالت کیا۔ بی بی بی بی وہ ہنسنے کے انداز میں رہنے لگا۔ لینے ہی لینے ادھر ادھر کھینچا گیا ایک طرف دوار پر ہڑا سا شیشے کا اسکرین تھا۔ اسکرین کی جانب جھکتے ہی وہ روشن ہو گیا۔ وہاں وہی دلدل نظر آ رہی تھی۔ پہلے آٹھ سے تھے۔ دھوئیں کی دھند چھیل رہی تھی۔ پھر اسکرین ساہہ ہو گیا۔

کسی نے جہن آن اور آف کے ساتھ لکھا یا تھا کہ اس کے طرح دلدل میں دیکھا گیا تھا اس نے سرگھما کر جہن آف آن کرنے والے کو دیکھنا چاہا۔ دوسری جانب ایک آرام دہ بلیک بچھا ہوا تھا۔ اس بلیک پر چوتھو ہستیوں میں ہزار تھیں انھیں دیکھ کر شہنائی توڑی دیکھ لے اپنی تکلیف بھول گیا۔

دو تیس عورتیں فرم کے ملائم بستری پر آ رہی بی بی ہونی آ رہی بی بی ہونی تھیں۔ دونوں کی صورت ایک مہینہ تھی، ایک جیسا لباس تھا۔ لینے کا انداز بھی ایک جیسا تھا۔ پھر وہ ایک ساتھ بولنے لگیں۔ سرسٹو شہنائی ہم کاٹھوں سے نجات پانے کے لیے کتنی رقم خرچ کر سکتے ہو؟ شہنائی بڑی سے ان دونوں عورتوں کا منہ تک باغی کیونکہ دونوں کے ہونٹ ایک ساتھ مل رہے تھے۔ الفاظ بھی ایک ساتھ ادا ہو رہے تھے۔ پھر وہ دونوں آٹھ کر تھیں اور بلیک سے اتر کر کھڑی ہوئیں تو شہنائی سے اچھل کر گھٹنے کے بل چوہا بن گیا۔ وہ یقیناً ہیروئن تھیں۔ نماشا تھا۔ دونوں کے ہنسنے دیکھتے اور کھڑے ہونے میں ایک ہی حرکت کا بھی فرق نہ تھا۔ وہ جیسے دو جسم اور ایک روح تھیں اور ایک ہی باغ اور ایک ہی سوچ کے تحت حرکت میں آتی تھیں۔ وہ ایک ساتھ سرکاری ہونی بولیں۔ پھر بعد میں جان بھرتے رہنا۔

یسے سوال کا جواب دو؟

شہنائی نے کہا۔ میرے پاس نقد رقم نہیں ہے۔ جینے کا چاہو؟

چیک لکھواؤ؟

دونوں نے اپنی اپنی فرما لیا۔ ایسی شہنائی چیک اور قلم چھڑا رکھا ہے۔ اتھاؤ؟

دونوں نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کر ڈھرا اشارہ کیا۔ وہ دھریک

مک اور قلم رکھا ہوا تھا۔ جہن جوانی دوسرے شہنائی کے داغ میں بیٹھا تھا۔ دیکھ رہا تھا۔ مجھے بڑا اشتہ نہ ہو سکے ان عینا فنی کی آواز ادا ہے کی ڈھک کر تھا ان کے داغ تک پہنچ گیا۔

لیکن وہیں سے کسی جینے کے داغ تک پہنچا؟

جسراگ ایک بھنے ہیں۔ سرگراگ ایک بڑا ہے تو ہرگز نہیں اس کا اپنا ایک داغ بڑا ہے۔ ان دونوں کے داغ یقیناً مختلف تھے لیکن یہ ثابت ہوا تھا کہ دونوں دماغوں کی ایک سوچ ہے۔ تب ہی وہ ایک سوچ کے تحت ایک ساتھ بلاتی اور حرکت کرتی تھیں۔

بہ حال میں اس وقت مجھ سے سکا کہ میں ان دونوں میں سے کس کے داغ میں ہوں۔ یا ایک وقت دونوں کے داغ میں پہنچ گیا ہوں۔ وہ سوچ رہی تھیں۔ پتہ نہیں ملا کہ ایک تک میں شہنائی کتنی رقم ہوگی؟ یہ سچے ہی دونوں نے پوچھا۔ سرسٹو شہنائی نے کہا۔ سو تیس میں بہت سے مالک کی چیک تھیں ہیں۔ یہ تیار ہوا یا نہیں تھی رقم ہے؟

اس نے جواب دیا۔ میرے پاس حساب نہیں ہرگز اس کا کہ میں بری کتنی دولت ہے۔ میرا سیکریٹری حساب رکھتا ہے۔ میں اتنا جانتا ہوں کہ ہر ملک میں باغی لاکھ ڈالروں تک خرچ کر سکتا ہوں اور ایک وقت میں ایک چیک کے ذریعہ صرف چالیس ہزار ڈالروں کا کر سکتا ہوں۔

تو پھر یہاں ہزار کا چیک لکھ دو؟

میں نے فرما ہی شہنائی کے داغ میں پہنچ کر اس کے ذریعہ سوال کیا۔ میں لکھ دیتا ہوں۔ پہلے اپنا نام بتاؤ؟

میرا نام پوچھ کر لیا کرتے؟

بہن بی بی تادو؟

دو تیس لکھ ڈالروں تک خرچ کر سکتے ہیں۔ دو دست لکھ ڈالروں تک خرچ کر سکتے ہیں۔

میرا نام لکھ کر لیا ہے؟

آگ ایک کا کیا مطلب ہے؟ اچھا بھی۔ میں دد نظر آ رہی ہوں اس لیے پوچھ رہے ہوں کہ میں وہ نہیں ایک ہوں؟

یعنی تو دونوں کو بریل کا ماہر ہے؟

ہو چاہا ہو کہ۔ پہلے چیک پر دستخط کرو؟

اس نے چالیس ہزار ڈالروں کا چیک لکھ کر دستخط کر لیے۔ اس کی کوئی کے ذریعہ میں نے سوال کیا۔ یہ کیا ہے؟ رقم ہونے کے بعد؟ چارے کے مساؤں کی قیمت تمام ڈالروں کے اخبار میں شائع ہو چکی ہوگی۔ جو بھی میرا سیکریٹری لارے جانے کا اس سے بیک کے افسران پوچھیں گے کہ وہ وہ شہنائی کہاں ہے؟

وہ دو دن کتنے گلیں تر پر پارہ نہ کرو۔ یہاں ہی دوسری ہے۔ ایسی سے ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ۔ یہ میرا خاص سمان ہے۔ اسے زندہ رہنا چاہیے؟

بہن بی بی ساہہ ہے۔ میں اسے دو پہن ہی کون گاروہ دو پہن ساتھ لیتی ہوں ایک کال پہل کے پتہ کے پتہ میں۔ پھر دونوں نے ایک ساتھ دایاں ہاتھ کی انگلیاں بڑھا کر پتہ پر رکھ دیں۔ کسی کو سنا گیا، چار ہاتھ تھوڑی سی بعد ہی پتہ میں شخص آئے۔ بڑا ڈانگناک ہوا۔ بی بی کی بی بی تھے۔ دو پہن نے اپنے دونوں دایاں ہاتھوں کو بڑھا کر پوچھا۔

یہ بی بی بی بی تھیں۔ اپنی شناخت کرو؟

ایک نے اپنے ہنسنے ایک تصویر نکال کر دکھانے کے لیے کہا۔ میں فاسٹ ہوں اور اب یہیں کے ایک بہت بڑے صنعت کار ڈانگناک سو مرو کے ایک آپ ہیں۔

یہ پھر گلیں بناؤ؟

میں نے سو مرو کی تصویر اور دستخط کی اچھی طرح مشق کی ہے۔ وہی وقت۔ اسی کے لیے میں بل رہا ہوں۔ ڈانگناک کو ذرا دیکھیں اور

خانہ کی حالت کے متعلق تمام معلومات حاصل کر چکا ہوں۔

دو پہن نے دونوں سرگھما کر دوسرے شخص کو دیکھا۔ اس نے ہنسنے تصویر نکال کر دکھانے کے لیے کہا۔ میرا نام جانی وارڈ ہے۔ میں اسٹیشن سٹی ٹرانسپورٹ کار پوریشن کے ڈائریکٹر جنرل پیری بی بی کے رہنے میں ہوں۔ آنا اس کے تحت ثابت کر سکتا ہوں کہ میں عمل پیری ہوں۔ کونسی مجھ پر شہنائی کر سکتا ہے؟

دو پہن نے سرسٹو شخص کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اہم تمام عہدید ہنڈان کی زبان بول لیتے ہوئے ہوں تو نہ شہنائی کا رول ادا کر سکتے۔ وہاں سے چیک اٹھا لو۔ اس کی خرید اور دستخط کی مشق کر اور وہ دونوں کے انداز سے کارڈ پارا

اس کی ذاتی زندگی اور ذاتی زندگی کے متعلق عمل معلومات حاصل کرو۔

تیس دنوں تک سب کو اپنے اس میں پورا ناکا جانیے گا۔ یہ ناکا بیچ کر تم نہیں کامیاب کیا ہوں گا۔ یعنی چند پہلے اضافہ کرنے کو اسے

کر کے یہاں کے جنگل میں چھپا دینا اور ہنڈان دیکر گاہی کو مست کرنے کے لیے مساؤں کو ہلاک کر کے تھے۔ تم تینوں بڑی شخصوں سے جان بچا کر جنگل میں بھوکے جا بھگتے رہو۔ وہاں پہنچے ہو۔ جیسے کہ کچھ مسافر

مرد عورتوں کو اسی لیے چھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ بھی بھگتے رہے۔ اس جنگل سے نکل جائیں، ان کے بیانات بھی یقیناً ایسے ہی ہوں گے۔ لہذا تم لوگوں کو یہ

شہنائی نہیں لکھنا ہے۔ ڈیس ہل...

دونوں شہنائی کا رول ادا کرنے والے فرسید نے وہ چیک اٹھا لیا پھر

وہ تینوں خواب گاہ سے چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد وہ دونوں نے ایک ساتھ چاروں ہاتھ اٹھا کر اٹھوٹا فی ایک ہین اور دو ہاتھوں کی اٹھوٹا

پہلے ہاتھ مارا۔ اس عورت نے بہت کچھ کہا ہے۔ کاش کہ کوئی شاعر وہ بیان اور چار ہاتھوں کی اٹھوٹا بھی دیکھ لیتا۔ وہاں ایک دماغ سے دو پہن لیل

لے تھے۔ ایک کمان سے وہ تیر چھوٹ رہے تھے۔

ہو گئیں۔ پہلے انھوں نے ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنسنے لیا۔ اس اور دوسرے دوست کیا۔ پھر شہنائی پر بھگتے ہوئے ہاتھوں کو دیکھا کہ اس کے بعد اپنے دایاں ہاتھ سے ہنسنے کو چھو کر اپنے ہاتھوں کو جاننا لینے لگیں۔ گویا انھیں آگے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ خود آگے ہنسنے سہا چک دوسرے کو دیکھ کر اپنے آپ کو سنا رہی تھیں۔

میں شہنائی بڑی سے اپنی کھوپڑی سلائے لگا لے کر بڑے دیکھے تھے۔ نئے تھے۔ اگر میں سوچ کی راہوں کا مسافر نہ ہوتا تو یہی سمجھتا کہ وہ

دونوں ایک دوسرے کے مختلف ہیں اور دونوں کو خواہ مخواہ غیر کرنے کے لیے ایک ساتھ ایک نال بڑا کار کی جو ہر دکھا رہی ہیں لیکن

حقیقت یہ تھی کہ وہ جسمانی طور پر دو الگ ہنڈان بھگتے کے باوجود ذہنی طور پر ایک تھیں۔ میں اتنی دیر سے ان کے داغ کو پڑھتے ہوئے

اسی نتیجہ پر پہنچا تھا کہ اس طرح وہ ایک ساتھ بلاتی اور حرکت کرتی تھیں۔ اسی طرح ان کا داغ ایک سرسٹو میں سمجھنا تھا اور اپنی ایک

سوچ کے مطابق ان سے ایک ہی طرح کا عمل کرنا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ میں فرود آئے ان کے داغ کو پڑھ سکا تھا۔

میں ابھی تک ان کی آواز اور لہجے کے ذریعہ انھیں سمجھا رہا ہوں۔ فی الوقت یہ نہیں تاکتا کہ جب کبھی وہ وہاں سے سامنا ہوگا اور میں

ان کی ایک ایک آنکھوں کے رستے ان کے دماغ تک پہنچوں گا تو اس وقت بھی ان کے ایک ایک مام کو پاسوں گا یا نہیں؟

اس وقت مجھے دو پہن سے دماغی رابطہ متحرک کرنا پڑا۔ کیونکہ وہاں

اس وقت مجھے دو پہن سے دماغی رابطہ متحرک کرنا پڑا۔ کیونکہ وہاں

اس وقت مجھے دو پہن سے دماغی رابطہ متحرک کرنا پڑا۔ کیونکہ وہاں

اس وقت مجھے دو پہن سے دماغی رابطہ متحرک کرنا پڑا۔ کیونکہ وہاں

اس وقت مجھے دو پہن سے دماغی رابطہ متحرک کرنا پڑا۔ کیونکہ وہاں

اس وقت مجھے دو پہن سے دماغی رابطہ متحرک کرنا پڑا۔ کیونکہ وہاں

اس وقت مجھے دو پہن سے دماغی رابطہ متحرک کرنا پڑا۔ کیونکہ وہاں

اس وقت مجھے دو پہن سے دماغی رابطہ متحرک کرنا پڑا۔ کیونکہ وہاں

اس وقت مجھے دو پہن سے دماغی رابطہ متحرک کرنا پڑا۔ کیونکہ وہاں

اس وقت مجھے دو پہن سے دماغی رابطہ متحرک کرنا پڑا۔ کیونکہ وہاں

پہلے خیالات اس وقت تک پہنچانے اور ان کے لوگوں کا حال جاننے کا کام ہے۔

اس وقت مجھے دو پہن سے دماغی رابطہ متحرک کرنا پڑا۔ کیونکہ وہاں

اس وقت مجھے دو پہن سے دماغی رابطہ متحرک کرنا پڑا۔ کیونکہ وہاں

اس وقت مجھے دو پہن سے دماغی رابطہ متحرک کرنا پڑا۔ کیونکہ وہاں

اس وقت مجھے دو پہن سے دماغی رابطہ متحرک کرنا پڑا۔ کیونکہ وہاں

اس وقت مجھے دو پہن سے دماغی رابطہ متحرک کرنا پڑا۔ کیونکہ وہاں

اس وقت مجھے دو پہن سے دماغی رابطہ متحرک کرنا پڑا۔ کیونکہ وہاں

اس وقت مجھے دو پہن سے دماغی رابطہ متحرک کرنا پڑا۔ کیونکہ وہاں

اس وقت مجھے دو پہن سے دماغی رابطہ متحرک کرنا پڑا۔ کیونکہ وہاں

اس وقت مجھے دو پہن سے دماغی رابطہ متحرک کرنا پڑا۔ کیونکہ وہاں

پردہ رک پروردی تھی۔ میں بستر سے اٹھ کر دروازے پر گیا۔ تو وہ باہر آ گیا تھا۔ میں نے دروازہ کھولا تو اس نے کہا: صاحب! ابراہیم کے اور بھی بست سے صاف زور کر ہم پر ڈالے۔ وہ لوگ جنگل میں ہوتا پڑا تھا۔

میں کاٹھ کے باہر آیا۔ وہاں شعلیں روشن تھیں۔ چلنے کے مسافر جن میں دو عورتیں اور ایک بچہ بھی تھے بہت ہی بد حال نظر آ رہے تھے ان کے لباس پھٹے ہوئے تھے۔ چہرے اور سوں پر گدگد جی ہوئی تھی۔ وہ سب مجھ کے بھی تھے اور دست کے ٹڈے سے بھنے بھی تھے۔

شانہ بچے دیکھتے ہی چنبٹی ہوئی آئی اور فریاد کہہ کر مجھ سے لپٹ گئی۔ اس کے بعد دل کھول کر رہنے لگی۔ ان کی بیگلوں کی بستی میں مجھ جیسے مہذب آدمی کو دیکھ کر سائو کو ڈرا دلینا ہوا۔ وہ مجھے ہم غلب نفوس سے دیکھنے لگے۔ میں نے سے توڑے کہا: ان سب کے لیے کھانے پیئے اور سونے کا بندوبست کرو۔ میں صبح ان سے باتیں کروں گا۔

میں شاد کر کے کراچی کے اندر آ گیا۔ سے توڑے کو راز دانی کر کہا کہ وہ شانہ کے لیے روزی کا کوئی سالہ لاس لے آئے اور کھانا بھی جلد پہنچانے میں نے کہے کہ دروازہ بند کیا تو وہ لپٹ کر لوبی تہ سے بچھڑ کر میں نے بہت دکھا کھائے ہیں۔ مجھے اپنے بازوؤں میں چپالو۔ مجھے پیا کر دت۔

میں نے کہا: شانہ! اب تم مجھے فریاد کہہ ہی بریعی تمہیں تحقیقت معلوم ہوگئی ہے کہ میں تمہارا شوہر عازم نہیں ہوں۔
 وہاں۔ اب تم میرے سب کچھ مرثو۔
 نہیں۔ تمہارا سب کچھ تمہارا شوہر ہے۔ میں تمہیں اس سے ملاؤں گا۔

نہیں۔ تو وہ چیخ کر لوبی تہ۔ اب میں اس سے نہیں ملوں گی۔ تم میرے جسم سے کھیننے کے بعد اب مجھے وہ وہ کی کتھی کی طرح نکال کر پھینک دینا چاہتے ہو۔

مجھے لازم نہ دو تباہ! میں تمہیں سننبرول سے افسزہ اور افرہ سے اس جنگل میں بیان تک بھجھا دیا ہے کہ میں عازم نہیں فریاد ہوں میرے سب قریب نہ آؤ۔ میں بلکہ تباہ چاہتا ہوں۔ تم نے میری ایک تہی گڑھے میں گرنے کے بعد ہی تمہاری ہمت سے مجھ پر ہر کہ میں نے پہلی بار چہرے سے پہلے پر دیا تھا کہ تمہیں میری اہمیت معلوم ہوگی تو چھیناؤ کی اور اس چھیناؤ کی کہ فریاد ہی مجھ پر نہیں ہوگی۔

وہ ترس کر کہ آہستگی سے لوبی تہ سے شک میں نے تمہیں عازم بھگ کر پناہ پناہ معرکہ بناؤ۔ ہمارے تعلقات کے بعد کیا تمہارے دل میں میری جہاں ہے اور تمہا نہیں رہی۔ کھڑو لگاؤ ہوگا؟
 لگاؤ تو یقیناً رہتا ہے۔ تم نے میری آغوش میں جس دشمن کے جوتزل لگائے جس میں تمہیں نہیں بھول سکتا۔ میں تمہاری ذمہ داری

ہوں۔ مجھ کو تمہارا شوہر نہیں بن سکتا۔ میں تمہارے سے ہی لیے کرتا ہوں کہ شادی کے مرحلے سے گذرنا چاہیے۔
 تم بہت جانتے ہو کہ اب مجھ سے بھی نہیں ملے گی۔
 صرف دوست کے دل میں گھس گھس کر میں ہوتی کی طرح نہیں۔
 مجھے یقین نہیں آتا ہے کہ تمہارے دل میں ہوتی۔
 میں نے اس کا شانہ چھک کر کہا: تم بہت تھک گئی ہو۔

ماؤ باخترہ! میں تمہارے ساتھ آتا ہوں۔ تمہارا کھانا آتا ہے۔
 میں نے اسے باخترہ کا لاس تہ تباہہ اور بھول توں سے فریاد چلی گئی۔ اس کی سوچ کہہ ہی تھی۔ تو وہ دکھا کے کہ ننگ لگتے تھے۔ ان عورت کی فریاد کو سمجھ لے نہیں۔ اسے لے کر فریاد کرتے ہیں۔ مگر وہ مجھے بھول نہیں سکتا۔ میں اسے اپنی آغوش میں بچھلا دوں گی۔

میں بستر پر آ کر لپٹ گیا۔ باخترہ نے شانہ کو پوچھا: فریاد! تمہاں قدر لگتی کیسے ہو گئی۔ کیا عیاشی اور اٹھنے والے جڑوں سے ملائی ہوئی تھی؟
 میں نے کہا: ہاں۔ میں نے لوبی تہ کے دوران کچھ شہرے بازی کا مظاہرہ کیا تھا۔ یہاں کے باشندے مجھے دیکھ کر میری عزت کرتے ہیں۔
 وہ لوبی تہ پر میرے دل سے پوچھو۔
 میں خاموش رہی۔ اس نے پوچھا: وہ شہرے بازی کس قسم کی تھی؟
 میں نے عورتوں سے بڑا ہر کچھ معمولی سے جا دوتی کہا لاس لیکھے ہیں جو عورتیں زیادہ لوبی تہ میں آتی ہیں۔ ان کی لوبی تہ بند کیا ہوتی ہے۔
 جھوٹے نہیں کے۔
 یقین نہ ہو تو اب کچھ بولنا جا رہیں۔ لوبی تہ سکون۔

میں اس کے داغ کے رونا دینا چاہتا ہوں۔ ہونٹ بند۔
 اس کے دونوں ہونٹ بند ہو گئے۔ وہ بولنے لگے کہ گئی۔
 چہرہ زانی سے اس کے ہونٹ کھلے۔ اس نے دوبارہ بولنے کی کوشش کی۔ میں نے چہرہ ہی مل لیا۔ میں نے اس سے پوچھا: تم کو کیا کمال تھا۔ کیا بل سکوی؟
 اس نے جواب دینا چاہا۔ مجھ ہونٹ بند ہو گئے۔ اوں اوں کی آوازیں آنے لگیں۔ میں نے کہا: تمہاں اجازت ہے۔
 وہ جہاز سے بیخ پر پڑی۔ اسے تم تو واقعی بالکا ہو۔ میں بولنا چاہتی تھی مگر بل نہ سکی۔ تم نے یہ جا دوتی کیسے کیا؟
 نہ کنواؤ۔ نہ شادی کے بعد عورت کے سامنے یہ جا دوتی نہیں کرتا۔
 اس کی نہیں سناؤ دی۔ سے توڑے لے لیا اس اور کھانا لے کر آیا۔ مجھ تمہیں ایک بیڑہ چھوڑ کر کہو کہ چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی شانہ صرف ایک نو لپٹ کر آئی۔ جیسے ہوا۔
 پوچھانی کی بڑی بے چین۔
 بی تمہیں۔ لوبی تہ لینے کے آغاز میں پڑی تحریک تھی۔

میں نے کہا: تم نے ہمیں جوتہ اپنے شاہ کا ہر ماہ پہن لیا تھا۔ وہ ایک ایک کیسے یاد آ رہا ہے۔ جی چاہتا ہے پھر سے اس سڑکے گھٹنے بیچہ ماہاں کیلیم و دیکھ ہی ہو کہ میں کس ندر زخمی ہوں خدا کے لیے مجھ پر دم کرو اور دوسرے کو کہہ میں جا کر لیاں ہوں۔
 وہ ہنسی ہوئی۔
 لیاں بیٹنے لگی۔ اُسے اپنی بہت کا یقین ہو گیا تھا کہ میں اسے بھلا سوں گا۔ کسی جھٹکے میں اس کا لپٹنے اس نے لیاں بیٹنے کے بعد مجھے دیکھا تو اسے لیاں ہوئی۔ میں تمہیں بند کیے لیا ہوا تھا اور وہی آتھیں۔ اسے دیکھ دیا تھا۔ وہ اونہر کہہ کر مر جھکتی ہوئی گھانے کے لیے بیچھ گئی۔

میں نے اس کی سوچ میں کاتھ مجھے ناراض نہیں ہونا چاہیے یہ واقعی زخمی پڑا ہوا ہے۔ اسے آرام پہنچانا میرا فرض ہے۔
 وہ اپنے طور پر سوچنے لگی۔ میں نے فرنگ کو رس کیا ہے یہی تو توقع ہے۔ میں بیمار داری کروں گی۔ دن رات خدمت کروں گی۔ تو بچہ سے دور ہونے کا تصور بھی نہیں کرے گا۔

کھانے کے بعد اس نے دروازے کو اڑ سے بند کیا۔ پھر آ کر لپٹ گئی۔ میں تمہیں بند کیے فریاد لے لیا تھا۔ اس نے میری طرف کوٹ ملی۔ اس کا خیال تھا کہ میں نیند میں اس کی جانب کوٹ لوں گا۔ تر شاہی بلی کا بھٹکا مجھے ہلکا کرنے کا۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا: ہلے۔ میں کتنی تھک گئی ہوں۔
 میں نے آنکھوں کی خواہش پیداک۔ وہ جلاؤں شانہ بہت ہر کرنا چھوٹا لگے۔ دن لڑنے اور چھٹنے لگا۔ اس نے مسکن سے تمہیں بند کیا۔ پھر میں نے اسے تمہیں کھولنے کا موقع نہیں دیا۔ سوچ کے مطابق ہتھیاریوں سے تھک چھک کر اسے سلا دیا۔ وہ ایک رات اور دو دن سے جنگل میں جھکتی رہی تھی۔ تمہاں سے پھر واقعی۔ لہذا پڑی آسانی سے فرانس میں آکر ہو گئی۔

اب تو شاید ہماری دنیا ہی ہوگئی تھی۔ جنگل کی گری رات کہہ رہی تھی کہ یہ سونے کا ہی وقت ہے۔ ہمواد۔ روز صبح ہوجائے گی۔ لیکن ابھی دو ہتھیوں کے سلسلہ میں ایسا ہمتس تھا کہ میں ان کے متعلق معلوم حاصل کے بغیر نہیں سکتا تھا۔ ایک نروس ہوتی کے باسے میں معلوم کرنا تھا کہ اس نے جلی پتھی کے ذلیعے مجھے شکار کیا ہے یا نہیں؟ مجھ پر مہربان کیوں ہے؟ وہ درمختص دو بدن کے سلسلے میں تھا۔ میں اس بچہ کو بھٹا چاہتا تھا۔

میں نے انہیں بند کیا۔ یہ معلوم تھا کہ رس ہوتی کے داغ کو چھوٹے ہی وہ سانس روک لے گی۔ اپنے داغ کے دروازے بند کر کے میری سوچ کو دھکا دے گی۔ لیکن اب حیرت! اگر ایسا نہیں ہوا۔ میں بڑی آسانی سے اس کی سوچ کو ہی میں بیچھ گیا۔

وہ ایک بستر پر جا رہی تھی۔ اس نے فریاد کہہ کر سانس روکنا چاہتی تو دم رکھ گیا۔ جس طرح ایک نور نور شخص کے لیے لگا کی مشقیں دشوار نظر آتی ہیں۔ وہی دشواری اس وقت محسوس کرتی تھی۔ میں چڑچاہا اس کے داغ میں بیٹھا اس کی مجبور لیں اور دونوں کو مجھ پر لٹا۔ میں نے اس کے سر پر غریب لگا دی تھی۔ اس کے بیچہ میں بہت زیادہ خون بہانے کے باعث داغ کمزور ہو گیا تھا۔ بلای پوری توجہ سے اس کا علاج کروا تھا۔ ٹون کی کمی لوبی کرنے اور طاقت بحال کرنے کے لیے اسے بہترین غذا میں دی جا رہی تھی۔ میں اس کے باوجود اس کی حالت تشریح نہ کر سکتا تھی۔

جب میں نے اس کی سوچ میں اپنی یاد کا یاد رکھ کر کیا تو وہ مردہ ہو کر سوچنے لگی۔ آہ! میں اسے نقصان پہنچانے کے لیے نہیں کبھی سوچتی تھی۔ میں خود دشمن کی طرح مجھے مار گیا۔ کیا کھٹو دستکار ہے۔ جب جلائی گیا ہے تو یاد کیوں آ رہا ہے؟

بلے نا! اس زردی زخماں نے تو مجھے میرے سر سے جھکے کر دے تھے۔ وہ بدل جانے میں کہ میں کچھ کھٹے شہرے کے پوٹ پڑی رہی۔ پھر میں ہونٹ آیا۔ جب بھی کر دیتی ہے۔ بار بار سوچا تھی۔ دو دن دو راتیں کیسے گزرا گئیں۔ پتہ ہی نہیں چلا۔ جب بھی میری آنکھ کھلتی تو رنگہ و برادر سمہت رائے مجھ سے لٹتے تھے۔ پوری! ذرا بہت کر۔ فریاد کے داغ کو پھلو۔ میں بناؤ کر وہ کلاں ہے۔ ہماں کی لوبی لوبی کاٹ کر پھینک دیں گے۔

ان کی باتیں کو نہیں کھیں۔ بند کر لیتی تھی۔ بڑا گام کر کے لگا تھا۔ اچھا ہر اکہ میں اس سے بولنے کے قابل نہیں تھی۔ وہ سہلے ہی لیٹے فریاد کے داغ میں جو کمال مشکل تھا۔ میں اس کا پتہ بتاؤ۔ جی کہ میں میرا سر میںے خالی ہو گیا تھا۔ باشا بسوچ کے پڑ کر وہ جو کھٹے تھے۔ میں نے تھا بہت کے باعث اٹان کی کوشش نہیں کی۔

دو دن بعد ذرا طبیعت سنبھلنے لگی۔ تو وہ دشمن بہت یاد آیا۔ میں پریشان ہو گئی۔ جو بچے مرنے کی حد تک مارا گیا تھا۔ یاد آ رہی کے ہلے میرے دل میں کھلی جارہا تھا۔ یہ بھگوان نے جانے عورت کو کس مٹی کا بنا پایا ہے کہ اس کے ظلم پر بھی پیار سے سوچتی ہے۔ میں یہ سوچ کر گھولنے لگی کہ پیار سے سوچا نہ ہی ہوں۔ میں دینا ناس کی اہمیت ہوں۔ مجھے ایک آدمی کے لیے ایسا نہیں سوچنا چاہیے۔

میں اپنے اند بہت دو ہتھی لوبی تہ میرے دل کی کر دیتی نے داغ کی کر دیتی ہو گیا۔ ہر اکہ میں اس کی کش کش میں فریاد کو پناہ دشمن بنا چکی ہوں۔ وہ مجھ سے چاہتا ہے۔ دیکھنا تھا اور میں نے اس داغ جان بن جاتی تھی۔ یہ سوچ کر غصہ آتا تھا کہ ہر باقی جھٹلوں سے بچوں کو پر منڈلا رہتا ہے۔ یہ نہیں کتنی ہمتیں عورتوں سے آسانی ہے۔ مجھے بھی ان عورتوں میں شامل کرنا چاہتا ہے۔ لیکن میں لوبی تہ ہوں۔

دوبری؛ کیسی دوبری؟ وہ مجھے زخمی کر کے چلا گیا اور میں ہلکا ہوا
میں ادا تہرنا وہ میری رکھنا (مخلقت) نہ کر سکے۔ ہوگا اور علیٰ سببی
علم سبھی کام نہ آسکا وہ کیسا خدائی اور جاہرا انسان ہے۔ اتنی دیر اور
دوبری کر کے چلا مانا ہے پھر تو وہی دلوں کا پیمانہ؟

بس دنگ لگاؤ گیگم گھم بھر کر اس کے لیے میں سوچتی رہی۔ تیرس
دن میں آنکھیں بند کیے پڑی تھی۔ مجھے رگھو ویک آواز سنانی دی۔
"دوبری! آنکھیں کھولو ہر مخالفے لے بہت پریشان ہیں۔"

میں سمجھتی کر مجھے سے پھر فریاد کا پتا نہ پوچھا ہاں کلمہ اچھا کیر
دل میں بات آئی کہ باگل میں ماؤں۔ پھر وہ مجھیں گے کہ میرا داغ
خیال خروانی کے قابل نہیں رہا لیکن مجھے باگل میں سے گلہ ریٹ سی
عمروس ہرئی نسبت میں نے دوسری بات سوچ کر آنکھیں کھول دیں۔
آنکھیں اجنبی نظروں سے دیکھنے لگی۔

سمت دلتے نہ پھر بڑھ کر میرا دوسری سے پوچھا دوبری تیرس
کیوں نہیں؟ کیا ہو گیا ہے تیرس؟

"دوبری؟ میں نے تیرس لے کر پوچھا۔ کون دوبری دے میں تیرس
نام دوبری ہے کیا؟"

سمت دلتے رگھو ویک اور دیراج وغیرہ سب ایک دوسرے
کر تشریح پھر نظروں سے دیکھنے لگے۔ ویدراج نے آگے بڑھ کر کہا کہ بیٹی
تھا نا اور اس وقت ہے پھر تیرس دوبری مانتے ہیں! پتھر کو پچا تو بیٹی...

میں اپنا سر تھکا کر پریشان سے سوچنے لگی۔ ویدراج نے کہا: "نہ نہ
اپنے داغ پر بوجھ نہ ڈالو۔ تو مجھے سے تیرس میں غم نہ بھریا ہے۔ میں
دو ہیں دل کا تم خوب کھاؤ گی تیرس کو دوبری سے دوسرے سب کچھ یاد
آجائے گا"

سمت دلتے نے پوچھا: کیا یہ دوسروں کی سوچ نہیں پڑھ سکتی؟
ویدراج نے کہا: "ہی آپ لوگ اسے تنا چھوڑ دیں۔ کچھ پوچھیں
اس کے داغ پر بوجھ نہیں پڑنا چاہیے۔"

وہ لوگ مجھے تنا چھوڑ کر دیراج کے ساتھ کسے باہر چلے گئے ہیں
نے سمیت دلتے کی سوچ پڑھنے کی کوشش کی۔ مجھے کامیابی تو نہیں مگر تیرس
میں دوڑ کر مہیں اٹھنے لگیں۔ آنکھوں کے سامنے اچھا سا چھلنے لگا۔

میں نے خیال خروانی سے باز کرنا نہیں فریاد نہ میرا کیا حال بنا
تھا اور میں اسے دشمنوں سے محفوظ رکھنے کے لیے یادداشت تم کرنے کا
بناؤ کر رہی تھی میں اپنے آپ پریشان تھی کہ میں کیوں ایسا کر رہی ہوں؟

کیا پانچوں دن سے میری طبیعت سنبھل گئی ہے۔ پھر جی بستر
سے نہیں آٹھ سنتی سر جھکے گنا ہے میرے عمل میں ہے بیٹھی ہی ہے۔
میں فریاد کی سوچ پڑھنا ہوتی تھی میں یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ وہ دشمن
تیرس سے ہے یا نہیں؟ ان باگل دلوں میں سے پہلی بار فریاد کی سوچ
کر گرفت میں لینا چاہتا تو میرا سر پھر دیکھنے لگا۔ اس کی سوچ عجیب اور

اُدھر تو میری سبھی تیزی سے جنگل کی جھاڑوں پر سے وہ گزرتا تھا کبھی
پھونپھری کی جھنپوں پر سے اس کی سوچ بہتی چلی جاتی تھی۔ وہ کسی درخت
سے اٹا لنگ رہا تھا اور خود وہ تک جھوٹا جا رہا تھا۔

اس کی کھوپڑی میں بیچ کر مجھے لیں لگا کر میں آئی لنگت ہی میں
میرا سر جھکوانے لگا تو میں آگے اس کی سوچ نہ پڑھ سکے۔ اپنا سر تھکا کر کھینٹ
کو برداشت کرنے لگی۔ یہ کبھی میں گیا تھا کہ فریاد کسی جنگل میں ہے اور سمیت
میں گرفتار ہے مگر میں کیا کر سکتی تھی؟

میری کوشش یہی تھی کہ ریل سے جلد اپنی کوری پر تیار ہو کر
دوبارہ فریاد کے پاس پہنچوں مگر میرے ساتھ ہی بڑا تھکا کر دماغ پر بوجھ
پڑنے ہی پڑا تھا۔ غم کی گدائی رہتی تھی۔ پھر زناہرے کے اگلے
سورجانی تھی اگلے دشمن آؤتے تھے اس قابل نہ دکھا کہیں تیرس ہی تھے
وقت میں کام آسکیں۔

دوبارہ میری آنکھ کھل کر دوبار گھڑی سے پتھر مہلا کرسات گھنٹے
گزر چکے ہیں میرا دل دھک سے دھک گنا کہ اس صعبیت زدہ پر جانے کا بہت
پتھی ہے؟ میں نے فوراً ہی اس کی سوچ پڑھی۔... اونہر میں بھرا پریشان
ہو رہی تھی۔ وہ تو شیطانی کی عمر لے کر آیا ہے۔ رام کرے اسے تو مجھے،
لگ جائے وہ دشمنوں کو مارنے کے بعد آرام سے بستر پر لیٹا ہوا رہا نہ کی
سوچ پڑھ رہا تھا۔

میں زیادہ دیر تک اس کے داغ سے پیک کر نہ رہ سکی۔ اپنی جلدی
اور کز دوبریوں سے مجبور ہو کر اس کے داغ سے واپس آگئی۔ میں نے اس
کی ٹیلی پتھی کی صلاحیتوں کو کز دوبریوں کے لیے جڑی بوٹیوں کا اس پایا
تھا۔ اس سے میں اس سے آؤ پتی بن کر رہنا چاہتی تھی۔ اب جانے کیوں
اس برساتی کے آگے نہی بن کر رہنے کو جی چاہتا ہے۔ مجھے اطمینان ہے کہ
جو صلہ تیرس میں مجھیں لینا چاہتی تھی۔ وہ آسے واپس مل گئیں۔

اس وقت سوچ رہی تھی اور میں اسے کھلی کتاب کی طرح پڑھ رہا تھا۔
اب مجھے افسوس پورا تھا کہ میں نے اسے اس بری طرح زخمی کیوں کیا۔
پہ جلدی بستر سے لگی ہوئی تھی سوچنے کے دوران اس کے دل نے کہا
"فریاد کے پاس جانا چاہیے۔ پتھیں وہ کیا کرنا ہوگا۔"

میں مٹلا ہو گیا کہ اب وہ میرے داغ میں جھانکے لیکن وہ
اپنے دل سے لڑنے لگی۔ تیرس اب وہ بے سہارا نہیں ہے۔ اس کا
علم واپس مل گیا ہے۔ اب میں کیوں اس کی مینا زخمی کروں؟
اس کی دوسری سوچ نے کہا: "یاد رکھو۔ تیرس نے مجھے تیرس ہی اس سے
کوئی ناطہ ہے میں نہ مانوں مگر دل ماننا ہے۔"

وہ پھول کی بات سے انکار کرنے لگی۔ نہیں دل چلنا ہے چلنا
ہے میں ایسے برساتی سے دُور ہی رہوں گی۔ جڑی کی بیوں جھول مٹلا نا
رہتا ہے۔ اس سے کبھی ملنا تو نہ کہ بات ہے۔ میں اس کی سوچ بھی نہیں
پڑھوں گی۔ سوچ پڑھنے سے دل کو مارا۔ جیکے کا تو وعدہ مل جائے گا۔

وہ اپنے آپ سے لڑنے لگی۔ اسنے میں دروازے پر دھک ثانی
دی۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس وقت نے سرگم کر دیکھا۔ سمیت داغے میں
کھڑا پوچھ رہا تھا: کیا میں اندر آسکتا ہوں؟"

"آئیے۔ اس وقت آنکھ پر بچھتی تھی۔
وہ اندر آئے۔ میں بولا: تمہیں دوبری ہی: آپ لیٹی رہیں۔ میں
بس حال پوچھنے آیا ہوں۔"

"آپ تو اس کی کہ با دوبریانی سے میں اب اٹھنے بیٹھنے لگی ہوں۔
مگر جھکانے جانا تو جلد ہی چلنے پھرنے لگیں گی۔ آپ یہ بتائیں
اب تو کچھ یاد آ رہا ہوگا آپ کو؟"

"مجھے کیا یاد آنا چاہیے؟ اس وقت نے معصومیت سے پوچھا۔
سمیت دلتے نے سامنے ایک کرسی پر بیٹھنے سے کہا: آپ
ہماری دوبری ہیں۔ آپ کا نام اس وقت ہے۔"

"آپ سب یہی کہتے ہیں تو میرا یہ نام ہوگا مگر میں کیا کروں۔
بار بار سوچتے سے بھی یاد نہیں آتا کہ میں کون ہوں اور کہاں سے آئی ہوں۔
میں ۵۵ تھرا ہوا کہ وہاں ویدراج کہتے ہیں کہ آپ کو کھلی تیرس
یاد دلانے کے لیے مزدوران بھیجنا ہوگا۔ آپ نے مجھ سے جوائی تمک
میں مزدور اور تیرس میں زندگی گزارا ہے۔ وہ تمام جگہ میں دوباؤ دیکھنے
سے آپ کو سب کچھ یاد آجائے گا۔"

"پھر تو میں مزدور ہوں ماؤں کی اور کچھ؟"
وہ ذرا چمکپٹا پھر بولا: "آپ بہت تندہ ہیں آپ کو یاد نہیں
ہے ایک بار آپ نے میری سوچ پڑھ کر معلوم کیا تھا کہ میں آپ سے
پریم کرتا ہوں۔"

"اچھا۔ پھر کیا ہوا؟"
"پھر پھر آپ ناراض ہو گئی تھیں کیونکہ اس سے دوبری ہونے کے
نلطے آپ صرف دوبریوں کی امانت تھیں مگر اب میں چھرتبت کر کے
اپنے دل کا حال سنا رہا ہوں۔"

"وہ رائے صاحب! میرا سر دکھ رہا ہے۔"
"ہاں ٹھیک ہے۔ میں بھی چلا مانا ہوں۔ بس اتنی چلا تھا (اتھا)
کچھ کریر سے ہائے میں سوچیں میں پھر آؤں گا۔"

وہ آنکھ کر کے باہر چلا گیا۔ اس وقت اس کی سوچ پڑھ رہی تھی
وہ سوچ رہا تھا: یہ سب کچھ ہونے کے بعد مجھے پہلے کی طرح معصوم ہے
چلا جھکت کی باتیں سمجھتی ہی نہیں کیا۔ اپنی بند تار اور جوائی کر جھکتی
نہیں ہے؟"

وہ سوچنے کے دوران ذرا جھلا سا گیا۔ ایک خوف سا عموس ہوا
کرس وہی اس کی سوچ نہ پڑھ رہی ہو پھر وہ آپ ہی آپ اٹھنے لگا۔
اس کی کھوپڑی کے تو باہر چلے گئے ہیں۔ اب وہ میری سوچ کو کیا پڑھ
سکے گی اگر پڑھ سکتی تو اب تک مجھے فریاد نہ لڑنے پتھی ہوتی۔"

اس نے دُور چلنے کے بعد لیٹ کر کوسے کی جانب دیکھا پھر
گھم کر چلتے ہوئے سوچنے لگا۔ ٹیلی پتھی کے بغیر کیا وہ خاک دوبری ہے گی۔
میں سب تک اس کی ٹیلی پتھی سے ڈنڈا رہا اور اس کی جوائی کے لیے
پلٹا نارا مگر اب یہی کوشش کروں گا کہ اسے چھیلی زندگی یاد آئے۔

اس کے داغ تک نہ ٹیلی پتھی پہنچے گی۔ نہ سمی وہ پھر بھاری پڑھے گی۔
میں میں جھارت پہنچنے سے پہلے ہی اس کی جوائی سے کھیل جاؤں گا...
اس وقت نے غصے سے غملائے لگی۔ میں نہیں جانتا تھا کہ غصے کے
باعث اس کے داغ چلا پورا بوجھ پڑے۔ اس لیے میرے اس کی سوچ
میں کما سمیت دلتے ہو کر دکھانا ہے۔ میں سمندر میں چلنا ہوں بلکہ
کتنے ہی مور کھیر سیکھ جائے کسی کہیں گھنٹی بائیں سوچتے ہوں گے۔ مجھے
غصہ کر رہا ہوں کہ نہ چاہیے۔ دیر جڑی (مخل) سے کام لینا چاہیے۔"

اس سوچ کے زیر اثر وہ دفتر دفتر فریادوں کو برکتی پھر اس نے
بستر پر لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں۔ سمیت دلتے اس کے داغ میں پچھو رہا
تھا کہ میں دیر تک اس کی سوچ میں اس کے داغ کو تھکنا رہا۔ جب
وہ سکھنے سے سو گئی تو میں اس کے داغ سے واپس آ گیا۔

"وہ دن ہے کیا چیز؟ کیا ہم انسانوں کی دنیا میں ایسا عمر کسی نے
دیکھا ہوگا کہ میں کے نظارہ درجہ میں مگر باطن میں داغ ایک ہے؟
ایسے عجوبے کو کھینچنے کے لیے انسانی تاریخ پر پشمینک سے سوز کرنا ہوگا۔ پہلے
تو دن دوبری دیرا ناؤں کے عجم میں ایک ایسی سبھی کا ذکر ہے جس کا نام
برافریٹ تھا۔ وہ بیک وقت مردی تھا اور لڑکتی تھی اس کا ہم
موازی بھی تھا۔ وہ تیرس دوبری اور ہرز رگھو (اسی دوبری دوبری فریڈٹ
دوسری کی اولاد تھی) تھا۔"

جب عجوبے کا ذکر ہوا اور ایک بدن کے ساتھ چار ہاتھوں کی بات
کتنے تو مندو دھرم کی کال مانی کی تصور پر سب ہی نے دوجھی ہوگی میں کے
چار ہاتھ ہوتے ہیں۔ ایک کیشی نالاج ہیں۔ بن کا ہم انسان کا دوسر
ہاتھی کا ہے۔ یہ اپنے اپنے دھرم اور مذہبی عقیدے کی بات ہے عقیدہ
ہو تو ایسی عجیب بہتیاں قابل پرستش بن جاتی ہیں۔ عقیدہ نہ ہوتی بہتیاں
عجربے کلاتی ہیں اور ان کی باتیں محض افسانوی ہوتی ہیں۔

انہوں نے مسلمان ہیں۔ میں دو بدن کو قابل پرستش نہیں بلکہ
مفکھہ خیز تیرس میں کلا جو کچھ وہ میری زندگی کے راستے میں آئی تھی اس
لیجے میں اسے افسانوی کردار نہیں کر سکتا۔ جنھیں سے کبھی عجب دیکھے
ہوں وہ اس داستان کو افسانے کی طرح پڑھتے ہوئے گزار جائیں۔

پتھیں کتنی رات گزر گئی ہوگی میری وہ لڑت تو خیال خروانی
میں ہی گزار رہی تھی۔ میں اطمینان سے آنکھیں بند کر کے وہ بدن کے داغ
میں پتھی کیا میرا خیال تھا کہ وہ سو رہی ہوں کی مگر وہاں کہ رہی تھیں لیاں
بل رہی تھیں۔ میں بڑے نوجھے سے دماغ پہنچا تھا۔ چنٹ چاپ ان کی

سوج کر پڑتے ہوئے اس کے بدن کے نشیب فراز کو بھی چھتارہا معلوم ہوا کہ دونوں ہی دھتیز نہیں ہیں۔

وہ ایک دوسری کے سامنے کھڑی ہوئی تھیں اگر ان کے سامنے آئینہ ہوتا تو ان کی سوج سے مجھے معلوم ہوجاتا مگر ان کا دماغ کتنا تھا۔ میرے سامنے جس میں وہاں ایسا اپنے آپ کو دیکھ رہی ہیں۔

میں ایک ہی دماغ کو بڑھادھا تھا اور اس دماغ کی ایک سوج کے مطابق دو مختلف جسم حرکت کر رہے تھے، یہ اس کو دیکھ کر وہ اس کو دیکھ کر کہنے سامنے لاس لاس ہیں۔ چلے آئیں نے بستر کے سر پر لیٹے لیٹے لاس لاس ہیں سے اٹھو تو ایک ساتھ ایک ہی وقت میں آٹھاکر آس کے بعد آٹھوں نے اپنی پہلی آنکھیں کسی وقت بھی اٹھنے بیٹھنے ایسا ہی جتنے وقت کسی ایک سے کوئی غلطی ہو سکتی تھی پہلی آنکھ کے وہ سائید جن لگانے لگیں تو ایک کی پہلی آنکھیں ٹوٹ گیا۔ ٹوٹ کر گرتے ہی اس کے قہقہوں کے پاس چلا گیا۔

ایک کا ہاتھ رک گیا جیسے دونوں کا کشش ایک ہی ہو۔ دوسری کا ہاتھ بھی رک گیا تھا جس کا بدن ٹوٹا تھا اس نے اپنے قہقہوں کی طرف نظر جو کیا نہیں تو وہ بڑی کی نظر بھی اپنے قہقہوں کی طرف جکسا نہیں چھو دونوں نے ایک ساتھ پہلی آنکھیں کو اتارنے سے اڑی کی بچا کر اڑی اڑی کر باسڑو ڈھم ڈھم میرے...

ایڈی سے ڈھانچا ہوا خراب گاہ میں داخل ہوا چھو دو بدن کے سامنے بیچ کر آئینش پر گیا۔ میں مادام!

وہ مختصر سے ہلے۔ سوز کے بجائے میرا جن کیسے ٹوٹ گیا؟

ملگ۔ کیا دونوں تیلوں کے جن ٹوٹ گئے ہیں؟

نہیں۔ میری تیلوں کا جن کھل گیا ہے۔ یہ دیکھو...

دونوں نے دونوں پہلی آنکھیں کے آگے بڑھا دیں۔ وہاں سے بیچنا شروع تھا کہ کسی کی پہلی آنکھ سے جن کھل گیا ہے کیونکہ دونوں ہی ایک آواز میں میری تیلوں کستی ہوئی ایک ساتھ دو دھتیز تیلوں بڑھا چکی تھیں۔ ایڈی دونوں کا خاص خدمت گار تھا باسی دشاؤں سے گزرنے کا عادی ہو گیا تھا۔ اس نے دونوں پہلی آنکھیں کو لے کر عزتوں چاہتے تھے کہ کتنا معافی چاہتا ہوں مادام! لاس چیک کرنے سے غلطی ہو گئی تھی کیا آپ دو سر لاس لینا چاہتے ہیں؟

دونوں نے دونوں ہاتھوں سے کما تے ملادی کھولتے۔

وہ ملادی کی طرف بڑھ گیا۔ ملادی کے پرٹ ہو گئے تھے تو آدم آئینے میں دو بدن کے را با اٹھا آتے تھے۔

اور تیار ہو کر ایک ڈاڑھ بڑے کے قریب ٹھیک گیا۔ وہ غور کر لیں تو انھیں بھونڈوں کی ملادی کھولتے:

اس نے ملادی سے ملادی کھول دی انھوں نے کھو پایا سیاہ نیل پر اور اسی طرح لکڑی کھولتے:

اس نے حکم کی تعمیل کی نظریں جھکا کر پیٹے دو دھتیز لایا جب دو دھتیز وہاں ہاتھوں نے آئینے لے لیا تو وہ چہرہ ملادی کے پاس ہا کر دو دھتیز لکڑی کھول لے آیا۔ میں نے اڑی کی سوج پر بھی بند پڑاں ہو کر سوج لڑا تھا۔ یہ خدمت گزار ہی بڑی ہوتی پڑتی ہے۔ دونوں سالیان دیکھے کی چیزیں۔ یہیں دیکھتے دیکھتے غور سے دیکھتے نہیں سکتا۔ وہ عاجزی سے لڑا۔ مادام! ایک اتارے آپ غور کر لیں۔ آخر میں ایک وہ ہیں۔ نظریں تو جھیک ہی جاتی ہیں۔ خٹلے آپ کہاں قہقہے نہیں بنایا ہے کہ کہہ...

وہ بھونچا نہ لگا۔ وہ لڑیں۔ اچھا بھگتے گی۔ آدھیر کھن کھن بڑا۔

نہیں۔ میں زندہ رہنا چاہتا ہوں۔ میں تو تہ کبہا کھار لیاں وغیرہ بنانے کیلئے آپ کی عورت کو رکھ لیں۔

میں۔ اگر تھیں نہیں ہوتے کہیں ایک کڑو عورت میں تو تم اتنا کڑے باؤشٹی کی کر بھٹ پڑو گے؟

مادام! میں وحشی نہیں بن سکتا۔ آپ کا دماغ وہاں۔

کوئی انسان پلٹا شہی ذفا دار نہیں ہوتا۔ اسے دولت یا طاقت دھلا دینے پر مجبور کر دیتی ہے۔

آپ درست کہہ رہی ہیں۔

یہ یہ کوئی فردی نہیں ہے کہ وہ برسین عورت کو دیکھ کر ایک جانے۔ اپنی خیریت چاہتے ہو تو اپنے نفس کو کھالیں دیکھو۔

یہی بہت اچھا۔

دونوں نے ہلے آپ آتے ہیں دیکھو چھو گھو گھو ایک ایک دوسری کر دیکھتی ہوئی لڑیں۔ چھیک ہے ایک تم پر نکلیتے...

وہ لول شاد بنا۔ ہو کر بولتی ہوئی خواب گاہ سے باہر گئیں پھر وہ خواب گاہ کے پیچھے جانے لگیں۔ یہ جیل خانہ تھا مختلف کڑوں کی سلاخوں کے پیچھے قیدی بیٹھے ہوئے تھے باسولہ تھے مسلح جوان وہاں ملن کو دیکھتے ہی الٹ ہو گئے۔ آہنی سلاخوں کے پیچھے ایک کڑی تھی تو وہ خراب فریٹ ہوا نہ جاسود ہا تھا۔ عمر عورتوں کو تھکا کر لیا۔ انہیں شراکی خراب اور دھتیز کی مشن کر رہا ہوں۔ اس کے جسم سے کانٹے نکال دیے گئے ہیں۔ خاکہ کے کما ہے کہ اسے سونے کا تو فائدہ دیا جائے جب یہ جیل پر ہکا تو میں اس کے ذاتی اور فادائی معاملات معلوم کروں گا۔

وہ آگے بڑھتی ہوئی دوسرے کڑے کے سامنے آئی۔ وہاں جس کا ایک بہت بڑا صنعت کار ڈاڑھ سومر قہقہہ فاشٹا نا ہی ایک تخت وہ بدن کے سامنے حاضر ہوا۔ وہ خان سومر کے ایک ایک میں تھا۔ یعنی اس وقت ایک ڈاڑھ سومر و سلاخوں کے پیچھے تھا۔ دو ماڈرن سومر و سلاخوں کے باہر تھا۔ وہ بدن دونوں کو قہقہے کی نظروں سے دیکھتی رہی تھی کہ سومر نے سلاخوں کو کٹھا کر لپچھا۔ مادام! اس کی جب پر دھتیز کرتا رہتا ہوں

میں اپنی ساری دولت سے رہا ہوں۔ میں آئینہ بھی آپ کے کام آتا۔

دھتیز لگا۔ پلینر سے اس قہقہے میں نہ کہیں۔

سلاخوں کے باہر دوسرے خان سومر نے بھی وہی کہا۔ مادام! میں چیک پر دھتیز کر رہا ہوں۔ میں اپنی ساری دولت سے لاپرواہ ہوں۔ میں آئینہ بھی آپ کے کام آتا رہا ہوں۔ پلینر مجھے اس قہقہے میں نہ کہیں۔

دونوں کی آواز اچھے اور انداز میں ایک دوسرے سے گفتگو تھا۔ وہ بدن نے خوش ہو کر کہا۔ دل دن فاشٹا زہر دوست نکال ہو۔

وہ آگے بڑھ کر تیسرے کڑے کے سامنے پہنچی۔ وہاں انٹرنیشنل سی ٹرانسپورٹ کھلا پولیشن کے ڈائریکٹر ہرنلی پڑیں پڑیں کر قہقہے کیا تھا۔

سلاخوں کے باہر بھی ایک پیری پڑیں موجود تھا۔ وہ بدن کا ایک ہاتھ مارا نا وارڈ تھا۔ اہل پیری پڑیں نے وہ بدن کو دیکھتے ہی بیخ کر کہا۔ کڑوں میں اس میں کئی کئی کون کون گھوم سالیان سوہری شخصیتوں کا قہقہہ کرتے۔ یہ تو تم ہی ایک ہو۔ جو تمہارے ساتھ دوسری ہے۔ یہ تمہارے تھک ایک میں ہے تم ایک دوسری کی نقل کرتی ہو۔ مادام! انوکھا جانی داڑھ میرے بولپ میں میری نقل کرنا ہے۔ اب اس کی خاموشی وہاں گھلا ہے نکالنا تو نہ نہیں دونوں کا تہا۔

مگر نقالی جاری تھی جس انداز میں پیری پڑیں بول رہے تھے۔ وہ بدن نے نقالی کرنا ہی اپنی انداز میں آئی انداز میں کتا مارا تھا۔ وہ بدن نے کھنکھ گھاری تھی آخر میں اہل پیری پڑیں سلاخوں کو کٹھا کر لپچھا۔ اس کا نقل خاموش کھلا تھا۔ وہ بدن نے اسے ایک ہاتھ چوسا کرتے ہوئے کہا۔

خاموشی میں جس کی نقل کرنا۔

دونوں کے آپ ملنا پر ایک مطلب دھلائے جتنے تھے جانی مادام! کٹیٹی اور گال پر ایک ساتھ دو دھتیز ہاتھ پڑے۔ میں نے جانی داڑھ کی کھوپڑی میں بیچ کر دیکھا اس کا سر بڑا اور اچھا اور ماہل ہوا بڑی طرح دکھ دلا تھا کسی عورت کا ہاتھ آیا فولادی نہیں ہو سکتا کہ ایک ہی ہاتھ میں سائے ہو کر بھونچا بنا کر کہہ سے یا تو وہ بڑی محنتوں کے بعد فولاد بنا لی تھیں یا پھر تو قہقہے طور پر ڈول ہوا اس پور دھتیز تھیں۔ ایک ساتھ دو جسمانی قوتیں عمل میں آتی تھیں۔

جانی داڑھ دونوں ہاتھوں سے سر کو کھانک کر لہلہانے کی دیوار سے جیک لگا کر بولتا۔ مادام! اس نے پیری پڑیں کی اس لیے نقل نہیں کی کہ سلاخوں سے سر کو کھانک کر لپچھا۔ اس کا رول اور ادا کرنے نہیں جاسکتا تھا۔

وہ غور کر لیں۔ ہاتھوں کے اگر تو ذہنی حالت میں اس کی شکل کے باہر ہے لگے کہ جانی آئے۔ جینو کے تو قانون کے مطابق کھنکھ آتے جینو کا گھبراہٹ ہو کر کرنے والوں نے واقعی پیری پڑیں پر ظلم کیلئے کیا تم بھول گئے کہ میں نقالی چاہتی ہوں۔

اہل پیری پڑیں نے ہاتھ لگا کر کہا۔ مادام! پھر تو میں اور

زیادہ سر کو کھانک کر لپچھا۔ اس کا رول اور ادا کرنے نہیں جاسکتا تھا۔

مرا با پڑے گا۔

یہ کتھے ہی وہ سلاخوں سے سر کو کھانک لگا۔ نقالی پیری پڑیں کو بھی یہی کرنا پڑا۔ دونوں کے سر کو کھانکے کا انداز بڑا ہی وہی تھا۔ ختم ہوا ہی سلاخیں جیسے لڑ رہی تھیں۔ ایک باک باک نقل نے سلاخوں سے سر کو کھانکے کیلئے آہستہ سے سلاخوں کو آگے کی طرف نکالی اور کھل جانی لپچھے۔ وہ بدن نے ایک وقت دو ہاتھوں سے اس کے سر کے بالوں کو پکڑ کر دوسرے سلاخوں پر ملانے ہوئے کہا۔ اہل پیری پڑیں نے ہاتھ مارا ہے۔ ایک ہی نقالی کر۔

لیکن وہ نقالی جانی داڑھ اب اپنی مالک کی ہاتھیں کھنکھنے کیلئے ہوش میں نہیں تھا۔ وہ بے ہوش ہو کر فریٹ ہو کر بڑا جاتا اس کا چہرہ لہرے بڑا تھا۔ تمام کئی کئی ہی حالت تھی مگر وہ ہوش میں تھا۔ انھیں چاہا چھاڑ کر دھتیز زندہ نظروں سے وہ بدن کو دیکھتے ہوئے ایک ایک کر لیا لپچھا۔

تو وہ تم بھی میری نقل کر رہی تھیں۔ میں بھی مار ڈالوں۔

وہ چھو کر زلزلہ بھونچا۔ وہ بدن خانہ خانہ انداز میں ملتی ہوئی جوبل غار سے باہر لگئیں جو جن کے درمیان راستے سے گزرتی ہوئی بڑے ڈال میں پڑتھیں۔ وہاں مختلف چھوٹی چھوٹی مشینوں کے پاس کئی خانہ میرے بگڑا گیا ہے۔ وہ بدن نے ایک کٹین کے پاس آ کر دیکھا۔ وہاں خوب عورت بڑا نا کٹین کے تیار کیے جا رہے تھے۔ وہ دو ٹیکس آٹھ کر ایک دوسری کے سامنے کھڑی ہو گئیں۔ چہلے پلے پلے گلے میں وہ ہار میں کر دیکھتے لگیں۔ بہت سی خوب صورت ہار تھیں۔ ہاروں کی بگڑا ہوتی ہار تھیں بھرتی تھی۔

وہ خوش ہو کر بولیں۔ یہ مشروٹو اتھادی نکھاری کا جواب نہیں ہے۔

بر لو کیا انعام چاہتے ہو؟

مادام! آپ مجھے فریٹ سے آٹھ کر فریٹ پر بیچنا دیا ہے۔ مجھے کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ میں اس ایک ہفتہ کیلئے اپنے بڑے بھتیجے سے ملنا چاہتا ہوں۔

کل ہفتہ ہی روزانگی کا انتظام کرنا چاہئے گا۔

یہ کہہ کر وہ دوسری مشینوں کی طرف گئیں۔ کہیں ریل سٹ کہیں میرا ٹپ اور کہیں کانوں کے آؤ پنے تیار کیے جا رہے تھے۔ وہ مطمئن ہو کر مال سے باہر آئیں۔ اس کی سوج کہہ رہی تھی کہ اچھی رات کے تین بج لے رہے ہیں۔ چاہئے ان کا دی گروں کی ڈیوٹی ختم ہو جائے گی پھر جوت بند شام ایک آنا کر لیں گے۔ وہ چلنے چلنے بڑے سے گزرتے ہیں۔ آئیں مسلح افراد سے دیکھتے ہی ٹینشن ہو گئے۔ ایک دیکھ کر اس میں چار شخص بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی آنکھوں پر پٹی تھی۔ انھیں ایڈی سے تیار کیا کہ وہ پانوں ایک ماہ کی بھتیجی کے کراپنے اپنے گلے جا رہے ہیں وہ بدن وہاں کل میں آ کر بیٹھ گئیں۔

گاڑی اشارت ہو کر کہہ رہی تھی۔ چھوٹی دلیل والا نظر تھا۔

درا۔ ایک طرف سرک رہی تھی۔ گاڑی وہاں سے گزرتی ہوئی دلیل میں

پہنچ کر رک گئی۔ پھر ویلا وار سرک کر اپنی جگہ آگئی اور دلدار اور پرک جانب
 ابھرتی ہوئی نکلے مشکل میں بلکہ کے نالے پہنچ گئی۔ وہاں سے دو گن کار
 دوبارہ اشارت ہو کر مدلی حصے کو بھرتی ہوئی آگے بڑھنے لگی نظر بنا
 دو میل تک چلتے پہنچے کہ بعد ان چاند کی آنکھوں سے شبیاں کھول
 دی گئیں۔

دو دن نے گاڑی سے اتار کر کما تم جہاں پر پہنچا تو کہتے تھیں
 ایک ماہ کی چھٹی دی جا رہی ہے۔ اگر مقررہ وقت پر پہنچے گا کہ وہاں کی
 پہنچو گے تو چہرہ ہاں رہے گا وہاں تھادی موت پہنچ جائے گی مگر ان۔
 وحش لیگڈ جرنی ...

دو گن کار کے چل گئی۔ دو دن وہاں اس وقت تک کھڑی
 رہیں جب تک کہ گاڑی کی رفتی نظر آتی رہی۔ پھر انھوں نے ایک
 بھر لوڑا کھوئی لی۔ سوئی ایک نہیں بیک وقت دو اٹھائیاں لیوں ان
 کے بدن ٹوٹ لے گئے۔ وہ دو دن کسی راک فلیر باقی شخص کے ہاں سے
 میں سوچ رہی تھیں۔ سوچ کا امانا زیادہ تھا کہ راک فلیر اٹھ کا چھوڑ بیٹھا۔
 میں اتنی دیر سے دو دن کے خیالات پڑھنا جا رہا تھا۔ ان کی
 ذات سے بنیادی دلچسپی تھی کہ وہ دو ہرے کے باوجود ایک تھیں ایسی
 مشترک خدوشیں تھیں کہ اپنا عجیب نماناں گی۔ وہ کیسا عجیب ہو گا کہ یہ علم
 کرنے کے لیے میری دلچسپی اور بڑھ گئی۔ اس وقت دو دن بری بھری نم
 آلود گھاس پر لوٹ رہی تھیں۔ دن رات زمین دوڑا آئے ہیں تین تین
 کے بعد وہ ہر رات تین تین کھلی فضا میں آتی تھیں اور صبح تک آزاد
 چھٹی کی طرح جنگل میں گھومتی رہتی تھیں۔

کیوں وہ رات راک فلیر سے لافیات کے لیے مقرر تھی پھوڑی ہو
 بعد وہ گھاس پر سے اٹھ نکلیں۔ پھر ایک طرف چلے گئیں۔ تو یہی مقامی
 باشندوں کی ایک بستی تھی۔ میں اس خیال سے اٹھ بیٹھا کہ وہ ہر باہر تھی
 کی طرف آ رہی، یہاں بیٹے کا گچ کی کھڑی کھلی ہوئی تھی۔ باہر جانے
 میں جنگل سو رہا تھا۔ جاؤں طرف گری خاموشی چھائی ہوئی تھی میں نے
 شبانہ پر ایک نظر ڈالی۔ پھر اس جنگلی سے اٹھ کر کھڑکی کے پاس گیا۔
 دو دن کی سوچ کبہ ہی تھی کہ کبھی بنگالوں کے سامنے ہے کچھ
 مقامی اور غیر مقامی باشندے ہاتھوں میں شمشلیں لیے ان کے استقبال
 کے لیے کھڑے تھے۔ میں میرا خیال غلط سمجھا۔ چار سوستی میں شمشلیں روشن
 نہیں تھیں اور نہ ہی کوئی استقبال کے لیے کھڑا ہوا تھا۔ وہ کوئی دوسری
 بستی تھی۔ وہاں مقامی باشندے دو دن کے آگے گھٹنے ٹیک سوچتے
 اور سر ہکا بکے تھے۔ وہ ان کے درمیان سے گزرتی ہوئی ایک جھونپڑی
 میں آئیں۔ مسک لوگ باہر نکلے گئے۔ دو دن نے جھونپڑی کے دروازے
 کو اندر سے بند کر لیا۔

اس کے بعد میں مختصر بارہنٹی سامان تھا، وہ کمرے سے گزرتی ہوئی پچھلے
 برآمدے میں آئیں۔ برآمدے کے سامنے اونچی اونچی جھاڑیاں تھیں۔ آئے

بڑھنے کا راستہ نہیں تھا۔ لیکن وہ آگے بڑھ گئیں۔ جھاڑیوں کو چاروں
 باغوں سے بٹانی اور چاروں طرفوں سے بڑھتی ہوئی ایسی جگہ پہنچ گئیں
 وہاں جھاڑیوں کے بیچ زمین کا تھوڑا سا حصہ رنگا تھا۔ وہاں پتھر کی
 بڑی سی سیل رکھی ہوئی تھی۔

سیل کے دونوں آہنی کڑیوں کو چاروں باغوں نے تھا مگر
 آٹھتا شروع کیا۔ سیل آہنی وزنی مٹی کا ایک قوی بیکل شخص تھا۔ اسے پلا
 بھی نہیں سکتا تھا لیکن وہاں ڈیل وارکس باور دادا تو تھی چند لمحوں
 میں ہی وہ سیل اپنی جگہ سے ہٹ گئی۔ اب سیل کی جگہ گرائی نظر آ رہی
 تھی، ایک زبردست آہنی گرائی میں آٹھتا چلا گیا تھا۔ اس لیے سے بیک
 وقت ایک آہنی گورسٹا تھا اور وہ دو تھیں۔

وہ دونوں آگے بڑھی پھر برکتیں مان کے داغ نے آگے والی
 کے قدموں کی طرف اشارہ کیے والی کے قدموں کو لٹکتے کی ہرابت کے آگے والی
 نیچے نیچے پوچھ گئی۔ پھر پڑنے آئے اتار کر رک گئی۔ داغ کی ہرابت کے
 مطابق پیچھے والی نے اپنے پوچھ گئی۔ اس کے بعد ان دونوں پیچھے کر دونوں ہاتھ
 اٹھا کر اوپر کی سیل کو اس کی جگہ واپس کھینچنے لگی۔

میں نے جلی باران کا الگ الگ عمل دیکھا۔ یہ عمل ایسا ہی تھا۔
 جیسے ہمارا داغ میں بیک وقت دونوں ہاتھ اٹھانے کے لیے کے دونوں
 ہاتھ اٹھا چائیں اور صرف ایک ہاتھ کراٹھے کی ہرابت سے تو ایک ہی
 ہاتھ اٹھے۔ اس طرح ان کا ایک داغ چار ہاتھ چار پاؤں اور دو دم کو
 اپنے کٹرول میں رکھتا تھا۔

اس وقت صرف دو ہاتھ اس پیچھے کی سیل کو بٹانے میں ہا کام رہے
 اس نے باہر سے بڑھنے والے کو کھلا چھوڑ دیا۔ پھر دونوں ایک دوسری کے
 آگے پیچھے زمین سے اترتی ہوئی تھیں۔ اٹھنے کے فرس پہنچ گئیں۔ وہاں
 بل کی ایک فنڈر روشن تھا۔ تین شخص اس کے استقبال کے لیے کھڑے تھے
 تھے۔ ایک لوڑے شخص نے کہا: بیٹی! کتنی بار سمجھا ہے کہ اس راستے
 سے دو یا کوڑا کرنا تم اپنی خواب کا وہ سے بیان نہیں آسکتی تھیں؟

دو دن نے کہا: ڈیڑی ماہ میں نے کتنی بار کہا ہے کہ میں ہرگز
 کے راستے سے آنا نہیں چاہتی۔ باہر جنگل میں جا کر بے گئی کھلی فضا میں
 سانس لینا چاہیے۔

۔ اگر ایک رات تم کھلی فضا میں نہیں جاؤ گی تو کیا فرق پڑے گا؟
 وہ دن نے کوئی جواب نہیں دیا۔ دونوں منگھا کر سامنے والے
 دروازے سے گور گئیں۔ دروازے کے دوسری طرف بڑا سا بال تھا۔ اس بال
 میں کچھ گنگ سولے اور ہر ایک کے زلیات تھیں۔ تھیں موت ڈوں میں کھڑے رہے
 بڑے کاروں میں بیک کر رہے تھے۔ وہ بڑے ہال سے گزرتی ہوئی ایک
 جنگلی راہداری میں آئیں۔ اس طرف میں بہت سے چھوٹے چھوٹے کس
 تھے۔ وہ وہاں سے گزرتی ہوئی دوسری راہداری میں آئی۔ اس کے آخری
 حصے میں ایک بڑا سا آہنی دروازہ تھا۔ وہاں ایک داخل برادر جان کھڑا

ہوا تھا۔ اس نے دو دن کو دیکھی ہی سلا گیا۔ پھر آہنی دروازے کے
 قفل کو کھول دیا۔ وہ دوسری طرف گئیں۔ آہنی دروازہ دوبارہ بند ہو گیا۔
 اس کو دوبارہ متعلق کر دیا گیا۔

وہ نیم تاریکی میں وہ شانہ شانہ آگے بڑھنے لگیں۔ پہلے کمرے
 کے کھلے بیڑے دروازے سے روشنی باہر آ رہی تھی۔ وہ اس کمرے میں داخل
 ہو گئیں۔ وہاں ایک ڈاکٹر اور چار صحت مند جوان موجود تھے۔ کمرے کے
 وسط میں ایک چاروں طرف روشنی کے سامنے میں ایک بستر بچھا ہوا تھا۔ وہ
 بدن اس بستر پر تکر بٹھ گئیں۔ ڈاکٹر نے کہا: اگر کتنی خصوص کر رہی ہو تو
 آرا کو مت

۔ ہمیں تھوہ دونوں لوہوں۔ میں راک فلیر سے ملے جاؤں گی۔ اس
 ماحول میں میرا دم کھٹکے لگے تھے۔
 ڈاکٹر نے کہا: راک فلیر ماحول میں مل جاتا ہے۔ جھیل محل
 سے باہر کمان جا چاہتی ہو؟

۔ میں ڈونا دیکھنا چاہتی ہوں۔ مجھے لوگوں سے ملنے، اٹھنے بیٹھنے اور
 لباس پہننے کے طور پر لینے کھانے گئے ہیں۔ مجھے مذہب ڈونا کی دلچسپی
 گئی ہے۔ پھر میں اس جنگل سے باہر نہیں جانا دیا جاؤ؟
 ۔ ہم تمہیں بارہا سمجھا چکے ہیں کہ مذہب ڈونا میں جا کر تمہا سبرن
 جاؤ گی۔ تم نے اپنے دو ہاتھ وجود کو کھینچ کر کوشش کرو۔
 ۔ میں سمجھ رہی ہوں۔
 ۔ تم جھوٹ بات رہتی ہو۔ اگر الگ الگ ہوتو ایک ساتھ نہ لڑو۔
 دو دن کی سوچ نے کہا: اب میں اپنی ایک ہی زبان سے بولوں
 گی۔ دوسری زبان چھپ لے گی۔

یہ سوچتی ہی ایک کلب بے۔ ایک زبان نے کہا: دیکھ میں تمنا
 لدا رہی ہوں۔ دوسری چھپ ہے۔
 فائبر نے کہا: یہ تو آواز اس کے وقت تم ایک لیتھی ہو لیکن عام
 علامت میں اپنی فطرت سے عجب ہو کر ایک اور ایک دو میں نہیں ایک
 ہی دن کو ظاہر ہوتی ہو گی

۔ میں دفتر تازہ ایک دوسرے سے ملنے پہنچنے کی عادی ہو چکی ہوں گی
 یہ وقت خالص ذکر و جملہ ماحول کو۔
 ۔ کچھ کھول اپنا لباس اتارنے لگیں۔ اس پاس کھڑے بیٹھے جوان
 ان کا آواز ہوا۔ اس سے کہ ایک طرف دکھ رہے تھے۔ پھر وہ دونوں بستر پر
 لیٹ گئیں۔ ڈاکٹر دو تھیں کے ایک میں سے ایک تھیں اٹھا کر لایا جس
 میں ہر رنگ کا سیال مادہ تھا۔ چاروں صحت مند جوان ریر کے دستانے
 پہننے بیٹھے تھے۔ ایک سے ہر تال کو ایک بیٹے سے کٹوں سے میں انڈولہ پھر
 چاروں باہر بلدی اس کٹوں سے میں ہاتھ ڈوڑا کر اس سیال کو بدن کے کین
 پر مگر نہ اور ہاتھ کرنے گئے۔ وہ کھلی سے لے رہے تھیں۔ ہاتھ کرنے
 طے پھوڑے ہاتھ انھیں کھلیت میں پہنچا ہے تھے۔ دو دن کے احساسات

کے کھولنے اور غیر مقامی باشندے ہاتھوں میں شمشلیں لیے ان کے استقبال
 کے لیے کھڑے تھے۔ میں میرا خیال غلط سمجھا۔ چار سوستی میں شمشلیں روشن
 نہیں تھیں اور نہ ہی کوئی استقبال کے لیے کھڑا ہوا تھا۔ وہ کوئی دوسری
 بستی تھی۔ وہاں مقامی باشندے دو دن کے آگے گھٹنے ٹیک سوچتے
 اور سر ہکا بکے تھے۔ وہ ان کے درمیان سے گزرتی ہوئی ایک جھونپڑی
 میں آئیں۔ مسک لوگ باہر نکلے گئے۔ دو دن نے جھونپڑی کے دروازے
 کو اندر سے بند کر لیا۔
 اس کے بعد میں مختصر بارہنٹی سامان تھا، وہ کمرے سے گزرتی ہوئی پچھلے
 برآمدے میں آئیں۔ برآمدے کے سامنے اونچی اونچی جھاڑیاں تھیں۔ آئے

ہے۔ جتھیل در ہاتھ کر مائش کی دوایں مجھیب سی سوڈن ہے۔ دو دن بدن
 میں بلن کا احساس شدت سے ہر ہاتھ۔ لوگ لگتا تھا جیسے سسر بھگھا کر
 عورت پرست کے بدن میں مائش کے ذریعہ پہنچا جا رہا ہے۔

میں دو دن کچھ ڈاکٹر کے دلخ میں پہنچ گیا۔ میں علم کرنا چاہتا
 کہ خود کس قسم کی مائش ہے اور صرف دو دن کے بدن کی ہی مائش کیوں
 کی جا رہی ہے؟ میں نے بہت آہستہ آہستہ ڈاکٹر کے ذہن کو کربلا کر وہ
 مائش کا فارمولہ اپنی سوچ کے ذریعہ برائے لگا لیا۔ لیکن وہ اس کے نام ایسے ناقابل
 فہم تھے کہ میں انھیں سمجھ سکتا تھا۔ نہ یاد رکھ سکتا تھا۔

اس کی سوچ کبہ ہی تھی۔ اس مائش کا ایک ایک قطہ گوشت کے
 لیٹے لیٹے میں پہنچ کر دم کر بیڑی چھوڑوں سے لے کر اس اور بڑیوں کو فرلاد
 بنا دیتا ہے۔ یہ میری قابل فخر ایجاد ہے لیکن عام استعمال کے لیے اس مائش
 میں ملاوت کرنی ہوگی کیونکہ موجودہ مائش انسان کی جسم کے لیے تو ذہن پر
 ہے جو بھیل (دو دن) کو بچھیں سے حقہ نظر و مائش کا عادی بنا گیا ہے۔
 پھر جی کھلیت سے لڑتی ہے پھر عادی ہو جاتی ہے۔

آٹھ گھنٹہ بعد مائش کا عمل ختم ہو گیا۔ چاروں جوان ہوتے نہ اتارے
 جیسے ہاتھ دم کی طرف چلے گئے۔ وہ دن تقریباً دن ٹک چھپ جا
 لٹی رہیں جب اپنے اندر مائش کا احساس باکل ہی ختم ہو گیا تو وہ اٹھ کر بیٹھے
 گئی۔ اپنے مائش ہاتھوں کو دوش کے انداز میں حرکت دینے کے بعد کھڑی
 ہو گئیں۔ چھریوں کے بل ایک ٹینگ کرتی ہوئی کمرے سے باہر گئیں۔

راہداری میں آگے اور وہی کمرے تھے۔ ایک کمرے کے سامنے بازاؤ
 پھیل گئی تھی۔ دو دن نے اس کمرے میں جھانک کر دیکھا۔ وہاں ایک کھانے
 کی بیز ہو گئے گوشت کی کچہ برشیاں اور بہت مادی ڈوبیاں پڑی ہوئی تھیں
 دو دن کی سوچ کبہ ہی تھی کہ وہ کیا گوشت کھانے والا ذرہ اور بھی ڈرے سے
 فائبر ہو کر وہاں سے گیا ہے۔

اس کی سوچ کے دوران ہی ڈوڈ کیوں سے خواہش کی آواز سنائی
 دی۔ وہ خواہش تھی یا کوئی ذرہ یا گوشت کا بھگم کرنے ہوئے ڈوڈ کا لے
 لہا تھا۔ وہ گھم کر آواز کی سمت چلے گئیں۔ راہداری کے دو بازاؤ اندر سے
 میں وہ آگے بڑھتی جا رہی تھیں اور کسی کے سامنے لینے کی عیاری ہو کر
 آواز قریب آتی جا رہی تھی۔ سانس لینے کی ایسی بھیبک آواز کی کسی
 دھمکے کے تھنوں سے ہی نکلتی ہیں۔ وہ بے جھجک آگے بڑھتی ہوئی
 ایک کمرے کے دروازے کے سامنے پھیر گئیں۔

کھتے ہوئے دروازے سے کمرے کے سامنے والی راہداری میں اس کا ساہ نظر
 آ رہا تھا۔ سامنے کو دیکھ کر لپ لگتا تھا جیسے کوئی گور یا تخت پر بیٹھا ایک
 تھیل کو مرنے سے لگاے شراب پی رہا ہو۔ دو دن نے ایک ساتھ آواز دی۔
 ۔ راک فلیر۔

۔ غر غر غر غر۔۔۔۔۔ غر غر غر کے ساتھ آواز آئی۔ مائی سویت
 ڈول لیڈی عمر ان۔۔۔

وہ ہنر سے کہہ میں ہاں بڑھیں۔ چوتھوں نے گھٹ کر داک فیلو کو دیکھا۔ بل کنا چاہئے کہ وہ دن کی خامی آنکھوں سے منہ نہ دیکھا۔ راک کے معنی جٹان ہیں۔ وہ سات فٹ کا قد اچھا تھا، پٹھانوں پر گھاس نہیں تھا، گتھی بھروسا کرنا، آجس ہاں سے چھپا ہوا تھا۔ اس کے ہاں تو لباس نہیں تھا۔ بالوں نے ہی اسے ڈھانپ رکھا تھا۔ بیہ نظریہ، بالکل گریلا نظر آتا تھا۔ سر کے بال بھی جڑے تھے۔ ڈھانسی بھی تھی۔ اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں شریخ انگاروں کی طرح دکھتی تھیں۔ وہ وہ دن کو دیکھ کر سکا تو بڑے بڑے واخن کی نمائش ہوئی۔ وہ ایسے مضبوط وادعت ادا کرتا تھا جیسے کہ گولت کر سیکس کو قہر بنا جیتے تھے۔

وہ سکتا تھے۔ مگر عزت تانے پانے لڑا۔ تو چھ مہینا تو خوب کرنے آگئی ہو۔ میں کیسے تامل کر تھا۔ چاہئے کہ بعد میں کیا حالت ہوئی ہے۔ میں دیر لادوں سے مڑھ کر آئے گا ہوں۔

وہ دیر لیں۔ قصور بخاتا رہے۔ مجھے اس لیے غصہ آ جاتا ہے کہ تم آدھا پیکر کرتے ہو۔

”اے بیہ پیکر! پچی نہیں تم دونوں کو اس کے ساتھ کیسے پیکر سکتا ہوں؟“ وہ جھجکا کر کھڑا ہو گیا۔ وہ دن کے نام تو بھی مجھے دو کہتے تھے۔

وہ ڈاکو بھی تھے ایک تہ و بنا چاہتا ہے۔ کتا ہے۔ جب تک کہ میں اپنے دو جھوٹے نہیں کروں گی۔ مجھے مذہب تو دنیا میں جلا دیا جائے گا۔ کتا وہ آگے بڑھ کر لڑتا ہے۔ تو اپنے دو جھوٹے کیا کرے گی۔ اسے تم کو پھینک دو وعدہ ہوا تھا۔ میں اپنے چار ہاتھ اور چار پاؤں نظر نہیں آتے۔

وہ تجاہت میں سڑھ کر لڑیں۔ ہاں میں بہت زیادہ سوجھی بھڑک دیکھنے سے نظر آتے ہیں۔ مگر میں کیا کروں۔ یہ جلاؤں ہاتھ پاؤں مجھ سے ہی نکل رہے ہیں۔ میرے ہی داغ کے تابع فرماؤں۔ میں کیا ایسا تجربہ نہیں کیا گیا کہ مجھے دو جھوٹوں میں ایک کے ایک جھنڈے دوسرے کے سے میں بیخ و پاک پیکر دوں۔ یہی میرا ہی داغ لٹھارہ۔ جو کچھ میں ادھر کرتی رہی۔ وہی وہی ادھر کرتی رہی۔ چھریوں دو کیسے ہو سکتی ہوں؟“

”تمہاری دو کی ایسی کی تیس۔ میں تم نام دونوں کو ہی حاصل کر کے رہیں گا۔“

راک فیلو نے دوسرے ہنر سے کہہ دیکھا کہ یہ کونسا ہنر ہے۔ وہی وقت پیکر کی ڈھانسی کی تھی۔ وہ ادھر والے ہنر سے کہہ کی طرف جھکا تو وہی نے اس کی ڈھانسی بھڑک کر اپنی طرف کھینچ لی۔ پیچ کر لڑی۔ آدھرا سا جھک لپے ہو؟“

”اُس نے؟ جلا کر وہ دن کے دونوں طرف لپے دونوں آہنی چھریوں میں داب لیا۔ غصہ سے لڑا۔ اگر تم دونوں نے میری جھجکا شریخ کیا تو میں ان سڑوں کے ٹکڑے کر ڈالوں گا۔“

میں اس وقت وہ دن کے داغ میں بیٹھا۔ صبح طور پر ان کی فطری چھریوں کو کھینچ رہا تھا۔ وہ جھنڈے کے طور پر پڑا۔ عزاہی ہاں تیس نہیں کر رہی تھیں۔ جب راک فیلو ایک جڑے کر بھٹکا تو وہ دن کا داغ جھج جھج دوسرے کی تعلق جھوس کر تا تھا اور وہ بیک وقت بل بل پڑتی تھیں کھٹے پیکر دو۔

راک فیلو جھجکا کر دونوں سروں کو نکھڑا بنا چاہتا تھا لیکن چار ہاتھوں نے اس کے ایک بازو کو پکڑ کر موڑنا شروع کر دیا۔ راک فیلو نے دوسرے ہاتھ سے ایک ہاتھ بندھ لیا۔ مگر پیکر کے پڑنا تو ایک ہنر دوسرے کے جھکا گیا۔ وہ دن ایک دوسرے کے الجھ کر ڈال رہے تھے۔ شریخ کر کھڑی ہو گئیں۔ اس دوسرے کا ہاتھ فلاؤ کی طرح ذوقی تھا۔ وہ دن بھی فلوادی ہاں سے گور کر تھا۔ پورا آئی تھیں۔

راک فیلو نے دونوں ہاتھ پکڑ رکھے۔ وہ دونوں کو گرفت میں لینا چاہا۔ مگر وہ دونوں پھل کر اس کے آگے پیچھے بیٹھی گئیں۔ چھریوں نے ایک ساتھ لائیں جلاؤں ساک فیلو نے سامنے ہاں کے حملے کو روک کر پھیلے والی بات نے اس کے قدم اٹھا ڈیالے۔ وہ غور سے پکڑ لیا۔ اس وقت ہاتھ عدول کر کے ہاتھ چلے۔ وہ اٹھ کھٹا ہوا دو گرا۔ تاکہ وہ دونوں سامنے جھانسی آگے پیچھے سے مل کر نہ کر سکیں۔ چھریوں کو لڑا۔ تم دونوں جاتی ہو کر اپنی سلاخوں کی مار برداشت کر لیتا ہوں۔ تم عزاہی عزاہی تو نہ کھٹا رہی۔ وہ دیر لیں۔ یہ تمہی ہی طرح جانتے ہو کہ میری تپاں فلاؤں کی ہتھکڑے میں اوردہ مجھ پر چلے کرتے کرتے تھک جاتے گا۔ میرا کچھ نہیں بگڑے گا۔“

کہہ دوں میں ایک مڑے کا پکڑ نہیں کھا سکتے۔ ہنر سے کہہ صلح کر لیں۔ دیکھ میں تمہارا جھوکا ہوں۔ ادا تم میری جھوکا ہوں۔ دونوں کو باری باری پیکر کروں گا۔

”کون دونوں؟“

”دیکھو تمہارے ہتھکڑے فلاؤں پر۔“

اُس نے دوسرے کے کاہوازہ کھل کر اچانک ہی ایک ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔ دوسری ہتھکڑی ہوتی آئی مگر اس نے دوسری کو مات مار کر گرا دیا۔ پہلی کو کہہ میں دشمنی کر دو۔ اڑے سے پکڑ کر لیا۔ اس نے ایک اس کر سے میں تھی۔ دوسری اس کر سے میں اوردہ دونوں ایک دوسرے

کہہ دوں میں ایک مڑے کا پکڑ نہیں کھا سکتے۔ ہنر سے کہہ صلح کر لیں۔ دیکھ میں تمہارا جھوکا ہوں۔ ادا تم میری جھوکا ہوں۔ دونوں کو باری باری پیکر کروں گا۔

”کون دونوں؟“

”دیکھو تمہارے ہتھکڑے فلاؤں پر۔“

اُس نے دوسرے کے کاہوازہ کھل کر اچانک ہی ایک ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔ دوسری ہتھکڑی ہوتی آئی مگر اس نے دوسری کو مات مار کر گرا دیا۔ پہلی کو کہہ میں دشمنی کر دو۔ اڑے سے پکڑ کر لیا۔ اس نے ایک اس کر سے میں تھی۔ دوسری اس کر سے میں اوردہ دونوں ایک دوسرے

”نہ پورا۔ بعد ہنر... ڈاکو کی آواز سنائی دی۔ راک فیلو نے گھوم کر دیکھا۔ ڈاکو کے ساتھ چار نوجوان لڑاؤ لپے کھڑے تھے۔

راک فیلو نے جھجکا کر کہہ تم سب پھلے جاؤ۔ یہ ہاتھ نہیں آتے گی تو میں ایسے مار ڈالوں گا۔“

ایک نوجوان نے فائر کیلہ اٹھل کر کھٹے چلا گیا۔ ڈاکو نے آگے بڑھ کر کہا۔ یہ تمام چھریوں کی پوریشن اس لیے نہیں کی جاتی کہ تم ایک ہنر کو مار ڈالو۔ اس کے سب سے پہلے فائر فیلو تھیں موت کے گھاٹ اتار دینا ہے۔

وہ گن کر لڑا۔ کہاں ہے فائر فیلو؟ یہی اس سے دو لوگ ہائیں کنا چاہتا ہوں۔ مجھے اپنی مرضی سے ڈیل ہوئی کہ وہاں کرنے کا نفعہ دیا جائے۔ پھر میرے لیے فائر فیلو سے ڈیل کروا دیا جائے۔

”تمہاری مرضی نہیں ہے۔ تم جو تجربہ ہوئی پکڑنا چاہتے ہیں اس کے لیے مجھ سے کام لینا ہوگا۔“

”یہی کئی تجربہ کر رہے۔ وہ سے ایک ہنر ہے۔ میں ایسے ایک سے دو بنا چاہتا ہوں اور جھجکا شروع ہو جائے۔ یہ کسی قسم کا تجربہ ہے۔“

”تجربہ نہیں ہے۔ تم آج سے جھجھیں تانا ہوں۔“

وہ بیٹھ گیا۔ دوسرے کے کاہوازہ کھل چکا تھا۔ وہ دن ایک چھوٹی تھیں۔ ساک فیلو ان کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا۔ ڈاکو نے کہا۔ سنو! فائر فیلو نے تقریباً تیس برس سے ایسے انسانوں کو کھان لڑا۔ اور ان کی پکڑ کرنا ہے جو کسی نہ کسی طور سے تجربے کے ساتھ جاسکتے ہیں۔ تمہارا ایک عالم انسان ہو کر جو حیرت انگیز قوتوں کے مالک ہو۔ تمہارے سڑوں کو کھینچنے مار کر لڑا سکتے ہو۔ ایک جھک سے وقت کو جڑوں سے اٹھا کر جھینک سکتے ہو۔ عجیب بات یہ ہے کہ کچھ گزشت کی مراد خراب ہی کرنا نہ دیتے ہو۔

ڈاکو فیلو نے تھیں اپنے جانب غماز سے نکال کر کہاں اس لیے جھیلے کہ کھٹلے اور ڈیل ہوئی کہ اختلاف ہے۔ تجربے کے پیکر ایک ماہ میں ہمارا فیلو ہے کہ تمہاری اولاد تمہاری طرف تیرت انگیز قوتوں کی مالک ہوگی۔ اس تجربہ کے سلاسل میں ہم یہ اہم شاہد کرنا چاہتے ہیں کہ ڈیل ہوئی بیک وقت حاملہ ہوئی ہوگی۔ اولاد بہت تیز سے پکڑ کر رہی ہیں۔ پھینچ

”میں نے تم دونوں کے متعلق تفصیلی رپورٹ تیار کی ہے اور اسے فائر فیلو کے پاس بھیج رہا ہوں۔ وہاں سے احکامات آئے تک میرا فیصلہ یہ ہے کہ اب تم دونوں جگہ نہیں کرنا۔ کون تو غصہ میں دیا جائے گا۔ مادام ڈیل ہوئی ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ یہاں سے چلی جائیں۔“

وہ دن اٹھ کر کھڑی ہو گئیں۔ پھر کہنے لگیں۔ تم سب ڈاکو راک فیلو جیسے دوسرے کو میرے سامنے لاکر تجربات کرتے رہو۔ مجھے ایک چاہئے۔ طے کی ضرورت ہے۔ میں سیناں خالی ویران کی زندگی بسر نہیں کر سکتی۔ میں شہر جاؤں گی اور میرا دل جسے پکڑے گا۔ میں اس کے چپوں کی ماں بنوں گی۔ اسٹی رپورٹ میں یہ باتیں ضرور لکھ دو۔ دینا...“

یہ کہہ کر وہ اس کر سے ماہر آگئیں۔ ڈور ہار دی کا اپنی دوازہ ان کے لیے کھول دیا گیا۔ ایک نہیں ڈیل ہوانی کے تھ منوں اور دوسرے جنڈوں کی کشش کے باعث وہ بے حد غصہ میں تھیں۔ باغیانہ انداز میں وہاں سے فرار ہونے سے متعلق سوچ رہی تھیں۔ اس بار آنکھوں نے داپس جلائے کیے۔ اسے اپنی کالہ اختیار نہیں کیا، جہاں سے وہ آئی تھیں۔ وہ

”میں نے تم دونوں کے متعلق تفصیلی رپورٹ تیار کی ہے اور اسے فائر فیلو کے پاس بھیج رہا ہوں۔ وہاں سے احکامات آئے تک میرا فیصلہ یہ ہے کہ اب تم دونوں جگہ نہیں کرنا۔ کون تو غصہ میں دیا جائے گا۔ مادام ڈیل ہوئی ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ یہاں سے چلی جائیں۔“

وہ دن اٹھ کر کھڑی ہو گئیں۔ پھر کہنے لگیں۔ تم سب ڈاکو راک فیلو جیسے دوسرے کو میرے سامنے لاکر تجربات کرتے رہو۔ مجھے ایک چاہئے۔ طے کی ضرورت ہے۔ میں سیناں خالی ویران کی زندگی بسر نہیں کر سکتی۔ میں شہر جاؤں گی اور میرا دل جسے پکڑے گا۔ میں اس کے چپوں کی ماں بنوں گی۔ اسٹی رپورٹ میں یہ باتیں ضرور لکھ دو۔ دینا...“

یہ کہہ کر وہ اس کر سے ماہر آگئیں۔ ڈور ہار دی کا اپنی دوازہ ان کے لیے کھول دیا گیا۔ ایک نہیں ڈیل ہوانی کے تھ منوں اور دوسرے جنڈوں کی کشش کے باعث وہ بے حد غصہ میں تھیں۔ باغیانہ انداز میں وہاں سے فرار ہونے سے متعلق سوچ رہی تھیں۔ اس بار آنکھوں نے داپس جلائے کیے۔ اسے اپنی کالہ اختیار نہیں کیا، جہاں سے وہ آئی تھیں۔ وہ

”میں نے تم دونوں کے متعلق تفصیلی رپورٹ تیار کی ہے اور اسے فائر فیلو کے پاس بھیج رہا ہوں۔ وہاں سے احکامات آئے تک میرا فیصلہ یہ ہے کہ اب تم دونوں جگہ نہیں کرنا۔ کون تو غصہ میں دیا جائے گا۔ مادام ڈیل ہوئی ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ یہاں سے چلی جائیں۔“

وہ دن اٹھ کر کھڑی ہو گئیں۔ پھر کہنے لگیں۔ تم سب ڈاکو راک فیلو جیسے دوسرے کو میرے سامنے لاکر تجربات کرتے رہو۔ مجھے ایک چاہئے۔ طے کی ضرورت ہے۔ میں سیناں خالی ویران کی زندگی بسر نہیں کر سکتی۔ میں شہر جاؤں گی اور میرا دل جسے پکڑے گا۔ میں اس کے چپوں کی ماں بنوں گی۔ اسٹی رپورٹ میں یہ باتیں ضرور لکھ دو۔ دینا...“

یہ کہہ کر وہ اس کر سے ماہر آگئیں۔ ڈور ہار دی کا اپنی دوازہ ان کے لیے کھول دیا گیا۔ ایک نہیں ڈیل ہوانی کے تھ منوں اور دوسرے جنڈوں کی کشش کے باعث وہ بے حد غصہ میں تھیں۔ باغیانہ انداز میں وہاں سے فرار ہونے سے متعلق سوچ رہی تھیں۔ اس بار آنکھوں نے داپس جلائے کیے۔ اسے اپنی کالہ اختیار نہیں کیا، جہاں سے وہ آئی تھیں۔ وہ

یہیں نہیں ان کے حوالے کر کے اپنا کاروباری فرض ادا کروں گا۔
 میں کہتی ہوں کاروباری فرض کو قبول جاؤ۔ انسان بزدل نہ رہو
 تمہیں گنتے کی موت ماروں گی۔
 دھرنے سے پہلے بعض لوگ مختاری طرح جھومتے ہیں۔ اس کا
 تہہ پر سنائی دے رہا تھا۔
 میں نے رمانا کی سوچ پڑھی۔ وہ بھی اپنے کہیں ہیں ایک تیدی
 کی طرح دروازہ پیٹ رہی تھی۔ میں نے ڈراگون کو دیکھا اس کا ہمت
 آکر کھڑا ہوا تھا۔ اس! وہ مارا ہمت بیخ بری ہے۔ آپ کاروباری جت
 ڈراگون تیری سے چلتا ہوا روانہ کر کہیں کے دروازے کے
 سامنے آیا۔ وہ اندر سے بیخ بری تھی تھا! دروازہ کھول دو۔ بیٹی بنا کر
 دھکے نہ دو۔ یہ فریب بہت ہنگامہ پڑے گا۔
 وہ ہلواتی بچوں کی ہر ضد پوری ہی نہیں کی جاتی۔ میں نے مختاری
 جھلائی کے لیے تید کہا ہے۔ کبھی فریاد سے مارنا ہوا تو ہم کہتے تھے کہ سر کر
 ڈراگون نے باپ بن کر دھوکا دیا۔ تمہیں کہیں میں فیکر نہ رہا۔ دروازہ سونیا
 کو قہقہوں کے ہنسنے پڑھنے دیتیں۔ بی بی اہل سے کام لے سونیا کو
 اپنے اور فریاد کے لٹنے سے بھانے کا بہترین موقع ہے۔
 سونیا کو نقد پر بٹانے کی سبب اور ہم سازش نہیں کریں گے بتایا
 مجھے اپنا فرض ادا کرنے دو۔ دروازہ سونیا یاں سے جلتے گی تو تم بھی دنیا
 سے جاتی گے۔
 "جتنی زبرد۔ دروازہ نہیں کھلے گا۔"

وہ خراب کبھی نہیں جیتا۔ کیا تم نشے میں ہو؟
 "سر میں ہوش میں ہوں۔ وہ جو فریاد ہے۔ اس کے تعلق فریاد
 کردہ فریاد نہیں ہے۔
 "میں خود دیکھوں گا۔ جیلو..."
 وہ سب بیڑیاں چڑھتے ہوئے ڈانٹنگ ہال کی طرف چلا
 گئے پھر وہ کہیں کے پاس رگ گئے۔ وہاں سے دروازہ پھینٹے کہ
 آوازیں آ رہی تھیں۔ افسوسہ کیا۔ یہ ناخن ہے کہ سونیا یاں تید
 اور فریاد ڈانٹنگ ہال میں اطمینان سے بیٹھا ہے۔ انھوں نے فریاد
 کوئی زبردست بلا ٹنگ کی ہے۔
 یہ بیکر افسر نے آٹھ مسلح افراد کو حکم دیا کہ ڈانٹنگ ہال میں جا کر
 اگر وہ موجود ہوں تو اسے نہ چھیڑیں۔ لیکن ہال سے آئے باہر چلے جا
 وہ لوگ حکم کی تعمیل کے لیے چلے گئے۔ باقی لوگ کہیں کے وہاں لڑا
 سے گزرنے لگے۔ ایک دروازے پر شوہر آ کر افسر کے پاس لے گیا
 ڈراگون نے کہا۔ یہاں سارا لغو رہا۔ تم ہاں کی ایک خطہ
 لڑکی تید ہے۔ یہ اپنی جان کی بازی لگا کر سونیا اور فریاد کی حفاظت
 کرنا چاہتی ہے۔ اگر آپ نے اسے بھی حراست میں لیا تو بعد میں یہ
 بہت نقصان پہنچائے گی۔
 افسر کے حکم سے دروازہ کھولا گیا۔ تیدی خواہ کرنا ہی ڈراگون
 بڑوہ تھیا ہاں کے سامنے دم نہیں مار سکا۔ رومان کے ساتھ بھی وہی
 ہو سکتا تھا کہ وہ باہر گزرا بھی حکم کی خلاف ورزی کرتی تو اسے
 گول مار دی جاتی باسے ارا مارا کراہ مارا کر دیا جاتا۔ اس وقت میں
 دی جاتی لیکن تیدی کے ارا انسان کی بجائے پورا بھوتوں کو
 چلنے پھرنے کے لیے کون کون تھی میں بچو سکتا ہے۔
 دروازہ کھلتے ہی تیسے بلی کو نہی ہر سامنے کھڑے ہوئے دو مسلح
 افراد کے سینوں پر چھوڑ کر گئیں۔ اوردہ لڑکھڑاتے ہوئے کار پور میں آئے
 اوردہ یہ فریاد پر گرنے ہی غلاباڑی کھا کر کھڑی ہوئی۔ پھر اس سے پہلے کار
 میں ایک دوڑے کے ٹکڑے والے ڈرائیو کھلتے۔ رومان کے ہاتھ میں
 ہاتھ آئے۔ اسے چھین کر اس نے دروازے کو دوبارہ بند کر دیا۔
 ہاتھ آنے والا افسر تھا۔ اس نے افسر کے زخم میں ہولنا
 دیواروں پر نہیں کالیا تھا۔ کیونکہ اس کے ساتھ مسلح ہمت تھے کہیں
 پہنچ کر اس نے اپنے ہولنا پڑھنے والا مکتوبت دہر ہو چکی تھی۔ سونیا
 جیتی سندھی لوگوں کی طرح غضبناک ہو رہی تھی۔ تیرا تیرے گھر کے
 افسر کھلا گیا۔ وہ صرف فریاد اور سونیا کا ریکارڈ پڑھ کر آیا تھا۔ کون
 بھی سونیا سے زیادہ جھرتیل ہوگی۔ وہ بھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔
 جب اسے سنبھلنے کی ہمت ملی تو رومان کے ہاتھ میں اس کا
 آچکا تھا۔ باہر دروازہ پیٹ کر کہا گیا کہ ہاتھ لڑکی۔ جب چاہا
 جاؤ۔ اگر لڑکی فریاد بھی تو تمہیں اذیت ناک سزا میں ہے۔

جاے گا۔
 افسر نے کہا تم دادا کی کر رہی ہو۔ مجھے یہاں مجبور کر کے کیا حاصل
 گی؟
 رومان نے کہا۔ اپنے آؤ میں سے کہ شورش چلائیں میں تم سے کچھ
 رہی باتیں کرنا چاہتی ہوں۔
 افسر نے اسے سر سے پانچ تک بچھا۔ اتنی ہی سونیا فریاد کی دیوار
 نے کبھی نہیں سمجھی تھی۔ وہ جب کہ لڑا تھا۔ خاصاً وہ میں خیریت سے
 اور کچھ فریاد باتیں کر رہا ہوں۔
 باہر فریاد بھی چھا گئی۔ رومان نے کہا تم فریاد اور سونیا کو گرفتار
 نہ آئے ہو مجھ سے۔ رومان نے کہا کہ تم فریاد زیادہ اہم ہے۔
 "ہاں۔ اس کی گرفتار کرنے کے لیے مجھے ہر سونیا کو اتنی ذمہ داری
 دہولی ہے سونیا میری سہیلی ہے۔ میں دوستانہ انداز میں تمہاری
 گرفتاری فریاد کی ضرورت ہے فریاد کے جانے پوری سہیلی کچھ ٹھوڑا
 افسر گری تید کی سے سوجھے ہوئے اسے دیکھنے لگا۔ پھر لڑا تھا۔
 سے مختاری تھی دوستی ہے ہر شے نہیں جانتیں۔ وہ فریاد کو کسی ہمت
 ناما ملے ساتھ نہیں چلنے دے گی۔
 تم سونیا کر یہاں بلاؤ۔ ہم اس سے معاملہ طے کر لیتے ہیں۔
 "ابھی بات ہے۔ تم آؤ کھڑو رومان کے پاس آگیا۔ رومان کے
 کا رخ اس کی جانب تھا۔ وہ ہلکا ہلکا ہوا۔ افسر نے کہا۔
 یہاں پہنچاؤ۔
 باہر سے آواز آئی۔ سموری کرنل تمہیں اس وقت اپنی جان
 نہ سے کہ سونیا اور فریاد کو اب دراز میں پہنچانا ہوگا۔ ہم سب کے لیے
 نشینے کا حکم ہے۔ ہم سونیا کو ڈانٹنگ ہال میں لے جا رہے ہیں
 یہ خوف لڑکی سے نکلنے پر ہو۔
 کرنل نے بیخ کر کہا۔ تیرا بیٹا میری بات منو۔ میں سمولت سے
 پہنچنے میں لے جا رہا ہوں۔
 لیکن باہر اراپ شایر کرنل سننے والا تھا۔ وہ لوگ چلے گئے تھے۔
 اس کی بڑگی کرنل نے پھر سکون انداز میں کہا۔ مجھے گول مار دو۔
 اسے ہم میں کہ تم اپنی جان میں سے کرا نہیں آہندہ میں
 گئے۔
 وہ بولتے تھے یقین نہیں۔ تاکہ وہ لوگ اتنی آسانی سے تمہیں چھوڑ
 گئے۔ تیرے بڑھ کر دروازہ کھولو۔
 وہ آگے بڑھا۔ رومان نے اس کی پشت سے دیواروں کی نال لگا
 دروازہ کھل گیا۔ باہر کار دیواروں کے ساتھ۔ وہ غناظ انداز میں
 پہنچے۔ باہر آئی۔ کار پور سے گزرنے کے بعد وہ کہیں کے
 پہنچ گئی۔ پہلو اس کے بڑھ کر دیکھو کہیں کے افسر تھا۔
 لٹے ہیں۔

اس نے آگے بڑھ کر اوردہ دیکھا پھر اہم کار میں سڑا۔
 آگے بڑھ گئی۔ واقعی کوئی نہیں تھا۔ کرنل نے کہا۔ کیا بچوں کی ہی
 کر رہی ہو خواہ مخواہ ایک سہیلی کے لیے پوری ایک فوج کو اپنا جت
 بنا رہی ہو۔
 میں نے رومان کی سوچ میں کہا۔ واقعی یہ بچوں کی ہی ضد ہے
 وہ لوگ سونیا کو کہیں سے نکال کر لے گئے ہیں۔ میں ایک رول اور
 اتنے مسلح افراد کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ گی۔ یہ رول اور لوگوں کو بنا جائے۔
 اس نے بے اختیار رول اور لوگ کھلنے کی طرف بڑھا دیا۔ کرنل نے
 جھپٹ کر رول اور لیتے ہوئے کہا۔ شاہین! اب نقل آئی ہے۔ جیلر
 آگے بڑھو۔
 وہ آگے بڑھتے وقت بے حد اہلیں تھیں۔ دونوں دیگ کے
 فریاد کے گونے ہوئے ڈانٹنگ ہال میں پہنچ گئے۔ وہاں سافوں سے
 درخواست کی جا رہی تھی کہ اپنے اپنے کہیں ہیں یا عرش پر چلے جائیں
 اوردہ سب سے بڑے سے ماہر تھے۔ آہندہ سے آنے والے بلا کھلف
 پہلی صورت میں عازم کو فریاد سمجھ کر سونیا کے ساتھ لے جا گئے تھے۔ لیکن
 ابھی شناخت باقی تھی۔ عازم کی خراب ازبھی نے انھیں اٹھا دیا تھا۔
 پہلے وہ ڈانٹنگ ہال کی ایک بڑی پر تنہا بیٹھا بی رہا تھا۔ اسے
 بڑا اطمینان تھا کہ جاز میں پانچ دن گزار گئے ہیں۔ اب وہ آہندہ والے
 نہیں آئیں گے۔ خواہ مخواہ دل میں دہشت پیدا کی جا رہی تھی۔
 اس وقت اس کے اطمینان میں فرق آیا۔ جب اس نے
 ڈانٹنگ ہال میں آٹھ مسلح افراد کو اوردہ آتے دیکھے۔ وہیں
 کچھ اور مسلح افراد سونیا کو بچ کر وہاں لے آئے۔ وہ ڈراگون لڑکی کے
 والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ پھر وہاں بھی کرنل کے ساتھ وہاں پہنچ
 گئی۔ عازم کا نشانہ ہرن ہو گیا۔ وہ تھر تھر کانپتے ہوئے اپنی کرسی سے اٹھ
 کر کھڑا ہو گیا۔
 کرنل اور کیپٹن دونوں اس کے قریب آ کر اسے بغور دیکھنے لگے۔
 پھر کرنل نے دس کی توبل آٹھا کر سو گئے ہوئے پوچھا۔ تیرے کب سے
 بیٹا شورش کیا ہے؟ پہلے تو نہیں جیتے تھے؟
 وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر لڑا۔ جناب حضور عالی اللہ! آپ کے
 بچوں کو سلامت رکھے۔ میں فریاد نہیں ہوں۔ میرا نام عازم ہے۔ میں شروع
 جوانی سے پتیا چلا آ رہا ہوں۔
 کیپٹن نے سونیا کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ وہ بولی۔ یہ درست
 کہہ رہا ہے۔ تم لوگ اسے فریاد سمجھ کر دھوکا کھا گئے ہو۔
 کیپٹن والٹے ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔ بڑا عمدہ فلامنٹی کیا جا
 رہا ہے۔ کیپٹن فریاد کے کیا تمہیں ایک تھر پرنس سمجھ کر چھوڑ دیں؟
 "خدا ہی تھر پرنس ہی ہوں۔ میرا نام عازم۔"
 کیپٹن والٹہ کا ایک آٹھ اس کے منہ پر پڑا۔ عازم لڑکھڑا کچھ

پہلے گیا۔ پھر دو حاکم اور کرزن لگے۔ ان آں آں۔ اہلے والد صاحب نے مجھے فراد کی صورت میں کیوں پیدیا لے اور فراد کے بیچے: تو ایک بار میرے سامنے آجا۔ پھر میں نے اسی طرح مانچا کر پوچھوں گا کہ کیسے رانا ہے۔ آں۔ آں۔ آں۔ آں۔

کرزن نے کہا: بہت عمدہ! لیکن تم مجھ سے بھگوانی لگا دو۔
"میں سرور" ایک ماتحت لے گا۔ پھر پھر پھر لے کر آگے بڑھا۔
عازم نے اپنے ہاتھ بیچھے کر لیے۔ اس نے کہا: ہاتھ آگے لاؤ۔ ورنہ مار پڑے گی۔

وہ مار کے ڈرے ہاتھ سامنے لے آیا۔ ماتحت نے اسے تھکوا دی پستانی پھر کھول دی۔ کرزن نے ڈانٹ کر پوچھا: کیا کر رہے ہو؟
ماتحت نے چونک کر تھکواڑی کر دی۔ پھر کہا: کھڑا کر پھر اسے عازم کے ہاتھوں میں پستانی لیکن دور سے لو پھیر۔۔۔ کھول دی کیوں نے بیچھے سے ماتحت کا کار کچرا کر کھینچا۔ اسے گالی دی۔ پھر تھکواڑی لے کر عازم کو ہنسی مٹا دی۔ پھر اس کے بعد بڑے آرام سے اسے کھول دی۔ اب کیوں کا منہ جبر سے کھلا ہوا تھا۔ وہ عازم سے وعدہ ایک قدم بیچھے بہت کر کرزن سے بولا۔ مزہ بے مانند کرزن ہل کر رہا ہے۔

اس کی بات سننے ہی ایک سنسنی سی چھل گئی۔ سب ہی مسلح افراد قہقہا وار ہنسنے لگے۔ پھر عازم کو دیکھتے گئے۔ خصوصاً سونیا اور فراد نے شدید جھڑپ سے آگے دیکھ کر ہی تھیں۔ جسے وہ کسی صورت سے فراد کی دلہن نہیں کر سکتی تھیں۔ وہ خود فراد کو ڈانٹت کر رہا تھا۔

بیکہ۔ عازم چپ چاپ اسی انتظار میں کھڑا ہوا تھا کہ بابا باکھولی چلے والے چھلڑی آئے۔ پھر پستانی چلے گی۔ اس جہلے کے دونوں ہاتھ آگے بڑھے ہوتے تھے۔ میں کرزن کے داغ میں تھا۔ وہ سوچ رہا تھا۔
"مجھے حکم دیا جائے کہ فراد کی طرف سے میری قادی جتنے ہی ہاتھ لگائے شوخ کر دی جائے۔ تاکہ وہ کسی طرف سے نہ بھاگ سکے۔"

اس نے حکم صادر کرنے کے لیے زبان کھولی۔ پھر میری سوچ کے مطابق بولا: "سن ٹوٹی۔ خواہ کچھ ہو جائے۔ بیان فائرنگ نہ کرنا۔" کیوں والے اپنے چونک کر کرزن کو دیکھا۔ وہ مخالفت کرنا چاہتا تھا۔ میں اس کی کھڑکی میں بیٹھ گیا۔ اس نے مجھے انتہائی میری سوچ کے مطابق کہا: "آل راسٹ۔ فائرنگ نہ کی جائے۔ ہم فراد کو دوست بنا کر اپنے ہاتھ لے جائیں گے۔"

اس کی بات سن کر مجھے جوتے میں عازم کے داغ میں بیٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنا ہاتھ ہتھکڑا کر کہا: بابا بابا میری بادشاہت ہو گئی تھی۔ یہ مالہ بادشاہت تھی کیا چیز ہے۔ جب پتا چلتا ہے کہ ہر مہمان سے۔ جب چاہتے ہیں وہ اپنے ہاتھ لے آتی ہے۔ لو لگتی۔ مجھے اس غرضی میں ناچست چاہیے۔

پھر اس نے ایک ہاتھ سر پر اور دوسرا ہتھکڑے رکھ لیا۔ تک

وہاں۔ وہاں تک وہاں تک۔

وہ ہاتھ اٹھانے لگا۔ پھر اسے ایک بول کے پاس بیٹھ گیا۔
"تمہارا فراد! سنجیدگی اختیار کرو۔ یہ کیا کر رہے ہو؟"
سنجیدگی بابا بابا وہ تمہارے لگانے لگا۔ اب مجھے فراد کو

کیوں رمانہ تم کیا کرنا؟
رمانہ جیرانی اور پریشانی سے بولی تھی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیسے دھوکا کھائی۔ مجھے عازم کو فراد میں سے تھیں میں پوچھا تھا۔
"میں بیٹھا بابا بابا ہاں ہاں کرنا۔ اینڈ لو کیوں سترہ۔ دونوں مرنا جری مکار ہیں۔ مجھے فراد کی بجز باندی نہیں صاحب میں نہیں بچ کر بنائے گا۔ ایک وہاں۔۔۔"

اس نے ایک ٹھکانا لگا لگا پھر شراب کی بوتل منہ سے لگا لی۔ گھڑی پلے کے بعد بولا: "شراب بہت اچھی چیز ہے۔ ہر سال اپنی بیٹی تھیں۔ داغ میں آجاتی ہے۔"
"سونیا تمہیں اس کے برعکس محروم اور غمناک سے آواز دے کر پوچھا کہ: "کیوں کی طرف کیوں لیا۔ وہ چیخ کر بولتا: "فراد! آدمی بن جاؤ۔ وہ خلیہ کچا کر دوں گی۔"

"خاموش رہو۔ کیوں والے نے ڈانٹ کر کہا۔ پھر عازم کو فراد کیا ہر طرف فراد! ہمیں بیان چھیننے سے پہلے پوچھا دیا گیا تھا کہ ہم عازم کے ہاتھوں خاموش رہتے ہیں مگر اب تو ہم ایک وقت تک جڑاں کے داغ کو صراحت نہیں کر سکتے۔ نہ بہت کر دست۔ یہی کرنا ہے۔ ساتھ ساتھ "دوست؟" میں نے عازم کے داغ میں ہتھکڑا لگا لیا۔ اس میں عازم کی دوستی کو اچھی طرح سمجھا ہوں۔ ہر حال میں ایک فراد تبدیل کرنا کا یعنی تنہا بہ ہند میں جاؤں گا۔ اگر سونیا اور فراد کو میں دیا گیا یا انھیں نقصان پہنچا دیا تو پھر میں بیان مرے بیچے کا منتظر بیٹھ کر رہا۔"

سونیا اور فراد دونوں نے تڑپ کر کہا: نہیں۔ ہم بیٹھنا نہیں چاہتے۔ فراد نے کہا: "فراد ہماری محبت کا امتحان نہ لو۔ تمہارا فراد ہی تم سے فیصلہ نہ لانا۔ یہی ہنگامہ شروع ہو جائے گا۔" ان کی باتیں سننے ہی مسلح افراد نے چاروں طرف سے آگ لیا۔ اس میں گولوں کا کٹھن ان کی طرف تھا۔ سونیا نے غصے سے میں تڑپ گھٹی۔ میں تم میں سلامت دیکھنے کے لیے تیار ہوا تھا۔
جالی ہے۔ ہمیں آخری بار سمجھتی ہیں کہ آؤ ہم تینوں مل کر دشمنوں کو مار گئے۔ مذہم نہ دے۔ اسے ساتھ ساتھ چھین گئے۔

رمانہ نے کہا: "یقین کرنا۔ میں نہیں بچ سکتا۔ پھر پھر کھانا چاہتی تھی صاحب۔ لیکن نہیں ہے۔ میری آخری ساتھی تھیں۔ کئی سال سے جاگتے۔ سونیا کا سر وہ ملان لو۔ ہم ایک زبان دیں گے۔"

وہ دونوں عزم میں ہاتھ والی نہیں تھیں۔ میں نے عازم کے داغ سے نکل کر پہلے سونیا کو ہتھی جھٹکا۔ پھر اپنا۔ پھر میری اذیت رمانہ کو پہنچائی۔ دونوں کھلم کھلی شہت سے بیٹھے تھیں۔ میں نے بری باری پھیل کر دیا۔ وقت و وقت کی بات ہوتی ہے۔ ایسا وقت آیا تھا کہ میں دوست ہو کر کھینچی کر رہا تھا۔ وہ پھر پھر لاری تھیں۔ اپنے بال ٹوٹی تھی تھیں۔ عازم ویدے بھاڑ کر دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ اچھی وہ خود فراد کیسے بن گیا تھا۔ شاید میں اسے اپنی غلطی نہ سمجھا۔ وہ پھر ہاتھ جوڑ کر کھلنے سے معافی مانگنا چاہتا تھا۔ میں نے فراد ہی اس کی گنج میں کر لے گا۔ فراد ہی سونیا اور فراد کو تھکواڑی لگانی چاہیے۔

عازم اپنی کھڑکی سے ہلانے مجھے سوچنے لگا: "پلٹیں یہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ اتنی دیر سے کیا کر رہا ہوں۔ میری کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ پچھیں پاگل ہو جانے لگا۔"

سونیا اور رمانہ کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پانچوں میں ہتھکڑیاں پھنسی گئیں۔ ان کے داغ چھوٹے کی طرح دکھائے تھے۔ ان پر نیم بہوشی کا کیفیت طاری تھی۔ اس لیے وہ مدد و جدوجہد نہ کر سکیں۔ کرزن نے عازم سے کہا: "سرفراد! اب ہمیں چلنا چاہیے۔"

میں عازم کے داغ میں موجود تھا۔ میں نے اسے گھلڑیٹ ظاہر کرنے کا موقع نہیں دیا۔ ڈراگن نے آگے بڑھ کر کرزن سے کہا: "جناب آپ اب ان دو ہتھکڑیوں کو چھوڑ کر رہا ہے۔ میں آپ کے جانے کے بعد یہ دونوں گولہزنی ہیری جان انڈر۔ بیسے جواز کی دشمن بن جاؤں گی۔ پلٹیں انھیں بھی اپنے ساتھ لے جائیں۔"

کرزن نے جیسے ایک بند لافانہ کمال کر ڈراگن کو شہت سے کہا: "تم فکرو۔ کو جب ہماری آؤ۔ سونیا کی لہروں میں چھپ جانے تو یہ لافانہ سونیا کو دینا۔ ہم یقین دلانے ہیں کہ وہ تم سے دشمنی چھوٹ جائے گی۔ مگر یاد رکھو۔ جب تک آؤ۔ ہندو لافانوں سے اچھل نہ پڑو۔ یہ لافانہ کھٹکوں۔ نہ ہی سونیا کے ہاتھوں میں بیٹھا نا۔ ادا کے دل کو لگاؤ۔۔۔"

وہ لوگ عازم کو لے کر جہاز سے چلے گئے۔ اس کی طرف ہاتھ لگے۔ سونیا اور رمانہ اٹھ بیٹھے۔ رہی تھیں۔ سرفراد کو اپنی اپنی محبت کا واسطہ ہے کہ واپس ملنا ہی تھیں۔ مجھے یہ سبس پیدا ہوا کہ آؤ اس لافانہ میں کیا ہے؟ میں نے کرزن کے ذہن کو دیکھا۔ یہ سب کچھ کیا۔ وہ سوچنے لگا: "پتہ نہیں ہے۔ فراد کس قدر اہم ہے۔ ہم سے بھی راز داری ہوتی جا رہی ہے۔ سرفراد کی جانب سے اس لافانہ پر ہتھکڑا کر دی گئی ہے۔ ادا نالیکہ کی لٹی ہے کہ صرف سونیا ہی کھولے گی۔"

میں اس کی سوچ بڑھ کر باؤں لگا گیا۔ اب وہ لافانہ اپنے ہتھکڑے ہتھکڑے والے لافانہ میں جا رہا تھا۔ ڈراگن کو لافانہ کھولنے پر مجبور کر سکا تھا۔ لیکن اس بات کا اندیشہ تھا کہ سرفراد نے ہتھکڑے سے ملات ڈراگن قدم اٹھا کر فراد کو دیا تھا۔ اس میں بی۔

سونیا اور فراد بھی تھیں۔

میں نے ہر کر لیا۔ انھار کرنے کا کہہ لوگ آؤ۔ فراد میں بیٹھ جائیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ عازم کے ذہن سے نکل چکا تھا۔ اس لیے وہ جیسے خوف زدہ تھا۔ بابا باکر کھل کر لیا۔ میں نے معافی مانگ کر لہو اور فراد کو فراد نہیں ہے۔ اب تک محض نئے میں بیک رہا تھا۔

لیکن شہتی چھٹی کا نظارہ ہو کر تھا۔ صاحب کو فراد میں کچھ اس پر یقین نہ کرنا کہ وہ عازم ہے۔ آج کل کے بعد لوگ کشتیوں کے ذریعہ آؤ۔ فراد تک پہنچ گئے۔ پھر ہند کے کال پیٹ سے ہادی باری امداد جالے لگے۔ میں ڈراگن کے داغ میں تھا۔ اب اس کی آنکھوں کے سامنے وہ آؤ۔ سمندر کی سطح سے بیچے جاتی ہوئی ڈوب رہی تھی۔ پھر بہت آہستہ سمندر نے اسے نگل لیا۔

ڈراگن ہر گنگ کے پاس سے پٹ کر ڈانٹنگ ہال کی طرف چلے لگا۔ سونیا اور رمانہ زور دے کر بیٹھ رہی تھیں۔ ہر انھیں آؤ کر چاہئے۔ ڈراگن کو دیکھ کر وہ اسے کالیان سے لگیں۔ رمانہ نے کہا: "تو نے آپ کو دھوکا دیا ہے۔ کرزن سے کہہ رہا تھا کہ ہم دونوں کر بھی جیاں سے لے جائے۔ شہطان! تمہاری موت بہت دیر ہو جائے گی۔"

سونیا نے رمانہ سے کہا: "بیب فراد میں راز ہے۔ جہاز بھی نہیں ہے۔ کہ جب چاروں طرف سے شہلے بلند ہیں گے تو لوگ دیکھیں گے کہ کاپانی میں آگ کیسے گئی ہے۔"

ڈراگن نے پریشان ہو کر کہا: "دیکھو۔ ان ہتھکڑیوں اور ٹوٹیوں کی چابیلوں سے لڑیں۔ میں اپنی ادا جہاز کی مخالفت نہ کرنا چاہتا ہوں۔

کیسے دیکھ دوں گا۔ آؤ۔ میں کرزن کا پتہ

سونیا نے جلدی سے کہا: "تم ابھی میں آؤ کر دو۔ میں فراد کی تفریح کر سکتی ہوں۔ تھیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

"فراد جا چکا ہے۔ آؤ۔ سمندر کے اندر چل گئی ہے۔"

وہ دونوں ایسے ہو کر اس کا منہ کھینچ گئیں۔ ڈراگن نے کہا: "تم دونوں سے انکار کرنا ہوں کہ میرا سرور اور مجھ پر ہر گولہ۔"

رمانہ نے ہتھکڑے سے ہمیں آؤ کر دیا۔

وہ بولا: "میں کرزن کا حکم ہے کہ پہلے یہ لافانہ سونیا کو دیا جائے۔ اس نے لافانہ کے بڑھا دیا۔ سونیا نے فراد پر بیٹھے بیٹھے اس لافانہ کو لیا۔ پھر اس کی تفری لگنے لگی۔ رمانہ نے کراس سے فراد آگئی۔ ڈراگن نے پوچھا: "تو نے ہی مجھ سے کہا تھا۔"

رمانہ نے کہا: "وہ فراد کر لیا۔"

وہ بیٹھے بہت لگا۔ سونیا نے لافانہ کو کھولا۔ پھر اس میں سے تہہ کیسے ہونے لگا۔ بڑے سے کاغذ کو نکالا۔ وہ سرفراد کی جانب سے ایک ٹاپ شہ خط تھا۔ لکھا تھا۔

ہیں سے سب سے بڑے انداز میں کہا۔ "جانی گریبان چھوڑو۔ مجھے ایک عورت نے پہلے کیا۔ دوسری مار ڈالے گی۔ اس میں شرم کی کیا بات ہے؟" وہ غصے سے ہاتھ پرکرتے مار ڈالنا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے ہی جاہلیوں نے اسے بچھڑکرائی طرف کھینچ لیا۔ ماڈی اس کی مدد کے لیے آگے بڑھا مگر اس کی سمجھ نہیں آئی کہ وہ دن کا کون سا وقت بچھڑکرائے۔ ساتھی کو آڑھ کرانے سے مرعوبیہ جادو ہتھوں کی گرفت سے آزاد ہونے کی نبرد ہمد کردیا تھا۔ وہ ہاتھوں نے اس کی گردن میں لپیٹی ڈال دی تھی۔ باقی دو ہاتھ اس کا گلگاٹھوٹ لے گئے تھے۔ ایڈی گھولتا ہوا مارنے کے لیے بڑھا تو وہ دن نے غصے سے مدد کی گردن چھوڑ کر اسے بچھڑکرایا۔ ماڈی نے خود کو چھڑک لیس کوشش کی لیکن اس کی گردن میں بھی لپیٹی چھوٹی۔ دونوں ساتھیوں کے چہرے ایک دوسرے کے سامنے آگے مان کے بیٹھے دو ہاتھوں سے لپیٹی ڈالے ان کے مٹوں کو ایک دوسرے سے بچھڑکرائے لگیں۔ وہ دونوں تڑپ لے گئے تھے اور بے تحاشہ لہے تھے۔

ہیں نے سٹیڑ سٹیڈل کے پاس آکر چلنے کی دوسری چالی سے ایک گھونٹ پیا۔ چھڑک کر سٹیڈل سے لگے۔ عورت ابھی شہ زون میں مٹی کو مڑک رہی تھی۔ وہ بے رحم مڑھنے لگی۔ جو عورت کو شہ زون جانتے ہیں۔ جیتے بھڑک کر ان کے بھڑکات ہوتے ہیں۔ وہ جاہلوں پر پورا ہونے پر کیے جاتے ہیں۔ جاہلوں کی سمجھنے والی جس کا تجربہ سونیا پیک گیا۔ وہ کٹاری کھولنے سے زیادہ ڈرنا ان کی مٹی میں لڑکھوں کے ٹھکنے سے۔ جسوں کا انعقاد کرنے کے لیے انھیں مڑنا تک کے کرتب دکھانے گئے۔ ان میں سے کو مانا جیسی لڑکی موت کے کرتب دکھانے لگی۔ ڈاکٹر مڑھنے سے انسانی جسم کو نوراہانے کے لیے ایک سٹریٹسٹ بنا لیا۔ وہ تیار آسانی سے کم یا نوراہانے بنا دینا یا اس جسم کو بھڑک کر کوکھ دینا۔ اس سٹیڈل کو بھی وہ دن میں جس سالہ لڑکیوں نے بھڑک کر اس کے آڑھ کیا۔ وہ دن کے مقدمے میں زندگی بھٹی کر لیے وہ نوراہانے لڑی رہی تھی اور فلاوی نے ہتھیاروں کی تخریب کرنے والوں کو بڑھتی کی بڑھ مسل بھی تھی۔

یہ تو سٹیڈل کی بھڑکات کی باتیں ہیں۔ عشتہ تخریبات بھی جی ثابت کرتے ہیں۔ مگر ایک ہیں عورت کی چاہو پوری کرنے کرتے خود کو مارنا ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں کوئی نہیں کرتے کہ اسے تشہ ورنہ بنا دیا ہے۔ عجیب بات ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے نام اور عورت کے ہاتھوں یا عورت کے لیے مرے آئے ہیں اور مرے جا نہیں سکتے۔ جسکو کہیں بھڑک کر "پڑا" اصطلاحاً خاتمہ رہنا ہوں اور ان سے ہزاروں میل دور کہہ رہا تھا۔ جی تیار۔ میری چالی کی چالی نے مجھے سے پہلے ہی ایڈی اور مرعوبیہ کی تیار۔ ختم ہو گئیں۔ ان کے چہرے پر اس قدر لہو چھڑا ہوا تھا کہ صورت بچانی نہیں جاتی تھی۔ لپیٹی ڈالی ہوئی گردنیں آگے بڑھ چکی تھیں۔ وہ وہی نے مجھے کھڑا کیا۔ اسے اٹھو اور سپرد دروازہ کھولو۔

ہیں نے سٹیڑ سٹیڈل کے پاس آکر چلنے کی دوسری چالی سے ایک گھونٹ پیا۔ چھڑک کر سٹیڈل سے لگے۔ عورت ابھی شہ زون میں مٹی کو مڑک رہی تھی۔ وہ بے رحم مڑھنے لگی۔ جو عورت کو شہ زون جانتے ہیں۔ جیتے بھڑک کر ان کے بھڑکات ہوتے ہیں۔ وہ جاہلوں پر پورا ہونے پر کیے جاتے ہیں۔ جاہلوں کی سمجھنے والی جس کا تجربہ سونیا پیک گیا۔ وہ کٹاری کھولنے سے زیادہ ڈرنا ان کی مٹی میں لڑکھوں کے ٹھکنے سے۔ جسوں کا انعقاد کرنے کے لیے انھیں مڑنا تک کے کرتب دکھانے گئے۔ ان میں سے کو مانا جیسی لڑکی موت کے کرتب دکھانے لگی۔ ڈاکٹر مڑھنے سے انسانی جسم کو نوراہانے کے لیے ایک سٹریٹسٹ بنا لیا۔ وہ تیار آسانی سے کم یا نوراہانے بنا دینا یا اس جسم کو بھڑک کر کوکھ دینا۔ اس سٹیڈل کو بھی وہ دن میں جس سالہ لڑکیوں نے بھڑک کر اس کے آڑھ کیا۔ وہ دن کے مقدمے میں زندگی بھٹی کر لیے وہ نوراہانے لڑی رہی تھی اور فلاوی نے ہتھیاروں کی تخریب کرنے والوں کو بڑھتی کی بڑھ مسل بھی تھی۔

یہ تو سٹیڈل کی بھڑکات کی باتیں ہیں۔ عشتہ تخریبات بھی جی ثابت کرتے ہیں۔ مگر ایک ہیں عورت کی چاہو پوری کرنے کرتے خود کو مارنا ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں کوئی نہیں کرتے کہ اسے تشہ ورنہ بنا دیا ہے۔ عجیب بات ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے نام اور عورت کے ہاتھوں یا عورت کے لیے مرے آئے ہیں اور مرے جا نہیں سکتے۔ جسکو کہیں بھڑک کر "پڑا" اصطلاحاً خاتمہ رہنا ہوں اور ان سے ہزاروں میل دور کہہ رہا تھا۔ جی تیار۔ میری چالی کی چالی نے مجھے سے پہلے ہی ایڈی اور مرعوبیہ کی تیار۔ ختم ہو گئیں۔ ان کے چہرے پر اس قدر لہو چھڑا ہوا تھا کہ صورت بچانی نہیں جاتی تھی۔ لپیٹی ڈالی ہوئی گردنیں آگے بڑھ چکی تھیں۔ وہ وہی نے مجھے کھڑا کیا۔ اسے اٹھو اور سپرد دروازہ کھولو۔

یہ تو سٹیڈل کی بھڑکات کی باتیں ہیں۔ عشتہ تخریبات بھی جی ثابت کرتے ہیں۔ مگر ایک ہیں عورت کی چاہو پوری کرنے کرتے خود کو مارنا ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں کوئی نہیں کرتے کہ اسے تشہ ورنہ بنا دیا ہے۔ عجیب بات ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے نام اور عورت کے ہاتھوں یا عورت کے لیے مرے آئے ہیں اور مرے جا نہیں سکتے۔ جسکو کہیں بھڑک کر "پڑا" اصطلاحاً خاتمہ رہنا ہوں اور ان سے ہزاروں میل دور کہہ رہا تھا۔ جی تیار۔ میری چالی کی چالی نے مجھے سے پہلے ہی ایڈی اور مرعوبیہ کی تیار۔ ختم ہو گئیں۔ ان کے چہرے پر اس قدر لہو چھڑا ہوا تھا کہ صورت بچانی نہیں جاتی تھی۔ لپیٹی ڈالی ہوئی گردنیں آگے بڑھ چکی تھیں۔ وہ وہی نے مجھے کھڑا کیا۔ اسے اٹھو اور سپرد دروازہ کھولو۔

اندے سے وہ دروازہ کیسے کھٹانے۔ چہرے میں اس ہی خٹ سے کھول دیا اس کے بعد وہاں لاپتہ بن جانے میں منتہل ہو گئیں۔ وہ دن نے پھر فرمایا۔ لے! ٹرانسمیٹر کے آڑھ چڑھ کر تھرتھرتے ہوئے چھٹیک وہ فریلا اس کمرے کی صفائی کر دیا۔

یہ تو سٹیڈل کی بھڑکات کی باتیں ہیں۔ عشتہ تخریبات بھی جی ثابت کرتے ہیں۔ مگر ایک ہیں عورت کی چاہو پوری کرنے کرتے خود کو مارنا ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں کوئی نہیں کرتے کہ اسے تشہ ورنہ بنا دیا ہے۔ عجیب بات ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے نام اور عورت کے ہاتھوں یا عورت کے لیے مرے آئے ہیں اور مرے جا نہیں سکتے۔ جسکو کہیں بھڑک کر "پڑا" اصطلاحاً خاتمہ رہنا ہوں اور ان سے ہزاروں میل دور کہہ رہا تھا۔ جی تیار۔ میری چالی کی چالی نے مجھے سے پہلے ہی ایڈی اور مرعوبیہ کی تیار۔ ختم ہو گئیں۔ ان کے چہرے پر اس قدر لہو چھڑا ہوا تھا کہ صورت بچانی نہیں جاتی تھی۔ لپیٹی ڈالی ہوئی گردنیں آگے بڑھ چکی تھیں۔ وہ وہی نے مجھے کھڑا کیا۔ اسے اٹھو اور سپرد دروازہ کھولو۔

یہ تو سٹیڈل کی بھڑکات کی باتیں ہیں۔ عشتہ تخریبات بھی جی ثابت کرتے ہیں۔ مگر ایک ہیں عورت کی چاہو پوری کرنے کرتے خود کو مارنا ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں کوئی نہیں کرتے کہ اسے تشہ ورنہ بنا دیا ہے۔ عجیب بات ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے نام اور عورت کے ہاتھوں یا عورت کے لیے مرے آئے ہیں اور مرے جا نہیں سکتے۔ جسکو کہیں بھڑک کر "پڑا" اصطلاحاً خاتمہ رہنا ہوں اور ان سے ہزاروں میل دور کہہ رہا تھا۔ جی تیار۔ میری چالی کی چالی نے مجھے سے پہلے ہی ایڈی اور مرعوبیہ کی تیار۔ ختم ہو گئیں۔ ان کے چہرے پر اس قدر لہو چھڑا ہوا تھا کہ صورت بچانی نہیں جاتی تھی۔ لپیٹی ڈالی ہوئی گردنیں آگے بڑھ چکی تھیں۔ وہ وہی نے مجھے کھڑا کیا۔ اسے اٹھو اور سپرد دروازہ کھولو۔

ہیں، لیکن نہیں کیسے تم کا پڑا اور آدمی ہوتا تو بڑل نہ ہوتا بڑے فزے مجھے لکھانا۔

یہ تو سٹیڈل کی بھڑکات کی باتیں ہیں۔ عشتہ تخریبات بھی جی ثابت کرتے ہیں۔ مگر ایک ہیں عورت کی چاہو پوری کرنے کرتے خود کو مارنا ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں کوئی نہیں کرتے کہ اسے تشہ ورنہ بنا دیا ہے۔ عجیب بات ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے نام اور عورت کے ہاتھوں یا عورت کے لیے مرے آئے ہیں اور مرے جا نہیں سکتے۔ جسکو کہیں بھڑک کر "پڑا" اصطلاحاً خاتمہ رہنا ہوں اور ان سے ہزاروں میل دور کہہ رہا تھا۔ جی تیار۔ میری چالی کی چالی نے مجھے سے پہلے ہی ایڈی اور مرعوبیہ کی تیار۔ ختم ہو گئیں۔ ان کے چہرے پر اس قدر لہو چھڑا ہوا تھا کہ صورت بچانی نہیں جاتی تھی۔ لپیٹی ڈالی ہوئی گردنیں آگے بڑھ چکی تھیں۔ وہ وہی نے مجھے کھڑا کیا۔ اسے اٹھو اور سپرد دروازہ کھولو۔

یہ تو سٹیڈل کی بھڑکات کی باتیں ہیں۔ عشتہ تخریبات بھی جی ثابت کرتے ہیں۔ مگر ایک ہیں عورت کی چاہو پوری کرنے کرتے خود کو مارنا ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں کوئی نہیں کرتے کہ اسے تشہ ورنہ بنا دیا ہے۔ عجیب بات ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے نام اور عورت کے ہاتھوں یا عورت کے لیے مرے آئے ہیں اور مرے جا نہیں سکتے۔ جسکو کہیں بھڑک کر "پڑا" اصطلاحاً خاتمہ رہنا ہوں اور ان سے ہزاروں میل دور کہہ رہا تھا۔ جی تیار۔ میری چالی کی چالی نے مجھے سے پہلے ہی ایڈی اور مرعوبیہ کی تیار۔ ختم ہو گئیں۔ ان کے چہرے پر اس قدر لہو چھڑا ہوا تھا کہ صورت بچانی نہیں جاتی تھی۔ لپیٹی ڈالی ہوئی گردنیں آگے بڑھ چکی تھیں۔ وہ وہی نے مجھے کھڑا کیا۔ اسے اٹھو اور سپرد دروازہ کھولو۔

تھا تاکہ اسے صحیح ڈاکٹر فینچی کی بیٹی مرنے کا یقین ملا جائے تو اس ڈاکٹر میں حقیقت کا رنگ بھر جانے لگا۔ ورنہ وہ نقلی بیٹی کی کوشش کر لیا اور انہیں کر سکی۔ انسان کیسا بے عزت ہوتا ہے۔ رشتہ جرتے ہی انھیں بدل لیتا ہے۔ روزی ایک ماہ سے پرانی ایک ماہ سے اجنبی بن کر بولی۔ تصور میری مل کا ہے۔ میں اس کا نہ بھی نہیں دیکھنا چاہتی مگر میں اپنے آپا سے ملنے کے بعد تمہیں انعام دوں گی کہ تم نے باپ نہ ہو کر بھی مجھے باپ کی عزت دی۔ تمہیں اس کا صلہ ضرور ملے گا۔

گروا اب میں انعام لینے والا معاوضہ لینے والا ایک ملازم تھا اور وہ ایک نئے باپ کی بیٹی تھی اس کی عزت اور خوشحال کیلئے مجھے منظور تھا۔ میں نے اپنی جیب سے میرا بکے بچپن کی تصویر نکال کر دی۔ یہ لڑکھنیا ہے تمہارے بچپن کی تصویر ہے۔ اس تصویر سے تمہارا باپ تمہیں پہچان لے گا۔

روزی نے خوش ہو کر مجھے دوسری تصویر دکھائی اس تصویر میں چار سال کی میرا بیٹی ماں ڈانٹا کی گردن میں لٹھی ہوئی تھی میں نے اسی دن بلیغوں کے ذریعہ ڈاکٹر فینچی سے رابطہ قائم کیا۔ جبکہ بلیغ بلایت کے مطابق ڈاکٹر کو بتایا کہ اب اس کی بیٹی چودہ برس کی ہو گئی ہے اور اس سے ملنا چاہتی ہے۔

ڈاکٹر نے خوش ہو کر کہا: میں اپنی بیٹی سے ہمہ وقت بھول سکتا ہوں۔ ڈانٹا نہیں آنا چاہتی۔ جلاتے آتے تم میری بیٹی کو بھی لے آؤ۔ میں کوشی میں انتظار کر رہا ہوں۔

اس نے کوشی کا ہاتھ بتایا میں روزی کو ساتھ لے کر کوشی کی طرف روانہ ہو گیا۔ کیشی مل میں اس کا بہت بڑا عجیب گروہ لیا ہوا بیٹی تھی وہیں ڈانٹا کی گاہ بھی تھی۔ وہاں پہنچے تو ایک ملازم نے میں ایک تیشے ڈانٹا کی طرف اشارہ کیا میں نے ملازم کو میرا بکے بچپن کی تصویریں دیں اور کہا: ڈاکٹر سے کہہ دو کہ ان کی بیٹی میری بیٹی ہے۔

ملازم نے کوشی سے پہلے ہی ڈاکٹر فینچی کو بلا لیا۔ میں نے دیکھتے ہی میں اور روزی ایک ماہ سے اجیل رکھنے لگے۔ آج ڈاکٹر کے ہاؤس کا نوپ ہے۔ وہ صوبہ بریکر پر چلا گیا۔ ملازم نے وہ تصویریں اس کے ہاتھ میں دے دیں۔ ڈاکٹر فینچی کو مکمل یقین ہو گیا کہ روزی اس کی بیٹی

روزی نے چہچہ کر کہا: تمہیں میں تمہاری بیٹی نہیں ہوں۔ میں کسی کی بیٹی نہیں ہوں وہ جینتی ہوئی سجانے لگی میں نے اس کا ہاتھ چرک کر کہا: بیٹی! میں نے ہمیں اس عیاش ڈاکٹر کو پہچان لیا ہے۔ میں نے وہ خیر خیرا لیا ہے وہ بھی پہلے تمہاری بات سن کر وہ ڈانٹا کی انڈاس جیب سے کوشی کی تصویر نکالی۔ میرا دل بے معاش اس سے پہلے کہ اس نے عزت باپ کو ختم آئے۔ میں ختم سے مرنے لگی۔

وہ ایک جگہ سے ہاتھ چڑا کر بھاگتی چلی گئی۔ مجھے ڈاکٹر فینچی پر ہٹانے کا وقت نہ ملا کہ وہ دونوں باپ بیٹی نہیں ہیں۔ مجھے روزی کی تھی۔ میں اس کے پیچھے جا کر لپکا لپکا لیکن کوشی کے باہر پہنچے ہی ٹھکر کر گریا۔ اٹھنے میں دیر لگی۔ اتنی دیر میں روزی نظروں سے اڑھل گیا۔ میں اسے تلاش کرنا ہوا میری لٹنڈ اسٹریٹ پر پہنچی اور وہ شخص میرے آس پاس آکر کھڑے ہو گئے۔ ان کی جیبوں میں دیوالو تھے اور وہ میں بیٹھے کا حکم لے رہے تھے۔ مجھے اپنی زندگی جو تینے۔ میں کا ہتھوڑا گیا۔

پہنچا اس منٹ کے بعد میں چو ڈاکٹر موٹوال کے سامنے پہنچا اور میرے سامنے باج بزار اور الکر گڑیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ڈاکٹر موٹوال نے کہا: ہر ڈاکٹر فینچی سے ایک مجرمی مل کرنا چاہتے تھے وہ بڑی سے بڑی قیمت لے کر کوشی کو دل جوڑ لیں۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ تمہیں کیلئے راضی نہ ہوا۔ پھر ہم نے سچا کر اسے ایسا جرم اور گناہ بنایا جائے کہ وہ ہمارے ہاتھوں میں کھنچ پڑتی ہوگی۔

میں نے پوچھا: اس کیلئے تم نے میری بیٹی کی زندگی کو برباد کر دی ؟

” اس لیے ڈاکٹر فینچی کی بیٹی پر مہارت تیرا مال کی کس ہے۔ وہ جینی ڈرامہ کار ڈار میں ہیں کوشی تھی۔ ڈاکٹر فینچی کو اپنی ماں صبح صبح کا پتہ نہیں ہے۔ وہ اسے چودہ برس کی سمجھتا ہے اور صحیح لفظی اپنے ذہن پر کہ وہ اسے چودہ برس کی نظر آتی ہے۔

لیکن ڈانٹا اور میرا کہی تو ڈاکٹر فینچی سے ملیں گی۔ وہ بھی نہیں مل سکیں گی۔ ڈانٹا نقل ہو چکی ہے اور میرا قید میں ہے۔

” میں تمہو کو کہاں جرموں کیلئے مرنے سے بڑا کام کرنا کہ بات نہیں ہے۔ وہ مجھے اور لفظی کو بھی قتل کر سکتے ہیں۔ اس بات کسی بچہ نہیں جی قتل کر سکتے ہیں۔ تمہارے سلسلے سے وہی ڈاکٹر ہیں۔ انور جیاد یا پھر ہمارے کام آئے۔ ہر چودہ ماہ وہ تمہیں کھانے کو لوہا لے کر آئے ہیں۔

لیکن کسی شام مجھے غور ملی کہ روزی نے خود کوشی کر لیا ہے۔ مدد سے پہنچ پڑا۔ تاہم اس نے خود کوشی نہیں کی۔ تم لوگوں۔ قتل کیلئے تاکہ تمہارا فریڈ ہوشیار بنائے۔

میرے منہ پر نہ رکھا تھا پڑا۔ ماننے والے نے کہا: اگر کوئی تو کار کرتے۔ جہاں آؤ روزی کو رہنا لائے کیلئے تمہارا میں گیا تھا۔ وہاں بیڈروم میں تمہاری بیٹی کی لاش چھپی ہوئی ہے۔ تمہارے اس کے ہاتھوں سے لکھا ہوا یہ خط رکھا تھا۔ تمہارا اسٹریٹ کا پانی چھوٹے تھے۔

اس نے ایک کا پی مری حرف بڑھادی ہاں میں لکھا تھا۔ میں اس کی گار ہوں کہ دنیا کو مت دکھانے کیلئے زندہ نہیں رہ سکتی۔ میں زہر کھا رہی ہوں لیکن میری موت کا ذمہ دار میرا عیاش ہاسٹ ” وہ بڑی بیٹی روزی کی تحریر کو پھینچا تھا۔ وہ خط اٹھانے لگا تھا اس کی خود کوشی کی تصدیق ہو گئی۔ ڈاکٹر موٹوال نے اسے لکھنا بتھاری بیٹی کے خدا کو کہنے پالیس کے ہاتھ نہیں گئے۔ وہ نہ مٹانے ہو گیا ہوگا۔ تمہیں میں سچ جاؤ گے تمہاری بیٹی نے لکھا ہے کہ اس کی موت کا ذمہ دار اس کا عیاش باپ ہے۔ ڈاکٹر فینچی کا نام نہیں لکھا۔ اس لیے تمہاری اس کے باپ کو ہوا دے دینا۔

وہ درست کہہ رہا تھا۔ قانون کی نظروں میں میں ایسا ظالم تھا۔ جس نے بیٹی کو خود کوشی پر مجبور کر دیا تھا۔ میں جھوٹ جھوٹ کر رہنے لگا۔ ڈاکٹر موٹوال نے کہا: پالیس میں بیٹی کے یقین متاثر کر کے گی کہ ہم نہیں چاہتے کہ تم کتاب چاہیاں۔ میں نے کیلئے یہاں سے جاؤ۔ اس لیے یہاں رہا کہ اطمینان سے فیصلہ کرنا چاہتے ہو یا جو اسے ساتھ پیش و معترت کی زندگی گزارنا چاہتے ہو۔

میں نام بائیں بائیں تھا صرف ایک زندگی رہ گئی تھی۔ ایسے پڑنا نہیں چاہتا تھا۔ دوسرے دن میں نے ان کا ساتھ لے کر مدعا لکھا۔ پھر نے مجھے خود کوشی اور اسی پہلے ٹیپ میں ہی میری آواز بیکار ڈکی تجرے اور آواز بھئی تھی۔ میں ایڈگر ٹالمن جیانا ڈیڑی میں ڈانٹا کے ساتھ کام کرنا تھا۔ میں نے اس کی زندگی کے حالات معلوم کیے جب مجھے معلوم ہوا کہ وہ آٹھ سال پہلے اپنے دولت مند شہر سے طلاق لے چکی ہے اور اس دولت مند کی ایک بیٹی اس کے پاس ہے تو میں نے فریڈ کا منصوبہ بنایا۔ اس منصوبہ کے مطابق میں نے ڈانٹا کو قتل کیا۔ اس کے نام سے تصویریں اور وہ بیٹی ثابت حال کیے ہیں کے ذریعہ میں اپنی بیٹی روزی کو اس کیلئے بتا کر وہ سچ ایک دولت مند کی بیٹی ہے۔ میں نے صرف اس کی پڑوش کی ہے۔ اس یقین و دانی کے ساتھ میں اپنی بیٹی روزی کو لے کر اس دولت مند کی کوشی میں گیا تو وہ انکشاف ہوا کہ روزی اس دولت مند کے ساتھ گناہ کے لمحات گزار چکی ہے۔ چونکہ وہ سچ خود کو دولت مند کی بیٹی سمجھتی تھی۔ اس لیے ہمارے ختم کے زندہ نہ رہ سکا۔ زہر کھا کر مر گئی۔

” وہ بچہ ہوا جو اپنی بیٹی کو اپنی یا نقلی کسی بھی بار کا نام نہ سے سکا۔ وہ ختم والی مر گئی۔ لیکن اس بار میں دولت میں مثال دکر سکا اور بیٹی کی زندگی میں لا گیا۔ فقط ایک بے غیرت باپ۔ ایڈگر ٹالمن

میں اپنی یہ تحریر اور آواز ان کے حوالے کرنے کے بعد چھوڑوں کی فرست میں شامل ہو گیا۔ ڈاکٹر موٹوال نے کہا: ایڈگر ٹالمن نے ڈانٹا

کو قتل کر دیا۔ اس لیے کہ اس کی ضرورت نہیں تھی لیکن اس کی بیٹی میرا بچہ ہے۔ میں سے بھراں ہو کر اور غضب دھلنے لگی اور ہمارے کام آسکی۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس کے جوان بھرنے تک ہم اسے بیٹی بنا کر رکھو۔ میں نے کہا: وہ کئی بار اپنی ماں کی زندگی میں مجھ سے مل چکی ہے۔ مجھے اسکل کہتی ہے۔

” اب تمہیں پایا کہ کسی بچہ نہیں چاہتے کہ زندگی کے کسی موڑ پر وہ ڈاکٹر فینچی کا بیٹا بنا مجھے اس لیے ہم نے اسے مجھے پایا ہے کہ تم اس کے باپ کو ہوا دے تمہاری نامہ از بیٹی ہے۔

” کیسے ؟ میں نے حیرانی سے پوچھا: میرا تیرہ برس کی سمجھ دار لڑکی ہے۔ وہ مجھ پر لڑا ہے۔ اس لیے جانتی ہے کہ اس کی ماں لٹوری

میں رات ڈوبی کے ہلانے اپنے مرد دوستوں کے ساتھ رات گزارتی رہی ہے اس کی ماں کو قتل کرنے سے پہلے میں اسے اپنے ہاں لے آیا۔ وہ اپنی ماں سے بڑا تھی۔ میں نے اسے بتایا کہ اس کی ماں کو ڈاکٹر فینچی کے آؤ میں نے قتل کر دیا ہے۔ کیونکہ ڈاکٹر کو حقیقت معلوم ہو گئی ہے کہ شادی سے پہلے ڈانٹا اور ایڈگر ٹالمن کے ہمارے تعلقات تھے۔ ڈانٹا نے اپنا گناہ چھپانے کیلئے ڈاکٹر سے شادی کر لی۔ وہاں میرا یہ آٹھ ماہ کے بعد پیدا ہوئی۔ اس لیے ڈاکٹر کو شہ نہیں ہوا کہ میرا مکالم ایڈگر ٹالمن کی بیٹی ہے۔

ڈاکٹر موٹوال کسی ہتھوڑا کیلئے کام راست تھا اور بڑی شیطانی مجال میں رہا تھا۔ اس نے کہا: میں نے میرا بکے دل میں ہی شہرت بخوادی ہے کہ اب ڈاکٹر فینچی کے ہوتی آئے اور اس کے باپ ایڈگر کو قتل کرنے کیلئے فوہ مٹے۔ میں کیونکہ ڈانٹا اسے ڈاکٹر کی بیٹی بنا کر تیرہ برس سے بڑا ہزاروں خال اس کی پڑوش کیلئے وصول کرتی رہی تھی میں نے میرا کوشی دی ہے کہ تم اس کے باپ ایڈگر کو تالاش کر لے۔ میں جب وہ لے گیا ہے کہ تو دونوں باپ بیٹی کو لوہا لے کر کسی ملک میں بھیج دیا جائے گا۔ وہاں ڈاکٹر فینچی کے لئے کے خالی نہیں پہنچ سکیں گے۔

ایک ہفتہ کے بعد ہی ہوا میرا بکے جو سے ملا گیا تو وہ مجھے پایا کہ میرا بکے گلے سے گلے لٹھی تھی۔ بیٹی کی طرح جاک بک کر رہنے لگی۔ ایک بلرعب ناما لکھا دیا تھا۔ وہ ڈاکٹر فینچی کو ظالم اور قاتل سمجھتی تھی۔ میں اس کی طرف سے ہاری ہوئی لڑکی تھی۔ باپ تسلیم کر رہی تھی۔ میں نے بھی اتار دیا کہ میں ہی اس کا باپ ہوں۔ یہ حقیقت اس لیے چھپانی تھی کہ بیٹی مجھ سے نفرت نہ کرے۔

بیٹیاں اپنے اپنے نفرت نہیں کریں۔ اس کی محبت پاکر میں نے کہا: ڈاکٹر فینچی نے تمہارا نام میرا لکھا تھا۔ اس نام کو مٹا دو۔ میری ایک بیٹی روزی تھی۔ وہ مر گئی۔ اس کے بدلے میں تمہیں پایا لیا۔ آج تمہاری موت۔

کھل گئی۔ وہ دن جس سے کہ میں مائل ہوئی تھیں۔ میں نے اسے سلاجا
تھا لیکن اس کے جانے کا وقت مقرر نہیں کیا تھا۔ اس لیے وہ اپنے
طرح پر بیدار ہو گئی تھی۔

میں نے پھر فریاد کرنا برا تھا جب میری آنکھ اچانک کھل کر وہ مجھے
نہیں دیکھ رہی تھی۔ لیکن اس کے اگلے دن کو اخبار پڑھا تو میں نے
فریاد ہی آنکھیں بند کر لیں۔ ان کے داغ میں اس ایک ہی مٹھی تھی
کسی طرح وہ پھر پھواری ہو جانے کی طرح اس کا ایک بالچر پر
کا میاب پر جانے میں۔ اب تک اس نے کسی کی برتری تسلیم
نہیں کی تھی۔ مجھے بھی جانے سے محرم تر بنانے کے لیے وہ گل جان سے علم
کے نہری طوط بڑھ گئی۔

اس لمحے اس کی زندگی کی پہلی اور آخری خواہش ہی تھی کہ وہ
علم کا میاب پر جانے میں نہی ہو کر تر پڑے۔ میں نے اس کے ہاتھ کی ہتک
ماٹھوں اس کے آگے گڑا کر ملنے والے اسے اچھے لگتے تھے۔ وہ چار
قدموں سے چلتی ہوئی میرے سر پر پہنچ گئی۔ اس کے عارضوں کا ہوا تو پڑ
کو آئے لیکن گل جان صرف دو ہاتھوں میں تھا۔ باقی دو ہاتھ عارضوں
آٹھ گئے تھے۔ میں نے ان کی سوچ میں کہا: یہ کیا حکمت ہے؟ میرے
دو ہاتھ خال خالی ہیں۔ ان سے بھی کیا لینا چاہیے۔ میں نے ہاتھ اگلے گل جان
سے پھینک کھال ہے ہیں۔

وہ میری سوچ کے مطابق گل جان سے پھینک کھال تو ہونی چاہیے
قریب دوڑا تو ہو گئیں۔ ان کی اپنی سوچیں فرائی ہوئی تھیں۔ کیونکہ میں
ان کے داغ میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور وہ میری سوچ کے احکامات پر عمل کر
رہی تھیں۔ گل جان سے پھینک کھال کر کے سرٹنے سہارا ہی نہیں۔
سیکھ گل جان کے پھینک کھال تو اس نے پھینک ہیے۔ ایک ہتھ سے
تیس سینے کی جھڑکنوں پر کھینچا۔ دوسرے پھینک کھال سے ہتھ سے
پرا کر چھو گیا۔

اب ان کے داغ میں اس بات کی حوا نہیں تھی کہ وہ آدھی
تیر چھ سے رہیں اور انھیں اچھا چاہا دل رہا ہے۔ یہ تنگی اور یہ فز
اں لیے نہیں تھی کہ وہ اپنے داغ سے نہیں سوچ رہی تھیں۔ پری سوچ
ان کے داغ سے ہل رہی تھی کہ وہ ایک سے پھینک کھال ہے اور اس ایک کو
مرد کا عمل چاہا دل رہا ہے۔

پھر میری باریا تہ کے مطابق اس کا چہرہ سے پوسٹ پر سے
سرتنا ہوا اس کے اڑن تک پہنچ گیا۔ وہ دوسرا چہرہ سے کی دھڑکنوں پر سے
آنکھ کر کے پوسٹ پر آ گیا۔ اس وقت ہی میری سوچ اور یہ بند بنے
تھے کہ وہ اس کے ہاتھ سے نہیں ہیں۔ یہاں سے قطعاً نہیں
بلکہ پھر پھر کر مل رہا ہے اور یہ میری طرح پھر پھر کہ سوچ سوچ کر اور
مجھ کو چھو کر کیا جاتا ہے۔

یہ وہ دن کی زندگی کا پہلا بار تھا۔ اتنا دن میں نہیں کسی
طرح بند کھل کر سکتا تھا۔ اسی طرح وہ دفتر رفتہ فابریں اسکتی تھیں۔

لیکن تھوڑے کرکھی جہاں ملاپ پند نہیں تھا۔ ہوا چکر
میں کسی چیز کے کرنے کی آواز آئی۔ دوسرے ہی لمحے میں نے
اوپر سے پھانگ لگائی۔ میں ہڑت کرنا کھینچا۔

لا حول ولا قوتہ ایک ہی جہاں سے اوپر سے گزرتی ہ
چوہے کے بیچھے جھانک رہی تھی۔ گری لڑت کے نرسا
جندیل کر جلا جا رہا۔ ہوا تو ہلکی سی آواز بھی جو کہ کھینچا
ہے۔ اسی لیے میں ہڑت کرنا کھینچا۔ آنکھ کے باہر
دو بدن کے سڑوں سے کھرا۔ ان دو بدنوں نے لو کھلا ہوا
سہلا لیا۔ ان کے دو ہاتھ صوفے پر گئے۔ باقی دو ہاتھوں نے
کو تھکا لیا۔ ہاتھ کے لیے تھانے کا عمل ہی ہونے لگا۔ کہیں
مٹھیوں میں جھوک لیا جانے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی ایک مٹھی
کے کچھ بال آگئے۔ ناخن لانے اور نکیل تھے۔ چہرے کے با
حقہ ہاتھوں سے اٹھ کر اڑھو گیا۔

پری عجیب چوٹیں تھی۔ میرے چہرے کی دلواہ
اڑھو گیا تھا۔ کبھی وہ میرے چہرے کو بھی اپنے ناخنوں
فرش پر پڑے۔ میرے گل جان کو دیکھ رہی تھیں اور سوچ
یہ سب کیا ہے؟ ہیں۔ میں تو گل جان اٹھا کر اس کے
آئی تھی۔ لیکن آپ ہی آپ آگے آئے۔ دو ناخنوں پر کھلے
سنوار رہی تھی۔ چہرے میں میرے اس پھر گئی۔ آپ ہی آپ
کے حوالے کر دیا۔ مانی کا ڈاڑی یہ کون ہے؟ اس کا پیار اتنا
خود ہی میرا ذہن بلیہ کر رہا تھا کہ میرے وجود کو مکمل پہلا
کون ہے یہ؟

وہ جوانی سے لیں۔ تو کون ہوں تم؟
ماک ایک طرف سے ضائع ہو چکا تھا۔ میں چکا
کے میک آپ کو جمال نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے ماک
جواب دیا: ذیل کشن۔

میرا نام کتنے ہی وہ اچھل کر کھڑی ہو گئیں۔ پھر
زبان ہو کر لیں۔ ذیل کشن؟ تم وہی ہو میں نے
ہاں۔ آؤ میں کو بلا کر کیا تھا؟

ہاں میں وہی ہوں۔
تم نے دعویٰ کیا تھا کہ مجھے پہلے سے جانتے ہا
دُنیا کے کسی شخص نے مجھے نہیں دیکھا۔ تیار کیے جانتے
یہ تمہاری خوش قسمتی ہے کہ تمہیں کسی نے نہیں
ایک رات میں نے بے بعد تمہیں جنگل میں پہل دیکھی
پھر میں نے تمہارا جیسا کہ تم ایک دلدل کے راستے زچ
جا کر گھر ہو گئی تھیں۔

وہ قلم پر بیٹھتی تھیں۔ اوہ تمہارے وہ خفیہ
لیلیے۔

میں نے تو بہت کچھ دیکھ لیا ہے۔ اسی لیے تو اس کا بچ میں
نظر آ رہا ہوں۔
ابھی یاد آ گیا کہ میں اس کا بچ کے چند دنوں سے بھی دیکھ چکا
ہوں۔ بلکہ سید اڑی اور کھڑا تھا۔ فریو سے بھی واقف تھا۔ اور
نور کا ڈھنڈی نوگاڑ کے میک آپ میں ان سب کو کمن بنا رہا تھا۔
وہ زانوئے بیک وقت کھینچا۔ میں گناہ تمہیں کے
یک ایک راز سے واقف ہوا۔ آخر کون ہوں؟

میں غلطی فرما رہا ہوں۔ دوسروں کے معاملات میں ناگ
ڈان میں جب حیا رہاں باہاں لایا گیا تو میں نے ہی سب سے پہلے ناگ
کے کھانے آؤں کو کھانے پر مجبور کیا تھا۔ اس کے بعد میں جنگل
میں بیٹھنا رہا۔ کھانے ایک ایک آدی کو کھانے کرنے میں نے ان سے
ہاں کے متعلق معلومات حاصل کرنا رہا۔
تمہاں اس کا بچ میں کیسے پہنچ گئے؟

میں طے سے کسانوں کے ساتھ وہاں نہیں جانا چاہتا تھا۔
نور میں پھینچنے کے لیے اڑھو گیا۔ کالج کے دو دنوں کے تھکنے میں میں
خیلے بہت پر چلا گیا۔ وہاں مجھے کالج کی جاہاں لگ گئیں۔ یہاں تھا
یہ وہ کی اللہ کی کھول تو ڈاکٹر فیضی کوگاڑ ڈاکٹر ماسک اور ڈاکٹر پورٹ
فریو حاصل ہو گیا۔ میک آپ کے دوران جب ڈاکٹر مرزا ڈاکٹر جلا تے
کالج میں آئے تو میں نے اس کی اچھی طرح مرمت کی۔ اسے ایسی
نہیں پہنچا میں اس نے مجھ پر ہرگز نہ ہوا۔ کا ایک ایک لارڈ گل یا۔
نام، افراد کے نام اور کام بناتے۔ اپنے بیک بیٹا اس اور ڈاکٹر فیضی
اور ڈاکٹر متعلق تفصیلات بیان کیں۔ اس کے بعد میں نے اسے
تاک کی بند سنوا دیا۔

انہاں کے بعد میں دو بدن کے داغ میں پہنچ کر لینا
بیک سلگنے لگا۔ وہ دو بدن سوچ رہی تھیں۔ یہ شخص جتنا تر پڑے
ہی خطرناک ہی ہے۔ اب اس کے سامنے بندل بنا رہا۔ مجھے اس
تھا کھانے کی حسرت ہی۔

وہ سوچتے ہوئے چہرے کو لیں۔ یہ تم بے حد پراسرار ہو گئے
کیسے تم پر ہرگز کیوں نہیں کر سکتی؟

میں نے انجان کن کر چھیا۔ حلقہ کیا تھا؟ نقصان پہنچا نا
بتی ہو؟
چاہتی تھی مگر کامیاب ہو سکی۔ سچ بتاؤ۔ کیا تم کوئی پراسرار
بانتے ہو؟

کیسا ظلم! کیسا علم! میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔
کیا جس نرسا کے تھیں دکھانے؟
میں نے اپنی جگہ سے اٹھنے میں کہا: ہاں۔ میں دیکھنا چاہتا
تھا کہ کیا یہاں رہتی ہو یا واقعی میں کوئی پراسرار آدی ہوں جو کچھ
میں نے سیکھا۔ میں نے اپنی اور سید کے تھانے ہاتھوں

موتے دیکھا ہے۔
وہ دونوں آنکھڑی ہو گئیں۔ چند لمحوں تک مجھے گھومتی رہیں
اب ان کی حسرت لاری میں نے طاقی سبب انھوں نے سوچا کہ وہاں
ہاتھوں سے بھر کر پھیل کر لے گی تو میں اس کے داغ میں جا کر بیٹھ گیا۔
دوسری لجان کے عارضوں ہاتھوں میں بجلی کی سی تیزی پیدا ہوئی۔
تیزی تو یہ سنوڈ فائبر ہی لیکن میری سوچ نے ان کے ہاتھوں کے دن
میں کی کوئی تھی۔ جیسے بعد دیکھے وہ چاروں ہاتھوں میں سے ہر ہتھ پر
مجھی گون پر کبھی سینے پر اور کبھی سر پر پڑے۔ میں ان کو کھانا پرا
ہوا فرض ہو گیا۔ پرا چھٹی جلالی کے کو نظر فرمایا۔ ہوش ہو گیا۔
ان کی سوچ بنا رہی تھی کہ وہ دونوں اپنی لاسیائی پر بہت خوش
ہیں۔ مجھے فرین پر لے جس دور کرت دیکھ کہ وہ چند لمحوں کے لیے کھینچ
میرا کھنے کا انتظار کیا پھر لیں۔ اب تو میرے ہاتھ چل پڑے ہیں
میں کھانے جیسے خطرناک آدی کو اپنا بچ بنا کر چھوڑ دوں گی۔

میں نے اس کی سوچ میں کہا: نہیں۔ یہ خبر وہاں ہے۔ یہ
تاہت کر چکا ہے کہ میرا محبوب بن سکتا ہے۔ مالک فیو ہاں اور نہ مجھ
سے ہار گیا۔ اس لیے اسے اپنا بچ بنا دیا تو پھر ایسا مہین اسھی کھان
ملے گا؟

وہ سوچ میں پرا گئیں۔ ان کے داغ نے سمجھا ہا کہ مجھے سکت
کھانا چاہیے۔ لیکن میری چٹائی کرنے کی حسرت لاری میں نہیں ہوتی تھی۔ اس
لیے اب وہ محض اپنی حسرت لاری کرنے کے لیے مجھے ٹھوکر مارنے
گئیں۔ دو ٹھوکروں کے بعد ہی پتہ چل گیا کہ وہ پھر ناکام ہو رہی ہیں
کیونکہ ان کی ایک ٹھوکروں میں سے صوفے کے پائے تک پہنچا تھا۔ اور
دوسری ٹھوکروں سے فرش پر پڑے۔ میرے گل جان کو اڑا دیا تھا۔

وہ پھر مجھے فریاد سے دیکھتے ہوئے سوچنے لگیں۔ کیا بات ہے۔
جب یہ بیہوش ہوتا ہے یا سوتا ہے یا آنکھیں بند کرنا ہے تو میں دن
ان کر اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ آخر یہ کیا جیسا ہے؟ مجھے پھر کوشش
کرنا چاہیے۔

اس بار انھوں نے ٹھوکر مارنے کے لیے میرے سر کا نثار لیا۔ یہ سخت
دو لڑا میں چلیں اور دونوں ہی میرے سر کے اوپر سے گزریں۔ شہید
جوانی کے باعث ان کے پیسے پھیل گئے۔ یہ تو پاگل کر دینے والی بات
تھی کہ میرا ہاتھ جیسا جسم سامنے پٹا تھا اور وہ مجھے پھر بھی نہیں سکتی تھی۔
بیکہ ایک اندھا بھی مجھے ٹھوکر مارا تھا۔

وہ فریاد پڑھ گئیں۔ انھوں نے میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر دل کی
دھڑکنوں کو محسوس کیا۔ میں نے اس کی سوچ میں سمجھا ہا کہ میرے دل کی
دھڑکیں اتنا دل نہیں ہیں۔ میں واقعی بیہوش پڑا ہوں۔ تب وہ
سوچنے لگیں۔ یہ تو پراسرار علم نہیں جانتا ہے۔ اگر جانتا تو بیہوش کی حالت
میں وہ علم ظاہر مل نہ پڑتا۔ یہ یقیناً میری طرف کوئی عجیب سے عنصر وہاں
جانا گیا۔ انھیں بند کرنے کے بعد اس کے خطرات سے محفوظ رہنا

ہے۔ کوئی اسے چھو بھی نہیں سکتا:

انھوں نے جھپٹتے ہوئے اپنا ایک ہاتھ بڑھا کر مجھے چھو لیا۔ وہ عجیب کن کن میں تھیں میرا جال یاد آ رہا تھا اور میری برتری انھیں پریشان کر رہی تھی۔ پھر ان کے ماتھے سے انھیں مجھ یا کہ میری آنکھیں کھلی دینے پر مجھ پر ان کا حمل کامیاب ہو گیا۔ یہ ان کی برتری ہے کہ انھوں نے وہ ہاتھ بڑھا کر مجھے فرض پر سلا دیا۔ یہ بھی وہ میری آنکھیں کھلی نہ دے کہ وہ انھیں بھڑکانے کی اور انھیں بند ہونے کے بعد مجھے ہاتھ نہیں لگا سکیں گی اور نہ ہی مجھے یہ راز بتائیں گی کہ میں سونے کے بعد کبھی ملامت نہ کرنا چاہتا ہوں۔

ان کی سوچ نے آخری فیصلہ بنا دیا۔ ٹھیک ہے۔ یہ میرا جین ساتھی ہے گا لیکن باہر ماتحت اور فرمان بردار رہے گا۔ اس نے ولایت کا تھا کہ جس کا یہ نخل نہیں طاقت ہے اور اس کے پاس طاقت نہیں نخل ہے۔ یہ نخل استعمال کرے گا تو میں اپنی طاقت سے اسے بند کر دوں گی۔ اب اسے ہوش میں لانا چاہیے:

میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ مجھے ہوش میں لائے کیونکہ اب تو سنیا اور وہاں کے پاس پہنچنے کا وقت ہو چکا تھا۔ میں نے ان کی سوچ میں کما تین میں اسے ہوش میں لانے کی نواں کی ذات سے میری دلچسپی ظاہر ہو گی۔ یہ ستر چڑھ جائے گا۔ ہر ستر سے کہتے خود ہی ہوش میں آنے کے لیے چھوڑ دیا جائے:

وہ فطرتاً تنگ دل تھی۔ اس لیے مجھے فرض پر چھوڑ کر آنکھیں دھالنے سے اپنے بیڑیوں میں جا کر لکھتے تھیں۔ میں بڑی ہی انھیں برنا نہیں چاہیے تھا۔ لیکن میں نے ہنسنا ہنسنا ان کے ذہن کو تھپک کر سنا لیا۔ اس کے دماغ کو سمجھا دیا کہ اس سے دوبارہ بیدار کروں گا۔ یادہ چلا گھٹنے کے بعد خود ہی بیدار ہو گی۔

جب وہ نیند میں ڈوب گئیں تو میں فرض سے اٹھ کر صوف پر آیا۔ پھر وہاں آ رہا ہے۔ مجھ کو سنو سنو ادا ادا داند کی خبر ملی۔ وہ دونوں خبرتیا اسکندر کے بے ہنگام پورٹ میں پہنچ گئی تھیں اور اب ایک ننگی کلاہ میں بیٹھ کر شہر کی طرف تیار ہیں۔ ہنول المانہ میں ان کے ٹھہرنے کا بندوبست کیا گیا تھا۔ لیکن کار کے ذریعہ وہ جھٹھے کا سفر تھا۔ یہ سوجھا ہے کہ گھنڈے تک ان کے لیے کوئی خطہ نہیں ہے۔ سائی دریں مجھے لکھ دینی کی تجویز لیا جاتی ہے۔

ہر ایک بار میرا ساتھ دے دیتے ہیں تمام لوگوں کے کام ہونا ہوتا۔ اس وقت نے ایک احسان کیا تھا۔ میری مخالفت کی مخالفت میں لوگوں کو جھکے رہی تھی۔ اس وقت میں نے اس کے دماغ میں جھانک کر دیکھا کہ وہ اسے سنبھل کر بچھٹا پڑا اس کے دماغ میں ہوش مندانہ سوچ میں نہیں تھیں یعنی دماغ بیوقوف کی حالت میں پھپھکا۔ پھر ناہوش خطے میں تھی۔ میں نے فوراً ہی سمجھتے رائے کے دماغ میں جھانک لگائی۔ وہ ایک کا دماغ صرف کر رہا تھا۔ اس کی سوچ نے

تباہ کیا کہ اس وقت اس کے پاس پھیل پورٹ پر بیوشی کی حالت برسی ہے اور اس وقت کے دو سرری طرف دیکھو یہ بیٹھتا ہے کہ ہر صفت میسوی خدائے خدا ہے۔

وہ دو شیطانوں کے درمیان اپنے آپ کے لیے جرح تھی بیا کے ذریعہ اپنی مخالفت میں کر سکتی تھی۔ سوال یہ ہے کہ تمہارے پڑھنے کے باوجود اس نے بیوشی کی دوا کیسے پی لی تھی؟ یہ میرا نے دیکھو میری سوچ میں پوچھا۔ اس کی سوچ نے کما تین میں لگا دیا۔ میں نے اس سے اسے بیوشی کی دوا میں لگائی تو تقدیر ہمارا ساتھ تھے۔ یہی ہے کہ سبھی اس قدر ہی کی کیفیت کبھی یہ سید لکھ کر وہ رہ جاتی ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے یہ ایک بیوشی برکتی تھی سمجھتے رائے نے شورش دیا کہ اسے اٹھا کر ہر موقع ہے:

میں نے سمجھتے رائے کی سوچ میں پوچھا کیا وہ بیدار ہو چکا ہے؟

اس کی سوچ نے کما تین میں کہا۔ سوچ لڑا ہوں۔ وہ بیدار رہتا ہے۔ میں پہنچ چکا ہے۔ جب میں یہ سیکھنے لے کہ کراچ میں دیکھو وہ میرا سوچے وہ بیدار کا کام تمام کر چکا تھا۔

میں نے اس کی سوچ میں پوچھا اب کیا ہو گا؟ اس پہلے کے ملنے کی مجھے یاد دیکھو وہ بیکر؟

سمجھتے رائے نے زلیب سکر لے کر مجھے سوچنے لگا کہ اس سے باران لے ہے۔ اسے کد لے لے کہ پہلے وہ اس وقت زنی کوہ لیکن جب اس وقت سے پہلے کاسے اسے گا تو میں اپنا کاسا بڑھائیں کہ موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔

میں سوچنے لگا کہ اس طرح اس وقت کی مخالفت کی ہے میں اپنی شبلی تھی کا مظاہرہ کروں؟ سمجھتے رائے اور دیکھا میں لڑا دینا زنی بات نہیں تھی۔ ان میں سے کوئی ایک مارا جاتا۔ دوسرے کو میں ٹھکانے لگا دیتا ہر سے سوچنے کے سمجھتے رائے نے ڈرا ہنر سے کما تین دیکھو سامنے سے ایک آ ہے گاڑی کو اتنی تیزی سے کلاں کر دے کہ کوئی اس میں ہوش غور نہ پائے:

پہلی سیٹ سے دیکھو ہر اور سمجھتے رائے اپنے ہاتھوں میں لڑا ہوا ہے۔ باہر آئے سمجھتے رائے نے کما تین ہم بلیک پورٹ کی طرف جاتا ہے اور وہ لوگ اٹھ کر سے کہے ہو۔ ابھی ہی برادری کے گتے ہو بہتر کر۔ بیٹ چاہ رہا ہے۔ بٹلے جاؤ:

اس کی بات ختم ہونے ہی دینے کا کہہ سکیں سے فائرنگ سے ہو گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے سمجھتے رائے اور دیکھو میرے ہاتھوں رپا اور نکل کر ڈھرا کر سے وہ دونوں مجھ کو کھڑے رہ گئے۔ اپنے بڑوں کو اٹھانے کی جرات نہیں تھی۔ انھوں نے دیکھا۔ دو سینا میں کار کا دروازہ کھول کر باہر لڑی تھیں۔ پھر میں نے دندا کی آواز دہ پوچھ دی تھی۔ کن ہنر ہو گا؟ تمہارے رپا اور نکلے کا آغاز ہے کہ تم اس حالت کو اٹھا کر کہیں لے جا لے۔

سمجھتے رائے نے پوچھا پتہ ہے کما تین میں۔ یہ عورت کی ساتھی ہے۔ بیوشی برکتی ہے۔ میرا سے ٹھکانے کے پاس لے جا رہی ہے:

سنو نیلے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر ایک اٹھا ڈھیر کیا۔ کے پٹھے ڈاکٹر شہر میں مل سکتا ہے۔ ادھر ایک پورٹ ہے، اس سمجھتے رائے نے کہا۔ کیونکہ ایک عورت نے اسے ملا تھا۔ لیکن اپنی علامتیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ سنو نیلے اور دندا کے دیکھے وہ شخص لڑا ہوا ہے اور اس کے شخص زمین پر پڑے ہوئے رپا اور نکلے کو اٹھا تھا۔

پور اٹھانے والے نے کما تین ادا سنو نیلے ہمیں دوسروں کے معاملے میں اٹھانے نہیں کرنا چاہیے۔ آپ یہاں سے فوراً چلیں۔ سنو نیلے کا نام سن کر سمجھتے رائے اور دیکھو میرے دونوں ہی ہونک ان کی ولایت میں اس وقت کی بادشاہت ہم کو تھی۔ وہ خیال کے ذریعہ فریاد کا پتہ نہیں بتا سکتی تھی لیکن اب وہ دونوں سنو نیلے بیدار ہو چکا ہے۔ تھے سمجھتے رائے نے بڑا ہی ماضی و ماخ تھا۔ نے فوراً ہی فریاد کیا۔ سمجھتے رائے اور اس وقت کو اس کی جان کر کے کی وجہ لے۔ وہ فریاد سے بولا۔ تم ہم سنو نیلے اور نکلے کو بچھریہ لہانا

اب سنو نیلے اور دندا کے پوچھنے کی باری تھی۔ دمان نے پوچھا: ہر؟ ہمیں کیسے جانتے ہو؟ وہ بولا۔ ہر ایک سمجھتے رائے ہے اور یہ دیکھو میرے ہم دونوں ہر اس وقت کی کہ نہیں تھے۔ ہم فریاد کے اسان مند ہیں۔ اس وقت کے سربو اسے سرب لگائی تھی کہ اس عورت کا دماغ پھر گیا۔ پھیل زنگی بھول گئی۔ اس کے دماغ سے تلی تھی کا علم تھی ہے۔ وہ دیکھو۔ وہ کار کی پھیل سیٹ پر بیوشی پڑی ہے۔

سنو نیلے اور دندا نے پھیل سیٹ پر بیوشی ہوئی اس وقت کو پڑی سے دیکھا۔ پھر سنو نیلے پوچھے میں بولی تھی اس عورت نے فریاد کے

دماغ کو بھی نقصان پہنچا تھا۔ اب ہم اسے ایک کتیا کی طرح اپنی ٹھوکوں میں پالیں گے:

”یہ ٹھوک دیکھو۔ ہر سے کما تین میں اس عورت سے فریاد تھا۔ ہم لینا چاہتے تھیں۔ ہم بڑی بیوشی تھی۔ اٹھا کر لے کر سنو نیلے سے یہاں تک لائے ہیں کہ کیا تم ہمیں جی اس سے اٹھا لینے کا موقع نہیں دو گی؟“

”فریاد سنو نیلے کما تین لوگوں کو سختی سے صدمہ پہنچا دیا جائے گا۔ لوگوں کو چاہتے ہو؟“

دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ پھر دیکھو میرے کما تین ہم سات کے لیے اس وقت کو پڑھتے ہیں:

دمان نے فریاد سے بولی۔ وہ ایک رات تم اپنی ماں ہیں کے ساتھ گزار لو۔ وہ تھیں بتائیں کہ حکومت کی عزت کا کیا ہوتا ہے:

سنو نیلے کما تین ہمیں اس وقت کو اپنے ساتھ لے کر ڈوب کر گئے۔ یہیں گئے۔ لیکن کسی وقت اس کی عزت تک پہنچنے نہیں دیں گے۔

اپنا کما تین ایک رپا اور نکلے نے تقدیر لگا دیا۔ پھر کما تین کے اٹھا دیا۔ سنو نیلے اٹھا دیا۔ آپ نہیں جانتیں کہ مارٹن لوتھر، آکسفورڈ میں اس وقت کی تھی سمجھتے رائے کے جب ہم اسے ستر پڑا کے پاس ہمیں گے تو ہمارا عمدہ بڑھا دیا۔ اٹھا لگا۔ ہمیں کما تین کی بائیس علاقہ کا مارٹن لوتھر اٹھا دیا۔ گلاب ہمارا وقت ضائع نہ کر دیا۔ مارٹن لوتھر میں بیٹھ جاؤ:

اس دن لڑا ہوا نے اپنے ساتھیوں سے کما تین اس وقت کو تھپک سے نکال کر وہیں کار میں بیٹھا دیا۔ اس وقت سنو نیلے اور دندا نے حالات سے سمجھتے رائے کو تھپک میں اس وقت کی ظہیر میں جانیے۔ ہر ستر میں بیٹھے۔ وہ دونوں سے زیادہ اہمیت نہ تھیں۔ کیونکہ ستر پڑا کے طرف سے فریاد انھیں واپس ملنے والا تھا۔

سمجھتے رائے اور دیکھو میرے ہی پوچھا تھا کہ اس وقت وہ دونوں ستر پڑا کے ہاتھوں کے درمیان آجینے ہیں۔ مارٹن لوتھر میں ان مل جانیے تو وہ اس وقت کو چھوڑ کر جا سکتے تھے۔ لیکن میں عام کا ستر دیکھ چکا تھا۔ ادب جان بوجھ کر اس وقت کو ستر پڑا کے ہاتھوں میں پہنچانے کا مٹا شہ نہیں دیکھ سکتا تھا۔ میں سوچتے لگا کہ میری عمر کون کے نرغے سے کسے کلا جائے۔ میں شبلی تھی کا کام میں نہیں لاسکتا تھا۔ کیونکہ تمام لوگوں کی ولایت میں شبلی تھی جانیے دلا فریاد کا کارہ ہو چکا تھا۔ ادا سنو نیلے جانیے والی اس وقت کو پڑی تھی۔ تین طرف کا عورتیں سنو نیلے اور اس وقت کی زندگی سے اس کو ستر پڑا آئی تھی۔ ادا سنو نیلے ایک دوسرے کا بھرا دوست بنا دیا۔ ادا سنو نیلے ہاتھوں تھا۔

اس کو ستر پڑا کا ہم پہلو ہے۔ تھا کہ وہ عورتیں بری دوست تھیں۔ اور مشکل پہلو یہ تھا کہ وہ عورتیں ایک دوسرے کی دشمن تھیں۔

میلے بڑی آسانی سے وہاں ہنگامہ برپا کر سکتا تھا۔ بیوسٹر کے ماتحتوں کے ہاتھوں سے ریواؤں کو رکھتا تھا۔ سوینیا اور رومانہ دونوں وقت سے جھڑپا کرتے رہے۔ لیکن وہاں کسی بھی عمل کیلئے نہیں جتنی کا عمل لائی جاتا تھا۔ اور میں نے سوچے تھے خیالی ٹھکانے کا مفاد یہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

میں نے وقت کی کمی کا لیا۔ چاہ وہاں کی اس کے ہی پر تماشہ دیکھتا رہا۔ وہ شخص دن وقت کو ٹیکسی سے نکال کر دیگن کار کو بھی سیٹ پر لے گئے۔ وہاں آتے آتے رومانہ لگا۔ سوینیا اور رومانہ زور دیا کی سیٹوں پر اٹھ بیٹھ گئیں۔ سمجھتے رہے اور رکھو دو دنوں ہی غور زور ہی تھے۔ انہیں ہم دیکھا کہ وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر بلیک پورٹ کی طرف تازین اور ان کا بیچھا کر گئیں۔ ورنہ انہیں بے دریغ موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا تھا۔

اس کے بعد دیگن کار شہر کی جانب چلی گئی۔ میں نے ایک دیوالیہ والے کے دل سے بیچ کر اس کی سوچ میں کہا۔ آج تم میرا سر لٹکے بہت بڑا کارنامہ انجام دے رہے ہیں۔ پہلی بیچھی جانے والی ایک عورت کو اس کے حوالے کرنے والے ہیں۔ میرا نام باسٹروں کی فہرست میں آ جا بیگا۔ تمام لوگ مجھے باسٹر...!

میں نے سوچا اور صوری چھوڑی۔ اس کی سوچنے کے پتے نام سے اسے دیکھ لیا۔ "بہری بیکر نہیں گئیں..." وہ سوچتے سوچتے روک گیا۔ پھر اس کی بیچھی گئی ہوئی سوچ نے کہا۔ لیکن یہ جو میرے دماغ میں ہے، انہیں بھی اس کا راز نہ کا کر پڑنے لگا۔ کارنامے آج ہی دینے کے سلسلے میں ان دونوں کا دیکھا اور مجھ سے بہتر ہے۔ یہ دیکھتا ہے کہ ان میں سے کسی کو باسٹروں یا جاہلے اور جھٹکا اس کا اسٹنٹ ہے۔ بہری بیکر کے دماغ میں کاٹا جیسے لگا۔ وہ دونوں سامنے آئے کھٹکنے لگے۔ اگر وہ دونوں ساتھ نہ ہوتے وہ تہا ہوتا تو پھر باسٹروں کی آنکھ کا تازین جاتا۔ میں نے اس کے دماغ میں جاسلہ لہریے کو کھڑا کا شہر لیا۔ پھر اسے اپنے دماغ پر بیچنے اور بدل کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ اپنی ترقی اور ترقی خالی کون نہیں چاہتا۔ اور باسٹر ماٹرسٹے لینے والی ترقی تو ایک معمولی آواز کا رگڑا آسمان پر پہنچا۔ وہ کسی علاقے کا ہے۔ بے شک بارشہ بن جاتا تھا۔ ایسا انعام پانے کے سلسلے کو باسٹر کے لئے اپنا کالجی کٹھا سکتے تھے۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں کا گلا کاٹنے کے متعلق کیوں زور دیا؟ میں اسے چھوڑ کر سوینیا کے دماغ میں بیچ گیا۔ اس وقت اس کی سوچ کے ذریعہ معلوم ہوا کہ کچھ سیٹ پر دن وقت کا وہاں ہے۔ وہ بڑی فطانت ہے۔ "پانی پانی کہہ رہی تھی۔ سوینیا اور رومانہ نے لیلٹ کر لے دیکھا۔ رومانہ اور دوسرے لوگ "پانی کا مطلب نہیں سمجھ سکتے تھے۔ سوینیا اور رومانہ نے ہنسی میں ہنسی کی تھی۔ اس نے کہا۔ "گالی دیکو یہ پانی مانگ رہی ہے۔"

گالی دیکو کو کرنے والے نے کہا۔ "مانگتے دو۔ پانی کے بغیر نہیں

دین وقت وہ زبان کھینچ کر نہ سکی، لیکن سوینیا اور رومانہ کا نام کچھ بصری ہے اس کے ذریعے پھیل گئے۔ اس کی سوچ نے کہا۔ یہ ہے۔ سوینیا اور رومانہ ہیں۔ میں۔ میں ان کے دماغ میں آج بھی ہوں۔ میں نے اس کی سوچ میں شہرہ وا کر کے فوراً آج بھی بند کر کے پیش ہو جانا چاہیے۔ اس سوچ پر اس نے غم لیا۔ اس نے آج بھی نہیں دیا۔ اس کا سر موندک باز ہو گیا۔ وہ سر ایک طرف دھکک گیا۔ "میں نہ کہتی تھی، اسے شاک پہنچے گا۔ یہ پھر بے ہوش ہو گئی۔ رومانہ نے کہا۔ اسے فوراً ہسپتال لے چلو۔"

میری بیکر نے کہا۔ "یہ نہیں ہو سکتا۔ ہم پہلے تم دونوں کو ہوش میں پہنچائیں گے، پھر ہم دن وقت کو ماہر کے ہسٹریک پسنے کے جائیں گے، اور گالی اسٹارٹ کرو۔"

واکر نے گالی اسٹارٹ کر کے آگے بھڑکی۔ دن وقت ان کی باتیں لینے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ جب گاڑی آگے بڑھ گئی تو وہ سوچنے لگا۔ یہ نہیں ہے لوگ ایک رہے ہیں۔ کچھ تھیں جن میں نہیں آتا۔ اچھا ہوا کہ نے آج بھی بند کر لیں یہ لوگ کچھ رہے ہوں گے کہ میں پھر لے سکتی ہوں۔ اب کچھ سہولت سے اپنے حالات کا جائزہ لینا چاہیے۔ وہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ وہ سوینیا اور رومانہ کے پاس کیسے پہنچے ہیں۔ اس وقت تک اس نے سمجھتے رہنے کے دماغ کو ٹوٹنا چاہا لیکن وہ دماغ پھر کمزور ہو گیا۔ اس کی سوچ نے سمجھتے رہنے کے دماغ تک نہ لگا۔ لیکن دوسرے ہی لمحہ کمزوری کے باعث اس کا سر

تس میں نے اسے سختی طلب کیا۔ دن وقت۔ دن وقت۔ اس کے پگھلنے کے لئے دماغ میں میری سوچ پگھلنے لگی۔ اس نے توجہ آج بول رہا ہوں۔ اس نے ایک کہری سانس لی جیسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے سہارا مل گیا۔ وہ اپنے کھول کر دیکھنے لگی۔ اس وقت سوینیا اور رومانہ اسے نہیں دیکھتی تھیں۔ بہری بیکر اور واڈو کو فریو سے جھٹ کر رہی تھیں۔ ان وقت کو کسی کہری ہسپتال میں پہنچا جاتا ہے۔ میں نے دن وقت آج بھی بند کر لیا۔ اچھے بے ہوشی ظاہر کرتی رہو۔"

اس نے وہاں آج بھی بند کر لیں۔ میں نے کہا۔ "اب دن وقت میں ہوں کہ میری ذہن سے تمہاری یہ حالت ہو گئی۔ لیکن کرنہ میں غلطی ہو کر کے غافل کر کے فرار ہوا، چاہتا تھا۔ میں نے اسے سر پر شہرہ نصرت میں لگا لی تھی۔ لیکن تم میری توقع سے آگے نہ بڑھیں۔ میرا لگتا ہے اپنی زیادتی کی معافی مانگنا چاہیے لیکن تم میرے مزاج کے خلاف تھو۔ میں وہ عورتوں کو آئندہ اس کی کئی عین میں نہیں پہنچاؤں گا۔"

دوسری سوچ رہی تھی۔ میں چُپ رہوں گی۔ کسی بات کا جواب

نہیں دوں گی۔"

"نہیں دن وقت! ہم دونوں سوچ کی راہوں کے ساتھ ہیں۔ ایک انسان دوسرے انسان سے اپنے دل کی بات نہیں لیتا ہے۔ لیکن ہم دونوں ایک دوسرے سے اپنی سوچ میں نہیں چھپا سکتے گے۔ تم انسانی خلقت کے حقائق نہ سوچتے ہو۔ تم نے بھی اسے اختیار سوچتی رہو گی۔ کیونکہ انسان جیسا تمک زلفہ دیتا ہے۔ اس کا دماغ سوچنے سے کبھی خالی نہیں ہوتا۔ اس نے شکست خوردہ انداز میں پھر ایک کہری سانس لی۔ میں نے کہا۔ "بادباز کہری سانس نہ لو۔ یہ لوگ سمجھ لیں گے کہ تم ہمیشہ جوان میں ہو۔" "ابن، کچھ اس طرح سانس نہیں لینا چاہیے۔ مگر میں کسی بات کا جواب نہیں دوں گی۔"

"کیا کچھ سے دشمنی ہو رہا ہے لکھو گی؟"

"او نہہرا! اس کی سوچ نے کہا۔"

"دیکھو جب سے تم تیار ہو، میں تمہاری حفاظت کے لئے دن وقت تو تمہارے دماغ میں حاضر رہتا ہوں۔"

اس کی سوچ سے پریشانی ظاہر ہوئی کیونکہ وہ بیمار کر کے دوران مجھے نہ چاہتے تھے۔ کچھ سمجھتے تھے۔ اس کا دماغ تو کبھی بھی نہیں چھوڑتا تھا۔ اس نے اپنے لوگوں کی دشمنی سے مجھے بچا دیا تھا۔ اس کی یہ تمام حرکتیں پختگی کا یہ عین کر رہی تھیں۔ کادولہ میرے لئے موم ہے۔"

اس کی سوچ نے پریشان ہو کر کہا۔ "تم جھوٹ بولتے ہو۔ تم بات پہلے میرے دماغ میں نہیں آتے تھے۔"

"جولو میں جھوٹا ہی نہیں، عورت جسے دل سے چاہتی ہے، اس سے کبھی دل کی بات چھپاتی ہے۔ تمہارے دل کی بات بھی چھپی نہیں چاہیے، اس نے میں جھوٹا ہوں۔"

اس کی سوچ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کہاں جا کر مجھ سے چھپ جاتا ہے۔ اس نے یہی سنا ہے۔ "تمہیں خدا کا واسطہ مجھ سے بیار محبت کی باتیں نہ کرو۔ ابھی میں مجبور ہوں، مجھے تمہاری سہاوا کی ضرورت ہے۔ مجھے بتاؤ کہ میں کہاں کیسے آج بھی ہوں۔"

میں نے اسے بتایا کہ سمجھتے رہنے اور لکھو اور سانس کی بے شکست سے نافذہ اظہار کے لئے وہ دل کو کھلا کر دیا۔ پھر اسے ایک ٹیکسی میں بلیک پورٹ کی طرف لے جا رہے تھے کہ ان کی ٹیکسی سوینیا کی گاڑی سے ٹکرائی۔ سمجھتے رہے اور لکھو اور پھر اولاد سے دشمنی دیکھ کر سوینیا وغیرہ کو وہاں سے بھاگنا چاہتے تھے۔ لیکن اچانک نا بیکر کے ذریعہ انہیں تہا کر دیا گیا۔ ہاتوں ہاتوں میں سمجھتے رہنے کو پتہ چلا کہ ان کے مقابلہ میں سوینیا اور رومانہ ہیں۔ انہوں نے بتا کر کچھ سیٹ پر دن وقت لے پھرتی ہوئی پڑی ہے۔ یہ کتنے ہی سپر ماٹرسٹے اور میں نے دن وقت کی ٹیکسی سے نکالی کہ اپنی گاڑی میں ڈالی دیا اور اب اسے قاتلو

کے ماسٹر کے سامنے پیش کرنے لے چلے ہیں۔
رن ذوقی نے پوچھا۔ تم کہاں ہو؟
"ابھی جہاں تم نے سوچنے کی آکھوں سے مجھے ایک درخت سے
اٹا لٹکے دیکھا تھا۔"

"اچھا ملا کر جنگل میں ہو۔
میں نے" اپنا کہا۔ اسی وقت وہ لگن کار ایک بہت بڑے پوئل
کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ روانہ نہ کیا۔ یہ پہنچا تھا۔ وہ دیکھو
بات نہ پڑھا۔ پہلے رن ذوقی کو ہسپتال پہنچاؤ۔
پیری بیکرنے کہا۔ اگر تم دونوں ابھی پوئل میں نہیں جاؤ گی تو
فرار ہو کر بھی نہیں ملے گا۔

سوئیٹس کہا۔ "میں دیکھی نندو۔ فرار ہو کر نہیں ملے گا۔ پھیل
اسے طبعی امداد پہنچاؤ۔
پیری بیکرنے دونوں کی ضد پر تھکا گیا۔ وہ چاہتا تھا کہ
سوئیٹس اور روانہ کو پوئل میں بھیج کر اپنے دونوں ساتھیوں کو بھٹکا
لگا دے اور تھان رن ذوقی کو ماسٹر کے پاس لے جائے۔ وہ غصہ سے نعت
پڑھ کر انہیں دیکھنے لگا۔ اتنے میں چھ آدمیوں نے ان گاڑی کو چاروں
طرف سے گھیر لیا۔ وہ لوگ فائر کے ماسٹر کی طرف سے سوئیٹس کے استقبال
کے لئے آسکندہ آتے تھے۔ ان میں سے ایک نے پوچھا۔ "بیٹو، ڈاکو
گاڑی سے اترنے میں دیر کیوں ہو رہی ہے؟
ڈاکو سے پہلے پیری بیکر بول پڑا۔ "مسلماں نے رس ذوقی کو
پالیا ہے۔"

"رن ذوقی ہر گون رن ذوقی؟
"وہ بلا جھوٹی بیعتی جانتی ہے اور جو ساقی ماسٹر کے دل سے
نک پھینچ گئی تھی۔
"ماں گاؤ؟ ایک نے حیران وار پریشانی سے پوچھا۔ "کیا یہ اپنی
ڈیٹی پہنچتی ہے جہاں نقصان نہیں پہنچاتے گی؟
"نہیں، یہ بیار ہے۔ فی الحال ملکہ بیعتی کی صلاحیتیں کھو
چکی ہے۔"

سوئیٹس نے کہا۔ انسانیت کا نفاذ ہے کہ اسے فوری طبعی
امداد پہنچانی چاہئے۔
ایک نے کہا۔ اسے میڈیکل ایڈلے گی۔ تم گاڑی سے اترو اور
پوئل میں جاؤ۔ مسٹر پیری انہیں لے جاؤ۔
پیری بیکرنے کہا۔ میں نے رس ذوقی کو شکا کیا ہے، میں اسے
مقامی ماسٹر ٹیم پہنچاؤں گا۔ سوئیٹس کی مہربانی تم لوگوں کا نہیں ہے۔
تم انہیں پوئل میں لے جاؤ۔
اس کی بات ختم ہوتے ہی وہ لگن کار کا دروازہ کھلا۔ پھر دو
رولر ہولڈ پیری بیکر کی جانب اٹھ گئے۔ ایک نے کہا۔ "نمبر وار! اپنا رولر ہولڈ

اپنی گڈ میں بیٹھ دو۔ ورنہ ہم اس سہری پیری ستارہ ہا
دین گے۔
اس نے کھڑکی میں ہاتھ ڈال کر پیری بیکر اور اس کے
دو ساتھیوں کو دیکھا۔ "سوئیٹس ایک کہتی ہے۔
گو میڈیکل ایڈیٹری میں جاتے گی۔ جیو گاڑی سے اتر جاؤ۔
پیری بیکرنے گاڑی سے اترنے سے انکار کر دیا۔ سونیا
ساتھی ہوں گا پیر ماسٹر اپنے ہمدردی کے مطابق فریڈ کو ویسوں
فرار سے اس پوئل میں ملاقات ہوگی تو پھر سلاقت اسے
پہنچتی ہے۔ میں رن ذوقی کے ساتھ اس وقت تک دو
کوئی ڈاکو اسے خوشن میں نہیں لائے گا۔"

"اچھی بات ہے۔ پہلے ناگاری سے کہا۔ ہم جہاں
بہت فدی ہو۔
وہ لگن کار کو گھیرنے والوں میں سے چار آدمی گاڑی
میں بھر رکھے۔ ڈاکو: "پیری کو کھلی میں جاؤ۔ ہم وہ
پالیں گے۔
گاڑی آگے بڑھی۔ سوئیٹس نے پوچھا۔ "تم اسے
نہیں لے جا رہے ہو؟
"ہم جسے انوکھو رہتے ہیں، اسے ہسپتال نہیں لے
پیری بیکرنے کہا۔ "مسلماں! تم مجھے پوئل ذوقی
کا جواب ماسٹر طلب کرے گا۔"

"تم نکرہ کرو، مجھے جواب دینا ہے۔
میں دانیال کی باتیں سن رہا تھا اور اس کے ارادوں
رن ذوقی نے سوچنے کے ذریعے پوچھا۔ مجھے بتاؤ، یہ لوگ
رہتے ہیں؟
میں نے کہا۔ ایک نیا کیل شروع ہونے والا ہے۔
ایک شخص نہیں اپنی کو کھلی میں لے جا رہے۔ وہ
اچھے ڈاکو کو لگا کر تھاپا اعلان کرنے کا،
رس ذوقی نے پوچھا۔ کیا الماسی ہمدردی کے
کمرے گا؟

نہیں۔ انسانوں کے بارے میں ہمدردی نہیں نکلی
یہ دانیال روغنی نسل کا آدمی ہے۔ ذرا وقت سے اس کی
ہوگا۔ ویسے فی الحال تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گا۔
"کاش کہیں ان کی زبان سمجھ سکتی۔ وہ پریشان ہوا
کیونکہ ان لوگوں میں جتنی رن ذوقی کے آخر تھاپی
ہیں، تم ایک کیمیرے کے ساتھ سے چکے ہو گے؟
تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ جب تک مصیبتیں
ساتھ رہیں گی، میں بھی ساتھ رہوں گا بشرطیکہ تم مجھے

تم مجھ سے باتوں میں نہ سمجھو۔ فاسٹو وہ لوگ کہا کہہ رہے ہیں؟
میں نے تھوڑی دیر گنتے کے بعد کہا۔ "دانیال اس بات کی
تصدیق کرنا چاہتا ہے کہ واقعی رس ذوقی جو۔ اس مقصد کے لئے وہ
پیری بیکر، سوئیٹس اور روانہ سے طرح طرح کے سوالات کر رہے۔
کیا سوئیٹس اور روانہ تمہاری تلاش میں نہیں آئی ہیں، یا پھر
پیر ماسٹر کی قید میں ہیں؟

میں نے اسے بتا کر سوئیٹس اور روانہ میرے ایک ٹیم شکل نام
سے پوچھا۔ "میں پیر ماسٹر کے آدمیوں سے بھی عازم کو فریڈ سمجھ کر
کہا ہے۔ وہ عازم کو پوئل کے لئے ہے۔ اسے ذوقی اور جہاں
طور پر ناگاہ بنا کر سوئیٹس اور روانہ کے پاس واپس پہنچانے والے ہیں۔
شاید اس شہر کے پوئل المانی میں اس نقلی فریڈ کو آپ بھیجا جائے گا۔
رن ذوقی نے کہا۔ یہ دونوں تمہاری محبت میں جھنگ رہی
ہیں اور تم نقلی فریڈ کے ذریعہ انہیں دھوکہ دے رہے ہو۔
"میں پیر ماسٹر اور اس کی تنظیم کے تمام افراد کو دھوکہ دے رہا
ہوں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ سوئیٹس اور روانہ بھی اسے فریڈ سمجھ
پہنچتی ہیں۔ وہ دو ذوقی عازم کو اسی شدت اور سچائی سے چاہتی ہیں
کی تو پیر ماسٹر خوش نہیں میں مبتلا ہو کر مجھ سے غافل ہو جائیگا۔"

"کیا تم ساری سہری جی پیر ماسٹر کرتے ہو گے؟
"میں اپنی خوشی سے نہیں کہتا۔ دشمن اور صلاحیت مجھے مجبور
رہیتے ہیں۔
اتنے میں گاڑی ایک کھڑکی کے احاطے میں پہنچ کر رک گئی۔ وہ
سب کے بعد دیکھنے کے لئے اترنے گئے۔ میں نے رن ذوقی سے کہا۔
اب تم بولے ہو کہ ملنا شروع کر دو۔
وہ میرے مشورے پر عمل کرنے لگی وہ اٹھا پھیل چلی سیٹ پر باکرے
بٹھ رہے تھے۔ اس کے لڑاچے کی آواز سن کر دانیال نے کہا۔ "ڈاکو!
ڈاکو گاڑی لے کر جاؤ اور ڈاکو آگے آگے کو سٹاپ لے آؤ۔ گوان رہی
اب..."

دیکھ کر انہیں ہلکی گئی۔ وہ لوگ ایک ڈرامائیگ روم میں آئے۔
رن ذوقی کو ایک تواب گاہ میں لے جاکر آرام دہ بستر پر لٹا دیا گیا۔ میں نے
ن سے کہا۔ تم آرام سے لیٹی رہو۔ میں تمہارے میزبان دانیال کی تحسین
تے جا رہا ہوں؟
دانیال کسی کمرے میں بیٹھا ٹیلی فون سے ذریعہ کسی سے باتیں
رہتا تھا۔ اس کی باتیں سمجھ میں نہ آسکیں۔ وہ کسی اجنبی زبان میں
شگور رہتا تھا۔ میں انتظار کرنے لگا کہ اس کی باتیں ختم ہوں تو میں اس
سوچنے کی زبان بدل کر اس کے منہ پوئل کو اس کے دل سے کھلی سختی
چرچہ سکون۔ اس انتظار کے دوران ایک شخص نے آکر اسے اطلاع
دار کر دیا گیا ہے۔

دانیال کی باتیں سن کر وہ ایک اندازہ لگا سکتا تھا کہ اسے کس
دوست تھی تھی۔ تمہارا اندازہ درست ہے، میں اپنے اس کیم ہوس
تو میں شریک کرنا چاہتا ہوں۔
سوئیٹس نے پوئل میں بیٹھی ہوئی بولی۔ آگے بولو۔
پہلے یہ بتاؤ، میں روانہ کو کون ہے؟
"یہ بھی فریڈ کی ماری ہے۔ وہ ایک اندازہ ہے، ہم دو جیاہ ہیں۔"

دانیال نے آنے والے کو گھمروا دیا۔ "پیری کو ملاؤ۔"
تھوڑی دیر بعد پیری ماسٹر ہو گیا۔ دانیال نے اس کے ہاتھ
پیسے پر لٹا کر لکھے ہوئے کہا۔ "پیری، میں رن ذوقی کا سوڈا کرنا
ہوں۔ تم اپنے ساتھیوں کو کھانے لگا دو۔ میں نہیں چاہتا کہ رن ذوقی
کی باتیں ماسٹر تک پہنچے۔ جاؤ۔ یہ کام پوئل چاہئے۔"

وہ چپ چاپ چلا گیا۔ دانیال نے فون پر مزید دو چار باتیں کیں،
پھر رولر ہولڈ پیر ماسٹر میں آ گیا۔ ڈاکو رس ذوقی کے بازو میں پھینکن
لگا رہا تھا۔ اس نے دانیال کو دیکھ کر کہا۔ یہ عورت بہت کمزور ہے۔
کی لے مدد کی ہے اسے خون دینا چاہئے۔ اسے اس وقت کی دوائی اور غذا
تصویب تو میرے سے کھلائی جائے۔"

دانیال نے کہا۔ "ڈاکو! میری سن کوئی ہے اس عورت کو
خون دینے کے انتظامات کرو۔ ایک منٹ تک میرے دست میں اس کا
معائنہ کرتے رہو۔ دوائی اور غذا... کھلنے کے لئے پہلی نرسوں کی
ڈیوٹی لگا دو۔ میں ایک منٹ تک تمہیں روانہ پتے گزار دینا چاہتا ہوں۔
ڈاکو کا منہ تیرے سے کھل گیا۔ دوسری طرف دانیال تجویزی کا منہ
کھول رہا تھا۔ وہ تجویزی نوٹوں کی گڈیوں سے سہری ہونے لگی۔ اس نے
ایک گڈی نکال کر ڈاکو کی طرف اچھالنے ہوئے کہا۔ "یہ پیش کی رقم ہے۔ اپنا
کام فرما شروع کر دو۔"

ڈاکو نے سوش ہو کر کہا۔ "میں ابھی جاتا ہوں اور ملنے کے جسم میں
خون پہنچانے کے انتظامات کرتا ہوں۔
دانیال تجویزی بند کر رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ میں نے صحیح فیصلہ
کیا ہے۔ پیر ماسٹر مجھے رن ذوقی کی اتنی قیمت نہیں دے سکتا تھا، جتنی
کہ وہ پوری دے رہا ہے۔ اب مجھے سوئیٹس اور روانہ سے معاملے
کرنا چاہئے۔
وہ سوچتا ہوا ڈرامائیگ روم میں آیا۔ وہاں سے پیری بیکر اور
اس کے ساتھی چلے گئے۔ سوئیٹس اور روانہ ڈاکو کا راستہ روک کر
رن ذوقی کی تیرست پتھر رہیں۔ دانیال نے کہا۔ ڈاکو! اس وقت
ضلع ڈاکو۔ رس ذوقی بہت جلد صحت یاب ہو جائے گی۔"

ڈاکو چلا گیا۔ سوئیٹس نے آگے بڑھ کر پوچھا۔ "مسلماں! اپنی سمجھ
رہی ہو کہ تم کوئی دوسرا ہی کیم کھیل رہے ہو۔ کیا یہ درست
نہیں ہے؟
وہ مسکرا کر بولا۔ "میں نے تمہاری چالاکی اور دلیری کی بہت سی
دست تھیں تھی ہیں۔ تمہارا اندازہ درست ہے، میں اپنے اس کیم ہوس
تو میں شریک کرنا چاہتا ہوں۔
سوئیٹس نے پوئل میں بیٹھی ہوئی بولی۔ آگے بولو۔
پہلے یہ بتاؤ، میں روانہ کو کون ہے؟
"یہ بھی فریڈ کی ماری ہے۔ وہ ایک اندازہ ہے، ہم دو جیاہ ہیں۔"

دانیال نے اسے تاد لالنے کے لئے کہا: کیا تم میری محبت میں
 حقہ داری پر شاکت کر لیتی ہو؟
 "کوئی عورت بروا شاکت نہیں کر سکتی۔ لیکن میں رومانہ کو راستے
 سے نہیں ہٹا سکتی۔ فریاد جواب طلب کرے گا۔
 وہ ہنستے ہنستے بولا: میں اتنی سی بات ہے، میں اسے ٹھکانے
 لگاؤں گا۔"

سونیا مسکرا کر رومانہ کو دیکھنے لگی۔ وہ خود کو بہت معصوم اور
 سیدھی سادی سی لڑکی ٹھاہر کر رہی تھی۔ دانیال کی باتیں سن کر کبھی
 ہار جاتی تھی۔ سونیا نے ہنستے ہنستے کہا: "رمانہ! اس معصومیت کے بعد تم
 اپنی اعلیت ظاہر کرو گی۔ اس طرح وقت خالص ہوگا۔ ہر تیرے کہیں...
 اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی رومانہ نے پھیل کر دانیال کے
 سامنے دو ہاتھوں کے بل کر ٹیڑھی ہو کر بیٹھی۔ سر نیچے ٹانگیں اور پچھلے
 جسم کمان کی طرح اتنی خوبصورت سے خم کھا رہا تھا کہ دانیال اس کے
 بدن کے شبابی نشیب و فراز کو دیکھنا نہ کیا۔ مگر کبھی کبھی دیکھنے کی
 حسرت رکھتی چھت سے بائیں کونے والی ٹانگیں بڑھانے لگتی تھیں۔
 پر پڑیں۔ وہ لڑکھارے جیسا ہنسی بھرا۔ "رومانہ بدن کی بحراب بٹاتی ہوئی
 ٹانگوں کے بل کھڑی ہو گئی۔ چہرہ دو ہاتھ بڑھانے لگا اور اس کی گردن کے
 اطراف چمک۔ وہ بڑبڑا: "کوہ کو دونوں ہاتھوں سے تمام گرفتار ہوں۔
 جھکے جھکیا۔ جھکے کے دوران اس نے کونست کے اندر ہاتھ ڈال کر
 ریو اور نکالا۔ جھکیا کو فائبر کا بنا ہوا، مگر وہ سامنے نہیں تھی۔ وہ اوکو
 زیادہ جھلا جھٹ میں مبتلا ہو گیا۔ اس نے نیک کر دکھا تو ایک ہی
 ٹھیکر میں ریو لڑا اور اس کے ہاتھ سے نکل کر ڈور فریش پھیل گیا۔
 سونیا نے کہا: "لیسن اب کیلئے ختم کر دو۔
 لیکن دانیال سیدھنک گیا تھا، اس نے ریو اور کی طرف دوڑ لگائی۔
 "باہر چپ ہپ۔ وہ جتنا مسک کا کورب دکھاتی ہوئی اس سے چپکے
 ریو اور کے پاس پہنچ گئی۔ چہرہ ریو اور کو اٹھا کر اور ایک طرف پھینکتی ہوئی
 بولی: "جاؤ! اسے اٹھا لو۔"

دانیال نے جھپٹ کر ہر جگہ دیکھا۔ رومانہ کے بدن میں جیسے بار
 چھرا بچھا تھا۔ کبھی ایک جگہ مٹھرتی ہی نہیں تھی۔ اسے حسرت میں دانیال
 کا حملہ ناکام قرار دیا تو وہ پلٹ کر ریو اور کی طرف دوڑ پھیل گیا۔ باہر چپ
 ہپ۔ باہر چپ۔ وہ ریو اور کے پاس پہنچ کر کھڑی ہو گئی۔ اسی وقت
 دانیال نے بھی وہاں پہنچ کر اسے اٹھا لیا۔ مگر وہ ریو اور ایک ٹھیکر
 کھا کھڑے ہو رہا تھا۔ "رومانہ بولی: "جاؤ! اسے اٹھا لو۔"
 وہ دانت پیستے ہوئے اسے دیکھنے لگا۔ سونیا نے کہا: "دانیال!
 تم اس طرح کبھی ریو اور کو اٹھا نہیں سکتے۔ رومانہ سے روٹی کر لو۔"
 وہ چند لمحوں تک بدلتا دانت پیستے جاسو چتا رہا۔ میں اس
 بازی کو کچھ دیر سے روکا تھا۔ اسے دیکھ کر ہی طرح دہل کر رہی۔

بچھا ہوا کبھی اس وقت کو دیکھنے کیلئے میرا کوئی ساتھی یہاں
 نہیں ہے۔ مجھے ذرا صبر سے کام لینا چاہیے۔ میں یہودی سیال ہوں
 سونیا کی سن کے خلاف جھپٹاؤں گا۔ یہ عورت ہے، عورت مسک
 مرے گی۔"
 یہ سونیا کے بعد وہ مسک لیا۔ چہرہ ایک گری، سامنے لے کر
 ڈور مانرا تم سبھی ہو سکتی۔ اپنی زری اور چوڑی میں نے کبھی نہیں
 ناؤ دی اور نہیں پڑا۔

اس نے مصالحت کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ رومانہ اس کا ہاتھ
 ہٹا کر صورت کی طرف بڑھتے ہوئے بولی: "میری روشنی تو میری
 ہے کہ تم کو کمال سے بھی مہنگی ہوتی ہے۔ آؤ آؤ کمال سے بڑھتی
 نہیں کرتی۔ تم سونیا سے اپنے مطلب کی بات کرو۔"
 وہ ریو اور کے قریب صورت پر بیٹھی تھی۔ یہ بھی ایک طرح
 کر ریو اور اس کے قدموں میں پڑا تھا اور دانیال اسے اٹھا
 تھا۔ وہ ہیرا کھرا لیا تھا۔

"ابن سونیا، میں اپنے مطلب کی بات کرنی چاہتی ہے۔
 تمہیں سن دینی ہے۔ کونسی خاص دلچسپی نہ ہو گی۔"
 "صرف انتقام لینے کی تم تک دلچسپی ہے۔"
 وہ ہنستے ہنستے بولا: "تو اور اچھی بات ہے، میں
 کو ایک یہودی کے حوالے کر رہا ہوں، وہ مجھے بس کر ڈور اور
 سونیا نے کہا: "چھوڑو وہ ایک یہودی نہ ہوگا، اس کے
 تنظیم یا ایک حکومت ہو گی۔"
 "یقیناً ہو گی۔ میں تو صرف رومانہ کو حاصل کرنے سے
 نہیں نہیں تمہیں۔ تمہیں صرف رومانہ چاہیے۔"
 فریو کے دماغ سے سوچتی ہوں۔ وہ یہودیوں کا مخالف ہے،
 یہ نہیں چاہیے گی کہ یہودیوں کے بچے رس دینی کی صلاحیت
 فائدہ اٹھائیں۔"

دانیال پریشان ہو کر بولا: "میں تو سوچتا ہی نہیں کہ
 اس اعزاز میں مخالفت شروع کر دوں گی۔ دیکھو سونیا، تمہارے
 باہر کی ناکارہ بنا کر تمہارے پاس جیسا جا رہا ہے۔ تمہیں
 انتقام لینے کے لئے کسی مضبوط تنظیم کا سہارا چاہیے۔ جب
 کی یادداشت مجال ہو جائے گی، تو وہ بھی تمہارے لئے غائب
 اپنے حالات پر غور کرو۔ تم بالکل تباہ ہو، تمہارے پیاروں طرف
 دیکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ یہ رومانہ بھی تمہاری سہیلی کا سہیل
 رومانہ نہ سکتی تھی۔ لیکن سونیا سنجیدہ تھی۔ کیونکہ
 اتفاقاً بیان کر رہا تھا۔ وہ سچ بچے تھا تھی۔ رومانہ کا ساتھ
 تک تھا جب تک کہ فریو واپس نہ مل جاتا۔ اس کے بعد فریو
 غرض سے دونوں عورتوں کے درمیان رسہ کھنی شروع ہوا

"کیا سوچ رہی ہو جیسا میں غلط کہہ رہا ہوں؟"
 "تم درست کہہ رہے ہو۔" وہ ایک گری، سامنے لے کر بولی: "میں بڑی
 عجیب میں ہوں۔ فریو سے ملنے کے بعد ہی کوئی فیصلہ کر سکتی گی۔"

"تھیگٹک، میں نے میں جلدی کر ڈی۔ یہاں رس دینی کا علاج ہو
 رہا ہے۔ میں تم دونوں کو بڑھانے لمانیہ پہنچا دوں گا۔ ماسٹروں کی
 نظیم کا کوئی بھی ذریعہ اگر میری بیکر کے متعلق پوچھے تو کونسا کہ وہ ہوئی
 سنا تھا، جیہ کہ دونوں کو میرے حوالے کر کے چلا گیا۔ اوکے؟
 اوکے... سونیا اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ رومانہ نے ریو اور اٹھا کر
 ہاتھ ریو اور میں تھیں ہوئی ہیں والدین کو روک دینی چلو۔"
 وہ تینوں ڈرائیونگ روم سے باہر نکلے تھے۔ میں رس دینی کے
 برن پہنچ گیا۔ وہاں ایک مرد اور ایک عورت اس کی تیار دینی کرنے
 لگی تھیں۔ وہ ہاتھ پر لٹی ہوئی ڈیڑھی کا اٹھا کر رہی تھی۔ میں نے کہا:
 "ڈن آ گیا ہوں۔"

وہ چونک گیا۔ یہ جاننا اب تک مجھ سے تک نہ تھی۔ مجبور
 تھی کہ مجھے اپنے اہل سے نہیں نکل سکتی تھی۔ بے بسی سے بولی۔
 "مجھے بتاؤ، یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟"
 "تمہارا علاج کر رہے ہیں۔ تم بہت جلد اپنے بیرون پکھڑی ہو
 اڑے گی۔"
 "مجھے دانیال کے متعلق بتاؤ، وہ مجھ پر ہیرا لگے ہوں؟"
 میں نے تمام تفصیلات بیان کیں کہ میں کو ڈور اور میں اس کا
 دوا ہو چکے۔ صحت یاب ہونے کے بعد اسے یہودیوں کے پاس پہنچا
 جا رہا ہے۔"
 "میں تو کبھی نہیں جانتی گی۔ میں اس چلے تو ابھی یہاں سے
 جاؤں گی۔"
 "آرام سے لیٹی رہو۔ دشمن دوست بن کر علاج کر رہے ہیں تمہارا
 بلجا گیا۔"

وہ چلی گئی۔ دانیال اپنی بھلائی کے لئے بہت علاج کرنا
 کیا۔ ابھی میرا دماغ آنا کر ڈور کے ذریعہ خواتین کی ہوا سے تھک
 تھک...
 میں نے کہا: "ایک اور لڑکی ہے۔ وہ یہ کہ تم صرف اپنی ماورسی
 ن جاتی ہو۔ یہاں کی جینتی سوچوں سے کھیل نہیں سکتی گی۔"
 "میں اپنی اس لڑکی کو اچھی طرح سمجھتی ہوں، اسی لئے تمہاری
 آنا چاہتی ہوں۔"
 "وہ تو میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اچھا! آرم کرو، میں ہوئی
 تیرے جا رہا ہوں۔"
 میں اس سے رخصت ہو کر ایسے وقت ہوئی میں پہنچا، جب
 نیا اندر لڑا تھا ڈور کے پاس کھڑی اپنے گردوں کی جہاں حاصل

کندھے تھیں۔ کا ڈور لٹکے فریو پکھی سے باہر آکر ہوا۔ اس نے سونیا
 کی طرف دل سے بڑھا کر کہا: "ادام لو لڑکی۔"
 سونیا دل سے کان سے نکلا کر بولی: "ہیلو سونیا، میں ہاؤ۔"
 دوسری طرف سے آواز آئی: "میں ماسٹر زور دیا ہوں۔ تم
 لوگوں نے ہوئی پہنچے ہیں اتنی دیکھیں لگا دی۔"
 وہ بولی: "میں اپنی ہم ذرا تھک کر ہوئی تھی۔ اس شہر کے
 تفصیل سے دیکھتے ہوئے آئے ہیں۔"

"اس شہر کو اور تفصیل سے دیکھو، مگر یہ یاد رکھنا کہ اس شہر کا
 ٹریک مال تھی سے رکھے۔ اندر فریو نے والے لہو کی لال تھی سے نکلے
 جاتے ہیں۔ اپنے لہو کو سمجھنا لڑکی۔ اسے لہو کے لہو سے ہنسنے نہ دو۔"
 سونیا نے پوچھا: "طوطے دوری سے لہو کے یا قریب بھی
 آؤ گے؟"

"آج رات میرے ہاں ڈن پڑے ہیں، وہاں ملاقات ہو جائے گی۔"
 "اور کچھ؟"
 "ہاں، ڈرائیونگ میں باہر، فریو تمہاری سے گھبرا رہے۔"
 سونیا نے ریو اور کا ڈور نہیں کو وہاں دیتے ہوئے پوچھا۔
 "ڈرائیونگ لال کہاں ہے؟"
 "دانیال نے کہا: "میں تباہ ہوں، آؤ۔"
 وہ تینوں کا ڈور کے ہاں سے ہلٹ کر آگے بڑھے۔ رومانہ
 پوچھتی تھی: "دانیال نے پوچھا: "کس کی کال تھی؟"
 "ماسٹر زور اور ہمارے ہمیشہ آنے کی وجہ پوچھ رہا تھا۔ تم
 میرا جواب نہیں چکے ہو۔"

وہ گفت میں داخل ہو گئے۔ دانیال بولا: "تم نے اسے طوطا کہا
 تھا۔ وہ یقیناً شہر کی طرف دہانے لگا ہوگا۔"
 "میں ہلے سکتی ہوں، باہر کر رہا تھا۔"
 "تجربہ ہے، وہ تو کسی کو خاطر میں نہیں لانا، اس کے ذریعہ
 کے خلاف فریو کوئی بات ہو تو وہ اپنے مقابل کو گیلے پھرتے کی
 طرح چھوڑ کر لگا دیتا ہے۔"

"اچھا تو دوسری کی اولاد ہے؟"
 لفظ تیسرے فریو پر لگ گئی۔ وہ لوگ لفظ سے باہر ویننگ
 روم میں آئے۔ وہاں سے نکلا کر ایک کار پلٹ سے گزرتے ہوئے
 ڈرائیونگ میں لپ پڑے۔ پتے کا وقت ہو چکا تھا۔ اور مختلف
 نیروں پر میرے لوگ اپنی عورتوں کے ساتھ کھلتے پینے لگا رہے تھے۔
 سونیا کی نظروں فریو کو ڈور پڑ رہی تھیں۔ ایک باوری پر سے لپکا
 "آپ لوگ کسے تعلق کر رہے ہیں؟"
 سونیا نے دریافت کیا، ایک یہاں ماسٹر زور موجود ہیں؟
 میرے لئے کہا۔" اوہ، اچھا۔ وہ مسخرا بھی اسے پکھڑا لوگ

ہنسا رہا تھا۔ آپ اس کی پاس مائیں، وہ ابھی دھواہ آئے۔“

سو تیار، اور تیار اور تیار تیار آگے بڑھتے تھے۔ وہ ڈانٹنگ ہالی سینما کی طرح ہر جگہ سے تھکتے تھے۔ اس کی ہم تھک کر لٹھیا میں کئی ہولی مرستی باہر تھی۔ ان جوان جوڑے ایک دوسرے کو تڑپتے جھکے ہوئے سرنگھا کر رہتے تھے۔ گومانسکوں کو ٹھیکس لگی۔ وہ جوان تھی، گنواہ تھی۔ ایک مدت سے فریڈی کی تربیت کر رہی تھی۔ ایسے کسی رومانوی ماحول میں اس کے ساتھ وقت گزارنا پڑتا تھا۔ لیکن وہ رومانس کے قابل نہ رہا تھا۔ اچانک وہ سٹیج پر آ کر ان میں سے ایک کو گھسیٹنے لگی۔ رومانہ اور سویتا دونوں اسے دیکھتے ہی تھک گئیں۔

وہ بلاؤڈ اور اسٹریٹ پہننے ہوتے تھے۔ پاؤں میں اونچی اپری کے سینڈل تھے۔ سر پر بھروسہ سٹریٹ لائٹس کی دگ تھی۔ وہ ایک ہاتھ میں ہینڈ بگ لٹکتے، دوسرے ہاتھ سے اپنی زلفوں کو سہلنے ہوتے اور ان کے دل کا دھڑکاؤ سمجھنے کی کوشش کرتے تھے۔ جیسے وہ سینئر عالم ہو اور بڑے تجربے سے اپنے من کا مظاہرہ کر رہے ہوں۔ وہ ان مردوں سے زیادہ عورتوں کی داؤں سے متعلق ہو رہی تھیں۔ ایک عورت سے بچنے لگی۔ اسے حسرت سے ہم عورتوں کی نراکت کا مذاق کیوں آرا رہتے؟

دوسری تربیت آجاتی۔ جبکہ ہم عورتیں کبھی مرد میں ہنسا چاہتیں۔ یہ مرد میں خوشیوں کو اختیار کرتے عورت بن جاتے ہیں لیکن لعنت....

عازم نے تکی بیٹھ کر کہا: "اسے ہنسا، لعنت نہ بھیجے۔ بیچنا ہے تو اپنے میاں کو بھیجے۔" سارا ہل توتیوں سے گونسنے لگا۔ رومانہ کے دل میں اپنے فریڈی کیلئے درد چاکا۔ اس کی آنکھوں میں تکی گئیں۔ سو تیار ایک قدم آگے بڑھ کر بولی۔ "فریڈی! یہ کیا ہو رہا ہے؟"

توتیوں کی گونج میں عازم نے اس کی آواز دہرائی۔ وہ اچھل کر اسٹیج پر گئی۔ اس کے پیچھے فریڈی بھی پہنچ گئی۔ تب عازم نے انہیں کھیل چھوڑ دیکھے ہی اپنے آپ میں حیرت کھینچ لگا۔ ہاتے، یہ دونوں جملہ رازداریاں چھپ کر سے پاس آگئیں۔ میں ان سے کیسے پیچھا چھڑاؤں۔ دیگو! مجھے بچاؤ..."

دونوں نے اسے دو طرف سے گھیر لیا۔ رومانہ اس کا بازو تھام کر بولی۔ "فریڈی! پلیز نکاشہ نہ بنو۔ یہاں سے چلو۔"

وہ اپنا بازو چھڑاتے ہوئے بولا۔ اسے اس مرد سے کا نام لے ہی جو۔ میرا نام تو عازم فریڈی ہی ہے۔"

طیعی ہوئے۔ یہ آواز سے دونوں پہلے گم ہوا اس سے خطرناک بڑھ کر عورتیں اس پر نظر ارجان سے قربان ہو جا کر کئی عورتیں کبھی باہر سے دو طرفوں آپس کے سامنے اسٹیج پر موجود ہیں۔ ایک کا نام سونیا کا نام رومانہ سے ان دونوں طرفوں میں رومانہ توتیوں ہیں۔ یہ مرد طرح بڑی بے نیکی سے لڑتی ہیں۔ انہوں نے کہیں مرد کو اپنی، وہ مردوں کی تربیت سے خارج ہو چکا ہے؟ تمام لوگ توتیے لٹکتے تھے۔ ایک شخص نے اپنی ہانگ سے ان میں یقین نہیں آتا کہ وہ اداکار کو کبھی خطرناک نہیں سمجھتا۔ یہ کیسے بدل گئی؟

اسٹیج پر کھڑے ہوئے انڈونر نے کہا: "جیسے زمانہ بچا ہی یہ بدل گیا ہے۔ یہ ٹیلی ویژن جیسے زمانہ تھا، انہیں ابھی ایک مرد کی طرح حیرت ہے۔ ہم تو نیک کر رہے ہیں اور ہر شرم میں اس کی نفا نکلے ہیں تاکہ لوگ عورتوں میں کبھی کبھی حیرت سے نہ لگ سکیں۔ تمام لوگ آپ میں ایک دوسرے سے بولنے لگے۔ ہا بے شمار عورتیں کی ہر جگہ تھکتے ہوئے تھکی۔ انڈونر نے عازم اشارہ کرتے ہوئے کہا: "اب آپ کے سامنے ایک عجیب تماشا ہے۔ آپ اپنے انگریزوں کی ہانگ کو بدعاش قسم کے مرد کی عورت چھڑتے ہیں، پھر اس عورت کی طرف سے کوئی تیرہ وہاں اور ان بدعاشوں سے متعلقہ کیا ہے۔ تو عازم نے کہا: "یہاں جو قسم کے بدعاش فریڈی کی توتیوں سے ہے ہیں۔ ظاہر ہے والی یہ دونوں اس کی حیرت کی طرف تکی۔ اس طرح ایک جنگ چھڑ جائے گی۔ یہ محض نمائشی جنگ نہیں ہوگی۔ آ کر یہاں ایسا ہی قسم لٹے ہو جائیں گے اور اس اسٹیج پر خود چھلین گے اور جو توتیوں نے تکی اور موت کا یہ خونخوار تماشا حوصلہ نہ رکھتی ہوں، وہ ڈانٹنگ ہالی سے باہر چلی جائیں؟"

سب خاموش بیٹھے تھے۔ کوئی عورت وہاں سے نہ اٹھ سب سو تیار اور رومانہ کو دیکھ رہی تھی۔ ہاتھ دیر دیکھنا وہ دونوں بدعاشوں کا مقابلہ کر گی۔ یا اپنے اپنے گھر چھا کر جائیں گی؟ یہ ہر حال چند لمحوں کے لئے اتنے بڑے سے ناموشی جی تھی۔ اس کے بعد انڈونر کے کہنے کے قسم کے لوگ اسٹیج پر آئے۔ انڈونر نے کہا: "ابھی میں فریڈی اسمان کا بالی ٹیٹس کی پہلوں... یہ چند ہی اسکندریہ کے برسی شوں کا بے تلخ ہوشاہ... یہ عورتوں چاروں کا جوڑو کاسٹر..."

آفرین ایک دھواہ سے اس شخص اسٹیج پر آیا۔ وہ بالکل بے نظار آ رہا تھا۔ انڈونر نے کہا: "یہ ہر ماہ چھڑا ہوا ہے۔ یہ لڑ اپنے دشمنوں سے چٹ کر رہ جاتا ہے؟"

ہاؤنڈر کی باتیں سن کر لوگوں کی دلچسپی بڑھ رہی تھی۔ سو تیار اور رومانہ سچے سچے تھک کر ڈانٹ رہے تھے۔ وہ فریڈی کو تماشا بننے کے لئے وہاں چھوڑ کر نہیں جاسکتے تھیں۔ وہ دونوں عازم کو دو طرف سے تمام کر اسٹیج کے ایک طرف لے گئیں۔ عازم نے ہاتھوں پر لڑا رہا تھا۔ ہلے اللہ! میری آبرو خطرت ہے۔ یہ عورت کے دشمن کہاں لگے۔ میری ناک تیرے ہی ہاتھوں میں ہے۔"

اسٹیج پہلے سے زیادہ روشن ہو گیا۔ دو کبریت مختلف زاویوں سے متحرک فلم تیار کرنے کے منتظر تھے۔ انڈونر نے کہا: "سنا، فریڈی کی توتیوں کے درمیان لے آؤ۔ اس کے عاشق اس سے دل بہلا رہا ہے۔ توتیوں میں کافی ہوں۔ تو دل والے کو بھجواؤ۔"

انڈونر نے عازم کی توتیوں کو اشارہ کیا۔ وہ باہاں ہی زبان بڑھاتا، آواز بگڑا بگڑا بگڑا۔ "کیا اس عورت سے لڑنے کے لئے میں تمہارا چہرہ لیا ہوں؟"

سو تیار نے اس کی زبان میں جواب دیا۔ "مگر نہ کرو، تمہارے چہرہ دوسرے بھی مرے آتے تھے؟"

جوڑو کاسٹر مشینوں سے توتیوں سے بچا۔ "کیا تمہاری زبان بدعاشی ہے اور میں ہم زبان ہیں، اس خوشی میں مصروف توتیوں۔ وہ مصروف توتیوں ہی سو تیار کا ہاتھ بڑھ کر جوڑو کا ڈانٹا جاتا تھا۔ سو تیار ناواں بھی نہیں تھی۔ اس نے عازم کو لے لے ہاتھ بڑھا یا بگڑا اسے بند پکڑنے کا موقع نہ دیا۔ موسیٰ توتیوں سے دوسری ایک توتیوں کی سچرا نام دے ہی کو لے ہاتھ بڑھ کر آئے۔ سو تیار نے اپنی طرف تکی۔ لڑنے کے پیچھے توتیوں نے جوڑو کاسٹر کو لٹکتے دیکھے۔ ان کے ہاتھوں میں اس کا ہاتھ سو تیار کے ہاتھ میں آ گیا۔ سچرا سے لگا گیا، ایک جھٹکا لگا۔ وہ جوڑو کے ڈاؤ سے گزرتا تھا اسٹیج کے چند فریش پر چاروں طرف سے توتیوں کی لڑواہ۔ واہ...! آواز میں چاروں طرف سے بلند ہونے لگیں۔

سچرے توتیوں کے ہاتھ موسیٰ توتیوں کی لڑی میں چھپنے لگی تھی۔ وہ دوہارہ نہ اٹھ سکا۔ جا آؤی اسے سچرے توتیوں کو لے گئے۔ اس کے بعد فریڈی اسمان کا چھینٹا مائیکل آگے بڑھا۔ اس نے کہا: "فریڈی! بڑھنے میں تمام ایسب میں میری شہرت ہے۔ میں کسی عورت سے لڑتی ہوں، میں سچرا ہوں، میں کبھی بولنے کی لیا کرتی ہوں، میں اس عورت سے مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اگر سچرے اور جیت گیا تو مجھے انعام ملے گا۔ یہ ایک ٹالو اور سچرے کا ہے۔ جیتنے کے لئے شرط یہ ہے کہ میں اپنے دل لے آؤں۔ والی عورت کی بار بار توتیوں کو دیکھ کر بڑھ کر توتیوں کی لڑا کرتی ہو جی ہے۔"

رومانہ نے تکی بڑھ کر سو تیار کے شانے کو چھسکے ہوئے اشارے کیا۔ "تم پیچھے چلی جاؤ۔"

وہ پیچھے آ کر عازم کے ہاتھوں پر گئی۔ مائیکل نے رومانہ کے ساتھ شہاب کو سر سے پاؤں تک دیکھتے ہوئے کہا: "مجھے تمہاری جوتیوں پر تین آنے ہے؟"

وہ بولی: "مجھے تمہاری جوتیوں پر پشیم آنے ہے؟" "تم توتیوں کو خوب چاہو؟" "میں توتیوں کو بھی خوب چاہتی ہوں؟"

مائیکل نے اپنے دونوں ہاتھوں کو بھلے۔ وہ پیچھے سے منظر ٹھاننا چاہتا تھا۔ لیکن رومانہ کا اعجاز کچھ اور تھا۔ اس نے ایک قدم پیچھے ہٹ کر اپنے منہ کو ڈھکیا چھوڑ دیا۔ پھر پیچھے سے جوتیوں میں اڑنے لگی۔ "اب سب سب... وہ دانتیں سے اپنی جھانسا لنگ کر تکی دکھائی ہوئی مائیکل کے چاروں طرف گھومنے لگی۔ پیچھے کے طور پر مائیکل جی جوتیوں سے گھومنے لگا کہ توتیوں وہ اس ریش سے حملہ کر گی۔ لیکن وہ اس کا لٹکا کھنکے کے بعد ایسا ہی بگڑا۔ مائیکل نے چاہا کھڑی ہو گئی۔

مائیکل کسی ریسٹ سے حملہ کی توقع کر رہا تھا۔ جب کچھ بھی نہ بگڑا تو وہ حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ "اب سب سب... وہ تو بلا بازی لگا کر دوسری طرف چلی گئی۔ مائیکل ہراس کے پیچھے لگا۔ وہ ہاتھوں کی طرح چھل رہی تھی۔ اس کے ہاتھ آتے آتے نکل جاتی تھی۔ یہ ایسا دلچسپ تماشا تھا کہ تماشا ہی ناٹیاں بیان لگے۔ مائیکل نے جھٹکا کر ایک بار پھر رومانہ کی طرف چھٹا لگا۔ رومانہ فریش پر چھل گئی۔ اس کے پیچھے سے نکل جاتی تھی کہ لٹھی تیار تیار لگا کر دوبارہ کھڑی ہو گئی۔ وہ اپنے چھاری چھری کے جوڑو کو سنبھالنا چھوڑا اور ہاتھ اس کی لڑی کی طرف لگا۔ ایک سٹوڈنٹ لڑی۔ وہ ہٹا کر بیٹھے بیٹھے پلٹ گیا۔ دوسری سٹوڈنٹ اس کے منہ پر لگی۔ وہ کسی شہر کی محبوب کے پاؤں نہیں تھے، وہ رومانہ کی سٹوڈنٹ اور توتیوں کے طرح تکی تھی۔ سب نے دیکھا۔ مائیکل کے ہونٹوں سے لہو کی دھواہ بہ رہی تھی۔

اب سے دو... تمام عورتیں خوشی سے چھیننے لگیں۔ مرد ناٹیاں بجانے لگے۔

شاید اس کا سر ٹکرا رہا تھا۔ وہ اس کے چھسکے سننے اور فریش ہونے سے اسے کسی کوشش کر رہا تھا۔ رومانہ نے پھر ایک بار سٹوڈنٹ لگیں اس بار اس کی ٹانگ مائیکل کی گرفت میں آگئی۔ وہ رومانہ کو لگا کر اس کی ٹانگ پر پٹھ بٹھا۔ فریڈی لاک لگا کر اس کے پاؤں کی لڑی کو توتیوں کی کوشش کر رہا تھا۔ اب رومانہ تکلیف کی شدت سے سرخ رہی تھی۔ اس کے ہاتھوں اور پیر سے جھٹ جلتے ہیں۔ لڑائی میں طاقت کی ثابوتی حیثیت ہوتی ہے۔ رومانہ کچھ بھی نہیں، ایک بڑی جلی۔ ایک ہاٹ جیسے مرد کی طاقت کا ہوا اب طاقت سے نہیں دے سکتی تھی۔ وہ ہمیشہ ڈانٹنے کے ذریعہ سبقت لے جاتی تھی۔ لیکن اس وقت مائیکل کے خطرناک ڈانٹ میں آگئی۔ میں نے اس کی پریشانی سمجھ لی کہ وہ میری مرد کے عزیز فریڈی

دو نوں میرے متعلق سوچ رہی تھیں۔ میں اپنی جگہ پر اٹھ کر ڈیڑنگ
روم کے غسل خانے میں ہلکا غسل و طہارت کے دوران میں نے وہ دن
کی سوچ پر حاضری ہو کر کہا۔ وہ غسل خانہ میں ہے، مجھے الماری سے
ڈاکٹر فریڈ کی ایک جڑا نکال کر ڈیڑنگ روم میں رکھ دینا چاہئے؟
یہ بات ان کے مذاق کے خلاف تھی۔ ان کی سوچ نے کہا: "میں کیا
ان کی عازم ہوں یہ نہیں سمجھتا کیا ہو گیا ہے، میں آپ ہی آپ اس کے
بارے میں سوچنا شروع کر رہی ہوں؟"

ان کی دوسری سوچ نے کہا: "اس لئے کہ وہ تیرے چہرے پر
سے کھینچنے کا کیڈا رہا ہے، تو اسے کھو گے تو ایسا اور نہیں لے سکتے؟"
وہ شرانے اور سکرانے لگیں۔ ان کا بھی اپنا تھا کہ میرے پاس بھی
پیلی آئین، لیکن وہی احسان برتری اور غرور انہیں روکتا تھا۔ وہ کسی
بھی قوت کے سامنے جھکتا نہیں جانتی تھیں۔ سچ میں سے یہ بات ان کے
دماغ میں نقش ہو گئی تھی کہ وہ سب سے بہتر تھیں۔ میں نے اس وقت
انہیں ڈھیلے دستے ہی میں لپٹے لپٹے ایک جڑا ایسا منگوانے کی کوشش
سے ان کے دماغ پر حاضری ہو گیا۔ وہ میری سوچ کے قدروں سے جانتی
ہوتی الماری کے پاس گئیں۔ چہرے پر ان سے کہنے، "جڑا، میں اور جو تے
ڈاکٹر ڈیڑنگ روم میں رکھ دینے اس کے بعد مجھ میں وہ چلی گئیں۔
میں نے ان کے دماغ کو زلہ چھوڑ دیا۔"

وہ پریشان ہو کر سوچنے لگیں۔ میں نے کہا کیا ہوا؟ مجھے فریڈ
کیا پڑھی تھی؟ میں نے اس کے کپڑے لے جا کر وہاں کیوں رکھ دیے تھے کیا میں
اس کی دلوانی ہو گئی ہوں؟ کیا اس کی صحبت کہنے میں کوئی افسوس یا اپنے
مرگ خدمت کرنے کی کسی پابندی تھی؟

"نہیں، یہ صحبت نہیں شکست ہے۔ میں ابھی ہمارا ان پرانے کو
بارہ چھینک دوں گی۔ یہ سوچ کر وہ تیرے قدموں سے چلتی ہوئی گئیں سے
نکلیں۔ اس وقت تک میں ہاتھ روم سے نکل آیا تھا اور کرتے میں نے اپنا
کھڑا تھلے سے بدن نکال کر رکھا تھا۔ وہ ڈیڑنگ روم کے دروازے پر
پہنچے ہی ٹھیک گئیں۔ پھر ایک دم سے اٹھ کر وہاں پہنچ گئیں۔
ان کا ولی تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ میری بے بسی ان کے تیرے طرح
ان کے تصور میں پورے ہو رہی تھی۔

میں نے لباس اور جوتے پہننے کے بعد لیٹن کا رخ کیا۔ وہ بیڈ روم
میں تھیں۔ ہنسنے پر ہنس کر ناشتہ کیا، چلتے ہی، پھر اطمینان سے
ایک مگر ہیلے سلگا کر اس کے کٹھن لگا کر بیڈ روم میں پہنچ گیا۔ وہ بیڈ
پر کھڑی ہل رہی تھیں۔ مجھے دیکھتے ہی اٹھ بیٹھ گئیں۔ وہ ولی کی
دھڑکنے ہوئی لگا ہوں سے دیکھ رہی تھیں۔ ان کی سوچ کہ رہی تھی۔
"یہ وہ رات والا شخص نظر نہیں آتا۔ ڈاکٹر فریڈ کے میک اپ میں
پورے لگ رہا تھا۔ اب ایک خوبصورت نظر لگ رہا ہے۔ آخر یہ ہے کیا بنا؟
ہاں، یاد آیا۔ میں نے ایک پاسپورٹ میں اس کی تصویر دیکھی تھی۔"

ان کے تصور میں افراتفری طہارت کا سامنا تھا۔ میں نے ان کے
کوس سے منہ ہٹا کر ان سے باز رہنے کا حکم دیا۔ اور عازم کے پاس
کی تصویر میری صورت ظاہر کر رہی تھی۔ وہ ولین۔ مجھے یاد آ گیا تھا
عازم ہے؟

میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ انہوں نے پوچھا: "اب تک
کیوں چھپتے رہے؟ پہلے وہ کون سی جگہ رہے، پھر خود کو ڈیل
کہا۔ اگر گینے تمہارا پاسپورٹ نہ دیکھا ہوتا تو تم اپنا اصل نام
کبھی نہ بتاتے؟"

میں نے کہا: "پاسپورٹ میں یہ نام بھی ملے گا۔
نہیں، مجھے یقین ہے۔ میں نے تمہارا پاسپورٹ دیکھا ہے۔
نام عازم اور تمہاری بیوی کا نام شہانہ ہے۔
پاسپورٹ سے کہہ پاسپورٹ بھی جھوٹی ہے۔"

"اے اے وہ سوچا اور پریشانی سے مجھے دیکھتی ہوئی بولی۔
کبھی عازم کے میک اپ تمہا ہے۔
میرے ایک چہرے کے مجھے ہزاروں چہرے ہیں۔ ڈیڑنگ
ان کے میرا اصلی چہرہ نہیں دیکھ سکتی۔"

"تم ڈیڑنگ مار کر مجھے مغرب یا مائٹا نہیں کر سکتے،
صورت سے کبھی تمہیں کوئی کہہ کر وہ اپنے سامنے دلے
مائٹا ہو چکی ہے۔ کوئی بات نہیں جب تک میں تمہیں مغرب نہ کر
ڈیڑنگ مائٹا رہوں گا۔ کبھی مجھے تو تم کبھی نہیں جانتی تھی؟
کہاں مت کرو۔ میں تمہارا استاد توڑ دوں گی؟"

وہ اپنی کروری کو کھتی تھی کہ کبھی رہے۔ میں نے اس
دھڑکنے لگے کو چھڑا تو وہ بگڑ گئی۔ "کیا تم بھول گئے ہو کہ میرے دو چہرے
پڑتے ہی ہے جوش ہو سکتے تھے۔ اب میرا ہاتھ اٹھنے کا تو تم نہیں
نہ اٹھ سکتے۔ کیا ایڈی اور عمر سعید کا احترام یاد نہیں ہے؟"

ہاں یاد آ گیا، میں نہیں غفہ نہیں رہا تھا، ایک دوست
مشورہ دیتا ہوں کہ تم نے خود کو شہریت سے دو ہٹا دوں کہ تمہارا
قید کر رکھتا ہے، انہیں آزاد کرو؟

وہ دیکھ کر تیزی سے پوچھا: "تم تمہارا بائیں ہاتھ کیسے جانتے
ہیں... تو کیا گوشت کھلنے والے ناکام محبوب لاکھ
متعلق بھی جانتا ہوں؟"

وہ بدلتے کامنڈ سریت سے کھل گیا۔ پھر وہ سنبھل کر دل میں
سمجھ گئی۔ تم نے تمام معلومات ڈاکٹر موزا کے پاس رکھ لی تھیں
تمہارے سچے رہی ہو۔ آؤ اب ہم ان دولت مندوں کی
دیں جو اس وقت دنیا کے سب سے غریب اور بھروسہ ناساں ہیں۔
وہ کبھی آزاد نہیں ہو سکیں گے۔ اسی قید خانہ میں رہنا
کر رہا ہیں گے؟"

تم عورت نہیں پتھر ہو۔ اگر میں نہ ہوں تو میں تمہیں سب
سب کے گمراہے چھوڑ کر دیتا۔
وہ غفہ سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ "تم۔ تمہارے عیسائیتی
کا کپڑا مجھے مرنے پر چھوڑ کر دے گا؟"

وہ ایک دم چپکے کپڑے سامنے آگئیں۔ میں فوراً ہی ایک
قدم پیچھے چلا گیا۔ ایسا نہ کرنا تو جاہلوں کے کرتا ہے میرا سر ہٹا دینے
اتنی وہ میں نے اس کے دماغ کو اپنے کٹرولی نہ لیا۔ وہ گلا
گھونٹنے کے انداز میں چاروں طرف اٹھا کر میری طرف نظر نہیں دیا۔ مگر میرے
دائیں بائیں سے گزرتی ہوئی ایک بڑھتی ہوئی گئی۔ میں ان کے درختوں سے
گزر کر گناہوں کے ریک کے پاس پہنچ گیا۔ وہ تمہارا کاردارا تھا۔
چھوڑ دینا اس کے کھلنے تک وہ پلٹ کر دوڑتی ہوئی پچھلے کرنے آئی۔

میں نے انہیں سوچ کی ماہ سے گزرا ہے۔ چھوڑ دینا وہ سے گزرا کہ
تہ خانے میں پہنچا یا۔ پھر اس دروازے کو بند کر دیا۔
وہ پلٹ کر چھوڑ دینا اس کے گھونٹنے مانے لگیں۔ وہ لہنگا ہن
دراڑ سے کو توڑ سکتی تھیں کیوں کہ ڈیل برس باور تھیں۔ میں نے
ان کی سوچ میں کہا۔ اگر میں نے یہ دروازہ توڑا تو تمہا ہو گا۔ فوجی
میں آئیں گے۔ پھر ٹوٹے ہوئے دروازے سے تہ خانے تک پہنچ
جائیں گے؟"

ان کی جھجھکی تو ہوتی سوچ نے کہا: "جہنم میں گئے فوجی میں
ڈیل اسٹون کو، عازم کو، میرا مطلب ہے کہ اس ہر دو پہلے کو لاندہ
نہیں چھوڑوں گی؟"

میں نے ان کی سوچ میں انہیں اباؤن طرف کر دیا۔ وہ زمین کی
طرف گھوم گئیں، پھر بے اختیار زمین سے اُترتی ہوئی تہ خانے میں چلنے
لگیں۔ جبری مرضی کے مطابق سوچنے لگیں۔ ٹھیک ہے میں چھوڑ دینا
کو نہیں توڑوں گی۔ تہ خانے کے دوسرے راستے سے جنگل میں جاؤں
گی۔ وہاں سے کالج پہنچ جاؤں گی۔ میں اسے وہاں چین سے رہنے نہیں
دوں گی؟"

چھوڑ تہ خانے میں ڈاکٹر تک پہنچ گئیں، تو میں اس کے دماغ
سے نکل آیا۔ چھوڑ دینا سے گزرتے تہ خانے میں آیا پھر دروازے کو
بند کرنے کے بعد زمین سے کمنے لگا۔ دو دریاں تیزی سے قدم بٹھا کر تباہی
تھیں۔ لیکن مجھے نظر نہیں آ رہی تھیں۔ میں نے انہیں جانے دیا۔ مجھے
ایچا ایک خطی کا احسان ہوا۔ وہ یہ کہ جس سے ایک دم بدن سے چھوڑ دینا
میں معروضہ باور فوجیوں کی خبر نہیں لی۔ تہ خانے کے تاریک راستے
سے گزرتے ہوئے میں نے فوجی افسر کے دماغ میں جھانک کر دیکھا پھر
چلتے چلتے لگا گیا۔

فوجی افسر کی سوچ بتا رہی تھی کہ اس کے سامنے میرا بیٹھی ہے۔
اور لہنگا ڈاکٹر فریڈ ہوا تو وہ بھی وہاں پہنچ گیا تھا۔ میں نے یہ مناسب تھا

کہ ڈاکٹر فریڈ کے دماغ میں میرے ان لوگوں کی بائیں سٹون۔ فوجی کو
یاد ہو گا کہ میں نے ہی ڈاکٹر فریڈ کے دماغ میں گھس کر اسے امریکہ سے
یہاں لوراً آنے پر مجبور کیا تھا، مگر وہ اپنی بیٹی میرا سے مل کر اس حقیقت
کو سمجھ لے کر وہ گناہ چکا نہیں ہے۔ اگر گناہ کیا بھی ہے تو اس گناہ کی
شریک میرا نہیں بلکہ ریڈ گر کی بیٹی روزی تھی۔

بہر حال میں نے ڈاکٹر فریڈ کے دماغ میں جگہ بنا لی اور اس کے
سامنے ہی ہو گیا۔ ڈاکٹر فریڈ کو پتہ تھا کہ وہ فوجی افسر کے غیبت
میں نہیں بلکہ ہانگ کا لنگ ایڑیوں کے دماغ کی بی بی روم میں بیٹھا تھا
ہے۔ وہ جن طیارے میں سفر کر رہا تھا، اس میں کچھ ٹرانی پیدا ہو گئی تھی
اس لئے سفر ٹرانی ہو گیا تھا۔ اب وہ شام لانا سے پہلے یہاں
نہیں پہنچ سکتا تھا۔

میں ڈاکٹر فریڈ کے دماغ میں سے وہاں آ کر فوجی افسر کے
دماغ سے ان کی باتیں سننے لگا۔ افسر میرا کا تعارف کرتے ہوئے کہ
رہا تھا۔ ڈاکٹر فریڈ نے مجھے پتہ چلا کہ وہ فوجی افسر کی بیٹی
نقلی ڈاکٹر فریڈ نے چھوڑنے کی ایک ٹینگ کی ہے۔ یہ بھی میری
سو بیٹی ہے۔ ادا گاڈ این اس مدت سے اسے تلاش کر رہا ہوں۔
بیٹی کیا واقعی تم میرا بیوی؟

میرا مہی ہوئی تھی۔ ایک طرف جھٹک کر بولی۔ میں تمہاری بیٹی
نہیں ہوں۔ تم میری ماں کے قاتل ہو۔ مجھے جوتل کرنا چاہئے ہو۔
نقلی ڈاکٹر فریڈ نے مجھے پتہ چلا کہ وہ فوجی افسر کے خلاف
بھگایا ہے۔ میں ایک منہ نہ ڈاکٹر فریڈ کسی کو قتل کرنے کے متعلق
سوچ بھی نہیں سکتا۔

فوجی افسر نے کہا: "میں بھی کل سے لے کر ہی تمہارا چہرہ ہوں
جس ایڈگر انٹون کو اپنا باپ کہتی ہے، وہ ایک پڑا بھروسہ تھا۔
مجھے لگتی ہے کہ اس غلط آدھی نے لے لی کو۔ بھگایا ہے؟
میرا ہے کہ میرے بچہ جی باپ کو غلط نہ ہو۔ میں اپنے پتا
کو تو بن رہا ہشت نہیں کروں گی؟"

افسر نے سمجھنے لگا۔ میں نے نقلی ڈاکٹر کے دماغ میں پہنچ کر
اس کی سوچ میں کہا۔ اگر ایسے وقت ڈاکٹر فریڈ لگا رہا ہے پہنچ
چلتے تو کیا ہوگا؟

اس کی سوچ نے کہا: "ہاں کے یہاں پہنچنے کا سوال ہی پیدا
نہیں ہوتا۔ وہ امریکہ میں ہے اور میری اجازت کے بغیر یہاں نہیں
آ سکتا۔"

میں سمجھ گیا۔ وہ نقلی ڈاکٹر روم میں وہی بلکہ مہربان جو تقریباً
سات برس سے ڈاکٹر فریڈ کو لگا ہے کہ وہ رہا تھا جس وقت وہ بدن
کو حاصل کرنے کے لئے اس نے ڈاکٹر کو اس کی بیٹی میرا سے بڑا کر دیا
تھا۔ ننگے باپ بیٹی کے درمیان سویلانا غلط نہیں پیدا کر دی تھی۔

۴۵

میں ذرا فہرست کے ساتھ اس بلیک میلر سے ملنا چاہتا تھا۔ وہ تو وہی اس جنگل میں میرے قریب آ گیا تھا۔
 میرا نام پتھی تھی۔ مجھے کسی عیسائی مشنری میں پہچان لیجئے۔
 مگر میں اس کو ڈر کے ساتھ نہیں جانوں گی؟
 بلیک میلر نے پدارت شفقت سے کہا: بیٹی! میں تمہیں بددشت زورہ نہیں دیکھ سکتا۔ تم جہاں خود کو محفوظ رکھو گی۔ آفسیسر تمہیں وہیں پہنچا دینگے؟
 فریجی افسر نے کہا: لو کہو! ہم تمہارے اس عجوبہ کو دیکھنا چاہتے ہیں، جو بڑے خوب جیل کے نام سے مشہور ہے۔
 بلیک میلر نے کہا: میں ضرور ڈبل جوئیل سے آپ کی ملانا ست کراؤں گا۔ لیکن بیٹے میں اس سے تنہا میں ملاقات کروں گا کیونکہ وہ بہت زیادہ مہذب نہیں ہے۔ ابھی دو گوں سے بدک جاتی ہے میں چاہتا ہوں کہ بیٹے یا پاکوئی آوی اپنی گاڑی میں مجھے کالے بیٹھے لے لیں، اس لئے ضرور آئیے۔ وہ دونوں بائیں کرتے ہوئے خیمہ سے باہر آئے۔
 لو کہو! اگلے رات مجھے جہاں آپ کے کالج کی طرف گئے تھے، لیکن راستے سے جھٹک گئے۔ آپ اس جنگل کے اچھے جوتے راستوں کو کیسے سمجھ لیتے ہیں؟
 بلیک میلر جواب دینے لگا۔ لیکن مجھے اندک کے دل سے نکل کر وہیں تیر خاتمے میں نہ بناؤ، کیونکہ دوسرے رنگ میں مشعل کی روشنی دکھائی دے رہی تھی۔ سو تیرے قریب آتی جا رہی تھی۔ میں مشعل بڑا روک دیکھنے کے لئے مڑ گیا تھا۔ پھر تقریباً بیس یا چوبیس قدم کے فاصلے پر وہ نظر آگئے۔ وہیں سات فٹ کا لمبا ڈونگا لگا فیلو ایک ہاتھ میں مشعل بھٹکتا کھڑا تھا۔ وہ نے لباس تھا۔ مگر اس کے جسم پر کوئی بے طرح اتنے لٹھے لٹھے بال تھے کہ اس کا ننگا پن ابی باؤں سے چھپ گیا تھا۔ وہ بچہ جھپٹنا لگا گوریل نظر آتا تھا۔ میں نے زندگی میں پہلی بار ایسا انسان دیکھا تھا، کسی طرح انسان نہیں کہا جاسکتا تھا۔ وہ ایک مکمل بے حس مردہ تھا۔
 اس دروازے کے ساتھ دو بدن عقین۔ انہوں نے مجھے دیکھتے ہی کہا: راک فیلو! یہی وہ ذلیل آدمی ہے، جو کل رات سے میری ٹوئین کو رہا ہے۔
 راک فیلو نے غرے کے مجھے دیکھا، چہرہ رو بدن سے کہا۔
 وہ ٹول جوئیل! مجھے یقین نہیں آتا کہ یہ چھپر کا پتھر تیار سے نابو میں نہیں آیا۔ تم تو ایسے دن چھروں کو بیک وقت اپنی جنگ میں مسل سکتی ہو۔
 وہ عقیدہ میں بدلیں۔ میں کبواس نہیں ملنا چاہتی۔ اگر مجھے ویل دجاں سے چاہتے ہو تو میری کو ہین کا بدلہ لو۔ ابھی تمہارے ساتھ ہے چہرے کا مکمل دو۔

فریجی فریجی بولتا کہ اسے بھی نہایت میں سے راک فیلو دوسرے جسم میں قوت کا یہ عالم تھا کہ ناریل کے درخت کو ٹکڑی مار کر پھینک اٹھا سکتا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ لٹکھو لٹکھو سے پتھر دو پاروں میں ترس رہے تھے۔ دو بدن کو خورش کے مطابق وہ یقیناً مجھے پہچان کر رہا تھا۔ یہ سوچ کر میں نے سجا سحر کیا۔ وہ گھٹ کر بولا: تم مجھ سے بڑے نہیں لگا سکتے۔ رگ جاؤ۔
 اس کی آواز میں خوفناک اور گھبراہٹ تھی کہ سرنگ کی دیوار لڑتی ہوئی صحن پر تھی۔ میں دوڑتے دوڑتے لڑکھڑکھ گیا۔ دروازے کی آوازنا اعصاب کو زور دے دیتی تھی۔ میں لڑکھڑکھ کر گھٹنے سے نکل گیا۔ سرنگ کی دیوار کا مہارنگ کر دیکھا۔ اس نے اپنی تمام ذماری کے متعلق درست کہا تھا۔ جنگل کے غیر کی طرح ایک ہاتھ کئی قدم کے فاصلے پر کرتے ہوئے میرے قریب پہنچ رہا تھا۔ میں اس کے دل میں ایک جھٹکے سے آویک آہ۔ وہ کہا: وہ کہا کہ اس نے لگ گیا۔
 میں نے اس کی سوچ میں کہا: میں مشعل نے کہہ دیا یا میری جان اندھیرے میں بھٹکے گی۔ نہیں۔ میں اسے مرا دے دوں۔
 وہ فوراً ہی ہلٹ کر دوڑا ہوا دو بدن کی طرف گیا مشعل ہوئی تو میں اندھیرے میں دوڑنا چلا گیا۔ دو بدن لگ بھگ آئے دیکھ کر غصے سے بدلیں۔ تم رہنا کیوں آگے۔ وہ کہاں ہے؟ میں نے سچے سچے جواب دیا ہوں۔ تم اندھیرے میں رہو گی یہ مشعل دینے آیا ہوں۔
 وہ جھٹکا لپٹیں۔ گھرے کہیں کے کیا تم اندھیرے میں آگے آتے ہو گے؟ تمہارے پاس طاقت ہے، مگر عقل نہیں ہے۔ ایسا کہتے وقت دو بدن کے تصور میں میں آ گیا۔ کہیں کہیں میں نے دو بدن سے کئی جھتی کہ ان کے ہاتھ طاقت ہے، مگر وہ نہیں ہے۔ راک فیلو جو مشعل اٹھنے میری طرف دوڑتے ہوئے لگا میں جھٹکا ہوا سرنگ کے اس حصہ میں پہنچ گیا تھا جہاں پیری ہڈیں اور ڈالٹا سویرو جیسے دولت مند لوگ قید کئے گئے اس قید خانہ کے دوسری طرف دو بدن کی خواب گاہ تھی۔ اس نے وہ ہل ہل تھا، جہاں میرے تراشے جاتے تھے۔ میں نے آگے بڑھ کر لے دو پاروں میں گئی ہوئی ایک کل کو گھسایا۔ آہی و آواز کا کسی کی آواز کے ساتھ لٹکھنے لگا۔ اتنے میں راک فیلو پہنچ گیا۔ میں نے راک فیلو کو مجھے کیا کرنا ہے۔ جیسے ہی وہ قریب آئی اس کے ذہن میں جھٹکا پہنچا۔ وہ گرتا ہوا دیوار سے ٹکرایا۔ اس کے ہاتھ کی مشعل کے جسم سے ٹکرائی۔ اس کے حلق سے چھر گرتی ہوئی پتھر نکل گیا۔ لٹھے بال کی تگ سے جل گئے تھے۔ وہ بھی سر کو تمام رہا اور

کے جلنے والے حقوق کو سہل رہا تھا۔
 میں اتنی بریں اپنی مسخوں والے دروازے کے نیچے جا کر آئے ہند کو بچا تھا۔ وہ جس کل کو گھٹانے سے کھلتا تھا، میں نے اندر آ کر اس کل کے ہاتھ لٹکھنے کے مطابق وہ یقیناً مجھے پہچان کر رہا تھا۔ یہ سوچ کر میں نے سجا سحر کیا۔ وہ گھٹ کر بولا: تم مجھ سے بڑے نہیں لگا سکتے۔ رگ جاؤ۔
 اس کی آواز میں خوفناک اور گھبراہٹ تھی کہ سرنگ کی دیوار لڑتی ہوئی صحن پر تھی۔ میں دوڑتے دوڑتے لڑکھڑکھ گیا۔ دروازے کی آوازنا اعصاب کو زور دے دیتی تھی۔ میں لڑکھڑکھ کر گھٹنے سے نکل گیا۔ سرنگ کی دیوار کا مہارنگ کر دیکھا۔ اس نے اپنی تمام ذماری کے متعلق درست کہا تھا۔ جنگل کے غیر کی طرح ایک ہاتھ کئی قدم کے فاصلے پر کرتے ہوئے میرے قریب پہنچ رہا تھا۔ میں اس کے دل میں ایک جھٹکے سے آویک آہ۔ وہ کہا: وہ کہا کہ اس نے لگ گیا۔
 میں نے اس کی سوچ میں کہا: میں مشعل نے کہہ دیا یا میری جان اندھیرے میں بھٹکے گی۔ نہیں۔ میں اسے مرا دے دوں۔
 وہ فوراً ہی ہلٹ کر دوڑا ہوا دو بدن کی طرف گیا مشعل ہوئی تو میں اندھیرے میں دوڑنا چلا گیا۔ دو بدن لگ بھگ آئے دیکھ کر غصے سے بدلیں۔ تم رہنا کیوں آگے۔ وہ کہاں ہے؟ میں نے سچے سچے جواب دیا ہوں۔ تم اندھیرے میں رہو گی یہ مشعل دینے آیا ہوں۔
 وہ جھٹکا لپٹیں۔ گھرے کہیں کے کیا تم اندھیرے میں آگے آتے ہو گے؟ تمہارے پاس طاقت ہے، مگر عقل نہیں ہے۔ ایسا کہتے وقت دو بدن کے تصور میں میں آ گیا۔ کہیں کہیں میں نے دو بدن سے کئی جھتی کہ ان کے ہاتھ طاقت ہے، مگر وہ نہیں ہے۔ راک فیلو جو مشعل اٹھنے میری طرف دوڑتے ہوئے لگا میں جھٹکا ہوا سرنگ کے اس حصہ میں پہنچ گیا تھا جہاں پیری ہڈیں اور ڈالٹا سویرو جیسے دولت مند لوگ قید کئے گئے اس قید خانہ کے دوسری طرف دو بدن کی خواب گاہ تھی۔ اس نے وہ ہل ہل تھا، جہاں میرے تراشے جاتے تھے۔ میں نے آگے بڑھ کر لے دو پاروں میں گئی ہوئی ایک کل کو گھسایا۔ آہی و آواز کا کسی کی آواز کے ساتھ لٹکھنے لگا۔ اتنے میں راک فیلو پہنچ گیا۔ میں نے راک فیلو کو مجھے کیا کرنا ہے۔ جیسے ہی وہ قریب آئی اس کے ذہن میں جھٹکا پہنچا۔ وہ گرتا ہوا دیوار سے ٹکرایا۔ اس کے ہاتھ کی مشعل کے جسم سے ٹکرائی۔ اس کے حلق سے چھر گرتی ہوئی پتھر نکل گیا۔ لٹھے بال کی تگ سے جل گئے تھے۔ وہ بھی سر کو تمام رہا اور

تمہارے جسم کے سارے بال جلا ڈالوں۔
 وہ دونوں ہاتھوں سے مسخوں کو تمام کر دوڑتے کو اس کی چوڑھٹ سے اٹھارے لگا۔ وہ فولادی رولاز و سن ڈٹ اوجھا اور چھ ڈٹ چڑھا تھا۔ ایک ہاتھ ہی ایسے ویلے کو ٹکڑی مار سکتا تھا لیکن میں نے شدید حیرانی سے دیکھا۔ وہ دو ہاتھوں کی قوت سے اتنے بڑے دروازے کو چوڑھٹ کر اس کو تگ سے ہلایا تھا۔ سرنگ کی چھٹ کا بلا ستر اٹھ رہا تھا۔ اوپر سے پتھر ٹوٹ کر گر رہے تھے اور وہ پتھروں کی پرت بواشت کر رہا تھا۔
 یہ بات میرے ہی نہیں تھی کہ وہ راک فیلو کی بھی وہ دروازے کو اٹھا کر کھینچ کر بھینک دے گا۔ میں نے علیحدگی ہوئی مشعل سے سہ چھلایا۔ وہ ڈھکڑا کر پیچھے چلا گیا۔ کیوں کہ اس کے سینے اور پیشے بال بھل گئے تھے۔ جلتے ہوئے بالوں کی چھری سی بدبو پھیل رہی تھی۔ وہ دونوں ہاتھوں سے ان بالوں کو سہلانا لگ کر کھینچ رہا تھا۔ اتنے میں دو بدن وہاں پہنچ گئیں۔
 انہوں نے میرے ہاتھ میں مشعل دیکھ کر سچھریا کہ ہر لڑا ہوا چاہی ہے۔ وہ عقیدہ سے بدلیں۔ راک فیلو آ گیا یہ آدمی تمہارے قابو میں نہیں آ رہا ہے؟
 راک فیلو نے طیش میں آ کر جھانگ لگائی۔ اس سے پہلے میں مشعل سے دوبارہ جھٹکا، اس نے ایک ہی لٹات میں آہی و آواز کو فٹ دیا۔ ایک لٹا وار دھا کہ پورے میں فوراً پتھر پڑ گیا۔ مجھے دلچسپی دیر ہوئی تو وہ آہی و آواز سے مجھ پر آ کر میرے گھڑے کو لٹا۔ تیرھا نہ کی چھٹ سے پتھر اور جھتی کی بائیں ہو رہی تھی۔ میں مشعل بھٹکتے دو بدن سے لگا کھڑا تھا۔ اتنے بڑے اور مضبوط دروازے کے کھڑے کے بلوت کر دو دبھاری دھند چھائی تھی مشعل کی روشنی کے باوجود ہم ایک دوسرے کو نظر نہیں آ رہے تھے۔ میں اس عقیدہ میں آگے بڑھنے کا راستہ

مطالعہ کرنے امتحان دینے اور یادداشت بڑھانے کیلئے ایک بے حد کارآمد نفسیاتی کتاب



قیمت ۱۵ روپے ڈالٹا خرچے ۱۰ روپے

ملکت بھو نفسیاتی ایسٹ پوسٹ بکس نمبر ۹۲۳ کراچی نمبر ۱

باب کی ہے جو آرام کر رہے ہو۔ کیٹھن آؤٹ۔

وہ دونوں سیر کرنا کہ وہاں سے چلے گئے۔ واقعی وہاں مغرو اور غم و رنج تھیں، وہ دونوں کو خاطر میں نہیں لاتی تھیں، کون کی طرح وہ نکلا کر دیتی تھیں، جب وہ دونوں رائفل ہوا چلے گئے تو وہ مجھے لپکا سے دیکھنے لگیں۔ اُن کا غور کرتا تھا کہ کبھی پرچی غمہ دکھائی نہ آئے۔ صبح سے اب تک بار بار غمہ دکھانے کا نتیجہ کبھی آئی نہیں، اس لئے تنہا ہونے والا میں پتھر پتھر سے دیکھ کر ہنس مچتی تھی۔

میرزا میرا سر دکھ رہے۔ ہڈا کے لئے سمجھے تھا تو تم کون ہو؟ میں تمہیں کیسے نام سے پکاروں۔

میں نے کہا: "ابھی آئی معلوم نہیں کہ کون ہے۔ پہلے مجھے زیر کرنے اور ذلیل کرنے کی آخری حد تک کوششیں کرنا۔ وہاں جب یقین ہو جاتے کہ میں تم پر حکومت کرنے کے لئے پیدا ہوا ہوں تو پھر میں... وہ جانوں مٹھا ہوا چھین کر دیں۔" مجھے پکوفی حکومت نہیں کوسکتا۔ میں یقیناً تمہیں زیر کر دوں گی۔ مگر پہلے تمہیں جاننا اور پہچاننا چاہتی ہوں۔ مجھے بتاؤ تم کون ہو؟

میں نے جواب دیا: "تم سناؤ، وہو، میں اپنے اندر سے شہاد ہوں۔ کہاں تک سونگی، کہاں تک سناؤ کا، پھر سے کہ میرے تعلق سوچنا پھوڑو، اور پھر میں تمہیں عشق کی منزل تک پہنچاؤں گی۔"

وہیں لعنت بھیجتی ہوں، عشق و محبت پر مجھ سے یہی باتیں نہ کرو۔ تم خوش نصیب ہو کہ تم میرے سے سیدھے منہ بات کر رہی ہو، اس لئے سیدھے طرح میرے سوال کا جواب دو۔

میں نے ایک روٹا لوگ چپتر پر بیٹھ کر گول گول گھومتے ہوئے کہا: "آئی رائٹ۔ سوال کرو۔"

وہ میرے اس سوال پر پیچ و تاب کھی کر رہ گئیں۔ بڑے بہرہ نیت سے بولیں: "تمہارا نام کیا ہے؟"

میں نے اپنا نام عازم بتایا۔ انہوں نے پوچھا: "میں کیسے یقین کر لوں؟"

وہ دوبارہ تمہیں زیادہ کر رہا تھا۔ میرے سامنے روٹی تو ایسے ہی تھی، تے نام اسٹی رہو گی۔ حقیقت میرے پیپورٹ سے ظاہر ہے کہ میرا نام عازم ہے۔

"تمہارے خود ہی کا ہتھاکہ وہ با سپورٹ چلی ہو سکتا ہے۔"

"میں نے غلط نہیں کہا تھا۔ جب مجھے لپ بے بدلنے کی ضرورت پیش آئے گی تو وہ با سپورٹ چلی ہو جائیگی، کوئی دوسرا پیپورٹ اصلی جاننا۔"

تم اصلی اور نقل کے پیر میں نہ بیٹو۔

ان دونوں کی صحبت میں آ رہا تھا کہ کس طرح میری بٹائی کریں۔ وہ آگے بڑھ کر چل کر اور اس کے پورے منہ ہونا نہیں چاہتی تھیں۔ انہوں نے کچھ دیر گھومتے رہنے کے بعد کہا: "تم اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ تم

کوئی پراسرار علم جانتے ہو؟

"میں انکا رکھوں گا کیوں کہ میں کوئی پراسرار علم نہیں جانتا۔ سو انکو یہ دیکھا ہے کہ میرے لئے وقت میں مجھے کہیں سے پراسرار ہوتی ہے جیسا کہ تمہیں بھی دیکھ چکی ہو۔"

وہ مجھے ہلکتی ہوئی نظروں سے دیکھتی ہوئی میرے پاس آئی۔ مجھے کوشش کر رہی تھی۔ میں نے کہا: "مجھے ایک بھائی نے کہا کہ تم تجھی سمجھتی ہو؟ پاس ہو؟"

وہ بولیں: "ہاں میں نے سنا ہے کہ تمہاری کمرنگی دیکھ کر میرا اور تمہیں قبل کی باتیں بتا دیتے ہیں۔ پھر پھر ہوتی ہیں۔"

"تم نے جھٹک سنا ہے، ایسے ہی ایک تجھی نے میرا ہاتھ دیکھ کر کہا: بیٹا عازم، تم پر ایک کنواری بلدا در جبر ہے۔ جب تک تم کنواری گے، وہ کنواری بلا جرتے وقت میں تمہاری رو کر دیتی ہے۔"

"تم جھٹک لے رہے ہو۔ تم کو اسے نہیں ہو، تمہاری بیوی کا نام پشیا ہے۔ تم تک وہ میری ہو گی۔ میں سنی ہوں منانہ نکلا تھا۔"

پہاں انکے چہرے کی۔ یہاں، پشیا کی کے عالم میں وہ مجھ سے پھر گئی اور پھر کنواری ہی رہ گیا۔ میری سچائی اس طرح بھی ثابت ہوئی ہے کہ اب تک کنواری ہوں۔ اسی لئے وہ نکلائی بلا میری مار کر رہی ہے۔

"اگر تمہارا کنواری نہیں ہو جلتے تو؟"

وہ پھر وہ کنواری ثابت مجھ سے ناراض ہو جانے لگی۔ پھر مجھے یہی نہیں کہتی گئی۔ بس لے میں کسی عورت کو موٹو نہیں دیکھا وہ میرا ہے کیلئے۔ میں اپنی بھلائی کی خاطر ہمیشہ کنواری ہوں گا۔"

یہ ایک وہ مسکلتے گئیں۔ پھر دونوں بدن ہاتھ اٹھا کر اپنے اپنے گھر گئے۔

مغور رہی ہونے لگی۔ وہ دنیا میں نہ رہی تھی۔ یہ پھر کبھی نہ ہو سکتا۔

سیر کی مانند کرو میں بدل رہی تھیں۔ پھر انہوں نے پست سے اٹھا پلیر کو مان لیا۔ کبھی کبھی کو مچھتی تھیں کو مچھتی لگی۔ وہ وہ دونوں کے انداز میں چلتی ہوئی دھڑکتے کہ پس گئیں، پھر راستہ اندر سے جاتا رہا۔

وہ دھیرے دھیرے پراسرار ادا ہو کر ماری تھیں۔

نرا دیکھی ایک ہی تیرے سے نہیں پاتا۔ وہاں تو ایک وقت چل رہے تھے اور کون کا فانیسے وقت سچا سچا ہلکے۔ میں نے دماغ کا اظہار کیا: "یہ تم نے وہاں کیوں بند کر دیا؟ میں مجھے ہاں ہاں ادا رہے تھے۔"

وہ کہنے لگیں: "عازم، اکل رات میں گلداران کی تمہارا ہوا چاہتی تھی۔ مگر چانک میں میرا ادا بدل گیا۔ میں اسی گلداران سے تمہیں سنوارنا چاہتی ہوں۔ یقیناً وہ کنواری بلا چاہتی تھی کہ تمہارا سے تڑپ آؤں۔ تم انکا نہیں رکھتے کہ تم نے مجھے اسے پڑھنا تھا۔ پھر اب یہاں کیوں گیا رہا ہے ہو؟"

میں نے کہا: "میں نے کہا۔"

میں نے کہا: "میں نے کہا۔"

وہ مسکرائی ہوئی بولیں: "مجھے یقین نہیں آ رہا ہے کہ لکھنے لکھنے کی شکست دینے والا تیرا ہی ایک عورت سے واقعی گھبرا رہا ہے؟"

"اسے تم ایک ہو... میں نے انکے یقین بند کر دیں۔"

وہ بولیں: "دیکھو، یہ ایک سیرنگی روشن ہو گی۔ وہ دونوں دھن کے انداز میں تیا مست گھانگی میری ریلو ایک جگہ چپتر کے فریب آ رہی تھیں، سپران کی آواز سنا دی۔ انہیں کھو۔ مگر مجھے نہیں دیکھنا چاہیے تو نہ سی۔ میں کڑی اور گھلے دیتی ہوں۔"

اُس نے دیکھا تو ایک جگہ بہت کوی طرف گھا دیا۔ میں نے انکو کھل کر دیکھا تو دوسری طرف ان میں سے دوسری کھڑی تھی۔ پھر کے ہوتے تھے جیسی ہوائی تو مایان لگا ہوا کے سامنے دیکھ کر دل کی دھڑکنیں پائل ہو گئیں۔

میں نے ریلو ایک جگہ پتھر کو گھمایا۔ اُدھر ان میں سے ایک کھڑی تھی اور ہی انداز میں جوانی کی سوغات پیش کر رہی تھی۔

پھر میں اب تک نما میں بند ہو گیا۔ دونوں طرف سے جا رہا تھا مجھے کڑی پر سے اٹھا لیا تھا۔ جیسے وہاں کو باروڑوں میں اٹھا کر سیرنگ تک لایا جاتا ہے۔ اسی طرح انہوں نے مجھے پتھر پر لاکر پڑھ دیا۔ میں نے کو کو لگا کر

کہا: "لے لے کنواری بلا میری رو کر۔ میں تجھے ناراض نہیں کرنا چاہتا۔ میں کنواری رہنا چاہتا ہوں۔"

میں نے کہا: "میں نے کہا۔"

میں نے کہا: "میں نے کہا۔"

میں نے کہا: "میں نے کہا۔"

میں نے کہا: "میں نے کہا۔"

میں نے کہا: "میں نے کہا۔"

میں نے کہا: "میں نے کہا۔"

میں نے کہا: "میں نے کہا۔"

میں نے کہا: "میں نے کہا۔"

میں نے کہا: "میں نے کہا۔"

میں نے کہا: "میں نے کہا۔"

وہ دونوں پسینے میں جھپکی جھپکی تھیں۔ آدھی کے بدن ٹھک کر چور ہو گئے تھے۔ ان کی چہروں کی رنگت آری آری ہی تھی۔ لیکن وہ بہت خوش تھیں۔ زندگی میں پہلی بار بالکل نئی، بالکل انوکھی مسرتوں کا پسکا لگا تھا۔ وہ غمخوارانہ نظروں سے مجھے دیکھ رہی تھیں اور سوچ رہی تھیں۔ ان میں اسے مارا نہ تھی تو یہاں مسرتوں میں مجھے ملنے سے پہلے مر چکی ہوتیں۔ میں نوان ہوں جو میری جوانی کا مالک دیکھتا ہے۔ میں اُس سے دشمنی کر رہی تھی۔ اُس نے یہ کیا ہے؟ اتنی دیر تک میرے اندر کیا سحر چھوکتا رہا۔ میں تو اس کے قدموں کی تک ہو چکی ہوں۔"

میں ایک سگریٹ کے ٹکڑے کو اس کے کش لینے لگا۔ میری پشت ان کی طرف تھی۔ وہ دونوں اپنی ٹانگ سے اٹھ کر میرے پیچھے آئی۔ پھر میرے دونوں شانوں پر اپنا اپنا سر رکھ دیا۔ میرے اُدھر بھی وہ لگی ہوئی تھی، اور میرے اُدھر بھی وہ لگی ہوئی تھی۔

میں ہم بیٹوں نظر آ رہے تھے۔ اُس کے چہروں میں مجھے اُدھر اُدھر سے چھو رہے تھے، سہلا رہے تھے، لیکن کر رہے تھے کہ میں نے ہی اپنی نین کیا ہے۔

پھر وہ دونوں انجا امیر لہجے میں سیک زبان بولیں۔ اب تو جاؤ کہ تم کون ہو؟

ان کی التجا میں بڑی گہرائی، بڑا تجسس تھا۔ میری اصلیت جاننے کے لئے میں نہیں کہتی۔ کبھی نہیں۔ زبان ان کو نہیں پتا تھا۔ مجھے اُدھا کیوں رنگا۔ وہ رنگا کیوں جو مجھے یاد کرنا چاہتا تھا تو مجھے غمناک جاتا تھا کیوں کہ وہ مجھے مکمل ہنس دینے سے سکتا تھا۔ میں نے محسوس کرتے ہی اس سے لڑائی تھی۔ مگر تم کیسے جاؤ گے جو کوشش کا اس میں نہ ہونے والا۔ مجھ پر ایک عجیب نشہ سا طاری ہو گیا تھا۔ کچھ ہوش نہ رہا تھا۔ جی چاہتا تھا تم ختم کر دے۔ ہوا اور میں ظلم سہتی رہوں۔

وہ بولیں: "میں سگریٹ کے کش لگا کر سنوار رہا۔ انہوں نے پوچھا: "تم تھوڑی سیوں کیوں ہو؟ کیا مجھ سے خوش نہیں ہوئے؟"

میں نے سگریٹ کو پھینک دیا۔ تم نے تو ایسا خوش کیسے کر کے سنگل حسیدہ اس طرح خوش کر دی نہیں سکتی تھی۔ میں تمہارے ڈبل پیکرے گندے کو کبھی نہ ٹھکانا سکوں گا۔"

تو پھر چپ کیوں ہو؟ جب میں نے خود کو تم سے نہیں چھپایا تو تم اپنی اصلیت مجھ سے کیوں چھپا رہے ہو؟

میری اصلیت یہی ہے، جو تمہارے سامنے ہے۔ وہ تو ہے۔ مگر تم کیا سوچو۔ راکٹ ٹیلو سنی تھی تو کون کو کہیں اور مجھ جیسی باتیں نہ سنا سکتی تھی۔ کوئی بات تو میں نے نہیں کہی۔

خورتا سی مسرتوں میں بیٹھ کر وہی دیکھ رہی تھی۔ میں نے یہی دیکھا۔

لیہ سے میں پتھکا چمک رہی ہوں کہ میں ہرگز نہ ہوں نہیں ہوں، ایک کوئی پراسرار قوت برتے وقت آ رہی ہیں۔ میں نے کام تو ہے۔"

میں نے کہا: "میں نے کہا۔"

میں نے کہا: "میں نے کہا۔"

میں نے کہا: "میں نے کہا۔"

میں نے کہا: "میں نے کہا۔"

میں نے کہا: "میں نے کہا۔"

میں نے کہا: "میں نے کہا۔"

میں نے کہا: "میں نے کہا۔"

میں نے کہا: "میں نے کہا۔"

Handwritten text in Urdu, including a signature and some illegible scribbles.

وہ یعنی وہ کنواری ملا ؟

ابن ابی بکر تو میں ہی سمجھتا رہا ہوں۔ اب جب کہ میں کو اہلین رہا ہوں تو آج تیرہ دیکھیں گا کہ وہ کنواری بلا میری مدد کرے گی یا نہیں ؟ وہ سوچنے لگیں۔ میں نے کہا۔ میری پر اسراریت کو ان نا پتہ ہوتو یہ ایک بار دیکھیں ہی کہ حد کدو ؟

وہ دو دفعہ میرے گلے کا بارہتے ہوئے بولیں۔ اب تو میں میری جانوں، تیغی تم سے دشمنی نہیں کر سکتی گی۔

ان دونوں کا ہوتو کوئی نہیں دیرٹ لڑائی تک جیہیں ہی اٹھا سکتا تھا جیسے وہ میرے گلے کا بارہتیں، میں اٹھ کے دو جھپٹے جاؤں سٹلے چت ہو گیا۔

وہ بڑی پرکشش تھیں۔ اسی خوبصورت بلائی کہ ہرانی کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ میں نے دو دنوں کا ہاتھ سمیٹ لاکر دو دنوں کو میٹ لیا۔ پھر ایک بار بھلے کا تو فیک ارا وہ تھا کہوں اب تک ہی وہ ارا نہ ہو سکتا سنا کی دی۔

ہم تینوں ٹر ٹرا کر اٹھ بیٹھے۔ جامہ سے ہارستے تھا ہمارے آٹے نیکے سیریک بالہ دوستک سٹائی دی۔ دو درہن ہفتہ سے گننے کو بولیں۔ یوں سنسن۔ اسٹاپ ناگنگ۔ کون جو تم، کیا چلتے ہو؟ ہارستے آواز آئی۔ بری ہوئی امین ڈاکٹر فنی ہوں، تم سے ملنے

کی خاطر امریکہ سے آیا ہوں۔ بے اختیار میرے ہونٹوں پر مسکراتے گئے۔ بلیک سیر ڈاکٹر فنی کے میک اپ میں یہاں جھلا ہوا تھا۔ دو دنوں میں جاسٹی تھیں کہ ہماری ڈوٹن پلوتن ہائی میں کوئی آتے۔ وہ ناگوا سے بولیں۔ اسی میں آرا تم رہی ہوں، سٹام کو ملاقات کر کے کی گئی۔

بلیک سیر کی آواز آئی۔ بیٹی، یہ آرام کا وقت نہیں ہے۔ اوپر فریوں نے اپنا ہیکل اٹھا رکھا ہے۔ ہم سب کسی وقت بھی قانون کی کورٹ میں آسکتے ہیں۔ بدلی دواڑہ رکھو۔ ہمیں اپنے سچائی کی تیر کر کرنی ہے دو دنوں کے مجھے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ میں نے کہا۔ جیسوی سے، وواڑہ لکھل دو۔ دیکھیں یہ کیا کہتا ہے۔

وہ دواڑے کی طرف جانے لگیں۔ میں نے پہلے ہی بلیک سیر کی سوچ سے معلوم کر لیا تھا کہ وہ تنہا نہیں ہے۔ اس کے ساتھ پانچ سٹے جلائے تھے۔ دواڑہ لگا تو وہ سب بلیک سیر کے پیچھے خرابا لگا ہی چلے آئے۔ میں ریوا لوگ چپٹ۔ پتہ کہہ کر بیٹھ گیا۔ دو دن غصے سے کہہ رہی تھیں تم سب اندر کیوں آتے ہو نا سنسن۔ گپٹ آؤ۔

جواب میں بچوں کی دہریوں نے اپنے ریوا لوگوں کا رٹے دو درہن کی کاشٹ کر دیے۔

اب کیا دہری ہے؟ وہ چھینے لگیں۔ بلیک سیر نے کہا۔ بے بی، تم یہاں کی مالک ہو۔ جون کہ تم غصے کی

تیر ہو، اس لئے تمہیں ترمیشن رکھتے تھے ریوا لوگ لکے گئے ہیں تم اٹھینا سے بڑھاؤ، تو برونک اب بھی ہمارے غلام بن کر رہو وہ غصے سے بولیں، ہمیں پہلے ان سے ریوا لوگ مہلت کے لئے کم میں آرام سے بیٹھ گئی۔

بلیک سیر نے ہمیں اشارہ کیا۔ ان پانچوں نے اپنے اپنے ریوا لوگ میں رکھ لئے۔ دو دن ناگوا کی سبٹ کر ہانگ کی طرف آئی ہم بیٹھ گئیں۔ اس وقت میں ان پانچوں ماتحتوں کی آنکھوں میں جھانکنا ان کے دماغوں تک پہنچتا رہا۔ بلیک سیر نے سب سے پہلے مخاطب کیا۔

بیوا سیر! تم کون ہو؟ میں نے تڑپا کی اگلاٹ لٹکتے ہوئے پوچھا، ڈاکٹر فنی کیسے؟ کیا تم مجھے نہیں پہچان رہے ہو؟ وہ ناگوا سے بولا۔ میں نہیں نہیں جانتا۔ اپنا تعارف کروا لے بی، یہ کون ہے؟

دو دن نے کہا۔ یہ مشر عالم امیر سے دوست ہیں۔ بلیک سیر نے خوش روی سے کہا۔ میرے کون بات نہیں ہے؟ بھی دوست ہیں۔

لیکن میں اس بلیک سیر کو ذرا بھی پلٹ نہیں دیکھتا کہ انہی میں نے کہا۔ لیکن ڈاکٹر فنی کی بات ہے۔ تم میری خدشات حاسر ہے جاسوسی کے لئے یہاں بھیجا، انہوں نے بلیک سیر کے قبضے سے تھاپا کے ثبوت حاصل کر کے اسے خالی کر دوں، اور اب تم مجھے نہیں پہچا رہے ہو۔

وہ جراتی اور پیشانی سے مجھے دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا تو یہ کوئی پراگویہ جاسوس ہے۔ ڈاکٹر فنی نے میرے خلاف اس کا ہیل کی ہیں۔ اگر میں اسے پہچانتے اس کا کروں گا تو یہ بول سکتا کہ میں ڈاکٹر فنی نہیں ہوں اور اس تہمتا نے کہ لوگ ڈاکٹر فنی اناس اور اٹھتے ہیں۔ اگر میرا میک اپ آتے تو میرے ماتحت ہم کو دیکھ کر دشمن بن جاتے۔

میں نے کہا۔ ڈاکٹر امین سمجھ گیا؟ وہ غصہ اور گھبراہٹ سے بولا۔ کیا تم مجھے ہو؟ میں نے اس کی شکل اسان کرنے کے لئے کہا۔ دراصل اس سیکریٹری نے میری خدشات ٹھیک کی تھیں۔ میری ایک تصویر تھیں رکھنے لگا تھا۔ تاکہ ہم میری خدشات کا علم ہو جائے اور ان کے ذریعہ ہم مجھے پہچان سکو۔

بلیک سیر نے اٹھینا کی سائلں لیے ہوئے کہا۔ اب جی جاسوس ہو سیکریٹری سے تمہاری تصویر کو مجھ کو بھیجی، اس میں تمہیں پہچان نہ سکا۔ سیکریٹری نے کیا نام بتایا تھا تمہارا؟

وہ خواہ مخواہ مہلہ نام یاد کرنے لگا۔

میں نے کہا۔ میرا نام عازم ہے۔ اس نے کہا۔ رائے۔ اب سب کچھ یاد کیا۔ میں تم سے ابھی باتیں کروں گا۔ اب ہر ایک میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں، یہ بتا جی کہ یہاں کئی ہیں تھے۔ میں فوجی گاڑی میں بیٹھ کر کراچی تک آیا تو وہ کھٹا ہوا تھا حالانکہ اسے مقفل ہونا چاہیے تھا۔ فوجی سے رسا تہ امر آگے۔ وہاں کچن کے بڑوں کو دیکھ کر فوجیوں نے کہا کہ ابھی وہاں کچھ لوگ موجود تھے۔ ان لوگوں نے ناشتہ کیا ہے، چائے پی ہے۔ میں نے ان لوگوں کی تسلی کے لئے تھیں آواز دیں۔ کراچی کے اندر اور باہر میں تلاش کیا، پھر یہ قدرت ظاہر کیا کہ طاقت کو اسرار کرنے کے لئے ہم شہر میں پیر کر کے گئے ہیں۔ فوجیوں نے میری تائید کی، پھر ہم سب ہمیں تلاش کرنے پہلے میں لگے، وہاں بدھائی کی کچن بھلیوں میں میں ان سے کچھ پوچھا کہ دوبارہ کراچی میں آؤ۔ کراچی کے پور ڈرائس سے یہاں آتے وقت میں نے دیکھے کہ یاں ایلری اور عرسید کی لاشیں دیکھیں، انہیں کپڑوں سے ہلاک کیا ہے؟

میں نے.... دو دن نے جواب دیا، تم نے لاک نیو، جانی ہارڈ اور لاک کی بھی تلاش میں دیکھی ہوں گی۔ وہ غلطی سے ہارستے گئے ہیں، رکھتے ہیں۔

بلیک سیر نے پوچھا۔ ڈاکٹر موڈرائل کہاں ہے؟ میں نے ریوا لوگ تجویز پر بگڑتے ہوئے کہا۔ ڈاکٹر موڈرائل کو میں نے سمجھتی کی نیند کھلا دیا ہے؟

کہوں؟ اس نے سچا سچ پوچھتے ہوئے پوچھا۔ اس لئے ڈاکٹر کو وہ ڈاکٹر سے مواظف آپ کا بدترین دشمن اور ان بلیک سیر کا خاص دشمن تھا۔

بلیک سیر نے بے بس سے ہڈ چیرنے کچھ دیکھا۔ اس کا دل نہ ہر اٹھا کہ اس شخص کو فوراً قتل کر دینا چاہیے۔ لیکن اس سے پہلے بل جوڑیل کو اٹھا دینا چاہیے۔ اسان ہونے ہر سے قابو سے ہار ہو جا، کڑیو جیسا مجھ سے تو تم ہو چکا ہے، میں اس ڈیل عجوبہ کو ہاتھ سے نہیں لے دوں گا۔

وہ حقہ نہ کہتے تھے بلکہ۔ جو تیریل، میں تم سے تنہا ہی بات کر رہی ہوں کرنا چاہتا ہوں؟ وہ لہو لہو، میری تنہا ہی وقت کا نام کے لئے ہے۔ اگر عازم کی موجودگی اب تیرا کرنا چاہو تو اپنے آدمیوں کو باہر بھیج دو۔

وہ ہر سٹے ہوتے بولا۔ بے بی، ناگوا کی جیسا زردہ تھادی باقیوں نے نظر رکھا۔ یہ عازم جیسے لوگ تو تمہاری ایک چورنگ میں بڑا ڈنگ۔ ہترے کہ اجی جی جی کی سب سے پہلے جیلنے کی، ناگوا کی لاش وقت قدرت رکھتا۔

دو دن کو سچین سے یہ نہیں سمجھا گیا تھا کہ جسنی تعلقات کی باتیں شرننگ ہوتی ہیں۔ عورت کی غیروں کے سلسلے ابھی باتیں نہیں کرتیں۔ لیکن وہ بے یارے سے بولیں۔ ناگوا اور انفا ریشن یہ عازم ٹری کا میاں سے تیری جوانی کا پڑھین بن چکا ہے۔ ابھی ہمارا زہ ابھی ہم دروں...

میں نے اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ میں نے انہیں بولنے سے تنہا روکا۔ وہ دونوں نے شرم سے ہمیں تھیں، اس لئے کہ انہیں شرم دینا کا سبق کبھی نہ پڑھایا گیا تھا۔ بلیک سیر نے شرم سے منہ کھولے میرا منہ دیکھ رہا تھا۔ وہ اور ڈاکٹر موڈرائل ایک موصہ سے کوششوں میں مصروف تھے کسی طرح ڈیل جوڑیل کے بلن سے اس کی طرح عجیب و غریب ہتھے پلڈا کر رہے تھیں۔ لیکن ڈیل جوڑیل کسی مرد کو بھلا نہیں کرتی تھیں۔ سختی کرنا کو جیسے ہار لوگ نہ کرنے کا ہوا وہ اس لئے دو کر دیتا کہ اس کا باپا مادھو ہوا تھا۔ وہ بے جاہ ڈیل جوڑیل کے دونوں دنوں کو باری باری ہی ہینڈل کر سکتا تھا۔ اور وہ اس طرح ڈنگ کی محسوس کر رہی تھیں۔ لاکٹ بلیو کو بھی اپنے تریب نہیں آنے دیتی تھیں۔

لیکن سیر دیکھ رہا تھا کہ ڈیل جوڑیل بہت خوش ہیں، وہ میری فریڈ میں نہیں وہ آہٹان کے نڈا بے طاری تھیں، اس نے سمجھ لیا کہ وہ دو دن کو میرے خلاف ہکا نہیں سکا۔ اب یہی صورت رہ گئی تھی کہ مجھے بی سہولت سے موڈ دیکھ کر ہلاک کیا جاتے۔ اس نے جبراً خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

بے بی، یہ تو میری خوشی کی بات ہے کہ تمہیں ایک بھین سناٹی مل گیا۔ آج سے ہم سب عازم کو اپنا آقا کہیں گے۔ تم یہاں کی مکہ جو تمہارا مالک و خاندان ہے، وہ ہمارا آقا ہو گا۔

وہ بڑا ذہن سے مسک لگا رہا تھا۔ میں نے اوپر کی طرف اشارہ کرتے جسے کہا۔ اوپر سے فوجی آتی جلدی نہیں لگیں گے۔ میں آقا، مادہ بے مکہ، ہم کو اب تک اس قبضے میں حکومت کرتے رہیں گے؟

اس نے کہا۔ آج مات مان لوٹی سے دس میلوں اور ایک میل کو پڑ ہیں چلنے آتے کہ کل صبح ہم سب کو اٹھایا۔ میرے گھر کے آروں ڈیل جوڑیل ابھی یہاں ڈنگ کر رہا۔ اب ڈنگ کے وقت جلدی ملانا ہے ہو گی۔

یہ کہہ کر وہ ہار گیا۔ اس کے پانچوں ماتحت بھی اس کے پیچھے چلے گئے۔ وہ دن دواڑے کو آمد سے بند کرنے لگیں، میں بلیک سیر کے دماغ سے چپکا ہوا تھا۔ اس نے اسی طرح سمجھ لیا تھا کہ یہاں مجھے نقصان پہنچانے گا تو وہ دن کو اپنے ساتھ لے جانا ممکن ہو جائیگا۔

وہ دشمن بن جائیگا۔ لہذا میری موت کے لئے اس نے کو اٹھایا پورے خوبصورت شہر کا انتخاب کیا تھا۔

خواب گاہ سے جان کے بعد ناگوا نے بلیک سیر کا سامنا ہو گیا۔ اس نے پوچھا۔ ناگوا، تم اب تک کہاں تھے؟

بھی بھی جانتا ہوں کہ لڑکی اپنا مستقبل کسی دوسرے سے دہکتے کرے۔
سو نیا خوش ہو کر بولی۔ تم ٹھیک کہتے ہو کہ فریاد اگر قابل علاج
ہے، تب بھی وہ رومانہ کے سامنے فیصلہ کن انداز میں کہہ دے کہ لڑکے
کا عورت بن کر کبھی ختم نہیں ہوگا۔ اس کے مروہ کی توقع فضیلت ہے۔
"میں سمجھ گیا۔ جب رومانہ کو یورین پھانسیا گیا کہ وہ کبھی زیادہ
سامنے ازواج زندگی نہیں گزارے گی، تو پھر وہ یوں کہہ کر تھہرات
داسے سے جھٹ جاتی گی۔"

"ہاں، اسے بالکل ہی مایوس کرنے کی یہی ایک صورت ہے۔
میں سونیا کے دل سے لٹک کر رومانہ کے دل سے لٹک گیا۔ وہ
ایک کھڑکی کے پاس کھڑی کرتے ہیں جہاں تک کہ کچھ رہتی تھی۔ ڈاکٹر کا نام
اس سے کہہ رہا تھا، سطر فریاد، جہاں صاف سمجھے جاتا ہے کہ آپ پاکستانی
ہیں۔ میں صاف ہنس کر لڑکی سے کہتا ہوں، یہ تو چکا چوں۔ آپ کی اردو زبان
جانا ہوں۔ آجے، ہم اردو زبان میں باتیں کریں۔
یہ کہہ کر کھڑکی سے اُڑو زبان میں بولنا۔ کیا یہ دوست ہے آپ کی
تبدیلی صنف کے آپریشن سے گزرتے ہوئے صفت کرتے ہوئے ہیں؟
عازم نے میری طرف سے انگریزی زبان میں پوچھا۔ آپ بڑی خوش زبان
بول رہے ہیں۔ میں نے صرف ترکی اور انگریزی زبان بانتی ہوں۔
ڈاکٹر نے ہنستے ہوئے کہا: آپ بھلا کون رہتے ہیں۔ دیکھئے، انگریزی
کو تیس گھنٹے گزرتے ہیں، تو میں آسان علاج کر سکتا ہوں۔
عازم پریشان ہو کر بولا۔ ڈاکٹر، پلیز آپ انگریزی زبان میں
گفتگو کریں۔ میں تو کیا میرا بچہ ہی اردو زبان میں نہیں جانتا ہے۔
رومانہ نے اس سے بچنے لگی، یہ کیسے ممکن ہے، فریاد کی ماوی
زبان اُڑو ہے، جب اسے کچھ بھی نہیں یاد ہے، تو اپنی زبان ہی یاد رہنا
پاٹینے، تعجب ہے، یہ اپنی مادری زبان سے کجتر ہے۔ اسے سمجھنے سے
نہ کہہ کر لے۔
میں زیادہ دیر تک رومانہ کے زمانے میں نہ رہ سکا۔ کچھ دنوں
کی ڈبل آواز سناؤ دی۔ عازم، کیا ہو سکتا ہے؟
میں آنکھیں کھولی کر اٹھ بیٹھا۔ انہیں پہلا نظر انداز کر دیا۔
اب میں ہاتھ دھو کر بیٹھ گیا۔
دوبارے نے پانچ دنوں تک کم کر دیا اور پانچ دنوں سے دو ماہ
ہوئے گئے۔ وہاں کیسا تک رہا۔
بہت توجہ! مگر تک کہ کوشش جاری رکھی ہو۔ لیکن سیاہ
لباس چوڑے کمر کے بعد لڑکی نے رومانہ کے دل سے اس کا کمر لے لیا۔
جینی کی پڑنے والی کمر کے ذریعہ کو لایا۔ لیکن پھر کمر کے
یہ کمر لڑکی نے رومانہ سے لیا۔ وہ لڑکے کے بعد
غسل کرتے ہوئے کمر لے کر بیٹھ گئی۔ وہ رومانہ سے کہتی رہتی
ہوتی تھی۔ اور اس کے ہر لڑکی کو لایا۔ یہاں جا رہا تھا۔ اس کی سوج

نے بتایا کہ وہ بہت دیر سے میرا انتظار کر رہی ہے۔
میں نے اسے مخاطب کیا۔ رات بھر، میں آیا ہوں۔
اس کا دماغ ٹھیک نہیں ہو گیا۔ میں نے کہا۔ "میں دیکھتا ہوں
تھہراتے پاس آیا تھا۔ تم سو رہی تھیں، تھہراتے نے کونسی خطہ
اس نے میں نے بغیر میں مداخلت نہیں کی، چپ چاپ وہیں جا
"میں سمجھ رہی تھی کہ تم کہیں اپنے معاملات میں الجھنے کے
نے تھہراتے دل سے کوشش کی۔ ایک ڈاکٹر کا مہیا ہوا
نے تھہراتے سوچے کے ذریعے کسی عورت کی آواز کرائی، وہ کہہ رہا
"اس نے ظان کو کوئی بارود۔ اس کے ساتھ میں نے گولیاں چلا
آواز نہیں سنیں۔ پھر وہ بارود لگے لگا، میری فریاد آواز
میں تھک کر لڑکی کو لایا۔"

اس کی باتوں سے اندازہ ہوا، جب میں قید خانے کے
سے مقابلہ کر رہا تھا، اور دوبارے نے جانی ناپا، رابین اور لانا
کونسی بڑی کام حکم دیا تھا، اس وقت اس وقت نے میرے دل
جھا لک کر دیکھا تھا۔

وہ بولی، اس وقت سے میں پریشان ہوں، تھہراتے
معلوم کرنا چاہتی تھی، مگر خیال خرابی کا حوصلہ نہ ہوا، پھر وہ اپنا
آکر بتا کہ سونیا اور رومانہ کو فریاد میں مل گیا ہے۔ میں نے کوشش
آگے ہو۔ پھر فریاد آکر تھہراتے کو فریاد میں شمل کسٹرون کی تہی میں
سونیا اور رومانہ کے پاس وہاں بھیجا گیا ہے۔

میں نے کہا: عازم آدھے مرد اور اچھی عورت کے روپ
مل گیا ہے۔ شاید تم بھی اسے دیکھ سکو گی۔
"میرا کیا ہوگا۔ میں یہاں تک تک بڑی رہی ہوں؟
"تمہارا بہترین علاج ہو رہے اس موقع سے ناکارہ
ہم کہہ کر علاج کرواؤ۔ چھٹا کھانے کی تندرست ہو جاؤ۔ جب تک
نہیں ہوگی، ورنہ کیا نہیں کر دو اور انہیں بدلنے کے
تمہارا لڑکے کیا ہے، کیا تم چاہتے ہو کہ وہ کچھ بھی
حاصل کرے؟

مجھے تندرست ہونے کے بعد تم اپنی معصوم اور طفل
رہی۔ میں جانتا ہوں کہ ہم دونوں میں کونسا ہے کہ کچھ
کو رو کر اترتے ہیں۔ میں نے کہا۔
"مجھے کچھ نہیں یاد ہے، میں جانتا ہوں کہ کچھ
پہنچنا چاہتی ہوں۔
اس عمارت اور رومی میں تو میں نہیں رہا۔ وہاں
تھی میں نے لڑکی کو کمر سے لایا۔ وہاں سے لڑکی کو لایا
چاہتا ہوں، یہاں ہی میں نے کچھ یاد رکھی۔
"چھٹا جلنے آ، میں انتظار کرتی رہی۔"

میں تھہراتے میں وہاں آ گیا۔ کس ذہنی کو ابھی تک ہتھیں حکم
تھا کہ میں دوبارے کے ساتھ پیش کر رہا ہوں۔ وہ مہلکین حقیقی کو میں
میرا اور رومانہ سے دور ہو گیا ہوں۔ اس کے دل سے ایک گوشہ میں
بات تھی کہ میں اس طرح عورتوں سے دور رہا تو وہ مجھ پر مہراں ہو
جاتے گی، اور میں تجھ رہا تھا کہ اس ہندسہ تانی حسینہ کے ساتھ زیادہ
نہایت تک میرا چہری نہیں چلے گی۔ وہ دماغی طور پر صحت مند ہوتے
ہی میرے چہرے جھپ کر بڑھنے لگی۔
غسل خانہ کے دروازے پر دستک ہوئی، دو بارے کی ڈبل ڈارنگ
سنائی دین، عازم اتنی دیر تم غسل کر رہے ہو یا سو رہے ہو؟
میں نے جواب دیا، جیسی! یہ میری عادت ہے، میں ہاتھ روم
بن کر ایک گھنٹہ گزارتا ہوں، ذرا انتظار کرو۔
میں نے دل سے اس کے پاس پر دیکھا، وہ دروازے کے پاس سے
پس جا رہی تھی، میں سونیا اور رومانہ کے پاس پہنچ گیا۔ وہ دونوں
نہم اور ڈاکٹر کے ساتھ لائن میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ ڈاکٹر کہہ رہا تھا،
جانتے چلی آ رہے معائنہ کیا ہے۔ کچھ افسوس کے ساتھ کہنا پڑا
فریاد بالکل ہی ناکام ہو چکا ہے۔

رومانہ نے پوچھا: کیا آپ علاج نہیں کر سکتے ہیں؟
"میں تو کیا دینا کا کوئی ڈاکٹر علاج نہیں کر سکتا۔
سونیا دل چاہی میں خوش تھی کہ مجھ سے بہتر ان کی مہارت کے
مطابق ڈاکٹر بھی کہہ رہے، جو وہ جانتی تھی، پھر بھی اس نے رومانہ کے
سامنے قہر نشین کا اظہار کیا: "ڈاکٹر! تم ہمارا دل توڑ رہے ہو، مگر
میں بہت نہیں یاد رکھی۔ فریاد کو یورپ کے جا کر علاج کراؤں گی۔
ڈاکٹر نے کہا: تم اپنی نسل کے لئے کچھ بھی کر دو، مگر تم وقت
اوردو وقت ضائع کرتی رہو گی۔
یہ کہہ کر وہ اپنی جگہ سے اٹھ گیا، پھر خستہ مصافحہ کرنے لگا۔
جہاں نے اپنے ڈراموں سے کہا کہ ڈاکٹر کو لگاڑی میں لے جاتے۔ پھر وہ
اپنی ماوی رابین میں ڈکڑے سے بائیں کرنا کہا، کار تک آ رہا۔ جب ڈاکٹر
کار میں بیٹھ کر وضعت ہو گیا تو میں نے جہاں کی انگریزی زبان میں سوچنے
پر مائل ہوا۔ بہت جلد کہ وہ ڈاکٹر سے کہہ رہا تھا۔ "رومانہ کی لاعلمی میں فریاد کہ
آپریشن کے لئے ہسپتال پہنچا دیا جائیگا اور یہ ظاہر کیا جائیگا کہ کسٹرون
نے فریاد کو پھر اغوا کر لیا ہے۔
جہاں سوچتا ہوں سونیا اور رومانہ کے پاس یہ کیا رسوئی دکھائے
کے لئے رو رہی تھی کہ فریاد اس کبھی اپنی اصل حالت میں واپس آتی
آئے گا۔ رومانہ کہا۔ تعجب ہے کہ تھہراتے میں دیر اور گنگول عورت

مشہور ماہرین نفسیات کی آرا پر مشتمل کتاب

کتاب کا مطالعہ آپ کو
بہت کام لگے گا۔

- احساس کمتری سے بے گریب
- نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔
- کامیاب زندگی گزارنے کے اصول کیا ہیں۔
- کیا آپ واقعی احساس کمتری کا شکار ہیں؟
- یہ آپ کا خیال ہے۔ جو سکتا ہے کہ صرف اس
کتاب کے مطالعہ سے ہی آپ کا یہ احساس ختم
ہو جائے۔



ڈاکٹر صاحب
عازم

آسمو ہا رہی ہے۔ مجھے تو یہ مگر مجھ کے آسمو تک رہے ہیں :
 سو نیا بڑی بولی : یوشٹ آب ، ہمیں کبھی نیراوی کر تیریت
 نصیب نہ ہوئی ، تم کہا تو کہ سو کر لو کہ ہوتا ہے ۔ اوراچی سو مہریت
 عورت کو کس طرح لگاتا ہے :

جہلان نے تاہم کہا : "سو نیا دوست کم رہی ہے ، تم سنجیدگی سے
 غور کرو روزمانہ ! یہ سو نیا اپنا سب کچھ فریاد پر لگنا چکی ہے مگر تیار
 سب کچھ محفوظ ہے ۔ سو نیا کسی دوسرے مرد کا قصہ نہیں کرسکتی۔
 اسی ایک کے لئے روقی رہے گی ، مگر تم خوب سے خوب تر میں سماجی
 تلاش کرسکتی ہو۔ دلہندی ہی ہے کہ ...

روزمانہ اٹھ کر کھڑی ہوگئی ۔ "کیا اس دانشمندی کا مفہوم
 سو نیا ہے بنا یا ہے ؟

سو نیا بولی : "تم ہمیشہ مجھے دشمن ہی سمجھتی رہو گی ؟
 جہلان نے کہا : "میں روزمانہ ! یہ سو نیا کا نہیں ، میرا خیال ہے کہ میں
 اپنی زندگی یاد نہیں کرنا چاہتی کسی بہت بڑے آدمی سے شادی کر
 لینا چاہتی ہے ۔"

وہ دونوں ہاتھ کر پڑ کر بولی : کیا تم مجھ سے شادی کرو گے ؟
 وہ زور لگاتی رہی ۔ روزمانہ نے جاکر سنی تھی ، کنوارا ہی تھی وہ بولا ۔
 "کیوں نہیں ، اگر تم پسند کر دو تو ..."

میں نے پسند کر لیا ۔ میں تم سے شادی کروں گی ۔ روزمانہ نے
 سر لہجے میں کہا ، مگر شادی سے پہلے جی نہیں تیار کر لینا ...
 پھر وہ تیری سے بیٹ کر کوئی کچھ اندیشہ تھی ۔ سو نیا دانت ہیں
 کر بولی : "یہ شرط نہ بھیجنا نہیں چھوڑنے کی بھی چاہتا ، گولی مارو گے
 میں اس کے سامنے سے نکل آیا ۔ مجھے یقین تھا کہ سو نیا آ سے
 نقصان نہیں پہنچنے گی ۔ کیوں کہ میں آ سے چاہتا تھا ، اور جس کھلونے
 کو میں چاہتا ہوں ، آ سے لوڑ کر سو نیا میرا دل نہیں ڈھکائے گی ۔"

میں ہاتھ لڑتے ہاتھ لڑتے باہر گیا ۔ وہ دن مجھے دیکھتے ہی تیر کی طرح
 میرے پاس آئی ، اور میرے گلے کا ہاں بنا چاہتی تھیں ، میں نے لڑتے ہیچے
 چٹ کر کہا : "آگ ہاں ۔ مجھے کچھ نہیں لینے دو ۔ اسی جی کیا ہے روقی ؟
 وہ بولی : "تمہارا تو مطلب نکل گیا ہے ناں ، مگر میں صورتی
 دیک کے لئے تھری تھری جھڑکی بڑا شمت نہیں کرسکتی ۔"

میں نے ایک سگڑہ آہ بیکر کہا : "آہ ! میں تم سے صحبت ہے ، عورتی
 گویا بڑا شمت نہیں کرتی ، کہیں کی طرح لپٹے جاتی ہیں ۔ مرد کی یاد
 غلطی کو کے ساری عمر تک اپنا ہاتھ ہے ۔
 کیا مطلب ہے تمہارا ؟ وہ گھور کر بولی : "کیا تم مجھ سے پہلے
 دوسری عورتی سے مجھی مل چکے ہو ؟"

"آہ ہاں ۔ اسی نصیحت غلطیاں میں بار بار کر چکا ہوں ؟
 جھوٹے تمہارا ہمت نہ کہا تھا کہ تم کنوارے ہو رہے

میں نے کہا میں پہننے کے بعد چورتے پہننے جوتے کہا :
 شہادی جراتی کے لئے کنوارا تھا ۔ میں سمجھتا ہوں کنوارا کے
 پیاسا جب تک تھا روقی بل جراتی کی پاس تھی ، میں کنوارا
 بچے گی ، اب کنوارا نہیں ہوں ۔"

"کیوں مت کرو ، مجھے تباہ وہ چلین کہاں ہیں ، جن
 تم مل چکے ہو ؟
 "اے تم نے لہنے کی جلدی کر دو ۔ اگر مجھے کنوارے میں کا
 دہا تو یک دن دنیا کی بہت ہی سہی سہی چلین ایک مقام پر آ
 اور فریاد کی اگلی گڑھی پر انتہاء حاصل کرنے کے لئے ایک
 کے خلاف اعلان جنگ کریں گی ؟"

"یہ فریاد کی اگلی گڑھی کیا ہوتی ہے ، اسے مل بولنا
 شرارتے نہیں فریاد بھی کہا تھا ۔ اب میں اس وقت تک تم
 نہیں چھوڑوں گی جب تک تم مجھے اپنی اصلیت نہیں بتاؤ گے
 میں نے بڑا بڑا کر کہا : "میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میرے سکا
 کچھے بڑا چرے ہیں ۔ میں نے آگ کا ٹنگ میں فریاد کے نام
 کو دھو کا دھوا اور رخو و فریاد کے ایک پاپ میں اس کا پھول
 کر زکی بولگا تھا تب سے کبھی وہ مجھے فریاد نہیں ملا ہے
 "میں کیسے یقین کر لوں کہ تم کہہ رہے ہو ۔"

"مجھی مل کم روز دہرے سے پوچھو ۔
 "چلو ... " وہ دروازے کی سمت بڑھ گئیں ۔
 میں نے وہ دن کے ساتھ ملے ہوئے فریاد شراکی سوج
 گوان موہو اور پیری بلوں کے ساتھ ایک سے میں بیٹھا ان کا
 رہا تھا پیری بلوں کو بڑا ہاتھ ؛ مشر شرا ؛ میں کہہ نے عالم کے
 ہے ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ فریاد ہے ۔ وہی تمہارا باپ ہے
 فریاد ہو گیا تھا ۔"

فریاد شرا نے کہا : "میں بھی ہی سمجھتا ہوں ۔ میں نے تم کو
 کر رہا ہے اس فریب کا انتقام لوں گا کیونکہ اب میرا دل حال
 طیارہ اٹھانے کے لئے اس لئے بار بار تمہا سافوں کی مدد
 اس آزادی کا ہر بھی اسی کے سر ہے ۔"

گوان موہو نے کہا : "دانشی ہم اس کے اسائنٹ کا ہا
 سکتے ہیں ۔ مجھے تمہا کئی تھی اگر اگر کڑی نصیب ہوئی تو
 کو اذیت ناک سائیں کے ماروں گا ۔ سگلا سمن کی وجہ
 وہ تم بھی فریاد
 پیری بلوں نے کہا : "معلوم ہوتا ہے عالم اس کو بل موہو
 ہو گیا ہے ۔"

اس کی بات دھوئی رہ گئی ۔ وہ میزوں نورانی اٹھ
 ہو گئے کیوں کہ میں ہاں وہ دن کے ساتھ پہنچ گیا تھا ۔ وہ میں

ن میں نظر آتے تھے ۔ شوینا کرفل کرنے اور پٹ کھڑکھانے کے
 کے کہ میں پر رونق نظر آتی تھی ، ماہیوں نے فریاد گوشی کے
 رہتے سے صاف فریاد میں نے پہنچا کسی بات کی تکلیف تو نہیں ہے ؟
 پیری بلوں نے جواب دیا : "مہرچ کا کار ہے ۔ لیکن آزادی کے
 اس فریاد کے عیش آرام سے بہت بڑھتے ہیں ۔"
 میں نے کہا : "آپ نے بہت اچھی بات کہی ہے ۔ میں آزادی
 لئے میں آپ کو دل سے بات کہنے آیا ہوں ۔"

وہ دن نے کہا : "پہلے مجھے بات کہو ۔ وہ دن فریاد شرا نے تباہ
 بلے سمن اس کا نام عالم ہے یا فریاد ؛ تم اس کے متعلق جو کچھ بھی جانتے
 یاں کرو ۔"

فریاد پیری ہاں بڑھ گیا میں نے نہ بچہ کر کہا : "مجھے مدد دیکھو ، جو
 ہے وہ بیان کر دو ۔"
 وہ کہنے لگا میں اس کے سامنے میں بیٹھ کر اس کی سوج کو کٹر لوں گے
 وہ فریاد شرا نے کے مطابق بیان دیا تو اس کے بیان کا لیب لیب
 کا نام عالم پر اسے فریاد کا شہ تھا سگلا کا شہ ہو چکا ہے ۔ یہ
 ہا شہہ عالم ہے ۔ وہ دن کے متعلق نہیں ہو گئیں ۔

میں نے ان میزوں دولت مندوں سے پوچھا : "کیا آپ لوگوں کو
 پتہ کہ اس وقت آپ کہاں ہیں ؟"
 دن موہو نے کہا : "ہماری آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر لایا گیا ہے ۔
 ہم نے فریاد کیا کہ کبھی میں تم اندھے سے ملے ہیں ۔ وہ گلابی
 رف مضمی جا رہی ہے ۔ پہلے ہی مجھ کو کسی زمین دوزا سے
 لئے گئے ہیں ۔ پھر فریاد شرا نے تصدیق کی یہ صاحب ایک لہل میں
 تھے ۔ وہی دلوں کی جھنسی ہوئی ، انہیں یہاں تک لے آئے ۔"
 میں نے کہا آپ لوگوں نے فریاد سے مجھے ہے ۔ یہ خفیہ تہ خانہ
 پتہ خودی کو میں نے تہ خانے کا راز معلوم ہو جانے کے بعد سے زندہ
 آزادی کا ملتا ہے ۔"

وہ دن فریاد شرا نے کہا : "ایک نے تھوکی نظر کر کہا : "مگر عالم
 میں ۔ آپ تو قانون کا ساتھ دیں گے ۔"

تہہ شک میں مجھ نہیں ہوں میں اس تہ خانے میں فریاد کا
 کر ہا ہوں ۔ جو لوگ میرا ساتھ سے رہے ہیں ۔ میں انہیں معاف کر
 مار رہی اس لئے کہ میں اس تہ خانہ کا مالک بننا چاہتا ہوں ؟
 دن موہو نے کہا : "یہ تو اچھی بات ہے کہ آپ جڑا م کا خاتمہ کر
 ہنہ شک ہے تہ خانہ کی ملکیت ہونا چاہیے ۔"
 "آپ کو لوگ لے لے گا تھا کہ آپ اپنی تمام دولت میرے قدموں
 رکھ لوں گے ۔"

"ہاں تم بھی ہی کہتے ہیں ۔
 "فریاد شرا نے فریاد شرا اور تہ خانہ سے آپ لوگ

مجھے یہاں بسنے دیں اور آزاد ہوئے کے بعد قانون کے مخالفوں کے سامنے
 اس تہ خانے کا ذکر کریں ۔"

"ہم کسی کے سامنے اس کا ذکر نہیں کریں گے ۔ ایک نے کہا ۔
 "ہم ہمیں گے کہ میں کسی کا بیٹا ہوں ، تمہارا بیٹا تھا ، فریاد کی
 آمد پر دن جھک گئے ، ہم کسی طرح اس کا گلے سے نکل کر گئے ہیں ۔"
 پیری بلوں نے کہا : "میں یہ بیان مناسب ہو گا کہ ہم کالج میں تہ
 کے لئے تھے ۔ وہاں عالم نے سچ کر دھو کر مارا جھکا ، میں رانی روزانی
 ہر ہم جھلک میں جھکتے ہوئے فریاد جھک میں پہنچ گئے ۔ عالم میں آزاد کرنے
 کے بعد کہیں بولا گا ۔"

گوان موہو اور روز شرا اس کی تائید کرنے لگے ۔ میں باری باری ان
 کے سامنے میں گس کر ان کے سچ اور جھوٹ کو کچھ رہا تھا ۔ لیکن انہاں
 کہ وہ جھوٹے نہیں تھے ۔ ان کے دل آئینی طرح صاف تھا اور وہ پوری
 سچان کے ساتھ میرے احسانات کا بدلہ چرکا نا چاہتے تھے ۔

میں نے کہا : "کوئی کسی کے دل میں جھکا کر اس کے سچ اور جھوٹ
 کو نہیں سمجھ سکتا ، لیکن جانے میں آپ لوگوں پر پورے کر رہا ہوں ۔
 آپ اپنا ہاں ماناں تیار رکھیں ، فریاد کے بعد آپ لوگ فریاد شرا کے باہر
 پہنچا رہا ہے گا ۔"

وہ میزوں میرے ہاتھ اور میرے بازو کو تمام کر لیں ، احسان ہندی
 سے شکر یہ ادا کرنے لگے ۔ میں نے شخصیت ہوتے ہوئے کہا کہ میں آگے
 بعد فریاد شرا نے پر ملاقات ہوگی ۔ وہ دن دونوں طرف سے میرے بازووں
 کو تمام کر لیں گے ۔ میرے ہاتھ آئیں ۔ میں نے خود کو چھلڑتے ہوئے پوچھا ۔
 "تم مجھے اس طرح کیوں پہنچ رہی ہو ؟"

وہ بولی : "اور کہیں ۔ تم فریاد شرا کے ہر مل کے ساتھ وقت
 ضائع کر رہے ہو ۔ اس میں تم خواب کا وہ میں جا رہے گے ۔"
 "تمہارا ہی کوئی ہو ۔ ابھی تو ہم پیر دم سے آئے ہیں ۔ ابھی میں
 اس پر بیٹے سے بھی باتیں کرنا چاہتا ہوں ۔"

"اس سے کیا باتیں کرو گے ۔ میں سامنے گولی مار دو ۔"
 "اگر میں تہ خانے کے سامنے تو یہ تہ خانہ جلا دیتا ہوں ، پانچ
 وہ دنوں مجھ سے بیٹ لگیں ۔ " اوہ ہوں ۔ میں کچھ نہیں جانتی ۔
 بس میرے ساتھ پورا اور وہی جا دو کر رہ ۔ وہی ۔"

جاد تو وہ بھی کر تھیں تھیں ۔ ان کی قربت میں ایسا سمجھتا کہ میں
 سمجھ رہا ہوں کہ عالم کے ساتھ پیر دم میں چلا آیا ۔ میں اپنی اس کو ہندی کو خوب
 سمجھتا ہوں اور جانتا ہوں کہ مجھے دشمن نہیں مار سکیں گے کوئی عورت
 ہی مجھے اپنی آغوش کی جنت سے موت کے تہ میں پہنچائے گی ۔

پیری بلوں میں جھپٹ کے بعد خواب گاہ کی فصلہ سکون ہو گئی
 ایک گھنٹہ بعد میں نے وہ دن کو آہستہ آہستہ سلا با پھر ملے کر ام سے

نون پر بائیں کر با تھا۔ ہاں سے ایک نیند میں سوتا نظر آ رہی تھی جبران نے
 بائوں کے دوران مسکرا کر نونا کو آجھو ماری سوتا نظر نہیں سکرانے لگی دونوں
 کئے زمین میں یہ بات جی کہ بلا لڑ رہی ہے۔ وہ خود ہی فرما کر چھوڑ کر جارہی
 جبران چہرے مات منہ تک بائیں کر تارا پھر اس نے ریسور ہتھے ہونے
 کہا ہم ٹھیک آ کرے گئے تھے یہاں سے نکلیں گے۔
 یہ بات قیسم شہزادی کے وہاں سے جانک ہوا کہ لا الہ الا اللہ جبرائیل سے
 پر وگرام بنا لیا تھا اور یہ کہ یہی جی کہ ملائکہ کے جھٹل میں اس کا ایک ٹکڑا بھرا ہوا
 ساتھی تھا۔ اتنی بڑی دنیا میں میرے سوا کوئی اور اس کا دوست تھا۔ نہ شہزادہ
 وہ نہ بی بی تاشا میں آ رہی تھی۔ لیکن اسے کسے معلوم ہو کہ میں ملائکہ کے جھٹل میں
 ہوں۔

میں سو مانگے باغ کو کر دیا پاتا تھا لیکن مردوانے فرسٹک
 ہوں۔ میں ریا اور لوگ چیز سے اسٹارڈ روانے پر گیا۔ باہر ٹانگ اور جوزف
 کھڑے ہوئے تھے۔ وہ ایک میز کی موت کی اطلاع دینے آئے تھے۔ میں نے
 حکم دیا کہ اسے قید خانے سے نکال کر مٹی میں ڈال دیا جائے۔ اس کے بعد تمام
 لوگوں کو بڑے ہال میں جمع ہونے کے لیے کہا جائے۔ وہ حکم کی تعمیل کے لیے
 چلے گئے۔ ایک شخص نے آکر کہا ڈوڑ تیار ہے۔ وہ جیوں دوست مندا آپ کا
 انتظار کرتے ہیں۔

میں ان کی طرف ہلنے لگا۔ ان کے پاس بیٹھنے تک میں نے معلوم
 کیا، ڈاکٹر فینٹی جھنگل میں بیٹھ گیا تھا۔ قیسم کا فوجی افسر اس کے پاس پورٹ
 اور ڈیڑھ پونے کا غذات کو بڑے چیک کر رہا تھا۔ لیکن وہ ڈاکٹر فینٹی کے
 بیان کے مطابق وہ ابھی ایک ٹانگ سے آ رہا تھا اور فوجی انکر کی باتھا کہ
 ڈاکٹر آج دوپہر کو ان سے مل چکے تھے اور یہی ڈاکٹر ان کے ساتھ کاٹ لیا تھا۔
 وہاں دو لڑکے چلے گئے تھے۔ لہذا جبرائیل کی تلاش میں وہ صبح جھٹل میں نکل
 گئے۔ تلاش کے دوران ڈاکٹر فینٹی اس سے پتہ چھوڑ گیا اور اب وہ بارہ آفریقا میں
 رہنے کر رہے ہیں۔ جبرائیل نے نہیں تھا بلکہ ایک بچہ اور ایک ٹانگ سے آ رہے۔
 میں ڈونگے لیے جاتے جاتے رک گیا۔ ایک عرصے کے ان سے کھڑے
 ہو کر اصل ڈاکٹر فینٹی کی درخواستوں کو سمجھنے لگا۔ میرا کو بولایا گیا تھا۔ اس نے
 بھی جی کہا کہ وہ دوپہر کو یہاں بیٹھا اسے بیٹھی کر لیا تھا۔

اصل ڈاکٹر فینٹی کو جب معلوم ہوا کہ یہاں اس کی اپنی بیٹی ہے تو وہ
 ماموے خوشی سے رونے لگا۔ میرا بچہ نہ چلے۔ بیٹے سے دھوکے کا بازار بائیں ہاں
 کا قاتل کو کہہ رہی تھی لیکن باپ کے انوشاہتے سے کہے کہ وہ سٹیجنگ سے
 ان آنروں کو سمجھنے پر مجبور ہو گئی۔ ڈاکٹر نے اپنے ریفٹ میں سے اس کی ماں
 کی داڑھی نکالتے ہوئے کہا: بیٹی یقین کر دو ایک غیبی طاقت نے مجھے
 نیند سے بیدار کر کے کہا کہ میری بیٹی اس جھنگل میں ہے اگر میں فوراً یہاں نہ
 آیا تو دشمن میری بیٹی کو مار دیاں گے۔ مجھے یہی ماں کا قاتل سمجھ رہی ہو خود
 کو مرنے والی سمجھتی ہو مگر میرے پاس تمہاری ماں کے ہاتھ کی کھسی ہوئی
 ڈاڑھی ہے تمہاری ماں کی تحریر پچھتاہی ہو تو اسے چھو۔

میرا ڈاڑھی کے کرٹھنے لگی۔ اس ڈاڑھی کے سفحیات پر کھپ کھپ ہے۔
 کی ماں ڈاڑھی کی تحریر تھی۔ ڈانٹانے ڈانٹانے سے شادیں کھینکے۔
 سنی ہون کے واقعات تفصیل سے لکھے تھے۔ سال بھر کی ان کی کہانی، جین سے
 ایک دن کی تفصیلات شرح تھیں۔ اس کی ماں نے لکھا تھا کہ اس نے یہی محفوظ رکھا ہوا ہے۔
 بعد ایک سال کے عرصے میں کوئی میاں بڑی کے قریب نہیں آیا۔ کوئی
 محتات ماکاک کی یاد کر رہے تھے۔ جب وہ ان کی طبیعت خراب ہوئی تو ڈاکٹر نے
 ڈاکٹر نے معائنہ کے بعد بتایا کہ وہ ماں نینے والے ہے۔ پھر ماٹھارہ کے لہان کے باؤں کی ماحول تھی۔ وہ میرے لیے ایک مشہور دکنر بنا سکتے
 پتی پیدار ہوئی جس کا نام میرا رکھا گیا۔
 میرا بڑھری تھی۔ اپنی ماں کی تحریر سے انکا نہیں کسی ہی جھٹل کو پتہ چلا کہ وہ میری
 اس لیے قابل ہوتی جاری تھی کہ وہ ڈاکٹر کی بیٹی ہے۔ ڈاکٹر نے فرسٹک نون کا
 سے میں سال پہلے کا پورٹ فرسٹک نکال کر اسے پڑھنے کو دیا۔ پھر
 بیچوں کی تصویریں نکالیں۔ ان تصویروں میں میرا پانچ باپ کے لہان کے ملازمین موجود تھے جو جبرائیل کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ کھانا
 نظر آ رہے تھے، اسنے مارے شہوت دیکھ کر وہ ٹوٹ پڑی، کہہ کر تین گھنٹے اور صفائی کا کام کرتے تھے۔ وہاں ٹانگ اور جوزف جیسے فائیز
 باپ سے لپٹ گئی۔
 میں جوں کے تو اس سے گھوم کر ایک کمرے میں پہنچا۔ وہاں ایک بی بی سے نکل نہیں سکتے۔ ہم ہاٹے کے ساتھ اس لیے ہم
 میز پر رکھا نکلیا جا رہا تھا۔ ان اور جوزف نے ڈاکٹر کے پاس سے جاکر بیٹھ گئے۔ وہاں جو بیٹھ گئے جی جاہل کی وجہ تک میں اور
 استقبال کیا۔ پھر سب کھانے کے لیے بیٹھ گئے۔ کھانے کے دوران میں ہی وہاں ڈاکٹر آئے۔ اس وقت تک ٹانگ تھما لیا رہے گا۔
 ٹانگ اور جوزف سے کہا: اسٹور سے میرا سامان بھی لے آؤ۔ ڈاکٹر نے سب سے بڑا ہاتھ مارا کہ اسکا مات کی تعمیل کرتے رہیں
 سامان بھی چیک کرو۔ ہم ایک نامعلوم مدت کے لیے یہاں سے جاتے ہیں۔ ہاتھ مارا خوش نظر آ رہا تھا میں نے کہا: اپنے اہتوں سے کہو کہ
 وہ دونوں چلے گئے۔ پیری بوس نے پوچھا: آپ کہاں جا رہے ہیں جہاں لوگوں کے سامان کے ساتھ دلدل کے راستے سے باہر لے

میں نے ان لوگوں کے سامنے وہ بدل کی مختصر سی داستان سنا دی۔
 کی پھر کہا: جوئل سے میرے گہرے تعلقات ہیں۔ لیکن میں فی اللہ پھر ہوا گا۔ اگر کوئی فوجی گھاس پھوس پر ہوا گا تو وہ زمین کی تہ سے
 دونوں کو اپنے ساتھ منڈب دنیا میں لے جا سکتا۔ وہ دونوں فوجی گھاس پھوس پر ہوا گا تو وہ زمین کی تہ سے باہر
 فنی ہو گا لوگوں کی دریافت ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ انہیں ڈاکٹر نے جلائے۔
 امریکہ لے جائے۔ وہ ڈونگے بننے کے طریقے جانتا ہے۔ جبرائیل کو کہہ۔
 دنیا کے طریقے سیکھا ہے گا۔ لیکن جوئل کسی حال میں بھی نہیں لگے۔ وہ ڈونگے پھر سے معاف کر کے نصرت ہو گئے۔ میں نے
 ہر پاسہ نہیں کرے گی۔ میں انہیں ڈاکٹر کے ساتھ جانے کے لیے معاف فرما دیا ہوں۔ جب وہ بیدار ہو کر پوچھے تو ہم
 کہوں کہ اتوہ ہنگامہ باریک دیکھو گی۔ اس لیے میں ان کو لائی میں بیٹھ گیا۔
 چاہ پھر پھر کر چلا جاؤں گا۔
 ڈاکٹر سو روتے کہا: تو پھر آپ میرے ساتھ ملیں۔
 میں نے کہا: نہیں۔ جیسا کہ آپ لوگ چلتے ہیں۔
 میان قانون کی ضمانت میں بہت سے کارنامے انجام دیے ہیں۔
 لوگوں کے ساتھ فوجی کیمپ میں جاؤں گا تو میری تصویریں انکا
 گی میں نہیں چاہتا کہ میری تصویریں اخبارات میں شائع ہوں۔
 پاس رکھنا ڈونگے طور پر ریسور میں دھور رہیں۔
 ”غضب ہے۔ آپ جرم نہیں ہیں پھر بھی قانون کے لحاظ

ہیں۔“
 میں نے ان لوگوں کے سامنے وہ بدل کی مختصر سی داستان سنا دی۔
 کی پھر کہا: جوئل سے میرے گہرے تعلقات ہیں۔ لیکن میں فی اللہ پھر ہوا گا۔ اگر کوئی فوجی گھاس پھوس پر ہوا گا تو وہ زمین کی تہ سے
 دونوں کو اپنے ساتھ منڈب دنیا میں لے جا سکتا۔ وہ دونوں فوجی گھاس پھوس پر ہوا گا تو وہ زمین کی تہ سے باہر
 فنی ہو گا لوگوں کی دریافت ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ انہیں ڈاکٹر نے جلائے۔
 امریکہ لے جائے۔ وہ ڈونگے بننے کے طریقے جانتا ہے۔ جبرائیل کو کہہ۔
 دنیا کے طریقے سیکھا ہے گا۔ لیکن جوئل کسی حال میں بھی نہیں لگے۔ وہ ڈونگے پھر سے معاف کر کے نصرت ہو گئے۔ میں نے
 ہر پاسہ نہیں کرے گی۔ میں انہیں ڈاکٹر کے ساتھ جانے کے لیے معاف فرما دیا ہوں۔ جب وہ بیدار ہو کر پوچھے تو ہم
 کہوں کہ اتوہ ہنگامہ باریک دیکھو گی۔ اس لیے میں ان کو لائی میں بیٹھ گیا۔
 چاہ پھر پھر کر چلا جاؤں گا۔
 ڈاکٹر سو روتے کہا: تو پھر آپ میرے ساتھ ملیں۔
 میں نے کہا: نہیں۔ جیسا کہ آپ لوگ چلتے ہیں۔
 میان قانون کی ضمانت میں بہت سے کارنامے انجام دیے ہیں۔
 لوگوں کے ساتھ فوجی کیمپ میں جاؤں گا تو میری تصویریں انکا
 گی میں نہیں چاہتا کہ میری تصویریں اخبارات میں شائع ہوں۔
 پاس رکھنا ڈونگے طور پر ریسور میں دھور رہیں۔
 ”غضب ہے۔ آپ جرم نہیں ہیں پھر بھی قانون کے لحاظ

”جوئل میری ماں“

میری اصلیت یہی ہے کہ میں وقت کی طرح بتا چلا
 جاتا ہوں۔ اور میں جا رہا ہوں۔ لیکن یقین رکھو کہ
 یہ دائمی جدلی نہیں ہے۔ میں دوبارہ تم سے امریکہ میں
 ملاقات کروں گا۔

اگر تم سے مل وہاں سے جاؤ تو میری بات مانو۔
 تہہ خانہ میں کوئی ہنگامہ نہ کرو۔ اصل ڈاکٹر فینٹی کو گاڑو
 اور کاٹچ میں لگا لے۔ اس کے ساتھ اس کی بیٹی میرا
 ہوگی وہ وہیں بھی بیٹھی سمجھتا ہے۔ یہاں آئندہ ملاقات
 کی کسی ایک صورت ہے کہ تم ڈاکٹر فینٹی کے ساتھ امریکہ
 چلی جاؤ۔

اگر تم ڈاکٹر فینٹی سے گفتگو کرو گی۔ اور میری جہالی کا
 غمخوار ہو کر رہا تو وہ تو میری تم سے کبھی نہیں ملوں
 گا۔ میری خواہش ہے کہ تم ڈاکٹر فینٹی کے زیر بار رہ کر
 منڈب دنیا میں بیٹھنے کے ساتھ کھو۔ مجھے امید
 ہے کہ تم میری یہ خواہش پوری کرو گی۔
 آئندہ بہت جلد تم کے یقین کے ساتھ شخصیت
 ہوتا ہوں۔ وہ لوگوں کو ڈاکٹر وقت ڈاکٹر۔

تمہارا اور تمہارا

مادرم

خدا کھ کر میں نے اس کے سر ہاتھ میز پر رکھ دیا پھر میں نے عازرا
 کا سوٹ کسین کھول کر دو کدہ لباس نکالے۔ ایک بیگ سے کر وہ لباس
 یا پورٹ ویز اور ضروریات کا دو سا سامان رکھا۔ ایک تھپی گھڑی
 لگائی۔ میں پہنی چھوٹی سی ٹاراج جب میں رکھی۔ مجھے چاقو، پھیری
 اور کپستول جیسے ہتھیاروں کی ضرورت نہیں آتی تھی۔ میں نے
 بیگ کر کاندھے سے لٹکایا۔ پھر وہ دن کے عوامیہ میں پلاو ادا می نظر
 نکال کر خزا لگنے سے باہر آ گیا۔

ملا گیا میرا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے مجھ سے بیگ لے کر اپنے کلب سے
 پر لٹکایا۔ پھر میرے پیچھے چلے لگا۔ سرگ میں بیٹھ کر اس نے اپنی ٹاراج
 روشن کر اور میرے شانہ نشانہ آگے بڑھنے لگا۔ میں نے کہا: ہاں چلے جاؤ
 جب جوئل جوئل تہہ خانہ سے چلی جائیں تو ان کی خواب گاہ کو مقفل کر
 دینا جوئل بیدار ہوجانے کے بعد جگمگاتے رہیں۔ اگر اپنی ماں کا نظرو
 دیکھو تو انہیں ریا اور سے دھکی دینا۔ اس احتیاط کے ساتھ کہ انہیں کوئی
 نقصان نہ پہنچے اور وہ چپ چاپ تہہ خانہ سے باہر نہیں جائیں۔ ایک
 بات اور انہیں کاٹچ کے چور ڈوانے سے بچانے کے لیے انہیں ہاتھ اس
 تہہ خانہ کا زنا فاش ہو جائے گا۔

اس نے پوچھا: آپ کی واپسی کب ہوگی؟

نہیں اچھڑا تھا۔

میں نے مادام زہریلی کے دلکش میں جھانک کر دیکھا۔ وہ بیڑی رہی تھی اور سرنگھٹ کے کٹن نگارہ تھی۔ اس کی سوچ کہ یہ تھی۔ ناں میں کہاں اسکندریہ اور کہاں فالاریسٹ۔ میں سوچتی تھی کہ جتنی بھی اس کی ہمت تھی کہ ماسٹر زوراک کی حفاظت کے لئے اسکندریہ سے جھانکنا ہوگا۔

اُس نے بڑے دجا لگھوٹے پئے۔ پھر اُس کی سوچ جاری رہی اور مجھے بتاتی رہی کہ وہ یہ سفر کینا کر رہی ہے۔ قہقہہ پھینکنا اسکندریہ میں ماسٹر زوراک اور جوشید جبران کے درمیان طعن کتنی تھی۔ ماسٹر زوراک چیلنج کیا تھا کہ اگر سوئیا اور فریاد کو ڈرنا باقی میں حاضر نہ کیا گیا تو وہ تمام قمار خانے تیار کر دیتے جاتیں گے جبران کی ملکیت ہیں۔

جبران نے سوئیا اور عازم کو ماسٹر زوراک کے پاس بھیجنے سے انکار کیا۔ ماسٹر زوراک نے اس کے ایک قمار خانے کو تیار کر دیا جوشید جبران نے ماسٹر کی کوٹھی کو اور ان دو گریج کو بھونکے دھماکوں سے اڑا دیا جہاں ماسٹر زوراک کی بے شمار کارین، ویکٹین، جیپ اور موٹر سائیکل تھیں۔ سب کچھ تیار ہو کر لگا۔ ماسٹر زوراک وہاں سے فریاد کو باہر لے آئے۔ مادام زہریلی نے مدد طلب کی۔ دوسری طرف جوشید جبران کے آدمیوں نے ریلوے اسٹیشن اگروٹ اور سپر باقی لے کر ہانک بند کر دی تھی۔ قہقہہ مختلف علاقوں سے شعلے بلند ہو رہے تھے۔ لوں لگتا تھا توڑا اسکندریہ جل رہا ہے۔ ماسٹر زوراک کے لئے یہاں تیار کیا گیا تھی۔

اب فریاد ایک ہی صورت تھی۔ مادام زہریلی اور ماسٹر زوراک نے ہانک میک اپ چھڑا جھار پھرتے خاص آدمیوں کے ساتھ اگروٹ پہنچ گئے۔ وہیں ایک طیارہ ہانک ہانک ہانک جانے کے لئے تیار تھا۔ ہانک کا ڈیڑھ بیڑی انہوں نے ڈومانا کو دیکھ لیا تھا۔ جوشید جبران اسے رخصت کرنے کے لئے ماسٹر زوراک اپنی تسکست پر جمنا لگا۔ مادام زہریلی نے اسے فائرنگ سے باز رکھا۔ وہ آت نہ بننا چاہتا تھا لیکن مادام زہریلی نے اسے فائرنگ سے باز رکھا۔ وہ باہر دیکھ رہی تھی کہ جبران کبھی نہیں اٹھتا تھا۔ اُس کے لئے شہد باڈی کا ڈرٹ آڈیو میں کی طرف اس کے آس پاس جھپٹے رہتے تھے۔ ٹھیک سے کہہ جاؤنگ فائرنگ سے جبران مر جاتا۔ بیگزہ لوگ بھی زندہ سلامت طیارے تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔

جبران اس طرح طیارے میں ڈومانا کے درمیان پہنچتی تھی۔ جب طیارہ بلند ہوا تو اُس نے لگا تب مادام زہریلی نے کہا تھا۔ پہلو ڈومانا اب میں ایک دوست سے متعارف ہونا چاہتی تھی۔ مادام زہریلی کہتے ہیں۔ تمہارے آگے اور پیچھے کی سیٹوں پر سپر ماسٹر کے جہازناڑے بیٹھے ہوئے ہیں۔ تم اس طیارے میں جہنم تک کے تائب نہیں رکھا سکو گی۔

مجھے یہ معلومی چہرہ نہیں ہے۔ میں ماسٹر زوراک کی خشکست بنام انہوں نے بارہیت ہوتی ہی رہتی ہے۔ میں اسکندریہ سے جھانکنا پڑا۔ ماسٹر زوراک کے پاس ہیں، تم کہاں جا رہی ہو؟

رومانہ ناگرا کے لئے ہوتی ہیں جہاں بھی جاز کی ٹرولر کو مادام زوراک نے ڈومانا بھیجی تھی۔ دونوں سے ماسٹر زوراک نے کہا تھا کہ تمہارا پیرا چور ہے۔ کل دوپہر کو ہوش المائیک کے اسٹریٹ پر میں انہوں نے اعلان کیا کہ اس ریسرٹ کے مقابلہ کیا تھا اور اُس کی ٹھیکس ہو تھی۔ اُس سے ظاہر ہو گیا کہ تم سوئیا سے زیادہ خطرناک ہو سوئیا نے وقت گزر ماسٹر کے پاس تمہاری تفصیلی رپورٹ بھیجی۔ جانچنا ہے آباہ سپر ماسٹر نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں جہاں میں تمہیں دوسرا

اجھا تو تم یہ فریاد لے کر مجھے دوست بنانے آئی ہو؟ مجھے غلط نہ سمجھو۔ ماسٹر زوراک وغیرہ اسکندریہ سے جہاں نکلے ہیں۔ تم نے توہان اپنا ہانک ملاقات ہو گئی۔ میں نے تو سوچا ہے کہ سماعت، زین اور سنڈری کے تھیں۔ سپر ماسٹر کے بٹے بٹے فرانس ہیں۔ یہ ڈومانا کی سب سے خطرناک ہے، پھر جبران جیسے علاقائی بد معاش نے تم کو جھانکنا بڑے مجبور کر دیا ہے۔

میرا اصل مقصد یہ ہے کہ ماسٹر زوراک اور جبران کے ماسٹر چاہیے تھا کہ وہ مہر کی زین میں اپنی بڑی مفسد طرز۔ لیکن کی سیاست نے ماسٹر جوشید جبران سے لگا دیا۔ پچھلے ایک سال فریادوں کے دونوں کے درمیان کئی جھڑپیں ہوتی ہیں۔ پھر سپر ماسٹر نے جھانکنا کہ میں جبران کو دوست بناؤں یا اسے ہمیشہ اُس کی اڑائی کی طرف دیکھنا کر دوں؟

ڈومانا نے پوچھا۔ یعنی میری مثال ہے کہ تم مجھے دوست کی۔ نہ بنو گی تو تم کرو گی؟

ہاں سنسن۔ اُسے کوئی مادام۔ ہم اپنی باتیں کریں۔ مجھے سے دوکھا رہے۔ میں بڑے فائر سے ہوں۔

اجھا یعنی تم دو دھ دھینے والی گائے ہو؟ مادام زہریلی ہوتی ہوئی۔ میری سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ مجھے غصہ نہیں آتا۔ مجھے آنا بتا دو کہ تم کہاں کی لہجے والی ہو اور تمہارے والدین اور دوسرے رشتے دار کہاں ہیں؟ میں اس ڈومانا میں بالکل تنہا ہوں۔ فریاد کے سوا میر کوئی نہیں ہے۔

زہریلی نے کہا: اسیوں، فریاد بھی اس قابل نہ رہا کہ تمہارا جین ساتھی بن سکے۔

ماہا، اسی نے میں فریاد اور سوئیا کو تھوڑے کر ساری ہیں وہ ہنستی ہوتی ہوئی۔ ڈومانا تم لوہے ہو، مگر نا دان بھی۔ اپنی جلدی مائیں ہو کر تم نے فریاد کو چھوڑ دیا۔ ویسے یہ بھی اچھا ہی کیا۔ تمہاری اطلاع کے لئے کہ ڈومانا وہ اصل فریاد نہیں ہے۔ ڈومانا کوک کر زہریلی کو دیکھنے لگی۔ وہ فریاد چھوڑ کر ہی اسے زین پر لگا تھا کہ جسے رخصت جانا گیا ہے وہ فریاد نہیں ہے۔ انہاں ہی اپنے کے مطابق اس نے اندازہ لگایا تھا کہ فریاد آج میں کھلا باک کھینکل میں تھا۔ کیا زہریلی نے بھی انہاں کے ذریعہ حقیقت معلوم کی تھی؟

مادام: تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ سوئیا کے پاس ہے، وہ اصل فریاد نہیں ہے؟

”جہنم ٹیلی بیٹی کی صلاحیتوں کو فریاد کے دل سے نکال کر پھینک دیا ہے۔ اب وہ بڑے ماسٹر کا تابع فریاد ہے۔ اگر تم بھی دوست بن جاؤ تو فریاد تمہیں لڑا لیا ہوگا۔“

مادام زہریلی جو کہیں کو رہی تھی۔ میں اُس کی تہہ تک پہنچنا چاہتا تھا۔ لیکن زہریلی کے زہریلے دل کو مزید پڑھنے کا موقع نہ ملا۔ میرے کانوں نے بہت سے قدموں کی جاپائی تھی۔ میں فریاد میں سماعت میں واپس آ گیا، جہاں مجھے قید کیا گیا تھا۔ اتلان مجھے بہت پہلے ہی ڈومانا کی کھٹ ہریت نہ معلوم کر کے واپس آ جانا چاہیے تھا۔ میرے لئے محفوظ تھا۔ وہاں آئے والی دو پراسرار پائی برس پر ماسٹر کی تعلیم کی ایک شاخ ہو سکتی تھی۔

میں نے نظریں اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا۔ دروازے کے اُس پار کچھ لوگ کمرے کے کھڑے تھے۔ اور کوئی کالا کھول رہا تھا۔ دوسرے پہلو دروازہ کھل گیا۔ پہلے تو سائین اور دان کے کمرے میں داخل ہوئے، پھر ان کے پیچھے جولوگ آئے، انہیں میں نہیں پہچانتا تھا۔ مگر ان میں سے ایک سہرا دی تھی دیکھتے ہی چونک گیا۔ جلدی سے آگے آیا۔ اپنی آنکھیں مل کر مجھے جراتی سے دیکھا پھر ایک دم سے میرے آگے کھٹنے لگا کہ ٹیک کر لو۔

آپ۔ آپ۔ آپ فریاد کی بیوی ہیں۔ میں اسے خاموش نظروں سے دیکھنے ہوتے اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ وہ پچھلے اور کیفیاتی بیٹی ہنستے ہوئے لہلا۔ اسی ہی آپ میرے دل کو پھوٹ رہے ہیں؟

میں نے کہا: میں سوچ رہا ہوں کہ آخر یہ فریاد کیا بلا ہے؟ آپ سے پہلے بھی اطاعت و طاعت کے ایک آئینے مجھے فریاد کہا تھا۔ جب میں نے اسے اپنا پاسپورٹ اور چند کاغذات دکھائے تو اسے لہین ہو گیا کہ میرا نام عازم ہے۔ میں افریقہ میں بیلا ہوا، لندن میں تعلیم لی۔ پھر افریقہ ایک ارب بیٹی کی بیٹی سے شاد ہو کر ہانک کا ہانک کی طرف ہمارا تھا کہ طیارے جنگل میں اچھٹا۔

پھیلک کر لگا کر لگا لگا۔ فرما دیا ہے۔ اسم۔ میں آپ کا ظلم ہوں۔ میں آپ سے دشمنی نہیں کر رہا ہوں۔ پھر آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں جیسے کوئی غلطی ہوئی ہو تو خدا کے لئے مجھے معاف کر دیں۔

اُس نے دانت بچھے ہلک کرنا چاہا تھا۔ میں ایسے لوگوں کی زبان پر کھروسہ نہیں کرتا۔ ان کی سوچ کے آئینہ میں، اُن کے منکر و فریب کے چہرے کو دیکھ لیتا ہوں۔ میں نے اسے نظر انداز کرتے ہوئے وان جس سے دوچھا، تم کئی مرتب سے میرے نام لگا رہے ہو؟

اُس نے گہری سنجیدگی سے کہا۔ مجھ جیسے نیک حرام کو اب تک کا حساب نہیں کرنا چاہیے۔ میں دیامت کا اظہار نہیں کروں گا۔ میں معافی بھی نہیں چاہوں گا۔ مجھے صرف ایک چیز چاہیے، اور وہ ہے موت۔ میں نے کہا۔ آگے بڑھو اور لڑو! لو! اٹھا کر ٹوٹی کر لو۔ وہ آگے بڑھا۔ میں نے اُس کی سوچ میں کہا۔ ٹھیک ہے میں لڑو! لو! اٹھا تے ہی فرما دیں کہ کروں گا۔

وہ بچ کر بولوا۔ نہیں، میں فریاد صائب ہی تر نہیں کروں گا۔ یہ میں کیا سوچ رہا ہوں۔ میں میں خود اپنی جان پھیل چلاؤں گا۔ میں نے دوچھا۔ کیا ہوا؟

آہ۔ وہ میں ذلیل آئی ہوں۔ ندری کا آپ تم دیکھنے کے باوجود آج بھی میرے دل سے یہ بات آتی کہ میں آپ پر کوئی چللا دیا۔ مجھ جیسا کہ لہندہ اور نیک حرام کوئی نہ ہو گا۔

وہ دونوں ہاتھوں سے منہ ڈھانپ کر رونے لگا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ اب وہ میرے خلاف کبھی نہیں سوچے گا۔ میں نے ریل پور کے اس سے دوچھا۔ یہ کیا ہو گیا ہے اس بات کو ہی میں نہیں سمجھتا ہوں۔ دیکھنے کے یوں لگتا ہے جیسے جسے سنا کر کے ہی دی رکھتے ہوئے ہیں۔

اُس نے کہا۔ سچی بات، بہن عداوت میں چلتے کرے ہیں انہیں ایک ایک کر کے اسکرین پر دیکھا جا سکتا ہے۔

میں دیکھنا چاہتا ہوں، انہیں آپریٹ کر دو۔ وہ اپنی حد سے اٹھ کر میرے پر چڑھ گیا۔ پھر اُس نے پٹیکھے کے دوسرے بیلہ کو اوپر اٹھایا۔ ایک شین چبھتی ہوئی کپھو ٹرکے برابر کر

کھڑی ہو گئی۔ اُس کے بعد اُس نے پٹیکھے کے تیسرے بیلہ کو اوپر اٹھایا۔ ایک اور شین کپھو ٹرکے برابر کھڑی ہو گئی۔ میں اس کے ساتھ شینوں کے قریب گیا۔ جڑیوں کے ساتھ عداوت کے اندر شینوں اور مختلف تنخواہ کا مکمل نقشہ تھا۔ اور ان کے ساتھ خبردار سمجھنے کے ہوئے تھے۔ اُس نے سات ٹرکے سوچے کو آں کیا۔ زمین کی اسکرین پر مسات ٹرکے کر کے اندر شین منظر دکھائی دینے لگا۔

اُس کرے میں ایک لیدی سیکرٹری ہو رہی تھی کچھ لکھنے میں مصروف تھی۔ ریل پور کے بائے لے گیا۔ یہ میرا دفتر ہے۔ میں اس عداوت کا مالک ہوں۔ بظاہر ایک سپورٹ ایسورٹ کا بزنس کرتا ہوں۔ یہاں

کے دوسو کرے میں نے مختلف اجراء کو کر کے پرتے ہیں۔ نام اہل تاج ہیں۔ سید صاحب تاجت ہیں اور سب دکھاوے سے کرتے ہیں۔

میں نے کہا۔ اس عداوت کی خاص خاص باتیں بتاؤ۔ اُس نے جواب دیا۔ اس عداوت کی چھت دوسری ایک چھت کے نیچے دوسری چھت ہے۔ جہاں ایک پہلی چھت کو چھپا کر دکھایا گیا ہے۔ ضرورت کے وقت اوپری چھت چھپ کر پہلی چھت کے پورا کرنے کے بعد دوبارہ بند ہو جاتی ہے۔ وہ اوپری چھت کیسے کھولی جاتی ہے؟

اُس نے جواباً عداوت کے نقشہ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا۔ میں جہاں چھت دکھائی گئی تھی، وہاں لگے ہوئے ایک سوچ دیا۔ دوسری شین کی اسکرین پر ایک راہداری دکھائی دی۔ یہ کمرہ نمبر آٹھ کے سامنے والی راہداری ہے۔ راہداری کی چھت لگا ہوا ہے، اگر اس بلب کو بائیں سے دائیں گھمایا جائے تو وہ دیوار دروازے کی طرح کھلے گی۔ اس دروازے کے نیچے آ

جو دوسری خفیہ چھت کی طرف لے جاتے۔ اب آپ اس کو دیکھیں۔ اُس نے پہلے سوچ کر آف کرنے کے بعد چھت پر رول آن کیا۔ اسکرین پر ایک نیم تاریک بال میں ایک ٹرک پہلی کا تھا۔ دوسری طرف شینوں کی نظر آ رہی تھی۔ وہ شینوں کے کونکھنے لگا۔ اس کے ساتھ اس نیم تاریک بال کے بدلے چھ ایک دیوار پر دایرہ نما ایک آئینہ کی نظر آئی۔ وہ دیوار یہاں بائیں سے دائیں گھمایا جاتا ہے۔ اگر اس کل کو بھی اسی طرح تو اوپری چھت کھلی جائے گی۔

میں نے پھر سوال کیا۔ یہاں تمہاری سرگرمیاں کیا ہیں وہ دیوار یہاں سرکے میں ایسے خفیہ تہہ فلنے ہیں۔ اسی طرح چھت کے پٹیکھے سے کھولے جاتے ہیں۔ اُن تمام خفیہ چھتوں کا ذخیرہ ہے۔ ہم اپنے دشمن ہمارے کے عوام کو ہٹانے کے لئے یہاں سے جڑیں اٹھاتی ہیں۔ جب سے ہم نے سنا ہے کہ ساحلوں سے اسمگل ہونے والا مال جنگ میں کہیں ثابت ہو جاتا ساری توہم اس جنگ کی طرف ہو گئی۔ ہمیں یقین تھا کہ وہ بڑا خونخوار ہے۔ جہاں قانون کی نجات نہیں پہنچ سکتی ہے، اُسے کی ضرورت تھی۔ اس لئے ہم اس پورا سرکار اسمگل کر کے آپ تک پہنچ گئے۔

میں نے دوچھا۔ یہاں میک، آپ کا سامان ہے؟ یہاں سب کچھ ہے۔ آپ مالک میں سے ورسٹ آپ کے قدموں میں ہو گئی؟

میں نے دوچھا۔ یہاں میک، آپ کا سامان ہے؟ یہاں سب کچھ ہے۔ آپ مالک میں سے ورسٹ آپ کے قدموں میں ہو گئی؟

میں نے دوچھا۔ یہاں میک، آپ کا سامان ہے؟ یہاں سب کچھ ہے۔ آپ مالک میں سے ورسٹ آپ کے قدموں میں ہو گئی؟

میں نے دوچھا۔ یہاں میک، آپ کا سامان ہے؟ یہاں سب کچھ ہے۔ آپ مالک میں سے ورسٹ آپ کے قدموں میں ہو گئی؟

میں نے دوچھا۔ یہاں میک، آپ کا سامان ہے؟ یہاں سب کچھ ہے۔ آپ مالک میں سے ورسٹ آپ کے قدموں میں ہو گئی؟

وہ دیکھا کہ نماز میں سے چلتا ہوا۔ میں نے پہلے دیکھا تو ذہنی کی خبر لی۔ وہ وہ ایٹال کی رات گیارہ گاہ میں تھی۔ ایک آرام دہ بستر پر آرام سے بیٹھی مہر سے کہ تازہ صبح کا راج تھی۔ میں نے اسے مخاطب کیا۔ بھلا میں ذہنی۔ وہ چونک کر اٹھی۔ ادھر ادھر دیکھنے کے بعد اس کی سر پر غلبہ دیکھا۔

میں نے کہاں غائب ہو؟
ایک مصیبت میں پھنس گیا تھا۔
وہ مصیبت یقیناً حسین اور جان ہرنگ؟
تم غلط سمجھ رہی ہو۔ ایک خوش منہ نیری لاعلمی میں جڑ گیا تھا۔ میرے سر پر بی نسبت رنگین کر میں تھی گھٹنے تک بے ہوش ہزار ہا۔ ہوش تو آنے کے بعد پھر چلا کر ریڈ پورک لوگوں میں اچھا نہیں ہوں۔ ہوش تو ان لوگوں سے بچھا چلا رہا ہے۔ اب شہر تک پہنچنے کے لئے چلا ہوا ہے۔ تیروری بات چھوڑو۔ اپنا سال بیان کرو۔ تمہاری ساری سے پتہ چل رہا ہے کہ اب ذرا فانی محسوس کر رہی ہو۔
ہاں، اب اسٹے بیٹھے تھی ہوں۔ مگر دماغ ابھی تک کروڑوں میں نے سچے کے ذہنی تمہاری تیریت معلوم کرنا چاہی۔ سچے سچے کی تیریت تمہارے دماغ تک نہ پہنچ سکے۔

تمہیں ابھی خیالی خوشی نہیں کرن چاہیے۔ ابھی طرح علاج ہوئے دو۔ خوب کھاؤ پیو۔ انشاء اللہ جلد ہی بہاری ٹیلی فنی کی صلاحیتیں بحال ہو جائیں گی۔
اس نے پوچھا۔ سنیٹا اور وہ نہ کیا کیا حال ہے؟ کیا وہ ابھی تک آرام کو فرما رہے ہیں؟

اب صرف سو بنا وہو کا کھا رہی ہے۔ رومانو کو ایک انبار کے درجے معلوم ہو چکا ہے کہ ایک عازم ملایکے جنگل میں ہے۔ اس کے ساتھ ان کی بیوی رشا نے بھی اسی انفر و ڈیپن علی کی ہے۔ جو عازم سنیٹا کے ساتھ ہے وہ کئی بار کہہ چکے کہ رشا نہ ان کی بیوی ہے۔ اس طرح رومانے نے سمجھ لیا ہے کہ میں نے عازم کے پاس پورٹ پر ملائی تک کا سفر کیا ہے، او جو اعلیٰ عازم ہے، وہ ہے ماسٹر کا کاشکار جن کا ہے؟
اس کا مطلب یہ ہے کہ رومانے اب تمہاری تلاش میں ملایا ہوگا۔
جیسے کہ ہیں، یہاں پہنچ رہی تھی ہے۔
"خوب رو دن کو عید اور لڑتے کو شب برات مناؤ۔ میرے دماغ میں کیوں گھسے ہوئے ہو۔ جاؤ یہاں سے..."

میں نے مسکرا کر کہا۔ اسے تم تو ناراض ہو گئیں۔ دیکھو میں ذہنی! ہم دوست ہیں محبوب اور محبوبہ ہیں ہیں میں جانتا ہوں جس کی بے شمار گول فرینڈز ہیں، تم اسے اپنا محبوب سمجھی ہیں بناؤ گا؟
تم نے ٹھیک سمجھا ہے۔ اب جاؤ یہاں سے...
میں جانا ہوں، مگر وہاں آؤں گا۔ جب تک کہ تیروری سسر سے صحت یاب نہیں ہو جائی گی، میں تم سے دوسری بیٹھا ہوں گا۔ اچھا

میں وہاں سے کہ ساتھ ٹول پمپ کے اسٹیشن پہنچ گیا۔ وہاں مالی بڈا ریکٹر میں پٹرول پمپ چلا رہا تھا۔ وہاں سے فون کرنے کے لئے آگے بڑھ گیا۔ میں نے فون کر ڈیا تو میرے پوچھا۔ یہاں سے پلے آگئی دوسرے۔

وہ مجھے سرتے پاؤں تک دیکھنے لگا۔ پمپ میں سے ابھرتا ہوا ہوا پٹرول پمپ کا گرنی بن سر ہلایا۔ میں جھوٹا گیا۔ وہ انگریزی زبان میں تھا۔ وہاں سے نے آپس آگے بڑھ کر یہاں کا فون خراب ہے۔ مجھ سے لفظ لینا ہوگا۔

وہ بڑک ڈھا تو اسے مقامی زبان میں باتیں کرنے لگا۔ ڈور بل ادا کرنے کے بعد اسٹریٹ سٹاپ پر بیٹھ گیا تھا۔ پھر وہ گاڑی کو روک کر وہاں سے کوچ کر کے ہوا پمپ لایا۔ وہاں سے مجھے بتایا کہ گاڑی اگلی سٹیٹ پر ڈھرتا ہے۔ کلینر اور گاڑی کا مالک بیٹھے ہوئے ہیں اور مال لدا رہا ہے۔ مہلت لے کر وہاں گھومتی رہتی۔

اس کی بات ختم ہوئی ایک کیسی پٹرول پمپ کے اسٹیشن پر تھی۔ وہاں سے نے خوش ہو کر کہا کہ کام ہو گیا۔ لیکن پمپ سٹیٹ لیڈی نظر آ رہی ہے۔

کیسی بدشاہت۔ رنگت تھی پمپ کے سامنے۔ اگر درگئی ہو چکا کہ پمپ سٹیٹ کی جانب دیکھا تو بے اختیار میرے ہونٹوں پر آگئی۔ پیچھے بہت ہی خطرناک بہت ہی خوب صورت اور دل دل دہا تھمکے جی ایسے زانی اور میسی تھی ہوتی تھی۔ رومانے...

یہی وہ وہی کیسی تھی میں دیکھ کر وہ کوالا ملیا۔ تھی اور تین کا ڈھیر اسٹروں کی تنظیم لگا ہوا تھا۔ دوسرے باہر آگے پٹرول پمپ کے مالک سے کہہ لیا تھا کہ گاڑی کی ٹینک بھر دے پھر وہ جیب سے نوٹ نکال کر گنتے لگا۔ وہاں سے نے اس کے کہا۔ "میں نے ناگے پہلو، مہ مانگا کر یہ ادا کرینگے؟"

وہ انکار میں سے ہلکا کر بولا۔ کیسی ڈنڈو ہے۔ میں سواری کے ساتھ دو۔ ابھی مروں کو نہیں بٹھا سکتا۔
میں نے ٹیکسی کے کچھلے ڈوازے کے پاس جا کر رومانے پہلو میں! ہم نے مرزا انسان ہیں، شہر تک لفظ چاہئے ہے۔ "سوری" وہ بولی۔ آپ دوسری گاڑی کا انتظار کریں۔

میں نے کہا کہ کیسی سائن نے کر کہا۔ کیا مصیبت ہے؟
جھکتے ہوئے یہاں پہنچے، اب انسانی آبادی میں بھی جھکتا ڈونڈے چمک کر گھسے دیکھا۔ اسے ایسی کسی آدمی کا ہونے چکا ایک اس کی رہنمائی کی۔ او میری بڑا بڑا ظالم کو میں ہونے چکا کے اندر دنی سے جسے سب کو راجوں۔ وہ لفظ کھول کر باہر آگئی پھر آہستگی سے بولی۔ کیا تم جنوبی جنگل سے

میں نے اوپر سے نیچے سر ہلا۔ وہ بولی۔ ذرا اگے چلو، میں کچھ ضروری باتیں پوچھنا چاہتی ہوں۔
میں اس کے ساتھ بھی سے ذرا دور اگے بڑھ گیا۔ رومانے نے پوچھا۔ کیا وہ جنگل بہت ہی گنتا ہے؟ اخبار والے کہتے ہیں کہ وہاں کے ماسٹے جھجھجھتی ہیں آتے۔

میں نے جواب دیا۔ اخبار والے تو ٹھیک ہی کہتے ہیں۔ میں وہاں دو دن تک جھکتا رہا۔ پھر میں نے سمجھا کہ وہاں کے جنگلی ماسٹے دوسروں کے ذہنی سے راستہ بچانے ہیں۔
تم وہاں کس لئے گئے تھے؟

"میں! میں نے آپ سے لفظ مانگی ہے۔ آپ نے میرا انٹروویو لینا شروع کر دیا۔
لفظ لیا جاتے گی۔ میرے سوال کا جواب دو، تم وہاں کیوں گئے تھے؟

"میرا ذوق معاملہ ہے۔ آپ ابھی بات نہ چھوڑیں۔ دیکھ میں وہ وہاں ہوں کہ آپ میرے کام آجی گی، تو میں آپ کے کام آؤں گا۔
میں اس جنگل میں جانا چاہتی ہوں۔ اگر تم میری راہنمائی کرو گے تو میں تمہیں دن بھر ڈال دوں گی۔"

"دن بھر...؟ میں نے شدید سیرانی کا اظہار کیا۔ دن بھر کئے میں جنگل تک کیسے پہنچوں گی راہنمائی کے لئے جا سکتا ہوں مگر...؟
مگر کیا؟

"یہ کہہ کر پہلے میں غبر سے اڑ گیا۔ وہاں سے اپنے دوست کی کار میں بیٹھ کر ایک، مٹھانا لسی کی بارچہ منزلت عمارت میں جاؤں گا۔ پھر وہاں سے آجھی رات کے بعد جنگل کی طرف جاناؤں گا۔
"آجھی رات کے بعد کیوں؟"

"یہ بھی میرا ذوق معاملہ ہے۔ آپ ابھی بات نہ چھوڑیں آپ جنگل میں جانا چاہتی ہیں، ایل آپ کو وہاں پہنچاؤں گا۔ آپ میری شراکت دہی میں آئیں آپ سے جنگل میں جانا کی دیکھ نہیں بوجھ رہی ہوں۔"

وہ گھوم رہی تھی اور میرے ذہنی کی مین تمہیں میں کی شراکت کو تو بھینسی ہوں۔ اتوکے چمکے تھیں کیسے جا کر اپنی زندگی دیکھا کہ جھلمل میں بھی تمہیں دکھاؤں کہ بعض لوگوں نے تمہاری بے پاری دیکھ دیا ہے۔ میں بھی تمہیں کو تو بھینسی دہن کو سکتی ہیں۔
اتنے میں ڈھرتا تو اسے آواز دی۔ "میں! کم آن۔"

رومانے نے مجھ سے کہا۔ آؤ راستے میں بائیں مروں گی۔
میں نے کہا۔ نہیں، میں نہیں جانتا کہ وہ کیسی ڈھرتی رہی جاگی تھی۔ اسے اور اسے جا کر میری کہتے کہ میں جنگل کے پیکر کا پیکر ہوں۔
اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا سر کچھ میں معروف رہتے ہو۔
میرا فانی معاملہ ہے۔ آپ ابھی بات نہ چھوڑیں۔"

وہ بڑک بولی۔ چلو چلو گاڑی میں؟
میں جلدی سے آگے بڑھی کہ پمپ سٹیٹ پر بیٹھ گیا۔ وہاں سے سب بگنے کے کہ اگلی سٹیٹ پر بیٹھ گیا۔ رومانے نے پوچھا۔ یہ کیا آپ ان لوگوں کو لفظ سے رہی ہیں؟
رومانے نے پمپ سٹیٹ پر بیٹھ کر وہاں سے بگرتے کہہ کیا وہاں

تمہارے کرات سے مطلب رکھو۔
گاڑی میں رٹا بڑک بگرتے پڑ گئی۔ ہم سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ تقریباً ڈھائی میل کا فاصلہ لے کر بے اور ٹرک اور ٹریاور کے پاس کی کار نظر آئی۔ جیہاں میں تصادم ہو گیا تھا۔ کار کا اگلا حصہ بالکل بچ گیا تھا۔ اور ٹریاور کا بائیں حصہ ہی ان کا رے اندر دیک کر وہ گیا تھا۔ پھر لوگ وہاں پہنچ گئے۔ وہاں سے گزرنے والی گاڑیوں کی دیکھی جا رہی تھیں۔ رومانے مجھ سے تنہا ہی بائیں گونے کے لئے پھین

تھی۔ اس نے ڈھرتا پھر کو حکم دیا۔ یہاں خطر کو وقت مٹانے نہ کرو۔
فون اٹکے پھرو۔
ٹیکسی پھر بڑک بگرتی۔ اس دوران رومانے کی ماٹن ایک ہیوں سے میری جانب دیکھتی تھی۔ عورت کی ایک سرور میں تھی ہے، جو مہم سے انا زمین اسے کچھ سمجھا رہی ہے۔ رومانے کی پھر میں کہ رہی تھی۔ میرے پاس بیٹھے ہوئے تھی گاڑیوں کی ٹول فریو جیسا ہے۔
مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ میں پہلے بھی اس کے پاس بیٹھ چکی ہوں؟
میں جتنی وضاحت سے یہ باتیں لکھ رہا ہوں، رومانے کی پھر میں اتنی وضاحت سے اسے نہیں سمجھا رہی تھی۔ محض اسے اشارت سے رہی تھی۔ اور وہ کچھ سمجھتے ہوئے بھی نہیں سمجھ رہی تھی۔ یہ بڑی دلچسپ اور گھبرائی تھی۔ میں اس کے پہلو میں چھپا ہوا تھا اور وہ مجھے ڈھرتا رہی تھی۔ میں اس کے سامنے خود کو گھما کر دیکھتا تھا۔ لیکن میری اسلمت ظاہر ہوتے ہی وہ خوشی سے باؤنی ہو کر لیٹ جاتی۔ اور پلٹنے چھیننے کی وہ مزوں جگہ نہ تھی۔ میں نے فی الحال اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا۔

اب سونیا اور شہزادہ جبران دھگے تھے۔ پھر کچھ رات سے میرے دماغ کی اسکیں بے ہوش آئے تھے۔ میں نے خیالی خرافی کا ایک بن آن کیا تو وہ نظر آئی تھی۔ وہ ایک قدر آدم بیٹے کے ساتھ کھڑے لیباں پہن رہی تھی۔ لیباں پہننے سے پہلے اس نے ہلٹ کر ڈھرتے بیٹھے ہوئے عازم سے پوچھا۔ کیسی لگ رہی ہوں؟

وہ نظریں جھکا کر شہزادہ رضا۔ سونیا اس کے قریب آکر بولی۔
عورتوں کی طرح نہ ڈھرتا۔ مجھے پتہ نہ چلا کہ کیسی۔
"ن۔ نہیں۔ یگنتی بات ہے۔ وہ ایک طرف صحت کیا، وہ اسہم گیا جیسے سونیا اس کی عزت سے چمکے والی ہے۔
"دیکھو فریاد! میں تمہیں دوبارہ فریاد بنا کر صحت کی۔ تمہارے

میں نے اس کیسے سنا اور شہزادہ جبران دھگے تھے۔ پھر کچھ رات سے میرے دماغ کی اسکیں بے ہوش آئے تھے۔ میں نے خیالی خرافی کا ایک بن آن کیا تو وہ نظر آئی تھی۔ وہ ایک قدر آدم بیٹے کے ساتھ کھڑے لیباں پہن رہی تھی۔ لیباں پہننے سے پہلے اس نے ہلٹ کر ڈھرتے بیٹھے ہوئے عازم سے پوچھا۔ کیسی لگ رہی ہوں؟

وہ نظریں جھکا کر شہزادہ رضا۔ سونیا اس کے قریب آکر بولی۔
عورتوں کی طرح نہ ڈھرتا۔ مجھے پتہ نہ چلا کہ کیسی۔
"ن۔ نہیں۔ یگنتی بات ہے۔ وہ ایک طرف صحت کیا، وہ اسہم گیا جیسے سونیا اس کی عزت سے چمکے والی ہے۔
"دیکھو فریاد! میں تمہیں دوبارہ فریاد بنا کر صحت کی۔ تمہارے

میں نے اس کیسے سنا اور شہزادہ جبران دھگے تھے۔ پھر کچھ رات سے میرے دماغ کی اسکیں بے ہوش آئے تھے۔ میں نے خیالی خرافی کا ایک بن آن کیا تو وہ نظر آئی تھی۔ وہ ایک قدر آدم بیٹے کے ساتھ کھڑے لیباں پہن رہی تھی۔ لیباں پہننے سے پہلے اس نے ہلٹ کر ڈھرتے بیٹھے ہوئے عازم سے پوچھا۔ کیسی لگ رہی ہوں؟

وہ نظریں جھکا کر شہزادہ رضا۔ سونیا اس کے قریب آکر بولی۔
عورتوں کی طرح نہ ڈھرتا۔ مجھے پتہ نہ چلا کہ کیسی۔
"ن۔ نہیں۔ یگنتی بات ہے۔ وہ ایک طرف صحت کیا، وہ اسہم گیا جیسے سونیا اس کی عزت سے چمکے والی ہے۔
"دیکھو فریاد! میں تمہیں دوبارہ فریاد بنا کر صحت کی۔ تمہارے

ملنے نکل کر لوگ تمہارے سامنے لباس تبدیل کروں گی، تمہارے ساتھ سویا کروں گی۔ مجھے یہ یقین ہے، پھر کون سے بھی یقین دلائیں گے کہ تم فریضہ زہد نازل ہو جاؤ گے۔ میں نے اس مقصد کے لئے رومانہ کو یہاں سے نکال دیا ہے۔ میں نہیں یہاں سے بھی ووردے جاؤں گی۔ اور تمہیں اپنے بدن کی گہری پیٹھیاں دیوں گی۔

”تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں۔“ اتنے نادان نہ بنو۔ مجھے کی کوئی بات نہ کہو کہ تمہارے علاج میں آسانی رہے گی۔ ڈیڑھ گھنٹے کا کھانا کھا کر تین گھنٹے تک تھوڑے سے آپریشن سے نہیں گزارا تھا۔ تمہارے جراثیم کو سرکونے کے لئے انہوں نے تمہارے جسم میں ایسا انجکشن لکھا تھا، جس کے ذریعے کوئی تم کو تم وقت برداشت نہ کر سکتے، اس لئے تمہیں بے ہوش کر دیا گیا تھا۔ اب تمہارے ڈاکٹر نے جو انجکشن اور دواؤں تمہارے لئے تجویز کی ہیں، ان کے استعمال سے اور میرے نفسیاتی یا جینیاتی علاج سے تم جلد ہی ٹھیک ہو جاؤ گے۔

ان کی باتیں سن کر مجھے نام و نام نہان کی باتیں یاد آئیں۔ یہ تو دل کے رومانہ سے کہا تھا کہ اصل فریضہ جبری جہان سے پڑھ کر لے گئے تھے، (جب کہ وہ عازم تھا) اسے برس پہنچا دیا گیا ہے اور جرح کھانے کو فریضہ بنا کر سویا کر کے کھانے کو دیا گیا ہے۔ اس کے بعد مکرانہ عازم فریضہ میں ہے یا نہیں؟ اس مقصد کے لئے میں نے عازم کے دامش میرا ڈانک کر دیا تھا۔

”اگر وہ جہان میں ہے تو میں ان کی سوچ کے ذریعے جہان کے کسی مقام کو دیکھتا ہوں۔ مگر عازم سویا کر کے سامنے میرا دھکا۔ وہ فطری فریضہ تھا۔ ان فطری عازم نہیں تھا۔ ماوام نے میری لے جھوٹ کہا تھا، وہ فطرت کو پہلا ٹھیکہ کر بیس پہنچا پاتا تھی۔“

اب مجھے اس بات کی قدر ہو گئی کہ عازم باقاعدہ علاج کے بعد نازل ہو گیا تو سویا اچانے میں نہ وہ سب کچھ اس کے حوالے کر دے گی، جو صرف میرے لئے ہے۔ میرے ساتھ وقت گزار کر جانے والی ہیں وہ حسین قدرت کی مینے پروا نہیں کی۔ مگر سویا میرے لئے اتنی فوری تھی جیسے جسم کے لئے جان ضروری ہوتی ہے، اس سے دور ہونے کے باوجود نہ اُسے جھولی سکتا تھا، نہ اُسے جھول سکتا تھا۔ نہ اُسے دھوکے سے کسی غیب کی خوشی میں جانے دیکھ سکتا تھا۔

میں سوچنے لگا کہ سویا کو کس طرح عازم سے دور رکھا جائے؟ میں یہ نہیں جانتا تھا کہ سویا کو عازم کی اہمیت معلوم ہو تو وہ اسے چھوڑ کر میری تلاش میں نکل پڑے۔ میں عازم کو علاج اور بے بار و مردار کا چھوڑ نہیں سکتا تھا۔ اُسے اس کی اصل شخصیت کی طرف واپس لے جانا میرا فرض تھا۔

بہر حال اس وقت میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح سویا کو عازم کے ساتھ رکھتے ہوئے بھی اُس سے دور رکھا جائے۔ میں نے

سویا کی سوچ میں کہا: ”اب مجھے ایسا ہن لینا چاہیے۔ فوراً میری جہان سے زیادہ کہ بارے میں باتیں کروں گی۔“

سویا کی سوچ نے کہا: ”اب میں کیا سوچ رہی ہوں تو رسی زہنی کو اٹھا کر لے گیا ہے۔ میں نے یہ جانتے ہوئے بھی سوچا ہے۔“

وہ عازم کو گھنٹہ کر لینی کے لئے تم کو تنہا کے ٹیلی پیٹھ نہیں ہو۔ اگر چاہتے ہوئے تھی تو قبول کیجئے ہو۔ کیا تم ابھی میری نہیں بہا رہے تھے کہ میں لباس پہن کر جہان سے پہلی جاؤں۔ وہ برٹش ان سپر ڈیلا۔ یہ یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ میں تم سے چپ بیٹھا ہوں۔“

”ارے تمہاری جیب کے پیچھے جہان پر لگا ہے۔ تمہیں لانا میں نے تمہیں نہیں بتایا تھا کہ جہان میں زہنی کو نیا لے کر لیا گیا ہے۔ اس لئے اب تم سے غلطی ہو گئی۔ تم نے میری سوچ میں مجھے باہر سے جہان سے تمہارے بارے میں باتیں کرنا چاہیے۔“

وہ جھنجھلا کر بولا: ”یہ سوچ میں کیسے کہا جاسکتا ہے؟ باپ نے بھی سوچ کے ذریعے باتیں کی تھیں۔“

وہ گہری سنجیدگی سے عازم کو دیکھتے ہوئے سوچنے لگا، ”میں نے بے سلب ایسی بات کہیں سوچی، جو میں نے نہیں سکتی تھی۔ میں زیادہ کی مٹا کر کوئی خوب سمجھتی ہوں۔“

وہ عازم سے پوچھا: ”جلدی جاننا کیا سوچ رہی تھی؟“

”ارے تم میرے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئی ہو۔“

”جہان پر پہنچو اور کسکنا ہے۔“

وہ جہان پہنچی ہوئی تھی۔ ”اچھا میں دیکھوں گی کہ تم کب تک سوچو گے۔“

”میں ابھی اپنے کپڑوں میں تیل چھڑک کر کنگ لگاؤں گی۔“

”میں نے بار بار تمہیں موت کے نہ سے پچایا ہے، آج تم مجھے خودکشی سے باز رکھو گے۔ خیال خالی کے ذریعے میری خودکشی کو کام بناؤ گے۔ اور اگر تم میری صحبت کو میری وفاداری کو قبول کیجئے تو پھر لڑائی میرے برائی میں ابھی اپنی جان بچاؤں گی۔“

سویا کی زہنی صحبت کو میں ابھی طرح سمجھتا تھا، وہ میری طرح خودکشی تھی، اگر کوئی تھی۔ میں پتھن ہو گیا کہ اُسے خودکشی سے کبے باز رکھوں۔ وہ خودکشی کی طرح جا رہی تھی کہ وہ اپنے بڑوں کے کر اپنے بدن پر ڈالے۔ میں نے اُس کی سوچ میں کہا: ”پہلے مجھے دیاسلانی یا لائبریشن کرنا چاہیے۔“

وہ حائلے جانے لگی۔ ”اب میں تو قبول کر گئی تھی۔“

”میں میں ہو گئی۔“

وہ جہان کی طرف ہانے لگی تھی۔ ”وہ دیاسلانی نے کراچی میں پہنچی تو وہاں عازم پہلے پہنچ کر اپنے بدن پر پڑوں چھڑک رہا تھا۔ وہ عقلمند سے تھی۔ یہ تم کیا کر رہے ہو؟“

وہ گہری سنجیدگی سے بولا: ”سوینا! تم نے مجھے فریضہ کھری ہے، مگر میرا ساتھ دیا ہے۔ کل المانیہ کے ایسٹریچ پر خطرناک غنڈوں سے میری عزت بچاؤ تھی۔ تمہارے کہنے سے میں نے خودکشی والی بولی بھول کر فریضہ تم مجھے روکنا چاہا۔ میں نے فریضہ کو روک کر فریضہ میں نہیں ہوں۔ اگر تم مجھے لڑاؤ چھوڑ کر جان دوں گی تو میں بھی تمہارے ساتھ چل کر جاؤں گا۔“

وہ غنڈوں کی طرح چھوڑ چھوڑ کر دو رہا تھا۔ سوینا نے اُسے اپنے لئے سہارا دیا۔ پھر بولی: ”اچھی بات ہے میں خودکشی نہیں کروں گی، مگر تمہیں آزمانا ہے۔ تمہاری اہمیت تک ضرور پہنچوں گی، اذیتیں کرو۔ پڑوں کی بڑا رہی ہے۔“

”جیسے اطمینان ہو گیا کہ اب سوینا خودکشی کی حماقت نہیں کرے گی، اور نہ ہی عازم کی اہمیت کو سمجھے بغیر اُن کی تنہائی میں جاتی کی جگہ اور کھنے کی تدبیر سوچ لیں۔ یہ تو ظاہر تھا کہ خیالی خالی کا سہارا لینے کی وہ سہارا نہیں میں مبتلا ہو جاتی۔ خالی اوقات اسکندر یہ تین ایک کی سی ساخت تھی جو سوینا کو کسی طور عازم کے متعلق مش کوک بنا گئی تھی۔“

میں رسی زہنی کے پاس پہنچ گیا۔ وہ اپنے بڑوں میں سہمی ہوئی تھی۔ اس کے اطراف وہ نقاب پوش فریضہ لے کر سبوں پر موش پھینکتے ہوئے تھے۔ میں نے جھنجھب جہان کے مدلع میں جھانک کر

دیکھا۔ وہ بھی دانیال کی کوٹھی میں تھا اور ڈانک روم میں بیٹھا دانیال سے کہہ رہا تھا۔ ”بس کمزور ڈانک روم میں سوچ رہے ہیں۔ مجھے یہ ہمدردی کا پتہ بتاؤ جو میں زہنی کو فریضہ چاہتا ہوں۔“

دانیال نے عازم سے کہا: ”یقین کرو جہان۔ میں اس کا پتہ چھانکا، انہیں جانتا ہوں۔ اس ہمدردی کے بعد جہان نے مجھ سے فون پر بات کی تھی۔ اُس نے کہا کہ ایک ہفتہ تک وہ زہنی کا علاج کرواؤ۔ ایک ہفتہ بعد وہ فریضہ سے لڑے گا اور رسی زہنی کو ساتھ لے جائیگا۔“

جہان نے کہا: ”اچھی بات ہے میں رسی زہنی کو لے جا رہی ہوں۔ وہ چھوٹ آئے تو فریضہ پاس جمع دینا۔“

دانیال نے کہا: ”میں نے سمجھی تمہارے شکار پر ہمت نہیں ڈالنا تم میرا شکار چھین کر لے جا رہے ہو۔ یہ اصول کے خلاف ہے۔“

”یقیناً دانیال! یہ بھی اصول کے خلاف ہے کہ ایک جنگل میں دو شکار اور ایک ملک کے دو بادشاہ رہیں۔ تم پتہ کھنکے کے اندر اسکندر جھول دو اور نہ تو اسے نورا کی طرح نقصانات اٹھا کر چھانکا مرگا۔ فی الحال میں تمہارا لڑاؤ سن رہی جا رہی ہوں۔ ٹیلی فون کے ٹکڑا کر دینے کے ہیں۔ ہمارے جانے کے بعد سے کھنکے تک کوٹھی سے باہر نہ نکلتا، ورنہ اُن سے بھی ایک انڈی گولی آ کر تمہاری زندگی کو لے لو گئے گی۔“

میں انہیں چھوڑ کر فریضہ سے زہنی کے پاس پہنچ گیا۔ ”ہیلو زہنی! میں نے اُسے مخاطب کیا تو اُس نے اطمینان کی گہری سانس لی۔ میں نے پوچھا: ”کیا وہ سنہوں کو پہچان رہی ہے؟“

”نقاب میں کیسے پہچانوں گی۔ پھر ان کی زبان بھی مجھ میں نہیں آتی۔ کیا تم انہی سے چپ چاپ تماشہ دیکھ رہے تھے؟“

”نہیں۔ سوچ رہا تھا کہ میں مخاطب کروں یا نہیں۔ کیونکہ تم نے مجھے اپنے مدلع سے بھاگا دیا تھا۔“

”اب باتیں نہ بناؤ، فریضہ انہیں بے نقاب کر دو۔ ایسا نہ ہو کہ یہ گولی چلا دیں۔“

”اطمینان رکھو۔ تمہاری جان کے دشمن نہیں ہیں۔ سوینا اور عازم کو پناہ دینے والا جہان جہان نہیں ہے۔ تم ان لوگوں کے ساتھ چپ چاپ بیٹھی جاؤ۔ تمہارے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے۔“

”اچھا اب بھی۔ سوینا نے انہیں سمجھایا ہو گا کہ میرے سامنے نقاب پہن کر اور گونگے بن جائیں۔“

”یقیناً سوینا نے ہی سمجھایا ہو گا۔ بہر حال میں ایک اچھی بین ہوں۔ تم میرے لئے کچھ کرو۔“

”اچھی ابھی بتاؤ۔“

”ایک بھڑک کر ڈاکٹر عازم کا علاج کر رہے۔ اُسے یقین ہے کہ عازم جلد ہی اپنی مردانہ شخصیت کی طرف لوٹ آئیگا۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ لیکن ایک کھڑکے پر بٹھنے والی ہے۔ سوینا! اُسے فریضہ کھربت

۱۱۳

زیادہ فری ہو رہی ہے۔ بعد میں عازم فری ہو گا تو۔ تو میں کیا کہوں؟
 بس میں نہیں چاہتا کہ وہ اچھے پن میں کسی غریک تہائی میں جائے۔
 وہ بولی۔ تو میں میں بٹھا گیا ہے، تم بھی تو غیر غریکوں کی تہائی
 میں آئے چلتے رہتے ہو؟

”آں؟ میں نے جینہاں کر کہا، میری بات چوڑو۔ میں سوئیگی
 بات کر رہا...“

”تمہاری بات کیوں چوڑو ہے کیا اس لئے کہ تم مرد ہو، دن جگہ
 ہے چیلنگ کرو کہ وہ بے حیائی نہیں ہوگی۔ مرد اس نقطہ کا تقاضہ
 کہیں گے اور عورت اپنے تقاضے سے چوڑو ہو کر ایک سے دوسرے کے پاس
 سماتے تو وہ بے جا کہلاتے گی۔“
 ”تم نے تو سب شرف کر دی۔ دیکھو تم سچے اور کھری باتیں کر رہی
 ہو۔ میں تسلیم کرتا ہوں مگر سونیا کو غیب کی آغوش میں برو اشت نہیں
 کر سکتا؟“

”اس کا مطلب یہ ہے کہ تم سونیا کو سب سے زیادہ چاہتے ہو؟“

”اگر یہ ساری کوئی مرد کہہ دیتا تو میں ول کی کہانیوں سے کہتا کہ سونیا کو میں
 دل دیا ہوں سے چاہتا ہوں۔ بے شمار لوگوں کو چاہنے کے باوجود میں سونیا
 کی پابست کسی کو نہ دے سکتا۔ لیکن یہ بات میں رس ذوقی یا کسی بھی
 مجبور سے نہیں کہہ سکتا تھا۔ کیونکہ وہ نیکی کوئی بھی عورت مناسب کچھ ایک
 مرد کو سونپ کر اس کی زبان سے کسی دوسری عورت کی تعریف نہیں سن سکتی
 پھر اگرچہ میں توکل بھی سمجھی دن بھی تو جی ہرے تاکہ موم سمنے ڈالی
 تھی، مجھے ابھی سے راستہ چھوڑ کر اٹھا اس لئے میں نے کہا۔“

”سونیا کو سب سے زیادہ سب سے کم چاہنے کا سونیا ہی پیرا نہیں
 ہوتا۔ کیونکہ محبت کسی بھی رشتے کی جو، وہ تڑاؤ میں ٹوٹی نہیں ہوتی اور تو
 ہی کسی شین پر زندگی کی جاتی ہے، اس لئے محبت میں کی باہشتی کبھی
 نہیں ہوتی۔“

”یہ سب سامنے باہن نہ بناؤ۔ چارے وہ نیادری رشتوں میں کوئی
 ایک عزیز ترین ترین ہستی ایسی ہوتی ہے جسے ہم سب سے زیادہ چاہتے ہیں
 اگر تمہاری بات درست ہے تو بتاؤ تم سب سے زیادہ کیسے
 چاہتی ہو؟“

”اپنے بیگانہ، اپنے دلہا کو...“

”ابھی تم نیادری رشتوں کی بات کر رہے ہیں؟
 وہ بولی۔ ”اس وقت میں پورا ہونے کی ماں باپ نے مجھے مندر کی
 واسی بنا کر نیادری رشتہ توڑ دیا۔ مندر والوں نے ان دیکھے وہ دنوں سے
 میرا رشتہ جوڑ دیا۔ مجھے اس وقت میں ابھی تک ایسی کوئی ہستی نہیں ملی،
 جسے میں سب سے زیادہ چاہوں۔“

میں نے کہا۔ ”یہی بات میں اپنے لئے بھی کہہ سکتا ہوں کہ سہیلیوں تو
 بہت ملیں مگر ایسی نہ ملی، جسے سب سے زیادہ چاہوں۔ شاید ہی نے

میں تمام سہیلیوں کو کہہ کر نہ دیا وہ بلکہ انصافاً برابر محبت دیا ہوں۔
 کوئی ایسی آنکھ جسے تو مجھ سے سب سے زیادہ محبت دے سکتی
 تو میں مجھتا ہوں کہ وہ ہستی میری زندگی میں آج بھی ہے۔ مگر وہ آہ
 میرا یہاں اقبل کمنے سے بچنا چاہی ہے۔“

”یہ بات سننے ہی وہ ہلک گئی، ہرگز بولی۔ ”تم بڑے بے رحم
 ہونے لہا ہی نہ کہہ کہ خوب سمجھتی ہیں عجاوین سے۔ مجھ سے دیر
 باہن کیا کرو۔“

”مجھے تم تو ذرا سی بات پر ناراض چھاتی ہو۔ میرے کہنے
 یہ تھا کہ...“

”اپنا مطلب کسی دوسری کو سمجھاؤ۔ میں ہاتھ چھٹتی ہوں، اور
 وہ نہ کہتی، تب ہی مجھے وہاں سے واپس آنا پڑا کیونکہ
 کال کے قریب ڈروانہ کی آواز سنائی دے رہی تھی۔“ اسے سہل
 سو رہے؟“

میں نے فوراً ہی انکھیں کھولیں ایک کبیری ہنسی نکالی۔

کندہ سے ٹکسی لڑ گئی تھی۔ ملایا کا خوبصورت شہر بے ناگ نظر آیا
 ڈروانہ نیکی کا دل اور کھری تھی۔ میں نیکی کا دروازہ کھول کر
 آیا، میری نظری آئی اسے کے ذہن سان پر ٹپکی۔ جی آئی اسے
 کے ساتھ پاکستانی پریم کو لہرنے دیکھ کر بولی ہے اتفاقاً دھڑکنے لگا
 آپ ہی آپ اٹھا۔ میں نے پریم کو سلام کیا۔ پھر چشم زدن میں ہم
 شاہ کو شکی گلیاں اور دارا لنگھوں کے سامنے کھونٹے لگے۔ وہ
 جان کا انتقال ہو چکا تھا۔ ذمہ دار وہی جان کی تھی تم
 کے بیٹے بیٹوں مجھ سے دوستی چھوڑ کر اپنی ریش پر زندگی گزار رہا
 کچھ دیر کے اپنے وطن وطن کی چرائی باور میں کھوجا پاجام
 ڈروانہ کی آواز نے جی لگا دیا۔ تم اس پریم کو کیوں دیکھے جا رہے؟
 چلتا ہے کہ وہ پاکستانی پریم ہے۔ کہا تم پاکستانی ہو؟“

میں ایک ساعت کے لیے چھٹی لگا۔ پھر فوراً ہی بات
 میرا ایک حسن پاکستانی ہے۔ سلاوات جنگل میں اس پاکستانی
 چھاتی تھی، یہ پریم دیکھ کر وہ یاد آگیا۔

ڈروانہ ایک دم سے مضطرب ہو کر بولی، ”تم اس جنگل کے
 سے مل چکے ہو، اس کا نام کیا ہے؟“

میں نے ہرے سے کہا۔ ”عازم...
 وہ ٹرپ گئی۔ ”یہ بے باز کو بھینچو، ڈروانہ میں ایسی کوئی
 آئی ہوں۔ مجھے ابھی اس کے پاس سے چلو۔“

میں نے اپنا بازو ڈھرتے ہوئے کہا۔ ”عازم نے جنگل میں
 نہیں کھول رکھی ہے کہ ملنے کی ملاقات ہو جائے گی۔ اسے تو
 فوجی تلاش کر رہے ہیں، مگر وہ کسی کو نظر نہیں آتا۔ ہاں خوب
 انبار دیکھنا چاہیے۔“

ڈروانہ میں ہر شے نظر آ رہا تھا۔ میں اُدھر چلنے لگا۔ وہاں سے میرا
 بیک اٹھائے جیسے آ رہا تھا۔ ڈروانہ ساٹھ چالی ہوتی بولی رہی تھی۔ میں نے
 انہر بڑھ کر معلوم کیا ہے کہ عازم جنگل میں ہے۔ میں کئی ماہ سے اے تلاش
 کر رہی ہوں۔ اگر تم مجھے اس کے پاس پہنچاؤ گے تو وہ بہت خوش ہوگا تمہارا
 احسان مند ہو گا۔“

ان دنوں ملایا کے جنگل کی خبریں بڑی بڑی سڑیوں کے ساتھ شائع
 کی جاتی تھیں۔ لوگ بڑی خوشی ہو کر دینے والی خبریں پڑھنے لگے۔ انہر
 کا بے چینی سے انتظار کرتے تھے۔ پہلے تو طیارے سے انہر کی خبریں شائع ہوتی
 دوسرے دن اخبارات نے تاہر کا اعجاز شاہ طیارہ میں تین تقریباً دوسو
 مسافر لے لیا ہے۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ طیارہ بڑا، طایا اس کا پورا
 پاسی اس کے پاس کے حیرت میں آرا گیا ہے۔

مزید وہ دنوں تک سنی چھٹی رہی تمام ڈیل کے اخبارات چھیننے
 اور دیکھنے رکھے کہ آنا تاہر اسانڈرو اہر طیارہ کہاں کہہ سکتا ہے پھر چند
 مسافر چھینے چھپاتے بے ناگ شہر پہنچ گئے۔ ان کے بیانات میں پہلی بار

عازم کا نام آیا کیوں کہ میں نے ہی طیارے میں پہلی بار فائرنگ کر کے چورین
 کو بھانپنے چھوڑا تھا۔ ملایا کی زبان اور منہ لگے مہالین میرا نام عازم
 کے جاتے آہم خوب کیا۔ دوسرے مہالک کے اخبارات نے بھی شاید یہ سچا
 ہونے کا آہم کسی شخص کا نام جو سکتا ہے اس لئے ابتدا سے اب تک میرا نام
 آہم ہی شائع ہوتا آ رہا تھا۔

لوگوں کی کجی کی پیش نظر کھینچ کر ملایا کے جنگل کا اردو اڑیہ
 اور اس کی آہٹے چینی کی تھی۔ پھر موجودہ دور میں فوٹو گرافی لوگا
 کا نام آیا کہ وہ اپنے ایک عجوبہ ڈیل جوئی کی پوروشن کے لئے وہاں کا شی
 بنا کر رہا ہے۔ ڈیل جوئی کے متعلق تفصیلات شائع ہوئیں کہ وہ ایک
 تہن و دھنار ہیں، ہم شکل ہیں، ہم مزاج ہیں، ایک ساتھ جولی ہیں،
 ڈروانہ کا وجہ ایک ہی وجہ کے سونچے سے آن ہوتا ہے۔ یہ ایسی عجیب
 غریب باتیں ہیں کہ اخبارات، ہفت روزے فروخت ہونے لگے۔ شاید ہی
 کوئی ایسا لوگ ہو جو بل جوئی کے ایک نظر دیکھنے کی آرزو نہ کرے ہوگا۔
 اس کے بعد میرا نام اخبارات میں آئے لگا کیوں کہ میں نے باقی ملانہ
 مسافروں کو الگ الگ بستی میں پناہ دے دی تھی اور شیہ و شہنوں کو مار
 بگاڑا تھا۔ میرے بہت سکا زانوں کے باوجود جنگل میں کبھی لگانے والے
 فوجی ہر شے شکل تک نہیں دیکھ سکے۔ آخر انہوں نے میری تلاش کے بعد جنگ
 کی کیوں دیکھا کہ آہم کسی خاص وجہ سے تانہن کی نظروں سے چھپتا
 چھو رہا ہے۔

جس میں ڈروانہ اور وان سے کے ساتھ کبھی ملانہ پر پہنچا تو وہاں
 کے جوئے انگریزی اخبارات کے سڑیوں میں چھپر جہم کا نام شائع ہو چکا۔
 ریش اور یورپ کے تین ہفتہ و دھندوں نے آہم کو ریشہ بہت کہا تھا اور
 س کی کھولنے میں ذہن و اسمل کے قلبے ملانہ تھے۔ پھر فوجی انفرکا

جس میں ڈروانہ اور وان سے کے ساتھ کبھی ملانہ پر پہنچا تو وہاں
 کے جوئے انگریزی اخبارات کے سڑیوں میں چھپر جہم کا نام شائع ہو چکا۔
 ریش اور یورپ کے تین ہفتہ و دھندوں نے آہم کو ریشہ بہت کہا تھا اور
 س کی کھولنے میں ذہن و اسمل کے قلبے ملانہ تھے۔ پھر فوجی انفرکا

علم بینا نزم پر ایک نئی کتاب

ایک ماہر بینا نزم نے تحریر کیا ہے



قیمت ۲ روپے - ڈاک فرج ۱۰ روپے

ڈروانہ کی پہلی کتاب میں اس عمل کی حقیقی تصاویر بھی دی گئی ہیں۔



- بینا نزم کے بارے میں آج تک کی تمام تحقیقات کا مجموعہ
- جدید طے اور مشقیں
- بینا نزم کی مشقوں کے لیے عمل لاکر عمل اور پورا پروگرام
- بے شمار سوالات کے جواب
- بینا نزم کے موضوع پر ایک مکمل اور ستر کتاب جس میں مصنف کے ذاتی تجربے بھی شامل ہیں۔

ڈاکٹر انور کے لیے راہ اور مشقوں کو سمجھنے کے لیے حقیقی تصاویر۔

مکتبہ کفیات پبلسٹکس

بیان تھا کہ آہم نے وہیں جو تیل برسی جو یوں کے جنگل سے نکال کر وہ اکثر
 فیٹی کے کالج تک صنعت ملتی پھیلا دیا تھا۔ اب دیکھ کے جوان پھر لوگ بار
 پڑی تھی اسے آہم کو جنگل میں تلاش کر رہے تھے۔

رؤمانہ نے ایک اخبار لکھا لکھا۔ یہ وہ کیوں آہم کا نام شائع نہ ہوئے،
 اصلی لفظ عازم ہے۔ لیکن میں نے سمجھ لیا تھا کہ یہ آہم ہی میرا عازم ہے۔
 اسی نے تمہاری بھی جان بچائی تھی نا؟

میں نے حوصلے سے ڈانٹ کر کہا۔ یوشٹ آپ۔ کیا تم یہاں عالم
 سے میری کوئی تعلق ظاہر کر کے فوجیوں کی حراست میں مجھے پھنسا نا چاہتی ہو؟
 رؤمانہ کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ وہ بولی۔ سوری، اس سے

لنے کی ہسی دیا گیا ہے کہ میں جوش میں رہنا چاہتی تھی۔ اب مجھنا چھوڑ دیا گیا۔
 چلو ہم کسی ریٹائرمنٹ میں بیٹھ کر باقی رہیں۔
 میں نے وان سے اسے پتہ لگایا کہ یہ ہم اس ریٹائرمنٹ میں
 بیٹھیں گے۔ تم ایک گھر جا کر رہنا چاہتے آؤ۔

ڈوب جی ایک پلے تھے لیٹورنٹ تھا۔ میں نے رؤمانہ کے ساتھ اس
 طرف بڑھے تھے۔ ٹیکسی ڈرائیور کے دلچ و طوڑا۔ وہ گاڑی ڈرائیور کرنے کے
 دوران انڈیا انڈیا کر رہا تھا۔ وہ اپنے ساتھ یوں کے اطلاع دینا چاہتا تھا

کہ رؤمانہ دو آئینوں کے ساتھ چلی آئے اور گاڑی کے ڈرائیور کے ساتھ ہے لیکن
 یہ اطلاع دینے سے پہلے ہی ایک پولیس آفیسر اس کی ٹیکسی میں آکر بیٹھ
 گیا تھا۔ اب وہ آفیسر کو ایئرپورٹ کی طرف سے جا رہا تھا۔ فی الحال اپنے
 ساتھیوں سے رابطہ قائم نہیں کر سکتا تھا۔

پلے ناگ میں سڑک کے وقت بڑی بڑی ٹیکسیوں ٹھنڈا موقوف ہو
 چکے تھے۔ ریٹائرمنٹ میں دن ہے پھر کہ نڈرے ایک میرے اطراف آکر بیٹھ
 گئے۔ میں نے کھلنے کے لئے کچھ طلب کیا۔ اس کے بعد گاڑی کارڈ روایا۔

چھ روایت سے کہا۔ مجھے بتاؤ تم کون ہو؟ کہاں سے آئی ہو؟ میں تم کو پھر
 کے بغیر عازم کے پاس نہیں لے جاؤں گا۔

وہ مجھے بتانے لگی کہ کتنے عرصہ سے وہ عازم کے لئے ایک ملک سے دوسرے
 ملک جھنگتی رہی ہے۔ میں نے اس کے متعلق سب کچھ جاننا ہی تھا۔ اس سے
 پوچھنے کا قصد یہ تھا کہ ذرا وقت گزارنا ہے۔ وہ بولی کہ اس میں خیال

خوف کے دیکھتے دوسروں کی توجہ لیتا رہوں۔ میں معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ
 ٹیکسی ڈرائیور رؤمانہ کے متعلق کہاں اطلاع بھیجتا ہے۔ اس وقت وہ
 ٹیکسی ایئرپورٹ کے احاطہ میں پڑی تھی۔ ڈرائیور کی سوچ سے یہ پتہ

کہ وہاں بہت چھوڑے۔ پتہ نہیں چھین سکتی تھی کہ وہ کونسی ایئرپورٹ میں
 کونسل کے لئے آیا ہے۔ اسے ایک ناگ ایئرپورٹ کے ڈینگ ٹیم میں اس
 عجیب کے ساتھ موجود ہے۔ اسی سے لوگ وہاں پہنچ رہے تھے۔ انہی چھوڑے

گ گئی تھی کہ پولیس کو کئی عین وہاں کے چھوڑے کو کنٹرول کرنے کے لئے
 پہنچی تھی تھیں لوگ مطالبہ کر رہے تھے کہ وہ پولیس کو کنٹرول سے ہم پر
 لایا جائے۔

میں نے وہ دن کے وقت میں جھانک کر دیکھا۔ وہ ڈاکٹر
 رہی تھیں۔ ڈاکٹر کو لہذا تھا۔ میں نے جیسے جھانک کر دیکھا تو اس وقت
 میں پہنچ کر ماتھا ہی جا رہی تھی۔ یہ پھر کنگلے والے کو مصیبت ہو
 میں نے لاپی میں جا کر دیکھا ہے۔ وہاں جیسے ساہنے فلک اعلا میں
 پانچ ہزار آدمی ہیں۔ اور جیسے سینکڑوں کی تعداد میں لوگ آہم
 جا رہے ہیں۔

اسے میں ایک پولیس آفیسر نے آکر کہا کہ لوگ آہم میں لوگ
 مطالبہ کرنا چاہتا ہے۔ اگر آپ اپنی دونوں جوبیل کو منظر کا پر نہیں
 تو لوگ آؤٹ آؤٹ آؤٹ کنٹرول ہو جائیں گے۔

ڈاکٹر نے اعتراض کیا۔ آفیسر، جوبیل نے اپنی زندگی میں
 بڑا کچھ نہیں دیکھا ہے۔ اگر وہاں جوبیل کو منظر کے خلاف کیا
 ہوئی تو یہ پھر کنگلے کی خون خرابی کا اندیشہ ہے۔

آپ اطمینان رکھیں، ہم نے حفاظتی انتظامات کرنے میں
 دونوں جوبیل لاپی میں جا کر کچھ کو مخاطب کر رہی ہیں۔ ایک اور
 ڈاکٹر

ڈاکٹر ایک کا نشانہ کیا جا رہا ہے۔ وہ دونوں جوبیل کے اطراف سے
 جان چھوڑ دیے۔ لاپی سے تمام مسافروں کو ہٹا دیا گیا تھا۔
 ڈاکٹر کو فونی پر بھیجا گیا۔ پھر وہ اور اس کی بیٹی میرا بار

سمجھا رہی تھیں کہ وہ جوبیل کو منظر کے لئے کس قسم کی باتیں کر رہی ہیں
 ریٹائرمنٹ میں وہاں گیا۔ رؤمانہ میری بیٹی کی المیہ سن کر
 حقد میں پھینکی تھی۔ میں اس کے ساتھ چپ چاپ سر جھکا کر

جب اس کی دستاں تم ہوگی تو میں نے کہا۔
 تم نے اپنے سب سے بڑے بھائی کی بڑی دوسری دستاں
 چھین دیں جو گیا ہے کہ تم عازم کے دشمنوں کی آڑ کا رہا ہو۔

رات تھیں اس سے ملاؤں گا۔
 کہاں ملاؤں گے؟ وہ بے چینی سے کرسی پر ہلہ بول کر بولنے
 کہاں ہے؟

وہ کہاں ہے، میں نہیں جانتا۔ لیکن آدھی رات کے بعد
 پانزہ میں لے گا۔

جیسا ناگ بازار کی سمارت تھی، جہاں میں قیدی
 اور وہاں کے تمام قیدی آتے اور زندگی سے واقف ہو جاتے۔
 کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ یہ جیسا ناگ بازار میں ہے اس شہر میں

اس شہر میں نہیں، میں نے کہا۔ شہر سے دور پڑا
 پر ہماری ملاقات ہوئی تھی، وہاں سے تقریباً پانچ میل دونا
 ہے۔

وہ تم سے وہاں کیوں لے گا؟
 میرا ذاتی مطالبہ، تم مجھ سے یہ بات نہ پوچھو۔
 دیکھو کہ وہی، ٹیکس سے یہ تمہارا ذاتی معاملہ ہے۔

مجھ سے دھوکہ دیا تو موت تمہیں پھیلانے کی بھی مہلت نہیں دے گی۔
 "ارے واہ! تم تو دھوکے دے رہی ہو۔ مجھے پھر دوس نہیں ہے۔
 جاؤ یہاں سے۔ میں تمہیں عازم کے پاس نہیں لے جاؤں گا۔"
 اٹھارتے تو سڑتے تھے جاتے جا رہے تھے۔

وہاں۔ میں سایہ کی طرف ہمارے پیچھے لگی بیوں کی میں چاہوں تو
 اب تم سے پیچھے جاؤں گا بلانڈ نہیں سکتی ہوں۔ مگر میں، تم میرے ساتھ
 وہاں جاؤں گے۔ اگر دھوکہ دیا تو وہاں سے کبھی واپس نہیں آؤ گے چلو کھانا
 شروع کرو۔

کیسے کھاؤں؟ مجھے کھانے وقت بائیں کرنے کی عادت نہیں ہے
 اور تم بائیں کے چارہ ہوتے۔
 رؤمانہ نے خاموش رہنے کا وعدہ کیا۔ میں موقع سے فائدہ اٹھا کر

کھانے کے دوران دو بولنے کے پاس پہنچ گیا۔ وہ ایئرپورٹ بلڈنگ کی لاپی پر
 ایک ٹیکس کے ساتھ کھڑی تھیں اور بے شمار لوگوں کے سامنے بیٹھ گئی
 رہی کہ یہی تھیں۔ ڈیڑھ ایڈجسٹمنٹ میں، میں آپ لوگوں کی طرح انسان

ہوں۔ سب کچھ دو کچھ ہیں، لیکن میں نے آج تک نہ سیکھا کہ وہ دونوں
 اپنا میں اپنے سامنے اپنے آپ کو دیکھتی ہوں۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی
 آپ بیٹھنا سنا ہے اپنے آپ کو کوئی نہیں دیکھ سکتے؟ مجھے پھر یہ کہیں کہتے ہو؟

سمجھنے کہا۔ تم تجربہ ہو گئی کی آواز آتی۔ تم ایک ساتھ بولتی ہو۔
 ہر ساتھ حرکت کرتی ہو۔ پھر کوئی جیس کر لے لا۔ تم انسان نہیں ہو گویا
 تم دونوں کو ایک ساتھ چاہتی ہے کہ کچھ پھرنے اور بولنے کے لئے چھوڑ

ہے۔
 دو بولنے کہا۔ رؤمانہ میں ایک ہی شخص ہے عازم۔ میرا عازم۔
 مجھے پھر نہیں کہتا۔ میں اس سے ملنے امریکہ جا رہی ہوں۔ اب مجھے

دو۔
 وہ بولنے کہا۔ رؤمانہ میں ایک ہی شخص ہے عازم۔ میرا عازم۔
 مجھے پھر نہیں کہتا۔ میں اس سے ملنے امریکہ جا رہی ہوں۔ اب مجھے

☆ جرم
 ☆ جاوڈ
 ☆ ادول
 ☆ شیطان
 ☆ ذہانت
 ☆ نفاست
 ☆ اسرار
 ☆ طنز و مزاح

مکمل کتابیں اور نئے نئے کتابیں

وہ جانا چاہتی تھی۔ لوگ چھیننے لگے۔ پھر جاؤ۔ لوگ جاؤ، عازم
 کے متعلق بتاؤ۔ اخبارات میں کل رات تک کی رپورٹ ہے کہ عازم نے
 تمہاری اور اس سرایہ واروں کی جان بچائی ہے۔ پھر وہ آتی جلدی امریکہ
 کیسے چلا گیا؟

ان سوالات کا جواب دینے کے لئے ڈاکٹر کو فونی بگاڑ دیا گیا۔
 کے سامنے گیا۔ اس کے ساتھ ہی خیال خونی کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ وان سے
 ہماری مین کے قریب آکر ہمارے پاس آئے۔ اس میں اپنی کالے آہم

میں لے کر۔ بیٹھ جاؤ۔
 وہ ایک کرسی کھینچ کر بیٹھنے لگا۔ وہاں چھوٹے لوگوں کو ہوں کہ
 ہماری طرف کی جا رہی ہے۔ میں یہاں سے ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر اپنی

گوشی کی طرف لگاؤں ایک نیلے رنگ کی گاڑی بلانڈنگ کی پیچھے لگی رہی۔
 جب میں اپنی کال میں بیٹھ کر واپس آیا تھا، اس وقت بھی وہی نیلے رنگ
 کی گاڑی تعاقب کرتی ہوئی یہاں تک آئی ہے۔ آپ پتہ لگنا کہ یہاں کون

میں نے دیکھا۔ تین شخص ایک نیلے رنگ کی گاڑی سے باہر نکل رہے تھے۔
 انہوں نے بخاری چاہی دیکھا۔ میں سر جھکا کر کھانا کھا۔ دوسری ہاتھ
 سر اٹھا کر ایک قدم اور پہلوان جیسا شخص ریٹائرمنٹ کی طرف آ رہا تھا۔

دوسرا ہاتھ لگایا۔ یہ تھے بن کھڑا تھا۔ تیسرا اس کا کو ڈرائیور کرتے ہوئے وہ
 جا رہا تھا۔ میں نے ٹیکسی ڈرائیور کے دلچ و طوڑا دیکھا۔ وہ ایک ٹیونی ٹیونی آؤ
 میں کھڑا تھی سے کہہ رہا تھا۔ انصاف آپ میری جموری کو سمجھیں۔ میں

پہلے آؤ، فیکر ایئرپورٹ سے جانے سے انکار نہیں کر سکتا تھا۔ جو کچھ چاہا
 جانے دیکھتے۔ میں رؤمانہ اور اس کے چھٹی ساتھیوں کو ابھی دھوکہ
 نکالوں گا۔

دوسری طرف سے آواز آئی۔ تم کہاں تلاش کرو گے ہم تمہاری طرح
 نافرمان نہیں رہتے۔ رؤمانہ ابھی اپنے تھے ریٹائرمنٹ میں ہے۔ ہمارے دہی
 اس کی نگہانی کر رہے ہیں۔ تم اس ریٹائرمنٹ سے ایک ڈیلاک کے فائنلے پر

ڈیکھیں، رات بھی تمہاری ٹیکسی کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔

☆ ایک نئی اور دلہنہ ہو گیا تھا۔
 ☆ ایک سویت کچھ قیوم جوبیل میں بیٹھ بدل سکتا تھا۔
 ☆ ایک مجھول سا وہی اس کے پاس یکساں میں ڈاکٹر تھا۔
 ☆ وہ شخص اپنے حیات ادوی کار لایا تھا۔
 ☆ ایک نئے مزار پر دفن کرنے کے پاس اورانی خاتون تھیں۔
 ☆ ایک نئے مزار کے اندر ایک بیٹی تھی۔
 ☆ ایک آستوری مزار جس نے زندگی میں کوئی ایک کسم نہیں کیا تھا۔

مکمل کتابیں اور نئے نئے کتابیں

سویں کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ رومانہ نے مخالفیہ کر کے تھی میں نے ہونگ
گماتے دیکھا۔ اس نے پچھا۔ کیا سوچ رہے ہو؟ کیا کنگالی گرنے والے
خاندان سے جو رنگ رہے؟
میں نے کہا۔ ہاں، رومانہ تو چاہتی ہے۔ فوراً چلے سوچنے دو کہ میں کس طرح
میں سے پچھا چکا کرتا ہوں؟

وہ بولی۔ کبھی دیر سے کھٹ چلو، وہاں میں ان لوگوں سے منٹ
لوں گی؟

ایسا کہ کچھ نہیں کہتی ہے، ہر جہاں ہی دیکھیں مار رہی ہیں۔ میں نے
تو صرف دیکھوں میں دیکھا ہے کہ ایک ہی روتن نہا تھی خاندان کو موت کے
گھاٹ اتارنے کے بعد اپنے بیرو سے شادی کر لیتی ہے۔
یہاں سے مت کرو۔ میری بات مانو اور یہاں سے کسی دیر لے کر کھٹ
چلو۔

وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ میں نے کہا۔ یہ بھی ضرور دیکھو۔ گھاٹ
کا پل تو ادا کرنے دو۔
وہ بیٹھ گئی۔ رات سے پل ادا کرنے لیا۔ رومانہ نے ان کو ڈرنا
کی طرف کیا۔ میں نے فرمایا کہ میں نے پچھلے دنوں میں پچھلے ہی
پہلے نون پر کسی ڈرنا تو ہے۔ ہاں، میں نے پچھلے ہی پچھلے ہی
پہنچا۔ وہ شخص بڑا سسر کے ذریعہ مدام زہریلی ہے ہاں، میں نے
میں نے اس کے دماغ کے ذریعہ زہریلی ہی آواز کئی وہ بہر رہی تھی۔
جو لوگ رومانہ سے پڑوس پب پہنچے، وہ اپنی نہیں ہو سکتے۔ رومانہ ان
سے پہلے سے اپنا منٹ منٹ تھا، سب کچھ لفظ مانگے والے نہیں ہوتے وہ
اس طرح نکل کر لے لوٹ منٹ میں نہیں بیٹھتی گی۔ وہ اس کے پرنے ساتھی
ہیں۔ اور...

اس شخص نے کہا، مدام ایک اور ہم اطلاع ہے۔ رومانہ کا باں
کار کے حادثے میں ہلاک ہو گیا ہے۔ اطلاع ہے تھی میں جانتے حادثے
گیا تھا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے اس کی لاش دیکھی ہے۔ اب چیا گمشدگی کا
یقتنا جاہگ بلازہ میں پہنچا، وہ عمارت چاندی نظروں میں ٹسکرتی ہے۔
اگر کچھ ہوتا جات لات ہم چیا گمشدگی کا گواہی گھیرنے کی کوشش کریں۔
اور...

میرا انتظار کرو۔ چیا گمشدگی کا میرا سزا ہے۔ میں رات کے نو بجے تک
پہے ناگ پڑھ جاؤں گی۔ رومانہ کو نظروں سے اوجھل نہ ہونے دو۔
اور اینٹے آئی۔

میں نے سزا گھر رومانہ کو دیکھا وہ مجھے دیکھ رہی تھی۔ میں نے
پاؤسی سے کہا۔ کوئی ڈر نہیں ہے میں نے نہیں آ رہی ہے۔ چلو تمہاری ہی بات
مان کر رہی دیر سے کھٹ چلو گا۔ میں ایک بات کا ڈر ہے کہ ان میں سے
کسی کی حسیب میں رومانہ نہ ہو۔
وہ مجھے دعا رت سے دیکھنے لگی۔ لعنت ہے تمہاری ہر بولی پر؟

دیکھو مجھے تاؤ نہ دلاؤ۔ ورنہ...
اور کیا کر دو گے؟
میں ان غنڈوں سے دوستی کر دوں گا؟
میں تمہارا دوست تو ہوں گی؟

وہ دماغ ڈنڈا چھاری مسکے تری تھی دوسری طرف
فی رہا تھا۔ میں نے فرمایا کہ اس کے پاس پچھلے۔ وہ فرمایا
سوچ ہی نہیں سکتا تھا کہ میں اس طرح اسے ایک باگ اس کے پاس
انڈاز میں معاف کر دوں گا۔ اس نے اپنے اختیار معاف کر لیا۔ پھر
گھر رہا ہے جھکتے ہوئے بولا۔ لوگ سو تم، میں میں تمہیں
کوئی بات نہیں، اب جان جائے گی۔ ہم پل ادا کرے
کسی دیر لے کر کھٹ جائیں گے؟

میری باتوں کے دوران رومانہ اٹھتی میں نے اس سے
تمہاری کہہ رہی تھی کہ ہم کسی دیر لے کر کھٹ جائیں گے۔ یہ لوگ
کہتے ہوئے ہیں کہ تو ہم ان سے منٹ لوگی۔ دیکھو وہی جاسکتا
تعاقد کرنے کے جو اصول ہوتے ہیں، ان اصولوں کے خلاف
سے پہلے تو لوگ اپنی نین کا زمین پل پڑو اور میں تمہارا آقا
نہیں ہیں ہم چارہ ہے؟

وان سے پل ادا کر کے آچکا تھا میں اس خاندان کا
نہیں آ رہا تھا۔ کبھی کبھی دشمنوں پر ایسا نفسیاتی حملے ہوتے ہیں
رومانہ کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے چل پڑا۔ وہ اپنا ہاتھ جھٹک کر
تم ہاگلی ہو یا مسخراٹنے کی کوشش کر رہے ہو؟

اس میں مسخرے بن کی کیا بات ہے۔ وہ تو بولے
پچھا کرتے۔ لہذا باقاعدہ پچھا کرنے کی حکومت دے دی
ہم رات سے کسی کار کے پاس آگے۔ میں رومانہ کے
سیٹ پر بیٹھا تھا۔ وہ فوراً ہی دروازہ بند کرنے میں
جاؤ۔

دقت و تکی بات ہوتی ہے جو پچھ رہا ہوں وہی تھا
وہ مجھے پچھا رہی تھی۔ میں اگلے سیٹ پر گیا۔ وان سے
کہتے ہوئے کہا۔ وہ دیکھتے وہ لوگ خالی ٹیکسی تھاں لیا
اور گھر دھو دیکھ رہے ہیں؟

میں نے حکم دیا کہ گاڑی ان کے قریب نہ جا کر روک
وان سے نہ پکڑی۔ بالکل ان کے قریب پچھ کر
لگاتے ہیں نہ کہا۔ یاد رہے۔ پل ادا کرنا ہی سچ دی۔ آخر
تعاقد میں مزاج نہیں آئیگا۔ وہ دیکھو تمہاری اپنی ٹیکسی
سچے سچے ہی ڈرنا تو ہونی چاہیے کہ رومانہ۔ وہ
اٹھ چکے تھے۔ میں نے وان سے کہا کہ اٹھنے
ٹیکسی ڈرنا تو ہے کہ وہاں میں جا کر بیٹھ گیا۔ رومانہ نے

میں کا ہوش کھول کر پل ادا کرنے کے ڈھکن کو کھولنے لگا۔ دونوں غنڈوں
نے پچھلے ہی بیٹھ بیٹھنے سے کہا۔ کیا کر رہے ہو پھلوں کا راکا پچھا کر دو؟
ڈرنا تو ہے نہ ہونے لگا۔ وہ پڑوس ٹیکسی کے ڈھکن کو بند کر ڈھکن
کھینچا۔ یعنی میں نے اسے چھلایا تھا۔ اس کا دماغ میری تھی بن گیا۔
اس نے ڈرنا تو پکڑا کر لیا۔ چھاری آگے چلنے والی کار انہیں نظر آ رہی تھی۔
ایک دوسرے کو نظر سے اوجھل کر گئے۔ وہ پچھلے جھٹک کر لے۔ رومانہ پچھا۔
نہاں فاش...

اس نے رومانہ سے کہا۔ ٹیکسی کا پڑوس لیتا تھا جھٹک کر گھر رہا ہو گا۔
وہ موڑ لے کر گئے اور چھاری کا سر زہن نظر لے کر سمجھتی وہ دیر تک ہی
طرح سے کھٹ چلائی ہی۔ ڈرنا تو میری سوچ کے مطابق ٹیکسی کی رفتار
سست کرنے لگا۔ ایک غنڈہ سنے فحش سے پوچھا۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟
ڈرنا تو ہے کہا۔ نہیں ہے ٹیکسی کو کچھ ہو گیا ہے؟
اس نے گاڑی روک دی۔ اب ہر کار ڈھٹا اٹھا۔ وہ دونوں ہی
لوٹنے کے پاس آئے۔ پچھلے دیکھ کر وہ فحش سے پوچھا کہ پڑوس لے کر
ٹیکسی کھلی تھی۔ اس کا ڈھکن کھینچ لیا گیا تھا۔ انہوں نے ڈرنا تو
پانچ فٹ فرسٹ کر دی۔ وہ راکھ کر چکا لگا۔ ڈرنا تو ضروری نہیں تھا، ہمارا
تعاقد ضروری تھا۔ اس لئے انہوں نے ڈرنا تو دیکھ کر دیا اور ٹیکسی میں
آ کر بیٹھ گئے۔ جو بدعاش اسٹریٹنگ سٹائل میں ہے، میں نے اس کے دماغ
کو مستمال کیا۔ اب وہ کار اسٹریٹنگ کرنا تھا تو آج گھر دیکھ کر آنا ہی
کرنے کے بعد خاموش ہو جاتا تھا۔ اس نے اپنے ساتھی سے کہا۔ دھکا لگاؤ
بندی کر دو۔

دوسرا فری گاڑی سے باہر آیا پچھلے جھٹک کر لگا۔ ٹیکسی اسٹریٹ
کو تیزی سے ڈرنا تو چلی گئی۔ اس کا ساتھی دوسرے پہلے چھینے لگا۔
گاڑی روک لے ٹوٹی، یہ کیا مذاق ہے۔ گاڑی روکو...
مگر گاڑی بھاگی چلی گئی۔ آخر باہر ایدل تک جھٹکے رہنے کے بعد
میں نے اس کے دماغ کو آزا چھوڑ دیا۔ وہ فوراً ہی ٹیکسی کو سڑک کے کنارے
روک کر پڑاں سے سوچنے لگا۔ "راہیں، یہ میں نے کیا کیا؟ ڈرنا تو ہے کھٹا گیا۔
بڑھ کر وہ دھکے دے گا، پھر اسے یہی چھوڑ کر چلا گیا۔ اس کے رومانہ کی
کا نظروں میں آ رہی ہے، پچھلے میرے ساتھی کو اس کے ہونے ہیں۔ مجھے وہیں
ہاں کو ہونے کو ساتھ لیتا پھرتا ہے کیوں کہ اب میں اپنا ہوں اور رومانہ کے
ساتھ وہ پہنچی ہیں؟

سوچنے کو اس نے ٹیکسی کو واپس موڑ دیا۔ میں اس کے دماغ سے
مکڑاؤ۔ وان سے اطمینان سے گاڑی کو روک کر رہا تھا۔ وہ میرے خاموش
ہی رہنے کے بہتے تو خدا کا لہجہ دیکھ گیا تھا اور پچھلے ہی گھاٹ کر
ی قید کرنے والوں کا تختہ چور ہے۔ میں پچھلے ہی تک وہ لاکھنوی
نا پڑ دیکھا تھا۔ وہ دن کے دماغ میں چھٹا گیا۔ وہ ڈرنا تو میرے پاس
میں نے فیما سے میں سوار ہوئی تھی اور اس کے کھٹ ان کا سفر شروع

ہو چکا تھا۔ میرے سر سے جیسے بہت بڑا بوجھ آ گیا۔ دو ہونے کو سوسا تھی
کے آبا بھائی کے لئے میں نے انہیں ڈرنا تو لیا اور میرے بہترین گھوڑے
ماملے میں پہنچا دیا تھا۔
وان سے نہ پچھا۔ سزا وہ تھا کہ میرے دل نظر نہیں آ رہے ہیں۔
اب ہم کو صبر چاہئے؟
چیا ناگ بلازہ کے طرف چلو۔ بلازہ سے سو گز اور گھاٹ کی روک کر بنا۔
میں تمہارا سسر بن جاؤں گا۔ تم پہلی منڈی کی پہلی کھڑکی کو دیکھتے
رہنا۔ جب کھڑکی سے باہر آ رہی تھی ہی روشنی دکھائی دے تو میں پچھلے
سیٹ کے ساتھ اندر چلے آؤ۔
میں نے رومانہ سے پوچھا۔ میں ابھی تک تم نے اپنا نام نہیں بتایا یا
بتایا ہو تو میں مجھ کو لگا ہوں۔

میں نے اپنا نام مانوسری نہیں ہے۔ میں ابھی تمہارے ساتھ
عمارت کے اندر جاؤں گی؟
تم میرے ساتھ نہیں، وان سے کے ساتھ آؤ گی۔ اگر گھر کو کی تو
میں دھوکہ دیتا جاتا ہوں۔ ایسا کھڑکیوں کا کھٹ کر ڈرنا ہوگی۔ جب تمہاری
منزل تک پہنچ رہی ہو تو رومانہ کی ہدایت پر چل کر دو۔
یہ کہتے ہی میں ان کے دماغ میں سوچنے لگا۔ یہ ٹیکسی کہتا ہے،
منزل کے قریب پچھلے کر چھٹا کر انہیں کرنا چاہئے۔ میں وان سے کے ساتھ
جاؤں گی؟

رومانہ ہم پچھلے۔ بولی، کیا عازم وہاں ہو چکا ہے؟
نہیں۔ میں نے کچھ رات جھنگ میں عازم سے وعدہ کیا تھا کہ اس
انصرل ہوتے ہی میں چیا ناگ بلازہ میں اس کے چھیننے کے انتظامات
کروں گا۔ سو میں اپنا وعدہ پڑا کر کے جا رہا ہوں؟
رومانہ خاموش رہی۔ اس وقت رات کا اندھیرا چھیل رہا تھا پچھلے
بہت دور پہے ناگ شہر کے رنگ برنگ قلعے نظر آ رہے تھے۔ اور ان کے
مضافاتی ٹیکسی کی روشنیوں نظر آ رہی تھیں، جہاں چیا ناگ پلانہ کو پچھلے
منزل پر لے جاتی تھی۔ میں نے رومانہ سے کہا کہ اس عمارت میں دشمنوں سے
گھمراہ ہوا ہے گا۔ تمہارے پاس بیٹا لو ہے؟

"نہیں۔ وہ فوراً مجھے اپنی ذہانت اور صلاحیتوں پر بھروسہ
ہے۔ رومانہ کو گواہیوں تم ہو سکتی ہیں، ذہانت مرنے دم تک نہیں ہوتی
میں نے سنبھلے ہوئے کہا۔ "میں نے ایک گلی میں ایک گھنٹے کی
تو ذہانت اپنی موت سے پہلے ہی مرنے لگی۔
"ہاں ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ میں اس
عمارت تک پہنچنے سے پہلے تمہارا سزا تو دوں۔ لہذا خاموش رہو۔
میں خاموش رہی۔ دن منٹ بعد وان سے چیا ناگ پلانہ سے
تقریباً سو گز دور گاڑی روک دی۔ اس عمارت کی نیچے سے اوپر تک چند
کھڑکیاں روشن نظر آ رہی تھیں۔ رومانہ نے کہا۔ پچھلے میں نہیں آتا کہ عازم

میں کا ہوش کھول کر پل ادا کرنے کے ڈھکن کو کھولنے لگا۔ دونوں غنڈوں
نے پچھلے ہی بیٹھ بیٹھنے سے کہا۔ کیا کر رہے ہو پھلوں کا راکا پچھا کر دو؟
ڈرنا تو ہے نہ ہونے لگا۔ وہ پڑوس ٹیکسی کے ڈھکن کو بند کر ڈھکن
کھینچا۔ یعنی میں نے اسے چھلایا تھا۔ اس کا دماغ میری تھی بن گیا۔
اس نے ڈرنا تو پکڑا کر لیا۔ چھاری آگے چلنے والی کار انہیں نظر آ رہی تھی۔
ایک دوسرے کو نظر سے اوجھل کر گئے۔ وہ پچھلے جھٹک کر لے۔ رومانہ پچھا۔
نہاں فاش...

اس نے رومانہ سے کہا۔ ٹیکسی کا پڑوس لیتا تھا جھٹک کر گھر رہا ہو گا۔
وہ موڑ لے کر گئے اور چھاری کا سر زہن نظر لے کر سمجھتی وہ دیر تک ہی
طرح سے کھٹ چلائی ہی۔ ڈرنا تو میری سوچ کے مطابق ٹیکسی کی رفتار
سست کرنے لگا۔ ایک غنڈہ سنے فحش سے پوچھا۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟
ڈرنا تو ہے کہا۔ نہیں ہے ٹیکسی کو کچھ ہو گیا ہے؟
اس نے گاڑی روک دی۔ اب ہر کار ڈھٹا اٹھا۔ وہ دونوں ہی
لوٹنے کے پاس آئے۔ پچھلے دیکھ کر وہ فحش سے پوچھا کہ پڑوس لے کر
ٹیکسی کھلی تھی۔ اس کا ڈھکن کھینچ لیا گیا تھا۔ انہوں نے ڈرنا تو
پانچ فٹ فرسٹ کر دی۔ وہ راکھ کر چکا لگا۔ ڈرنا تو ضروری نہیں تھا، ہمارا
تعاقد ضروری تھا۔ اس لئے انہوں نے ڈرنا تو دیکھ کر دیا اور ٹیکسی میں
آ کر بیٹھ گئے۔ جو بدعاش اسٹریٹنگ سٹائل میں ہے، میں نے اس کے دماغ
کو مستمال کیا۔ اب وہ کار اسٹریٹنگ کرنا تھا تو آج گھر دیکھ کر آنا ہی
کرنے کے بعد خاموش ہو جاتا تھا۔ اس نے اپنے ساتھی سے کہا۔ دھکا لگاؤ
بندی کر دو۔

دوسرا فری گاڑی سے باہر آیا پچھلے جھٹک کر لگا۔ ٹیکسی اسٹریٹ
کو تیزی سے ڈرنا تو چلی گئی۔ اس کا ساتھی دوسرے پہلے چھینے لگا۔
گاڑی روک لے ٹوٹی، یہ کیا مذاق ہے۔ گاڑی روکو...
مگر گاڑی بھاگی چلی گئی۔ آخر باہر ایدل تک جھٹکے رہنے کے بعد
میں نے اس کے دماغ کو آزا چھوڑ دیا۔ وہ فوراً ہی ٹیکسی کو سڑک کے کنارے
روک کر پڑاں سے سوچنے لگا۔ "راہیں، یہ میں نے کیا کیا؟ ڈرنا تو ہے کھٹا گیا۔
بڑھ کر وہ دھکے دے گا، پھر اسے یہی چھوڑ کر چلا گیا۔ اس کے رومانہ کی
کا نظروں میں آ رہی ہے، پچھلے میرے ساتھی کو اس کے ہونے ہیں۔ مجھے وہیں
ہاں کو ہونے کو ساتھ لیتا پھرتا ہے کیوں کہ اب میں اپنا ہوں اور رومانہ کے
ساتھ وہ پہنچی ہیں؟

سوچنے کو اس نے ٹیکسی کو واپس موڑ دیا۔ میں اس کے دماغ سے
مکڑاؤ۔ وان سے اطمینان سے گاڑی کو روک کر رہا تھا۔ وہ میرے خاموش
ہی رہنے کے بہتے تو خدا کا لہجہ دیکھ گیا تھا اور پچھلے ہی گھاٹ کر
ی قید کرنے والوں کا تختہ چور ہے۔ میں پچھلے ہی تک وہ لاکھنوی
نا پڑ دیکھا تھا۔ وہ دن کے دماغ میں چھٹا گیا۔ وہ ڈرنا تو میرے پاس
میں نے فیما سے میں سوار ہوئی تھی اور اس کے کھٹ ان کا سفر شروع

ہو چکا تھا۔ میرے سر سے جیسے بہت بڑا بوجھ آ گیا۔ دو ہونے کو سوسا تھی
کے آبا بھائی کے لئے میں نے انہیں ڈرنا تو لیا اور میرے بہترین گھوڑے
ماملے میں پہنچا دیا تھا۔
وان سے نہ پچھا۔ سزا وہ تھا کہ میرے دل نظر نہیں آ رہے ہیں۔
اب ہم کو صبر چاہئے؟
چیا ناگ بلازہ کے طرف چلو۔ بلازہ سے سو گز اور گھاٹ کی روک کر بنا۔
میں تمہارا سسر بن جاؤں گا۔ تم پہلی منڈی کی پہلی کھڑکی کو دیکھتے
رہنا۔ جب کھڑکی سے باہر آ رہی تھی ہی روشنی دکھائی دے تو میں پچھلے
سیٹ کے ساتھ اندر چلے آؤ۔
میں نے رومانہ سے پوچھا۔ میں ابھی تک تم نے اپنا نام نہیں بتایا یا
بتایا ہو تو میں مجھ کو لگا ہوں۔

میں نے اپنا نام مانوسری نہیں ہے۔ میں ابھی تمہارے ساتھ
عمارت کے اندر جاؤں گی؟
تم میرے ساتھ نہیں، وان سے کے ساتھ آؤ گی۔ اگر گھر کو کی تو
میں دھوکہ دیتا جاتا ہوں۔ ایسا کھڑکیوں کا کھٹ کر ڈرنا ہوگی۔ جب تمہاری
منزل تک پہنچ رہی ہو تو رومانہ کی ہدایت پر چل کر دو۔
یہ کہتے ہی میں ان کے دماغ میں سوچنے لگا۔ یہ ٹیکسی کہتا ہے،
منزل کے قریب پچھلے کر چھٹا کر انہیں کرنا چاہئے۔ میں وان سے کے ساتھ
جاؤں گی؟

رومانہ ہم پچھلے۔ بولی، کیا عازم وہاں ہو چکا ہے؟
نہیں۔ میں نے کچھ رات جھنگ میں عازم سے وعدہ کیا تھا کہ اس
انصرل ہوتے ہی میں چیا ناگ بلازہ میں اس کے چھیننے کے انتظامات
کروں گا۔ سو میں اپنا وعدہ پڑا کر کے جا رہا ہوں؟
رومانہ خاموش رہی۔ اس وقت رات کا اندھیرا چھیل رہا تھا پچھلے
بہت دور پہے ناگ شہر کے رنگ برنگ قلعے نظر آ رہے تھے۔ اور ان کے
مضافاتی ٹیکسی کی روشنیوں نظر آ رہی تھیں، جہاں چیا ناگ پلانہ کو پچھلے
منزل پر لے جاتی تھی۔ میں نے رومانہ سے کہا کہ اس عمارت میں دشمنوں سے
گھمراہ ہوا ہے گا۔ تمہارے پاس بیٹا لو ہے؟

"نہیں۔ وہ فوراً مجھے اپنی ذہانت اور صلاحیتوں پر بھروسہ
ہے۔ رومانہ کو گواہیوں تم ہو سکتی ہیں، ذہانت مرنے دم تک نہیں ہوتی
میں نے سنبھلے ہوئے کہا۔ "میں نے ایک گلی میں ایک گھنٹے کی
تو ذہانت اپنی موت سے پہلے ہی مرنے لگی۔
"ہاں ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ میں اس
عمارت تک پہنچنے سے پہلے تمہارا سزا تو دوں۔ لہذا خاموش رہو۔
میں خاموش رہی۔ دن منٹ بعد وان سے چیا ناگ پلانہ سے
تقریباً سو گز دور گاڑی روک دی۔ اس عمارت کی نیچے سے اوپر تک چند
کھڑکیاں روشن نظر آ رہی تھیں۔ رومانہ نے کہا۔ پچھلے میں نہیں آتا کہ عازم

میں کا ہوش کھول کر پل ادا کرنے کے ڈھکن کو کھولنے لگا۔ دونوں غنڈوں
نے پچھلے ہی بیٹھ بیٹھنے سے کہا۔ کیا کر رہے ہو پھلوں کا راکا پچھا کر دو؟
ڈرنا تو ہے نہ ہونے لگا۔ وہ پڑوس ٹیکسی کے ڈھکن کو بند کر ڈھکن
کھینچا۔ یعنی میں نے اسے چھلایا تھا۔ اس کا دماغ میری تھی بن گیا۔
اس نے ڈرنا تو پکڑا کر لیا۔ چھاری آگے چلنے والی کار انہیں نظر آ رہی تھی۔
ایک دوسرے کو نظر سے اوجھل کر گئے۔ وہ پچھلے جھٹک کر لے۔ رومانہ پچھا۔
نہاں فاش...

اس نے رومانہ سے کہا۔ ٹیکسی کا پڑوس لیتا تھا جھٹک کر گھر رہا ہو گا۔
وہ موڑ لے کر گئے اور چھاری کا سر زہن نظر لے کر سمجھتی وہ دیر تک ہی
طرح سے کھٹ چلائی ہی۔ ڈرنا تو میری سوچ کے مطابق ٹیکسی کی رفتار
سست کرنے لگا۔ ایک غنڈہ سنے فحش سے پوچھا۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟
ڈرنا تو ہے کہا۔ نہیں ہے ٹیکسی کو کچھ ہو گیا ہے؟
اس نے گاڑی روک دی۔ اب ہر کار ڈھٹا اٹھا۔ وہ دونوں ہی
لوٹنے کے پاس آئے۔ پچھلے دیکھ کر وہ فحش سے پوچھا کہ پڑوس لے کر
ٹیکسی کھلی تھی۔ اس کا ڈھکن کھینچ لیا گیا تھا۔ انہوں نے ڈرنا تو
پانچ فٹ فرسٹ کر دی۔ وہ راکھ کر چکا لگا۔ ڈرنا تو ضروری نہیں تھا، ہمارا
تعاقد ضروری تھا۔ اس لئے انہوں نے ڈرنا تو دیکھ کر دیا اور ٹیکسی میں
آ کر بیٹھ گئے۔ جو بدعاش اسٹریٹنگ سٹائل میں ہے، میں نے اس کے دماغ
کو مستمال کیا۔ اب وہ کار اسٹریٹنگ کرنا تھا تو آج گھر دیکھ کر آنا ہی
کرنے کے بعد خاموش ہو جاتا تھا۔ اس نے اپنے ساتھی سے کہا۔ دھکا لگاؤ
بندی کر دو۔

تو پھر بتاؤ کہیں نے دستک سے رہے ہو؟
 وہ سوچ کے بجائے زبان سے بولنے لگا۔ "سر اس عمارت سے جھلکے
 واہوں میں سے وہ شخص واپس آئے تھے۔ پہلے انہوں نے دور سے مارچ
 کی روشنی پھینکی۔ میں کھڑکی کے پاس جا کھڑا ہوا تھا، انہیں نظر آیا۔
 میری موجودگی سے وہ سمجھ گئے کہ عمارت ابھی تباہ نہیں کی جاتی ہے۔ وہ
 قریب آ گئے۔ مجھے آوازیں دینے لگی۔ میں نے کہا یہاں سے چل جاؤ۔ یہ
 عمارت پلوں دلوں کی نظروں میں آ چکی ہے۔ وہ سمجھ کر نہ بولے کہ میں
 پلوں کا آدمی نہیں ہوں تو پھر یہاں کیا کر رہا ہوں؟ تب میں نے لڑا ہوا
 میں سائینڈر لگا کر ایک شخص کو کوئی کالٹ نہ بنایا۔ مگر کشادہ چوک
 لگا۔ وہ دونوں جھلک گئے۔ اب جسکے پاس ہے پوری ٹیم کے ساتھ
 واپس آئی ہے۔
 میں نے کہا "انہیں آنے دو۔ تمہارا کام کرو۔"
 وہ واپس چلا گیا۔ زور مانہ خاموشی سے میرا منہ دیکھ رہی تھی۔ اس نے
 پوچھا۔ "تم ٹیلی بیٹی کے ذریعہ بائیں کمرے سے؟"
 ہاں۔ وہ کہہ رہا تھا کہ...
 وہ میری بات کاٹ کر مجھے دھکا دیتی ہوئی ہوئی۔ ٹیلی بیٹی جتنے
 ہوتے تم سے مجھ سے رابطہ کر رہی نہیں قائم کیا؟
 کیا تھا۔ میں ہمیشہ تمہارے پاس موجود رہا ہوں۔ تم میری ہوا
 میں ڈر گون، اسپینا اور خادم کے ساتھ رہیں۔ جبکہ اب ذرا وہ عازم کو
 پکڑنے آتے تھے۔ اس وقت میں نے عازم کے ذریعے سیری ہاؤز میں ٹیلی بیٹی
 کا مظاہرہ کیا تھا۔ تم سو میں کے ساتھ اسٹنڈر گئیں۔ وہاں جوئل المانیہ
 کے اسٹیج پر تیس اس ٹری اسٹائل چیمپین نے تمہاری ٹانگوں کو لاک کر کے
 تمہیں تیس بیس بنا دیا تھا، اس وقت میں نے ہی اس پہاڑوں کو داغی طور
 سے ڈرا کر ڈر کر دیا تاکہ تم اس کے داؤ سے نکل سکو۔ مگر تم نے تمہیں چھٹا
 کی آنکھیں پھوڑ دیں۔
 وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر مجھے دیکھ رہی تھی۔ پھر ہنسنے لگی۔
 "تم آتے ہوئے تک خاموشی سے ساتھ رہے۔ میری بیقراری اور میرے
 نظریے کا نام نہ دیکھتے رہے۔
 ہاں۔ میں جانتا تھا کہ تم خود ہی مجھے پہچان کر میرے پاس آؤ۔
 سُن اور شتاب نہ کرنا۔ تم بھی مل جاؤ۔ تمہیں اوروں سے پہچاننا
 لئے دل چاہتا ہے جانتا ہوں کہ تم دونوں دیر، بے باک، ذہین اور
 باصلاحیت ہو۔ اور کبھی تم اپنی ذہانت سے مجھے پہچان کر میرے پاس
 چلی آئی۔
 وہ ناگوار سے بولی۔ "سوچنا بھی آجاتے گی۔"
 ہاں۔ وہ حسد اور جلاہے میں عازم کو فریڈی کر کے اپنے ایک ملکیت
 بدلنے کی دھن میں اور تمہیں وہاں سے جھانکنے کی ہیل چھری میں اپنی
 ذہانت کو ذرا رنگ لگا چکی ہے۔ مگر اب تمہارے چلے آنے کے بعد پھر وہ

کی ذہانت لوٹ رہی ہے اور وہ اب عازم پر کسی نرنگے غم کے زور
 پھر وہ کسی وقت بھی یہاں پہنچ سکتی ہے۔
 تم اس کی فکر نہ کرو۔ زندگی کے جو خوبصورت لمحے
 میں ہیں انہیں خوبصورتی سے خرچ کرو۔
 میں نے اب یاد پھر تمہیں خرچ کرنے کے لئے اپنے ہاتھوں
 چلائے۔ مگر وہ کرٹ بدل کر منہ پھر کر لینی لگے تھے۔ لنگا لنگا زور
 سونیا اور سے بولنے کے کھیلنے رہے اور مجھے بھی سمجھانے لگے۔
 میں نے ایک گہری سانس لے کر اُداسی سے کہا "سے بولنے
 دینا میں نہیں ہے؟"
 لہذا نہ کہ میں کو کچھ مانگا۔ وہ نے بول کر بہت چاہا
 اُسے بتا لنگا کہ وہ بیمارہ کو فوجی موت مرنے۔ اُن دنوں
 کی صلاحیتیں گم تھیں۔ اس لئے میں اس کی خبر نہ لے سکا
 "سے بولنے بہت ہی نازک مزاج تھی۔ کانسٹیج کی گواہ تھی۔ تمہا
 کے روگ نے اُسے مار ڈالا۔"
 ہاں۔ وہ میری جلدی کے صدمہ سے بیمار ہو گئی تھی۔
 "کیا اب بھی تم اپنے پر سیاہی پن سے باز نہیں آؤ گے؟"
 اسی طرح معاذوں تو؟
 "موت کسی دیکھی طرح آتی ہے۔ تمہاری موت
 آتی تو میں کیا کر سکوں گا۔ صحت سے ہی کہہ نہیں یاد کر کے
 رہوں گا۔"
 مگر اپنی عیب کاریوں سے باز نہیں آؤ گے؟
 "تم اسے عیب کاری کہتی ہو اور میں اسے اپنی ضرورت
 سمجھے دولت نہیں چاہیے۔ میں چاہوں تو ہر ملک کے باشندے
 لئے ایک ایک شیش محل بنا لوں۔ میں چاہوں تو دنیا کی ہر
 سے بالاتر ہو کر سب یادوں بنا دوں۔ لیکن میری طبیعت میں
 میں ایک حسین ساتھی کے سوا اور کچھ نہیں چاہتا۔ کیا
 فزکی بات نہیں ہے کہ میں ساری دنیا کو جھکا کر تمہیں
 سمجھا دوں۔
 پھر میرے لیے کوئی دوسری تمہارا دل بہلنے
 مجھے قبول جاؤ گے؟
 "سوچنا سے میرا بیویوں پر ناہم ہے۔ کیا میں
 نہیں تم اور سونیا دو ہی ہستی ہیں۔ جہاں میں رہے وہ
 سکتا ہوں۔ ذرا زور دلوں تک تم کو لوگوں سے علیحدہ کر سکتا
 "سوچنا کی جلدی کب ختم کر رہے ہو؟"
 "مجبور۔ تمہاری طرح ذہانت سے کام لے کر مجھے
 ایک بیباک میں ڈوبنا پڑا کیسے رہی گی؟"
 "تمہاں گ مشاں میرا نے لڑنے کے لئے دور کی بات

بہترین جھگڑا رہتی ہیں۔ ابھی سے سپر میں صرف دو ہیں۔
 تمہاری بائیں ڈیم لگ رہی ہیں۔
 جو بڑے اُسے چھوڑ دو میرے پاس آیا کیسا لگا؟
 اس کی سوچ اُن لمحے کی یادوں کو گم۔ جب میرا یاد اس کے
 میں سکر رہا تھا۔ وہ اندر سے جلدی کی بارش میں چھلک گئی۔
 پیسے ڈرا کر لہو لہو۔ اور پھر...
 میں نے پھلنے سمجھا کہا "اُسے سے اڑنا، اندر سے ہارنے کی کھیل
 وہیں اندر کی لولیاں گھٹنا ہوں۔"
 واقعی وہ کھیل کئی تھی کہ میں اس کی سوچ بھٹھکتا ہوں۔ میں
 دلا یا تو ایک دم سے راکھ منہ چھانے لگی۔ میں نے اچھا کیا۔ منہ
 نے سے تمہاری سوچ اور تمہاری محبت چھپ جائے گی؟"
 وہ سوچنے لگی۔ کیا مصیبت ہے۔ دوسری عورتیں اپنا ظاہر بھی
 بتی ہیں اور میں اپنے باطن کی ایک بات بھی نہیں چھپا سکتی۔ ہلے
 روتے پلا رہا ہے؟
 وہ ایک بیک کرٹ بدل کر میری آغوش میں چھپ گئی پھر اتنا
 "جان بولی: تم مجھے بھی ہو، میرے ہو، اب مجھے کبھی چھوڑو
 تم جانتے ہو تمہارے پورا اس دنیا میں سب کر دینے ہیں۔"
 میں جانتا ہوں اور تمہارے دل میں میرے لئے جو بہاؤ کی انتہا
 نہ ہے جیسا میں میں نہیں کبھی چھوڑ کر کہیں جاؤں گا۔ میں تم
 لذت کے ہاتھوں میں کھلنے ہیں۔ مگر کبھی عارضی جلدی ہوئی تو
 ناکوشوں سے فوراً آملوں گا۔
 اور یہ صحت سنجی رہے جب تک مل سکیں گے، اس وقت تک
 اُن کے ذریعے رابطہ قائم رکھوں گے۔
 ہاں۔ رخصت ہوں تو خود چھوڑا تم سے، وہ ماضی رابطہ رکھوں گا۔ اگر
 سنا آج بھی کبھی ٹوری اس دوسراں حیات میں تمہارا اور
 کسب سے زیادہ روشن رہے گا۔ جب تک میرا دل دھوکے دل
 اڑ رہا ہوں، جب تک تم دونوں میری حیات میں دھڑکتی رہو
 دوسراں بھی زندہ اور روشن رہے گی۔
 "خوش ہے، اس کا بولنے میری آغوش میں اترنے لگا۔ جتنا تک
 وہ گنگا ہو گیا۔
 نہیں ہوتے لئے ایک سہیل پن بن جاتی تھی کہ میں اسے سنبھالنے
 کی ہڈی کو لچلی میں اور لاش کے ہاتھوں میں اسے اپنی لذت
 پہنچانے ڈوں۔ وہ میری جھانپنے زور سے نہ کوئی نہ تانے کی میں
 نہ تھی۔ سب سے پہلے والی اداوں کو کبھی نہیں قبول سکتا۔
 کہ سب سے ہم نام و نالیکہ سندر کو جھٹکنے کے لیے جیوں بیٹھے رہے۔
 باک کی طرف سے لڑنے کی کوشش تو ہونے کی ادا تھی۔
 ماہر کو رنگ بھنگنے۔ پہلی من گئی وہ کھڑکی، ہر کوئی نہ تھی۔
 آ رہے ہیں۔

میں تو چند ساتھیوں تک اس کھڑکی کو دیکھتا ہی ہو گیا۔ مگر حیا طو رہنے کی
 عادت کو مانہ کی گھٹی میں پڑی ہوتی تھی۔ وہ جہاں ہی سے خطرات کے
 مزاج کو بھتی اور اُن سے کھیلنے آتی تھی۔ میرے سوچنے سمجھنے اور کچھ
 کہنے سے پہلے یہ وہ ہستہ سے اچھل کر چند سڑک کے کتب خانوں کوئی ہستہ
 بود کو طرف لگا اور سوچ آ کر فوراً۔
 کونو ایک ہو گیا۔ آنے والی موت اس ناہنگی میں آسانی سے ہونے لگی
 نہیں سکتی تھی۔ اسی لئے میں سونیا اور رونا نہ پہچان رہا تھا۔ وہ صبر
 سے ہی نہیں، زندگی کے اسٹیج پر بھی کھلی کی طرح کھلتی ہیں۔ اب میرے
 ایش کی بادی تھی۔ میں جب چاہا ہستہ سے لڑنے کی فین پر کچھ ہلے ہاں
 ہو گیا۔ چھانڈنے کے لئے کھڑکی کی جانب بٹکنے لگا۔ وہاں سے میں قدم کا
 فاصلہ تھا۔ مگر ایک کھانا فاصلہ کرنے میں فلا وقت لگ جاتا ہے۔ جب
 میں وہاں پہنچا تو کھڑکی کے باہر ایک انصافی سائز لٹا ہوا۔ وہ ایک رسی کو
 تھکا لگا۔ مگر کھڑکی تک پہنچ گیا تھا اور اب کھڑکی کے ذریعہ پر اپنے پاؤں
 جما رہا تھا۔ پھر اس کی آواز سنائی دی۔
 "اس کمرے میں پہلی روشنی تھی، اب اندھیرا ہو گیا ہے۔ بن جانا
 ہوں یہاں ضرور لکھنے۔ بہر حال یہ عمارت میں چاروں طرف سے کھڑکی
 سے میں پھینکے داؤں سے کہتا ہوں کہ وہ نیچے جا کر واڑہ کھول دیں
 ورنہ..."
 بات پھلنی ہونے سے پہلے ہی اس کی صحت ایک رنگ شگاف
 چرخ نکل۔ دتی اس کے ہاتھوں سے چھوڑ گئی اور وہ اندک کر کے پلا
 گیا۔ اس کی سوچ نے تباہ کر کے جسے جلی کا شاک پہنچا ہے۔ بعد میں پتلا کہ
 لہوا نہ لے کر بھلی کنگا، انوکھا کنگا ہاؤس سے لگا دیا تھا۔
 بہر حال وہ پہلی منزل سے نیچے گر گیا۔ انوکھا کنگا سے تھکتی
 آتی تھیں، دوسرے کنگے جس کے لئے اس کے دل میں مارا گیا ہوں
 دین اس کے بے ہوش ہونے سے پہلے میں نے اس کے ڈوبے ہوئے ذہن
 سے دوسرے لوگوں کی آوازیں سُنیں۔ اسے لگا ہوا ہے۔
 دوسرے نے کہا، "کوئی نہ سنا ہے کھڑکی کے کنگے کے سپر بھنگ گیا۔"
 کھڑکی کے کنگے والے نے جوش ہو گیا تھا۔ جن دوسرے کے
 دل میں پہنچ گیا۔ وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا۔ "تم اسے دیکھو۔ میں
 دوسروں کو حیا طو رہنے کی یاد دہا کر رہا ہوں۔"
 یہ کبھی آس نے ایزڈن کی اذیت میں لاپن لیا۔ ایزڈن کے ساتھ
 لگا تھا ایک مائیک اس کے منہ کے راستے لگا۔ اس کی سوچ بادی تھی کہ
 عمارت کے چاروں طرف دم نہ لگے۔ وہاں ہیں وہاں رہتوں کے ڈبے
 کھٹے جسے وہاں عمارت کے مختلف مزوں کی کھڑکیوں تک پہنچ رہے ہیں
 میں نے فوراً ہی اظہر کہ...
 کوئی نہ فوراً بائیں پہنچ کر
 کہہ رہے ہیں۔

تو زمانے کے ایک بڑے بقیے سے نہیں کہہ سکتے کہ اس نے تین چوہا
 لیا ہے۔
 "یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ابھی مخلوق و مریطہ جب از سر پوی نہ کیا کہ
 فراوی ایک مجموعہ زمانے کے ساتھی نے چیا نگ شی کا نامی امرکی اطلاع کا
 قتی تو وہ بھی گیا کہ شی جی کے دلچسپی کے دلچسپی ہی ان کی آمد کو بھیجے کہ اس کے
 وہ تیری سے میرے مقابلہ پر رہا تھا۔ مجھے ہے چارے کو دیر ہو گئی۔
 وہ دہلی سے تیرے قریب نڈر میں رہا چاہیے تھا۔ یہ بڑھ دی ہے۔
 بڑی کیسے ہوئی؟
 "وہ تمہارے مقابلہ پر رہا تھا۔ تم نڈر ہو گئے؟
 "اسے نڈر نہیں سمجھا کرتے ہیں۔ کوشش نہ کیجئے نیز اس کے چیلنج
 کو قبول نہیں کرنا چاہیے۔ دنیا کے تمام پہلوان اپنے تیرے مقابلہ کے انداز اور
 ان کے دائرہ کو سمجھتے ہیں۔ میرے چیلنج قبول نہیں کرتے۔ دلچسپی تو یہی ہے کہ
 میں اور چیا نگ شی کا مقابلہ ہو کر مقابلہ برآئے۔ لیکن وہ تلخ بھی نہیں چھوڑتا۔
 سے بچنے کے لئے سر سے ہاروں کی چھپ کر کونگا بن کر آیا۔ فائر پروف اور
 پلٹ پروف ہونے کے علاوہ جدید ترین حقیرا ہل سے لیس تھا۔ ہم چھانی
 طاقت سے نہیں، وہ بات یا اپنی مکاریوں سے لڑنے والے لوگ ہیں، ہمارا مقابلہ
 حیدر ہے ہوگا۔"
 وہ چھانچوں تک خاموش رہی۔ چیر پوی کی کیا پیانگ شی کا اور
 نہر پوی کی روٹی ہو گئی ہے؟
 اس وقت تو کوئی نہیں ہوئی تھی، اب دیکھتا ہوں کہ وہاں کیا
 ہوا ہے؟
 میں آنکھیں بند کر کے نہر پوی کے دماغ میں بیچ گیا۔ وہ پریشان تھی۔
 اس وقت اس کا آخری سفاک نظر چیا نگ شی کا ہے۔ مقابلہ کر رہا تھا اور میری
 طرح مارا کھا رہا تھا۔ حالانکہ وہ چیا نگ شی کی طرح قدامت دار اور پختہ
 جسم کا مالک تھا۔ چیر پوی بھی وہ رہ کر کھلے کر رہی تھی۔ چرو اور جسم
 کے تمام جوڑ پلٹ پروف نہیں ہو سکتے تھے، اس لئے وہ ایسی کسی ہتھیار
 گولی مارنا جانتی تھی۔ لیکن اسپرنگ اور جیتے اس کا نشانہ نہ تھا۔ کرسچ
 تھے۔ اس نے جھٹلا کر مسلسل فائرنگ کی۔ نتیجہ اس کے خلاف نکلا۔
 اس کا اپنا ہی ساتھ تھا نہ بن گیا۔ چیر پوی نے یہ کہہ دیا اور خالی ہو گیا۔
 خود کو تباہ نہیں کرتے ہی وہ جھٹکا لگی۔
 اسے جھٹکا دیکھ کر بے اختیار چیا نگ شی کا کے حلقے سے قبضہ
 لینے لگے۔ خوشی کے جذبات جب ابھرے تو اس نے تیرا نشانہ اپنی اختیار نہیں
 لگتا ہے۔ اپنے آپ پر قابو نہیں رہتا۔ وہ خوشی کے نش میں چھوٹے ہوئے
 ہول پڑا۔ "گڈ عاز میری جان، مجھ سے بچ کر کہاں...
 تاملتے ہی وہ وہ جھٹکا گیا۔ خوشی میں ایک غلطی کا احساس ہو
 گیا کہ وہ قبضہ چلے اس نے فوراً ہی ویران باغوں سے سر کو تھام لیا۔ چیر
 اپنے دماغ کے اندر میں کونے دکھا کہیں زیادہ وہاں بیچے تو نہیں لیا ہے؛

اس کا اندازہ ہے کہ ابھی ان کے ہاتھ میں چھوڑے گا۔
 اس نے میری آواز نہیں سنی ہے۔ اگر وہ من لیتا تو میں
 کھڑا نہ رہتا۔ مجھے نہر پوی کا بھی کرنا چاہیے۔
 وہ دیر لگاؤ لگائے گا۔ بن آئے۔ وہ نیچے چھوڑی تھی۔
 لفظ میں بیچنے گیا۔ چیر و دونوں لفظ آگے پیچھے چلے سر
 لکین۔ دونوں کے درمیان زیادہ فاصلہ تھا۔ جب وہ چیر
 وراڑے کے باہر نہر پوی کا کارواڑہ کھول کر بیٹھ رہی تھی
 نے دیوالوں دکھایا۔ کار سٹارٹ ہو چکی تھی۔ لیکن عصابوں کو
 ہی کار کا پیچھا ہتھیار ایک دھماکہ سے ہرٹ ہو گیا۔ گاڑی
 کھار گئی تھی کھری ہو گئی۔
 نہر پوی کو جیوا گاڑی سے ماہر بنا پڑا۔ چیا نگ شی کا
 اندر آنے کا اشارہ کیا۔ اور نہر پوی کو تینوں زمانے سے مجھے
 کیا سمجھے ہو؟
 میں نے آنکھیں کھولے بغیر کہا: "ابھی مجھے غیاب
 وہ میرا لاندہ چھوڑ کر پوی یہ کیا کیا ہے۔ میں
 رہی ہوں اور تم دماغ کی اسکرین پر فہمیں دیکھ رہے ہو۔
 میں نے کہا: "میری جان، تیری ضروری فہم ہے۔
 اپنے کوششوں کے باقی آف آئین کو سمجھتا ہوں۔ پیر
 بد بوقتی رہو۔ پیر میں تمہارا دل بہلاؤں گا۔ رات
 وہ غافل رہی۔ میں دوبارہ آنکھیں بند کر کے
 نہر پوی کے پاس بیچ گیا۔ وہ دونوں کو غیبت سے بیٹروم
 چیا نگ شی کا اب بہت زیادہ سخت تھا کہ اس کی زبان سے کوئی
 آواز نہ نکلے۔ اس نے ایک کاغذ پر لکھ کر نہر پوی سے کہا: "میں
 چہرہ دیکھوں گا۔ تم خود ہی ماسک اتار دیکھا میں زحمت
 نہر پوی لگا رہا ہے۔ جی سے دیکھ رہی تھی۔
 سے سوچ رہا تھا کہ وہ کس طرح چیا نگ شی کی جیت
 سکتی ہے۔ وہ دیکھ رہا تھا۔ تمہاری چال تھا۔ با انداز اور
 کیا رہا ہے کہ تم بڑھی ہو۔ کس وقت میں تمہیں اس پر
 پر دیر ہی صورت کا میک اپ کرنے کا مشورہ دیا تھا؛ میں
 تمہارا اہل ریب دیکھنا چاہتا ہوں۔
 وہ میک اپ اتارنے کے لئے ہاتھ روم میں چلی گئی۔
 ہاتھ روم کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ وہ ہے۔ پیر سے
 ہوتی سوچ رہی تھی۔ میں نے آج تک اپنے کلمات میں کس
 بڑھیا ہے کہ۔ اس میں نہر پوی نے ہی نہر پوی کی تھی کہ میں صرف
 نذر کرتی ہوں، اس لئے کوئی مجھے ہاتھ نہ لگائے۔ جب
 سلامت رہنا، کا میں اس تعلیم کے لئے جان کی بازی لگاتی
 مارنے کے خوف سے اس تعلیم کے شیطان بھی میری نذر کرتے

اب نہر پوی اسے برائی سے دیکھ رہی تھی۔ وہ سر کے بال چوٹا ہوا
 بڑھا۔ چیر پوی نے اسے آواز کے ساتھ دیوار سے ٹکرا کر دیکھنے کی طرف
 اٹھ گیا۔ سینٹرل ٹیبل پر اس کا لٹا ہوا اور دیوالوں کا ہوا تھا۔ نہر پوی
 نے فوراً ہی دیوالوں کو اٹھایا۔ چیا نگ شی کا فرش پر سے اٹھ رہا تھا۔ اس
 کے سر سے ہاتھ اور ہاتھ پر چھیل رہا تھا۔ نہر پوی کے ہاتھ میں
 ایک سنہری موٹیہ تھا کہ فوراً کوئی جلاوت ہو کر میری سوچ
 دیوالوں کو اس کے ہاتھ سے اٹھان کر چیا نگ شی کا کے پاس
 میں نہیں چھوٹا تھا کہ چیا نگ شی کا جیسا دلچسپ ہے جانتے
 آسانی سے ٹیبل چھوٹنے کے ذریعے میرے آگے میں آ کر کھڑا استقلال سے
 کی حسرت پوری کر کے اپنے جیسے سامنے کا سر جو دینا ہوا بلکہ اسٹوک
 دیوالوں پر چیا نگ شی کا کے پاس کی تو نہر پوی کے ہوش اور ہوش جاتی یا
 اٹھ کر بولا: "میں تجھ پر ہاؤن کرنا چاہتا ہوں۔ پیر دماغی سے دوستی
 پڑے کہ وہ مجھے مارے گا، میں تمہیں مار دوں۔"
 اس نے نہر پوی کا نشانہ لیا۔ چیر پوی نے بہت دور ایک ہاتھ
 اس کے ہاتھ سے دیوالوں اٹھا کر۔ اس کے لئے کئی کئی بار
 پاؤں پھینکتے ہوئے چھینے لگا۔ یہ کیا ہے۔ جب ٹیبل کے
 نیچے جاتی ہے۔ دیوالوں بھی اڑھتے ہوئے لگے۔ نہر پوی نے
 نہر پوی تمام خوف و دہشت کو جھٹکا کر کے اپنے ایک ہاتھ پر
 کہہ رہا تھا۔ فریاد: "پیر لکھنے چھپ کر مرانا ڈرنا ڈرنا۔ میں یہ تو
 سانس آگے مقابلہ کرو۔"
 نہر پوی کی زبان میری سوچ کے مطابق لگتی تھی۔ تمہیں سر سے پاؤں
 تک لٹا ہوا میں چھپ کر آئے تھے۔ اس وقت تمہاری دیر ہی کہاں گئی تھی؛
 تم فائنڈ آف اور بکٹ پروف ہو سکتے ہو۔ لیکن چیر پوی نہیں ہو سکتے۔
 فریاد نے تمہاری سوچ کا گھر دیکھ لیا ہے، وہ تمہیں جان سے نہیں مارت گا،
 تم خود ہی خیال خوف کی دہشت سے مرے ہو گے۔ تم میں ہم چیر پوی
 فریاد نے ناکام بنا رہا ہے گا۔ تمہیں ہاتھ سے لگے گا کہ تمہیں قدر لینے ہو۔
 وہ تمہیں لگاتی ہوئی پلنگ کے پاس گئی۔ چیر پوی کے چہرہ فوم کے چھلکا پتہ
 پر لٹتی ہوئی ہوئی۔ تم میں بہت سے تو میرے بدن کو آ کر چھوڑو۔ باا با
 بھی چاہتا ہے خوشی سے ناچنا شروع کر دوں۔
 میں چیا نگ شی کا کے دماغ سے نہر پوی کی دیوانہ وار مشین
 دیکھ رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ میں کبھی مجھے اس سے فائدہ نہیں
 شاد میں نہر پوی کے تہوں میں کہ ہوں۔ لہذا اسے فوراً ہی دیوالوں اٹھا کر
 نہر پوی کا کام تمام کر دینا چاہیے۔ وہ دونوں جوانوں پر پڑے ہوئے دیوالوں
 کی طرف گیا۔ چیر پوی کو کس سے قلابی لگا کر پلنگ کے قریب بیچ گیا۔
 وہ ہنس رہی تھی۔ اور وہ پریشان ہو گیا تھا۔ چیر پوی نے جیسے
 آواز دی۔
 فریاد: فریاد تم مجھے جان سے نہیں مارو گے۔ لیکن میری اس مہم کو

ن کام بناؤں گے۔ اسے مجھ پر تنگ کر دوں گے۔ بناؤ اس وقت تم کی چلنے پر؟
زیریں بری سوچ کے مطابق کہنے لگی۔ کیا وہ تمہیں بھی یہاں سے
بھاگائے گا۔ اس کے بعد تم یا بڑا پارہ لاکو فریڈ یہاں نہیں آئے گا۔ ڈیکو
وہ تمہیں بھلے کے پھینک دے گا۔

یہ کہنے ہی میں چنانچہ شیخ کا کہہ دلخ میں بیٹھ گیا۔ پھر میں نے سوچ
وہ تیری سہ رسی دی۔ وہ اچھل کر ڈھرا ہو گیا۔ پھر وہاں سے صاف نکل کر گھر
وہ بھاگا ہوا۔ وہاں سے بھاگتا تو اڑتے سے اترتا ہوا عمارت کے باہر
"بڑی کی۔ میں نے اس کے دلخ کو زیادہ چھوڑ دیا۔ وہ بے بسی سے اس ٹکڑے
"وہ تمہارا اس کی ضروری سوچ کہہ رہی تھی کہ دوبارہ اندھا جاکر اپنی بارگ
"اسے فلہ نہیں بین بدلنا چاہیے۔ مگر تجھے یہی سوچ کے ساتھ متاثر نہ
کو قبول نہیں کرنا چاہتا۔ اس کے دلخ سے سمجھا یا۔" اب وہاں سے چلے جانا
ان کے دادی بیچ کے مجھے میرے سر پر کبھی فریڈ کی شہ گارنگ۔ کبھی
میں اور چنانچہ شیخ کا کہتے ہو کہ

سے بچنے کے لئے سر سے ہڈی لگ چھپنے اور جانے لگا۔ میں زیریں کے پاس
پلٹ پڑوں ہونے کے علاوہ جہد یہ تری نیچے دیکھ رہی تھی۔ چنانچہ شیخ کا
طاقت سے نہیں، ذہانت یا اپنی مکاریوں۔ وہ خوشی سے بے حال ہو رہی تھی۔
جلدی ہو گیا۔
وہ چننے ہی کے لیے نسیب ہو گئی تھی۔ اس کا دل اس کا دلخ کہہ رہا
تھا۔ فریڈ اور ہم گریٹ ہو۔ میں تمہارا احسان کبھی نہیں
بھولوں گی۔"

میں نے سوچ کے ذریعے پوچھا۔ "تمہارا نام کیا ہے؟
مومن... اس نے جواب دیا۔
صبرت، مونا یا اور کچھ؟
وہ بولی۔ "اس کے والدین زندہ ہوں، وہ لڑکی مرئی سے
پہلے اپنے نام کے ساتھ باپ کا نام لگا کر ہے۔ شاہی کے بعد شوہر کے
نام سے وابستہ ہو جاتی ہے۔ میرا اس وینا میں کوئی نہیں ہے۔ میں
اکیلے مونا ہوں۔"

"اچھا، بناؤ اکیلے دھوگی یا مجھے ساتھی بناؤ گی؟
وہ جھپٹا نہ لگی۔ پھر بولی۔ "میں سپر ماسٹر کی لہ لہا ہوں۔ اس
کے باوجود تم نے میری جان اور میری عزت سچائی ہے، میں بھی تمہارا
کام آنا چاہتی ہوں۔ لیکن مرو کی دوستی کے پیچھے ایک لالچ ہو گیا ہے
میں تم لوگوں کی ہوں پرستی سے خوش ہوں۔"
میں تمہیں ڈھانڈا نہیں چاہتا۔ تم ملنے کی جتن کر کے لوگوں کا اور
ہمارے ذہن صرف وہی راہ لیتا تم رہے گا۔
"اوہ فریڈ۔ تم کہتے آچھے ہو۔ تم ہمیشہ تمہاری میں بری متا
نہیں کرو گے تو میں تمہارے لئے کسب ماسٹر سے بناؤت کیوں گی؟
"میں بھی چاہتا ہوں، مگر لغات کا اعلان نہیں چاہتا۔ تم

بغا سپر ماسٹر کی دانا اور اس میں تعلیم میں میرے لئے
تم جو کہو گے، وہی کروں گی۔
اچھا اب چوتھی منزل کے پینتالیس نمبر کے کمرے
کی مشینوں کو بریل کرنا سیکھو۔

"کیسے سیکھوں گی؟
"تم اپنا بڑا سٹر اٹھا کر لو، میں گاڑیوں میں
اس نے میری مددیت پر عمل کیا۔ میں نے کہا کہ
پڑھیں۔ ایک اسٹریٹر کے ذریعے اپنے آدروں کو کار کر
کناؤ کہ تم نے بڑا پارہ کے قدم اٹھا لئے تھے، میں اور اب
قربان بننے کے لئے وہاں ایک ماسٹر اور اس کے ساتھ
ہے۔"

وہ بہت خوش تھی۔ اسٹریٹر کے ذریعے رابطہ
خوبصورت رنگد بدست سے ہوتے چھوٹے کچھڑے اور
اس کی ماضی سے اس کو خوشی سے اپنے بچوں کے
بڑی بات ہے۔ وہ میں وہی کی طرح سنجیدہ، ذہنی اور
سے جھڑپ تھی۔ لہری دیکھنا تو ان کی میں قور کرنا ہوا،
"میں نے اپنے بچوں سے لیا کچھ چیزیں وے دی۔ وہ دیکھا
ہوں گی تو میں کی۔ دوسرے کو تو تو نہیں، فریڈ وہی ہو گیا
تو نہ کو کھینچا چاہئے۔"

پھر کہہ کر وہ نہیں سمجھیں ساتھی کا ساتھ
کرتی کے ساتھ میں وہی بھی ماسٹرا تھا۔ وہ
کرسکتا تھا۔ میں نے آنکھیں کھولی کر دیکھا، اس کا سر
لگا ہوا تھا اور وہ گری زندہ سو رہی تھی۔ مجھے وہ
سے جاگتی رہی تھی۔ اور اب مجھے پالنے کے بعد
وینا میں پہنچ گئی تھی۔ کوئی خطرہ کوئی خوف نہیں تھا
حفاظت اس کے پہلو میں تھا۔

میں نے اس سے ملنے دیا اور دونوں کے پاس پہنچ گیا
میں پہنچ کر مختلف مشینوں کو دیکھ رہی تھی اور ہاتھ
نے کہا۔ "ہیلو، میں آگیا ہوں تمہاری آواز یا تمہاری
پہنچ گئی۔ اس لئے مجھے بکا مار کر۔ میں اپنے
رہتا ہوں۔ جب بھی فرصت ملا کرے گی، میں تمہارے
اچھا اب میں کا بیٹھ کر رہا ہوں۔ تم ان مشینوں کو
میں اس کی امداد کرنا لگا۔ اس کے بعد
کے بعد ماسک میں کو مخاطب کیا۔ "آپ نے بڑے شکر
بڑے ناز تھا۔ وہ بھی مرحمت نہ کر سکتے تھے کہ اس کا
پانچ سپر ماسٹر کا قسم ہے۔ فریڈ پارہ لاکو فریڈ
زیرہ واپس نہیں جاتا تھا۔"

اس کے جواب میں کہہ بیٹریک ایک حقہ سے کاغذی رین نکلتے تھے۔
میں جواب مانگتا تھا۔ "ماسک نے کہا تھا۔ مجھے پہلے ہی یہ
پہنچے۔ چنانچہ شیخ کا کہنا ہے کہ فریڈ تمہاری پشت چنای کر رہا
میں حقیقت میں جانتا ہوں سپر ماسٹر نے اصل فریڈ کو نظر بنا دیا۔
ن کی جگہ ایک بالونک فریڈ بنا لیا ہے۔ میں جلد ہی تمہارے اس
فریڈ کو تیار کر دوں گا۔ ویسے آئی۔ ماسک میں،
مونا کے دلخ سے ماسک میں کہ وہ جواب پڑھنے کے بعد میں نے

یہ بالونک فریڈ کیا پیر ہے؟
مونا نے کچھ بڑا آف کرنے کے بعد کہا، "میں تم سے کس پاسٹرا کوئی
پہنچاؤں گی۔ پہلے اتنا بتا دو کہ جسے نظر بنا لیا گیا ہے، وہ فریڈ
ہے۔"

وہ بجا بہ میرا ہم شکل ہے۔ میری جگہ نہیں گیا۔ اب تم بتاؤ
وہ کرسی پر بیٹھ کر کہنے لگی۔ "میں سپر ماسٹر کی تنظیم میں تمہاری طرح
اور جان تھا۔ ذہنی اور بہترین فائنٹر لیم کیا جاتا تھا۔
بڑے فیصلہ کے تحت ایک بہترین جھجک بار ڈاکٹروں نے ان
کو کھینچ کر خطرناک آپریشن سے گزرا ہے۔ بلاسٹنگ سر جھری کے
ان کے چہرے کو فریڈ کا چہرہ بنا لیا گیا ہے۔ اس کے دلخ کو کچھ نماز
لئے دیا۔ آپ اپنی پشت لگا لگا پھیلے ایک برس سے وہ وہ جوان زندگی
کی کشمکش میں مبتلا رہا۔ اب ڈاکٹر وہ سپر ماسٹر کو
بانتا ہے کہ وہ بالونک فریڈ تمام تجربات سے گزر چکا ہے۔ اب
لئے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ڈاکٹروں نے اس کی زندگی کی ضمانت
دی ہے۔"

میں نے پوچھا کہ تم نے اس بالونک فریڈ کو دیکھا ہے؟
"نہیں، اچھی اصطلاحی الفاظ میں کہا جاتا ہے کہ وہ فریڈ ابھی
نہ ہے۔ اسے تمہاری چال، تمہارا انداز اور تمہارا لب و لہجہ سکھایا
جئے۔"

"میں کہاں تک درست ہیں؟ بعض افواہ تو نہیں ہے؟
"میں حقیقت سے تنظیم کی تمام اہم مامور اور مشینوں کو دو
لڑیوں میں طلب کیا گیا ہے۔ وہاں ایک خفیہ ایڈووکیٹوں میں
رہتی نمائش ہوگی۔ ماسک نے کہہ دیا کہ وہ اپنے دلخ کے پیروں سے
اور ایک آواز میں لیتا ہے، اس کی آنکھیں ٹپٹا نہیں ہیں۔
"اور یہی میری علامتوں کے آباؤ و اجداد کے لئے ہے۔ تقریباً چھ
لنگر کی رفتار سے دوڑتا ہے۔ اس کے دلخ کے پیروں کو ٹپٹا بھی
جئے نہیں سکتیں۔"

مونا کی باتیں سن کر میں اچھکے پڑی۔ مہلانے لگا میرے قبیل
سے بڑا تیار کیا گیا تھا۔ اس میں کسی خطرناک کام میں نہیں
ہوں گے بعد معلوم ہو جاتا۔ مگر میرے لئے یہ لیوننگ نہ تھا کہ

میری شکل بھی اس کے دلخ کو چھو بہی کے تھی۔
میں ہر حال میں مطلع رہنے والا فریڈ زندگی میں پہلی بار دیکھ
اور انڈیشن میں لگا رہا۔

زندگی

ایک سیدی مشرک نہیں ہے۔ یہ سب ہی جانتے
ہیں اور سب ہی بڑی اور فریڈ اور استقلال سے
زندگی کے تمام نشیب فراز سے گذرتے رہتے ہیں لیکن زندگی کی مشرک
ڈھٹ جاتے تو کیا ہو؟ میرے خیال میں یا تو موت واقع ہو جاتی ہے یا
پھر آدمی مرتے ہوئی ہوئی مشرک کو بنا کر پھر زندگی سے دوستی
کر لیتا ہے۔

یہ تمہارا س لئے ہے کہ میرے ملنے بہت دور ایک بائریک
فریڈ میری زندگی کے راستے کو توڑ ڈالنے کے لئے کسی ٹیکری میں تیار ہو
چکا تھا۔ میری زندگی میں ایسے ہوئے اسے، جب نمونے نے مجھے توڑ ڈالنے
کا انتہائی کوششیں کر لیں میرے مقابل لڑا لگاے ماہر تھے، جنہوں نے میری
خیال توڑی لی کہ میں مسر کر لیں۔ میں نے بہت ہمیں لڑی۔ ایک لڑی تھا
میرے لئے بہت بڑا خطرہ بن کر آئی۔ اگر میں زرا بھی حوصلہ کر جاتا تو وہ
جڑی بریوں کے ذریعے میرے دلخ کو گند کر کے بھجنا تمام نالیقی
لیکن وہ جریر میری بڑی دشمن تھی۔ اب وہ بہترین بدست ہوئی تھی
اور میرے تمام دل کی محتاج تھی۔

بہر حال میں راہ حیات کے ہر نشیب فراز سے گزر گیا کھاب
بالونک فریڈ ایک ایسا پہنچ بن گیا تھا جس سے کہنے کی اعمال کوئی
صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ میں بہت دیر تک گم ہوا رہا۔ پہلی کو بڑ
کو لاپسور کی طرف ہزار کرتا جا رہا تھا۔ یعنی ہاری رومانہ سے میرے پہلو میں
گہری بند سو رہی تھی۔ اچانک مجھے احساس ہوا کہ اپنی فطرت کے خلاف
نکرہ پریشانی میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ دونوں بد حسیب بارگ فریڈ کی
اسٹری کا مروت سے گا۔ ان میں ان معلومات کے مطابق اپنے بچاؤ کی تیر
کردوں گا۔

میں نے مونا کے دلخ پر دست کر لیا۔ وہ چونک کر بولی "اوہ فریڈ
میں کبھی تم چاہے ہو۔"
"ہاں۔ میں اپنی سوچ میں گم ہو گیا تھا۔ تم نے بائریک فریڈ کو ذکر
کر کے مجھے ایک بہت بڑے خطرے سے آگاہ کیا ہے۔"
"وہ بالونک فریڈ تمہارے لئے بہت بڑی مصیبت بن جائے گا۔
تا کہ میں تمہارے لئے کیا کروں؟"
"تم مجھ سے اس طرح دوستی نہا سکتی ہو کہ مجھ سے لئے معلومات

کا ذریعہ بنی رہو۔ یہ تباہ و دوں لہجہ بزرگ فرزدادی جو سناٹا ہونے والی ہے۔ کیا تمہیں اس سناٹا میں مدد کیا گیا ہے؟
 "ہاں۔ میں بھی پیرس جاؤں گی۔"
 "پھر شیک ہے۔ میں تمہارے ملائی کی آنکھوں سے اس فرزداد کو دیکھوں گا۔"

"اوه میں تو معمول ہی گئی تھی کہ تم چپ چاپ یہ سیکر داغ میں بیٹھ کر اس بائیک ڈاؤ کی تمام تفصیلات کو دیکھ سکتے ہو۔"
 "ہاں صرف کچھ مکتا بول لیکن اس کے غلاف کچھ کرکوں کا یا نہیں؟ یہ فیصلہ تقدیر ہی کرے گی۔ بہر حال تم مشینوں کے پاس جاؤ۔ مامکین سے رابطہ قائم کرنے والے کیمپوٹر کو تم نے سمجھ لیا ہے۔ اب دوسری مشینوں کو سمجھو۔ ان مشینوں کے ساتھ اس عمارت کا پار لائنڈ موزیہ نقشے کے ساتھ عمارت کی ہر منزل کے ہر کمرے اور پارک کے نمبر وار سوچے گئے ہوتے ہیں۔ پہلے تم مشین کو آن کرو۔"

وہ میری ہدایت پر عمل کر گئی۔ پھر ایک ایک سوچے کو باہر لایا آن کر کے اس کمرے پر مختلف کمرے کے اندر ذی نادر کیمٹی ہی اس کے بعد میں نے اسے بتایا کہ ہر کمرے کی چھت پر جو پینچے لگے ہوتے ہیں ان کے ذریعے کس طرح مختلف کمرے کی خفیہ خانے کو ملے جا سکتے ہیں میں بڑی دیر تک اس کی رہنمائی کرتا رہا۔ پھر اس سے وقت پر گیا۔ کچھ دنوں سے اطلاع دے رہا تھا کہ ہم کولا بھر کے قریب پہنچے گئے ہیں۔

دان نے آگے بیٹھا پائلٹ کے فرائض انجام دے رہا تھا۔ میں اور وہ ماڈر پیسلی سیٹ پر بستے۔ وہ دوسری تھی۔ سو میا سو میا سا کھو یا کھو میا سا حسن بڑا ہی جازب نظر تھا یعنی نظروں کو اپنے فرزداد میں جذب کر لیتا تھا۔ میں اسے میار کرنے کے لئے اس کے خواب زدہ جھپکے پر دیک گیا۔ سنا ہے کہ وہ کے خوش رنگ اور ملائم پردوں سے حسین خند لیلوں کے چہرے کو سہلا کر سینہ سے جگا یا جاتا تھا۔ یہ اپنی گرم سانسوں کی انگلیوں سے اس کے مکھڑے کو لگوا دیتے گئے۔

آنے دن خطرات سے کیلئے والی حسینہ کچھ نیند سونے کی عادی تھی اس لئے چڑچڑا کر اٹھتی۔ خطروں میں تھا۔ یہی تھا میں۔ اس لئے وہ چڑچڑانے کے بجائے گہمی میں بیٹھ جوتوں کے سائے میں گہمی۔ چلی کا پٹر کے پچھلے کان چھاؤ ڈالنے والی آوازوں سے بچ جیسے تھے۔ لیکن ان سے زیادہ دلی دھڑکنیں شور مچا رہی تھیں۔ میں نے سب ڈائے خنڈ کی لگا بیوں کو غر بڑتے ہر سچے کہا۔ حسن نہ تھی۔ جواب میں کچھ کہا بھی ہر تو سانسوں کی تھوڑی سی حرکت ڈائے سناٹی دی۔

آخر میں نے سوچ کے دیکھے کہ وہ میری جان ابھی کا پٹر اب لینڈ کرنے والا ہے۔ یہاں اس خط کو اسی جہاز یا ٹر پر چھوڑ دو۔ کسی منزل پر پہنچ کر اسی خط شروع کی جائے گی۔
 وہ سکرا رہی تھی اور انھیں شرمائی شرمائی اس تھی۔ چاہی منزل

کہاں ہے؟ ہم کہاں پہنچنے والے ہیں؟ اس کی ہمیں فکر نہیں تھی۔ ہاری عمارت بن گئی تھی۔ چاری نوشیاں، چار کھون اور ایک کچھن ایک دوسرے کا پیار مل رہا تھا۔ ایسے وقت ساری دنیا کی نظروں میں بیچ تھیں۔

دان نے اطلاع دے چکا تھا کہ ہم کسی انجانائی منزل پر ہیں۔ اس نے اب عینوں کو معمول کر دیا توں کو یاد کرنا پڑا۔ ہی دشمن تھا۔ چیاگ شکی کا، جو چیاگ ملازہ سے بڑی طرح تھا۔ شکست کھانے والے دشمن خاموش نہیں بیٹھتے۔ کچھ کر دیکھیں تب بھی منفرے بناتے ہیں۔ دماغ کے بیچ میں خیالی گھر سے دوڑتے رہتے ہیں۔

چیاگ شکی کا وہی کسی دانش کا وہی ہم پہنچ گیا تھا۔ بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ ایک ٹوکھا سا لڑکا اس کے سر پر لٹے کے سر کی مائش کر رہا تھا۔ میں نے جاسے ذہنی چکے پہنچ کے باغ اب تک اس کا سر بڑی طرح دکھ رہا تھا۔ چہرے میری مرضی کے مطابق سوچنے لگا۔

"اوه۔ میں بہت محتاط ہو کر چیاگ ملازہ کی محبت چیسے کہ نقاب میں چھپا کر لوگاں کو نیا تھا تاکہ زندگی بچھا آواز میں سکے۔ آخر میں اتنا محتاط کیوں رہتا ہوں؟"
 میں نے اس کی سر میں پر سوال کیا تو وہ نے اپنے اعتبار لگا۔ میں ہیضہ محتاط بننے کا عادی ہوں۔ زندگی کے خطر سکھایا ہے کہ دشمن کو کمزور یا مڑھو۔ پہلے ایک باہر پہنچ کر جہاں کا ایک جیل خانے میں فائرنگ کھڑا دے فرزداد ہے۔ وہ یہ چکا ہے۔

پھر وہ ماڈر میں مادام سورن نے ٹیلی بیچنے کے کرتب لگا مامک میں سے اپنے شیعے کا اظہار کیا تھا۔ فرزداد کے ساتھ مطلب یہ نہیں ہوتا کہ سونے والی کو ٹیلی بیچتی آجاتی ہو۔ جو حق سکر مامک میں سے سیکر شیعہ کا اہمیت نہیں دی۔ حقیقت یہی تھی کہ فرزداد نے وہ سیکر شیعہ ہر ماڈر سے لے کر زخم بنایا ہے۔

ریٹ پاور کے مامکس اس کے ڈی گئے تھے۔ وہ ان المائیک شیعے پر اپنی آنکھوں سے فرزداد کو زخون کے اس وقت بھی سمجھ لیتی تھیں آیا۔ میں پھر ہوا تھا کہ یہ چال ہے۔

اسی دن ہی ہالے ایک فرانسسیسی مامکس نے اطلاع مامکس کی تعلیم کے ایک خفیہ آڈے سے فرزداد کو دیکھا۔ بہت ہی نامور اور تجربے کا ڈاکٹر دن کے ساتھ ایک کام میں مامکس کے پاس سے رابطہ قائم کرنے لگا۔ رابطہ قائم ہوتے

کی کار کو نظروں میں نہیں۔ اتنا سوچنے کے بعد چیاگ شکی کا، بڑا رک گیا۔ مائش کرنے والے فرزداد سے بولا۔ میں کرو۔ میری گھر سے لے آؤ۔
 فرزداد بولا گیا۔ میں نے اس کی پچھی سوچ کو تازہ کیا۔ وہ دوبارہ تسلسل سے سوچنے لگا۔ جانے کی مامکسوں نے کچھ بعد مجھے فرزداد کا نائب کیا تاکہ اسے نقاب کا شہ نہ ہو۔ بالآخر اس کی کار پہاڑیوں کے درمیان ایک وسیع میدان میں پہنچ کر رک گئی۔ جا۔ مامکس ایک مادی پر دھڑکن کے جذب میں چپ کر رہے ہیں۔ فرزداد اور ان ڈاکٹروں کو دیکھنے لگا۔

وہ لوگ اپنی کال سے باہر آ کر جہاں میں طرف دیکھ رہے تھے۔ فرزداد ان کے قریب تھی کہ ٹھہرا ہوا تھا ایک ڈاکٹر اسے تھوک کھانے کا لال سے لگا کر فرزداد کے دل کی دھڑکنیں سمجھنے لگا۔ سپر وہ شاہ مدھن ہو گیا۔ اس نے فرزداد کو اشارے میں کچھ کہا تو فرزداد نے اس کی پیگ فرزند ہی بیٹی پاؤں کے دونوں بیوں پر کھول لیوں کی طرح اچھلنے لگا۔

اس کے بعد ایک ڈاکٹر نے اسے ایک گیندی دی۔ اس نے گیند اٹھائی اس کے پاس کے دوران کا اندازہ کیا۔ بولے پوری قوت سے آسمان کی طرف اچھل دیا۔ کوئی بھی اس کی قوت اس گیند کا کوئی بندی تک نہیں پھیکے تھی لیکن اس کے بعد جو جیت اچھلتا تھا۔ فرزا۔ اس نے اس کے آنکھوں سے دیکھنے کے بعد ہی ذہن تسلیم نہیں کر سکتا تھا۔

ہوا کے گیند کے بندے پر جاتے ہی فرزانے اس کی بندی کی سمت فرزداد بھاگ لگا۔ جیسے تیز زمین سے آسمان کی پٹی رفتار دکھانا جاتا ہے دیکھے وہ فرضا میں بند ہو رہا تھا گیند سے بہت آگے تھی مگر فرزداد کے اچھلنے کی قوت ناقابل فہم تھی ویسے ایک ڈاکٹر اسپینڈوٹر سے گیند فرزداد کی رفتار کو ریکارڈ کر رہا تھا۔ ہلکے مامکس کے اندازے کے مطابق جب گیند ایک مخصوص بندے سے داپس آئی تھی تو فرزانے اسے تقریباً تیس فٹ کی بندی پر پہنچ کر لیا تھا اور بالکل صحیح و سلامت زمین پر داپس آ گیا تھا۔

چیاگ شکی کا سوچ کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ اس کا ایک ملازم اس کے سامنے بیڑا کھول کر بھاڑ رہا تھا۔ میں چند لمحوں تک حیران و دلشادان اس بائیک فرزداد کے متعلق سوچتا رہا۔ سنا تھا کہ شیطان کی حلاوت سے کبھی بھی بولی ہے۔ وہ صرف مقربوں آسمان کی بندگی پہنچ سکتا۔ باقی تھے آسمانوں کو چڑھتا ہے۔ جہ نہیں وہ بائیک فرزداد میں تھی۔ بندی کھما چھل سکتا تھا۔ ریٹ پاور کے مامکس نے تیس فٹ کی بندی کا کھنڈ اندازہ کیا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ اپنی ساری عمارت کی چھتوں تک باسانی پہنچ سکتا تھا۔

چیاگ شکی کا کچھ بار میری مرضی کے مطابق سوچنے لگا۔ مامکس کا فرزا بن کر تسلیم نہیں کرتا کوئی انسان واقعی ایسا نہیں بن سکتا ہے۔ ہر حال ہائے مامکس نے یہ نکارا دیکھتے ہی اپنے سامنے کو ڈوب دی تھی۔ پھر جیب سے ڈاکٹر کا کارڈ نکال کر مامکس کے پاس سے رابطہ قائم کرنے لگا۔ رابطہ قائم ہوتے

ہی اس نے تباہی کا فرزداد کی صلاحیتیں ناقابل فہم ہیں۔ اس کے ریکارڈ میں جن صلاحیتوں کا ذکر نہیں ہے، وہ ان صلاحیتوں کا مظاہرہ کر رہا ہے۔
 اسی وقت مقدّمین سے لیکھنے والے سامنے سے کہا۔ "وہ دیکھو فرزداد چاری سمت ایسے دیکھ رہا ہے جیسے وہیں ٹریس آؤٹ کر رہا ہو۔ وہ کان لگا کر کچھ سن رہا ہے۔"

وہ دونوں اُدھر دیکھنے لگے۔ ماں کے اور فرزداد کے درمیان تقریباً ایک میل کا فاصلہ تھا۔ اور اب فرزداد کی جانب تھی تھی سے دوڑتا آ رہا تھا جیسے نیند کی گولی آتی ہے۔ وہ دونوں بوکھلا کر کھانے کے کسی طرح گتے پڑنے پہنچا کار تک پہنچنے فرزداد کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ جب ان دونوں نے کار میں بیٹھ کر اسے اسٹارٹ کیا تو وہ ان سے آدھ فرزا لگ کے فاصلے پر بھاڑ گیا تھا۔

کار آگے بڑھی اور اس کی رفتار بھی بڑھتی چلی گئی۔ چپاس میں فی گھنٹہ کی رفتار کے بعد انہیں ملنے پر جانا چاہئے تھا مگر ڈرا کر گئے والے عقب نما آئیے ہیں دیکھ کر بوکھلا کر اٹھ کر اسٹارٹ کرنے سے پہلے فرزا۔ اس باہر فرزداد بائیک میں کیلے۔ چپاس میں فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑتا پھلا آ رہا ہے۔ مامکس میں اسے فرزداد کا چاہتا ہے مگر وہ ہماری موت بن کر چلا آ رہا ہے۔

باس نے ہدایت دی کہ کار کی رفتار بڑھا کر اس سے نجات حاصل کر دو مگر اس پر نافرمانی کر دو۔

کار کی رفتار بڑھتی۔ ساٹھ میل، ستر میل، پھر تو نے تین فی گھنٹہ کی رفتار کے بعد بائیک فرزداد پیچھے لگایا۔ وہ ایک دوسرے نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اس روز ہمارے دونوں مامکس صحیح و سلامت واپس آ گئے۔ مگر وہ فرزداد کیا تھا؟ کیا واقعی بائیک تھا؟ اس دن کے بعد ہمارے ذہن مامکس نے اس فرزداد کو بہتر آکاش کیا لیکن پھر مامکس کی خفیہ آڈے میں بھی اس کا سراغ نہ ملا۔ چپاس ہے کہ بائیک فرزداد کی تلاش کا وہ جہاں بھی پہنچا شکی کا مامکس سے رابطہ ٹوٹ گیا کیونکہ چلی کا پٹر زمین پر آ کر مگر شکی کا مامکس کو ہک بٹ کا شکار بنا کر لے گئے۔ مامکس نے بائیک فرزداد کے متعلق بتایا تھا کہ وہ میلوں فاصلے کی آواز میں سن سکتا ہے اور اس کی آنکھیں ٹرا اسپر نہیں ہوتے۔ وہ دیوار کے آس پاس بھی دیکھ سکتا ہے۔ چیاگ شکی کا کی سوچ بڑھ کر یہ بات میری سمجھ میں آ گئی کہ جب ریٹ پاور کا مامکس اپنے پاس سے فرانسٹر پر کھنڈ کر رہا تھا اس وقت بائیک فرزانے اپنی تیز رفتار قوت سے اس وقت کے ذریعے ایک میلاڑ سے وہ فرانسٹر کی گنگوں کو لاسی۔

پھر حال اسے ہر وقت میں تھا کہ میں چیاگ شکی کا سے رابطہ قائم کر سکتا کیونکہ وہ مجھے سے تین کا پٹر کے ذریعے بھی اسے پہنچا کر رہا تھا۔ مامکس نے مجھے سوال دہرایا۔ ہم کہاں ہیں؟
 میں نے کہا۔ ہم ہاڑوں ہیں، جہاں کی خبر نہیں نہیں ملے گی۔ اس نے ان سے اسے پوچھا۔ یہ کیوں ہی بچ رہے؟

اس نے ان سے اسے پوچھا۔ یہ کیوں ہی بچ رہے؟

پہنے مرد پر یا ہندیاں عائد نہیں کرتی وہ ہوشوں کی دھڑکن جی رہی ہے
ہم چلتے چلتے رک گئے بہت دور جا رہی ہیں کے سامنے
ادھر ادھر کے نشانی نظر آ رہی تھیں۔ دان لے سے کہا: ہم ایک ٹرام کے
اسٹیشن کے قریب پہنچ گئے ہیں لیکن یہ ٹرامز دن کے پہلے بجے سے
رات کے آٹھ بجے تک چلتی ہیں۔ میں صبح آٹھ بجے تک کچھ وقت
گزارنا چاہتا تھا۔

”دماغ نے پوچھا: یہاں ٹرولر وغیرہ ہوں گے؟“

”ہاں کئی جدید ٹرولر کے ہینگے ٹرولر ہیں لیکن ہر جگہ ہم سے پوچھا گیا
گا کہ ہم رات کے تین بجے کون سے آگے ہیں جبکہ آٹھ بجے تک ٹرام کی
سرکس ختم ہو جاتی ہے؟“

”دماغ نے پھر سے پوچھا: کیا خیال ہے۔ ٹرولر جی کام آئے گی؟“
”پتہ نہیں اگر ٹرولر کے ملازمین اور پولیس افسران مقامی زبان
بولیں گے تو مشکل ہو جائے گی؟“

”دماغ نے کہا: یہاں فیڈرل کی مریا اور اور سیاح آتے ہیں
اس لئے یہاں کے مقامی باشندے انگریزی بولنے کے عادی ہیں۔
آپ کا کام چل سکتا ہے اور اگر آٹھ بجے تک کسی بیچ چپ چاپ وقت
گزارنا چاہیں تو سپریم کو الاپو سے آنے والے لوگوں میں شامل چھائی
گئے پھر ہم پر کوئی سٹف نہیں کرے گا۔“

”دماغ نے کہا: آٹھ بجے میں ابھی پانچ گھنٹے باقی ہیں۔ میں
بہت تنگ کیس ہوئی تھی۔“

”میں نے اسے سکڑ کر دیکھا میں بھی کسی آرام دہ بیڈ میں اس کے ساتھ
سکھن، تازا چائیا تھا۔ راحت حاصل کرنے کے لئے پیسے کئی ایف ایل
بڑتی ہیں۔ میں نے کہا: ہاں میں بھی بہت جھک گیا ہوں۔ آگے بڑھتے
چلو جو ہو گا دیکھا جائے گا۔“

”ہم آگے بڑھ گئے۔ اب بہت سی عمارتوں کی کھڑکیاں اور اسٹریٹ
الیکٹریک ٹرولر روشن نظر آ رہے تھے۔ تاہم وہ آبادی ابھی ہم سے دور تھی۔
چلتے چلتے ایک بنگلہ نظر آیا۔ میں نے دان لے سے کہا: ہجر ہے کہ یہ بنگلے
کے مکین کے متعلق کسی طرح معلومات حاصل کی جائیں یہاں تک نازل جائے
گا تو ہم پولیس والوں سے دوسرا نہیں گئے۔“

”میں نے آگے بڑھتے ہوئے دماغ سے کہا: وہاں سن، تم ہم
سے آگے نکل جاؤ۔ اگر گیسٹ پر دربان ہو تو اس سے بنا مانگو۔ وہ چاہا
مجھے کہے گا تو میں اس کی کھوپڑی میں پہنچ جاؤں گا اور اگر کوئی نہ ہو تو
بے دھڑک بنگلے کے دروازے پر پہنچ کر دستک دینا.....“

”دماغ نے کہا: میں جگے میں دربان یا چوکیدار نہیں سوتے ہوں
کتے جوتے ہیں اور کتے ٹٹی بیٹھی بیٹھے والے فزاد کی عیب دہا کا لحاظ نہیں
کریں گے۔“

”دماغ نے سے لیا اور اسٹیشن سے لو۔“

میری بات سن کر دان لے نے فریالور کے ساتھ ساتھ سائینل
پہلے سے دماغ کے حوالے کر دیا۔ وہ تیز قدموں سے چلتی ہوئی
نکل گئی۔ میں پیچھے تھا مگر اس کا ہم دماغ بنا اس کا اندر ہوا
منٹ کے بعد گیسٹ پر پہنچ گئی۔ گیسٹ پر کوئی چوکیدار نہیں تھا
دراں ایک کھلی کھلی ہوئی تھی۔ میں نے دماغ کی سرچ کے لیے پڑھا
چھوڑا۔

”گھڑی کا ظہور نہیں ہے۔ تعریف لے آئیں۔“

”دماغ جلدی سے سوچ کے لئے بولی: تم نے عجیب
پڑھ لی ہو گی؟“

”دماغ تعجبی بات ہے۔ سارے جہاں کے مالک مکان
مہاؤن کو کتوں سے ڈرتے ہیں مگر وہاں تو آدھی رات کے بعد تو
کھا جا رہے۔“

”وہ بولی نہ شاید بنگلے کا مالک یہ چاہتا ہو کہ ہم بے دھڑک
جائیں پھر پانچ ماہ کی کتوں کو ہم پر چھوڑ دیا جائے۔“

”ہاں۔ یہ ممکن ہے۔ وغیرہم آگے ہیں۔“
”میں نے دان لے کو بتایا کہ وہاں کس قسم کی عمارت کھڑی
اس نے بھی سچی کہا: جڑوں کو ہم سے ملے ہاں کے مہاؤن کو
یہ خوبصورت اڈا ہے اس عمارت کو بڑھنے کے بعد ظہور اور بڑھ

ہم دماغ کے پاس پہنچ گئے۔ گیسٹ کھلا ہوا تھا۔ پیسے
چاہتا تھا مگر دماغ آگے نکل گئی۔ دان لے تیزی سے قدم بڑھا
رومانے سے بھی آگے نکل گیا۔ رو مانے تو سپریم پر جان دیتی تھی
میں سے سامنے ڈھال بن کر چلنا چاہتی تھی۔ لیکن دان لے کی دغا
نے مجھے متاثر کیا ہم چاروں طرف متعلقہ نظروں سے دیکھتے ہوئے
کے دروازے پر پہنچ گئے۔“

”دماغ نے پرسکڑنے کی ضرورت پیش نہیں آئی
کے جن کے پاس ہی ایک بنگلہ تھا۔ اس پر جلی حرف
پراختا یہ آپ کے لئے ہے۔“

”میں نفس اقلہ کے لئے کھولا ایک تہہ کیا ہوا کاغذ
اس کاغذ کو کھولا تو حیرت برپا ہوئی۔“

”مشرقاؤ اور خوش آمدید۔ آپ اپنے دوستوں میں آنا
بے خوف و خطر اندر تعریف لے آئیں۔ ڈیمانگ رقم کے سٹیٹ
سے نفسی گفتگو ہوگی۔“

”میں نے وہ رقم دماغ کی طرف بڑھا دی وہ بڑھنے کے
”یا حیرت۔ یہ پراسرار دست کہاں سے پیدا ہو گئے؟“
”میں نے جواب دینے کے بجائے دماغ سے کہا: ہسٹری
وہ جہت آہستہ کھٹا چلا گیا۔ سامنے فزاد کی سجا ہوا ٹرام
آئی۔ قاتل گروہ میگزین سے خالی تھا۔ میں نے دماغ پر کھڑے ہوا

”دماغ نے کہا:“

”کوئی جواب نہ ملا۔ میں نے پھر کہا: دست جن کو خوش آمدید
کہنے پر تڑپنے آ جاؤ۔“

”خالی ڈیمانگ میں میری آواز گونج کر رہی۔ دماغ نے کہہ
داخل ہو جاؤں طرف دیکھنے لگا۔ پھر وہ ڈیمانگ رقم سے گزر کر
دماغ سے ایک بار کیس پہنچ گیا۔ میں نے بڑھ کر دماغ۔ وہ بنگلہ ایک
ڈیمانگ رقم کو دیکھ کر پشیمان تھا۔ وہ بے دردم، باہر دم اور کچھ
میں جاگ آیا۔ سامنے سوا دہاں کسی بھی اجنبی کا وجود نہ تھا۔“

”میں اور دماغ ڈیمانگ رقم میں آگے۔ سینٹر ٹیبل پر ایک اور ڈیمانگ
کھا ہوا تھا۔ میں نے سامنے اٹھا کھولا۔ دماغ نے فزاد کے متعلق
میں۔ آئی آہ وہ صوفے پر اٹھیا۔ سامنے بچے کو بڑھنے لگا۔ سب سے پہلی
یہ بات تھا کہ وہ فزاد روزانہ میں لکھا ہوا تھا۔“

”میری نگاہوں کے سامنے جیسے ببول کھٹنے لگے۔ بنگلہ کھرنے لگی
انہی اٹھا کر وہاں بھرا ہوا حیرت انگیز چہرہ دیکھ رہا ہوں۔ میں نہیں
مانتا تھا کہ وہ فزاد دستی لائے گا یا دشمنی۔ مگر میں نے اس زبان کو
دم لیا۔ دماغ نے فزاد سے پوچھا: کسی جو صوفے کھلے کیا؟“

”مگر نہیں، مجال ہے۔ یہ خط میری مادری زبان میں لکھا ہوا ہے۔
یہ کہہ کر وہیں لے بڑھنے لگا۔ کھٹا ہوا تھا۔“

”مشرقاؤ صاحب!

”آپ آئے جگہ گھر میں خدائی قدرت ہے کہ کچھ آپ کو پانا
آپ کی سیر فانی کا سفر حال کا خدائی قدرت ہی سے ممکن ہے۔
اب آپ کا کام کی بات نہیں۔ شاید بچے آج شام کا اخبار
میں رکھا ہے، اسے لے کر آئی پھر۔“ دان لے نے گوم ہے میں
پہلے اس کو سینٹر ٹیبل کے نیچے آج شام کا اخبار رکھا ہوا ہے پہلے
نے خاک چھیننے پر ایک نظر ڈالیں.....“

”میں نے خط کو ادھر ادھر کر سٹیٹ ٹیبل کے نیچے کھٹا پھر ہاتھ
مگر اخبار وہاں سے نکال لیا۔ اس کے پہلے صفحے پر میری بڑی تصویر
تھی کئی تھی۔ میں پیسے بنا چکا ہوں کہ ان دنوں ملایا کا اخبارات کے
پرمزعات، انڈیا شہ پارہ ڈول جوئی اور ام جہاز عام ہوتے۔ ہی نے عظیم
بڑی تصویر خانگی کی گئی تھی۔“

”فہرٹا کر شام نے وہ تصویر اٹھو برس کو دی ہوگی۔ جو برس کے
بیسے ملا پہنچتی تھی۔ مجھے جانتے تھا۔ کس خیال خانی کے ذریعے شام کو
فہرٹا کر برس تک پہنچانے سے وہ کیا مگر میری ہزار ہا عموقیات نے
ست ہسٹریوں سے نکال لی تھی۔ اب چھاننے کیا ہوت جب چڑیاں
میں کھیت.....“

”انہاں میں میری تصویر کے ساتھ ان کارناموں کی تفصیل بیان کی گئی تھی
بسنے ملایا کے جہاز میں آجائے تھے۔ میں وہ تفصیل بنا پڑھتا۔ جو

”انہاں کے شامت میں اٹھا ڈرتی ہیں انہیں بارہ سالے کی جاٹ بنا کر بیٹھی
کیا جاتا ہے۔ مجھے کئی بات مرثت یہ تھی اسے اس تصویر کی شامت نے میر
کیا اور کیا تھا۔ عام رنگ تو اسے عام کی تصویر سمجھتے۔ لیکن ٹریڈ اور
ماٹر کی انہیں اس تصویر کے بچے اکی نزا دیکھتے تھے۔ کبہ ایک سب
ہی دیکھا اور کچھ بول گئے۔“

”میں نے وہ اخبار دماغ کی طرف بڑھا دیا پھر اس خط کا سلسلہ جہاں
سے لڑا تھا وہاں سے بڑھنے لگا۔ میں نے جہتی میزبان نے لکھا تھا۔“

”ہی ہاں فزاد صاحب! یہ آپ کی تصویر ہے۔ اسے سامنے رکھ کر وہاں
پہلے مارٹر کو ایک معلوم ہو کر ہوا کہ اس نے عام کو نزا دیا ہے۔
ماکس میں کو پڑھ لیا گیا ہو گا کہ کیا کئی شام سے قیام فزاد نے انا قابل
شکست انسان کو ہے ہی جیسا کبھی پل زہ سے بگا دیا ہے۔ اور انگریزی
کلاس عمارت کی مالکہ بنا کر ٹریڈ اور کلاسوں ڈار اور نے شام انہاں
کا نقصان پہنچا یا ہے کہ دونوں نظریوں کے کتے آپ کو سپریم ڈالنے
کے لئے تلاش نہیں کر رہے ہوں گے؟“

”آپ کا زادی سے گھر مناسب نہیں ہے۔ اس لئے میں نے
آپ کی عارضی رہائش کا انتظام کر دیا ہے۔ یہاں کھانے بیٹھے اور بیٹھے
کا تمام سامان موجود ہے۔ آپ شراب نہیں پیئے۔ آپ کے ساتھ ایک سینہ
موجود ہے اس لئے میں نے دوسری کا انتظام نہیں کیا۔ جب بھی آپ جا رہیں
گے سینہ ڈال کی نظائیں گای جائیں گی۔“

”میں ایک ملازم حاضر ہو جانے لگا۔ بے جاہ کو گنا اور ہے۔
دراں کی مصفا کی کہے گا۔ آپ کو ذریعہ جن چیزوں کی ضرورت ہے۔
اس ملازم کو دیں۔ مختلف مالک اندر ایک آپ کا سامان میں چینی
جائے گا۔ آپ جو بہت پھر میں نکلی روپ میں۔ پٹی تصویریں
آپ کے لئے اٹھائیں۔ پاپورٹ بنا دیا جائے گا۔“

”جب تک میں زندہ ہوں۔ ٹریڈ اور صاحب سے اور اسٹریٹ
لاکھوں قدریں کے دروں کی دھڑکن

محمد الدین نواب
کے (۱) سنگتی مولیٰ کی تصویق کا مجموعہ
ببین
مکملہ نوبت
کتب نفیسی
پرستوں کے لئے
شاخ ہوجاے
توزیہ کمال علی گڑھ کی بیرونی دستوں کی

سپر ماہر آپ کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکیں گے۔ آپ یہ فکر کر لیں کہ
 سے آرام کریں۔ میں اپنی ہزار ہا محکوموں سے آپ کا بہرہ لے رہا ہوں۔
 نقطہ۔ آپ کے خزانہ...
 میں خند پڑھنے کے بعد مرنے کی نیت سے ٹیک لگا کر سوتے لگا
 عجیب لاکو کا چٹھا ہے۔ جب خزانہ ہی مقبرہ (تو پھر منہ کیوں چھاپا رہے۔
 خراب بہرہ بان تھا کہ اپنا نام تک نہ لکھا۔

میں نے دان سے سے کہا۔ تم ایک بیٹروں میں جا کر آرام کرو۔
 صبح جس وقت جاہر، اٹھ کر چلے جانا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم بے ناگہم
 پڑنے پوری بجوں کے ساتھ ایک ہفتہ گزارو۔ اس کے بعد بیت محتاط ہو
 کر فائبرٹ آفیسر سے ملاقات کر لو۔ کہہ دو تمہارا نقاب باختری نہ کر سکتے
 اچھی طرح اطمینان کر لینے کے بعد زمین دوز آؤں سے میں اس شرط کے ذریعے
 ٹائیکس کے رابطہ قائم کرنا اب جاؤ گے۔
 وہ چلا گیا۔
 پہلے ہی ہو گیا تو کوئی سیدھا سحر ہے۔ بڑی خیر خیر سے مذاق کر رہا
 ہے۔ کوئی آئیڈیا ہے کہ یہ کون ہو سکتا ہے؟

میں نے انکار میں سر ہلایا۔ نہیں۔ یہ خند پڑھنے سے پیسے بھی
 رقم تھا کہ جس پر جہانم میں کی چاہیں ہیں محسوس آجائے خیر خزانہ کا
 تعلق دونوں خطرناک نظریوں سے نہیں ہے۔ یہ کسی تیسرے گروہ کا خطرناک
 سخر ہے۔ جو جس کے اتنی زمینیں اٹھا رہے تو مزید سے کوئی بڑا
 فائدہ حاصل کرنا چاہے گا۔ ساتھ سے بہرہ بانوں کو کہنے کے کسی کھائی میں گرا
 لے گا اس دنیا میں کوئی بے مقصد کسی کے لئے کچھ نہیں کرتا۔
 میں مرنے سے سطر کو خراب گاہ مآ آیا۔ وہ خواب گاہ آرائش اور
 مزدورت کے تمام سامان سے لڑا تھی وہ نادارہ مینز مارٹن ہیری مزدورت
 کو ہی نہیں، ہیری نظرت کو دیکھ کر ذوق حسن کو بھی توبہ تبت تھا۔ مشاہد
 اس لئے چاروں طرف دیواروں پر عمر خیرام کے مشرف شباب کی عذبات
 اچھیر تصویریں آویزاں کی گئی تھیں۔

میں نے رڈیو گرام کو آن کیا۔ وہ دماغی ماحول کی رنگین نفا میں
 ہلکی ہلکی موسیقی سرگوشیاں کرنے لگیں۔ ایک گلوکارہ ہولے ہولے بول رہی
 تھی۔ لے مسافر! دم دم چلتے ہیں دلے مسافر! ذرا تھم جا...
 دیکھتے تیرے لئے بیٹھی زلفوں کا سا بہ اور گویا ہوں کا ایک ہے۔
 سو جا۔

میں جانتی ہوں تو آگ اور خون کے دریا سے ہر گورگرتا تھا ہے۔
 مگر تیری زندگی کا کوئی محیرہی جوانی کے نام بھی ہو تو میں سے نام
 نہیں رہوں گی۔
 تیرے نام سے امر جو ماڈل کی گئی۔
 خواب گاہ کے دروازے کے چھری پڑے پھرنے لگے۔ ان اہلوں کے

درمیان روندا نہ سہولوں کی شہزادی کی طرح جھک رہی تھی۔
 کر دیا۔ اندھیرا چھا گیا میں نے سوچے آن کو باہر چلی نہیں رہا
 خوابوں کے دھند کے کٹھن چیل گئی۔ میں نوم کی سلامتی سے
 وہ بھی دھند کے فبا میں چور چور کی طرح ہولے ہولے
 رڈیو گرام کے پیچھے سے کوئی گلوکارہ دیکھی مسکرائی
 لگتا رہی تھی۔

”دم ہم چلتے ہیں دلے مسافر!
 تجھے نہیں سلام میں تیرے لئے صوف تیرے لئے ہلکا
 بچپن سے تیرے لئے پردان چڑھتی ہی۔
 جب بچپن کے تن سے جوانی کا بدن جھانکے گا
 ہاں چلی بار دل نے سمجھا یا کہ یہ سارا مال داسرا ہے
 تو کبھی آئے گا اور دیکھ کر دجودی دھرتی سے مسکرائی
 ایک دان چمک لے گا۔
 اور تو بھی آگیا ہے۔“

میں اس کے لئے آگیا تھا۔ وہ دیکھنے لگے تھی۔
 کھلے آئے تھے۔ مگرات جاری تھی چار بج چکے تھے
 ہونے والی تھی۔ میرے اگلے مینز سے ایک خطلی ہوئی۔
 دیوار گھڑی لگی تھی۔ جس کے ہاٹھ ہیں گھومتے ہوئے
 ہو گیا۔ حالانکہ ایسے وقت حدیوں پرانے بوڑھے وقت کو
 بند کر دیا جا تا ہے اور شباب کی لوق کھول دی جاتی ہے۔

میں نے سوچ کر آج کر دیا۔ تیلی روشنی ہو گئی
 گم ہو گئی۔ وقت ہو گیا سلام۔ سبھی تیلی پر صرت ہر ذرے
 سوج کی پہلی کرن آنکھ نہ کھتی تہ تک رات میں جانتی تھی
 میرے پڑھنے والے دیکھنے حالات سے اچھی طرح واقف
 تصور کر سکتے ہیں کہ کھینے بوج کے نیچے تپتے ہوئے گدیوں
 چھاؤں اور ٹھنڈی ہوا ایک جھونکا نصیب پر ہائے تو اس ما
 لئے زندگی کا وہ سب سے بڑا انعام ہوتا ہے اس وقت دماغ
 میرا انعام بن کر آتی تھی۔

وہ عمدہ کی سطح کی طرح پر سکون بھی تھا اور سوز
 طوفان پر درمی تھی۔ وہ من زور اہلوں کی طرح آتی تھی۔
 چٹ کر گونٹ سے نکل جاتی تھی۔ بڑی دلکش اور عجیب
 ہچاتی تھی۔ مگر ترسائی نہیں تھی۔

جوانی میں سب پر جوانی آتی ہے۔ البتہ جس کسی کا
 کو نہیں ملتا، حسن اور جوانی کے باہمی ملاپ سے دلکشی پا
 زندگی میں ایسی ہی لائیں۔ بیش جو ایک وقت سین میں تھی
 لیکن زمانہ ان سب سے سوا تھی۔ خود کو پیش کرنے کے دوران
 ایسی دلربائی جوانی تھی کہ جسے میں الفا میں بیان نہیں کر سکتا

یاں کرنا چاہتا ہوں تو بیان سے پہلے ہی اس کی اداؤں کے کلمہ ہم ہر شہ
 ہم جہاں ہوں اور الفاظ اٹھانے کے پاس سے ملتے ہیں۔
 ہر شخص نظر آتے ہیں۔ لہذا ہرگز بہت ترغیب ہر زور کرتا ہے
 اپنے ذہن میں سمجھنا چاہتے ہیں آج میں ذرا سا سطرین کر رہا ہوں
 جس سے سراج اور وقت ارادی کا مالک ہوں اگرچہ سین خریدتی میری
 وہ کسی ہی لیکن میں کسی کو ڈھول بنا کر گئے نہیں دکھاتا۔ اس ہاتھ
 کے بڑھ کر چھپے سے لگاتا ہوں اور اس ہاتھ سے وقت کو تیار ہوں لیکن
 رات کے بعد زمانہ میری ادنیٰ مزدورت بن گئی میں نے بار بار اسے
 لائے باس سے دور رہنے کی کوششیں کیں لیکن وہ دانستہ ایسا کرنے
 کا ایجاب نہیں ہوسکا۔ یہ دوسری بات ہے کہ حالات سے نہیں عارضی طور
 پر کاروبار ہو رہی ہی اس سے خطے کی صورت لگتا تھا کہ ہمیں اس کی ملنے
 ابرے جو کرنا تو میں نے زندگی میں ہی پر بار بار دیکھی تو سمجھا۔
 بہر حال مجھے ہی سمجھتے سمجھتے سمجھ گئی۔ میں نے اپنی اندازن جوہر کو اپنے
 بارہ کھنڈیاہ سے بیٹھے سے لگ کر گئی۔ میں نے اس کے خوابوں
 خ کو اس میں لے کر بات دہی کہ وہ چھ گھنٹے تک آرام سے سوتی
 گی اس کے بعد سونیا کی خبر لیتا تھی بہت دیر ہو چکی تھی۔ تقریباً وہ گھنٹے
 لئے تھے سونیا اور اس وقت سے رابطہ قائم کرنے کا موقع نہیں ملا تھا
 موقع چلتے ہی میں سونیا کے پاس پہنچ گیا۔

بچپن کا وہ وقت یاد ہے کہ وہ ہاتھ مار کر کہا کیا تھا اس وقت
 ہم کے متعلق شے میں متلاں ہو گئی تھی۔ اس کا ہر شہ ہر قسم ہو سکتا
 وہ زمانہ کو فرما رہی سمجھتی رہتی لیکن میں نے معلوم کر کے پریشان ہو گیا
 تمام کا خندہ بن عارضی تھا۔ جس نے جوان کے خاص ڈاکٹر نے اس کا
 نہ کرنے کے بعد لطفین سے کہا تھا کہ دوبارہ آپریشن کے ذریعے عاذم
 ہر ذرا سلامتیوں کی طرف لوٹ آئے گا۔

میں سمجھ ہی جاتا تھا تب سے جاوہ اپنی گنتہ و مرادھی کو با لیتا۔ میرا
 لڑن کو پیرا کرنا کہ ہم ہو گیا تھا۔ وہ بڑی شہ ناک سزا پانچا تھا۔
 جسے لکھنے بہ بات شہ ناک تھی کہ سونیا نے فریاد بھر کر اس کے
 اور میں تھی جب وہ آپریشن کے بعد نازل ہو جائے گا تو یقیناً اپنی پہلی
 ہی سونیا پر ہی آڑ ملے گا۔
 میں نے کسی بھی صورت سے گائی تھی کہ میں سونیا کو اس کی طرف سے
 میں سونیا کو اور آپریشن کا نتیجہ سامنے آئے سے پہلے سونیا کو کسی
 ان کی اعلیت بتا دوں۔ لیکن اطمینان تھا کہ آپریشن کے بعد عاذم کو
 نہ ہاں ہوسکتے ہیں کہ وہ ان گھنٹے کے اسی لئے یہ مطمئن ہو کر سونیا کی طرف
 ڈھکے کھانے پر تھا۔
 ڈھکے پہلے ایک لڑا ہم واقعہ پیش آیا تھا۔ سونیا نے عیش چرچہ
 کی کہ وہ ہلکا دیا تھا سے بتا دیا تھا کہ میں دینی ہی تھی جاننے والی

ظن کر عورت ہے لیکن ملاؤں کسی عادت کے باعث عارضی طور پر خیال جوانی
 کی سلامت سے عجز ہو گئی ہے۔ نانیال سے کسی بہبودی کے پاس کر ڈوں ڈالو
 کے عجز فرزند کر رہا ہے۔
 خوں اور کینوں کو فرزند کرنے کے سلسلے میں ہر کے بازار کو
 نہایتی کیفیت حال ہے شاید وہ ان کی آب ہا کچھ ایسی ہوگی کہ دانیال بھی۔
 رسی دنی کو بچ رہا تھا کسی بہبودی سے سوادے ہو چکا تھا لیکن اس سے
 پیسے ہی جبران نے اپنے آدمیوں کے ساتھ دانیال کی کوٹھی پر چھاپ مارا، اور
 رسی دنی کو ڈوں سے لے جا کر اپنے ایک خفیہ آفس میں پھینچا دیا۔
 سونیا نے جبران کو سمجھا دیا تھا کہ اس دنی کی خیال جوانی کی سلامت
 کسی وقت بھی واپس آ سکتی ہے اس لئے جبران اس کا سامنا نہ کرے اور نہ ہی
 اپنی آواز سنائے۔ جبران نے اس کی بات پر عمل کیا تھا۔ جب وہ دانیال کی
 کوٹھی میں اس دنی کو حال کرنے گیا تو نقاب پہنے ہوئے تھا لیکن وہ پرک
 میں نے سونیا کا ماری نہیں تھا۔ رسی دنی کو اپنے خفیہ آفس میں پھینچانے کے
 بعد وہ سونیا کے پاس آیا۔ بڑھ کر تیلی پیٹوں کے متعلق زیادہ مطومات نہیں
 تھیں اس لئے وہ بھول گیا تھا کہ سونیا کے سامنے عا کا رہیں کہے گا۔ تو
 رسی دنی سونیا کے ذریعے اس کے دماغ تک پہنچ جانے گی۔
 سونیا نے جبران کو سمجھتے ہی ہاتھ کے خائے سے کہا وہ اس کا
 جبران کی کچھ میں نہ آیا کا خائے میں واپس جانے کے لئے کہوں کہہ
 رہی ہے؟ اس نے آہستگی سے پوچھا۔ کیا بات ہے سونیا! کیا پہل پکڑ
 لئے کوئی مظلوم ہے؟
 سونیا نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر کہا کیا تمہیں یاد نہیں ہے۔
 میں نے بتایا تھا کہ مجھ سے بائیں لگے تو وہ چڑیل میری سوچ کے ذریعے
 تمہاری آواز اور لہجے کو اپنے گھٹ میں لے لگی۔ پھر تمہارے دماغ تک پہنچ
 جانے کی۔
 جبران ایک مرنے پر بیٹھ کر سر پہنے لگا پھر اس نے کہا ہاں، میں
 سبوا گیا تھا لیکن اس بھول کے باوجود مجھے اطمینان ہے کہ وہ دیکھ کر مایہ
 نہیں پہنچ سکتی۔
 ”یہ اطمینان کیسے ہوا؟“
 ”میں نے رسی دنی کو دیکھا ہے وہ بیچارہ کو کر بیٹھے اس کو اس کے پاس
 ٹیلی پیٹھی کا مقیاد پر تا تو وہ بستر پر نہا سے بیٹھی ہی بیٹھے دانیال کو کوٹھی
 کی سزا مزدوری تھی۔ اب کل اس کی طرف سے دانیال کے کسی آدمی کو نقصان پہن
 پہنچا ہے۔“
 سونیا نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا اگر یہ درست ہے تو رسی دنی
 کو اپنے اور پہلی آزمائش۔ لے اپنے کسی آدمی کو اس کے سامنے بے نقاب ہو کر
 آدمی اس کے مزاج کے خلاف کوئی حرکت کرے گا تو وہ مجھے سے آکر بیٹھتا
 ٹیلی پیٹھی کا مقیاد استعمال کرے گی۔ اگر تیلی پیٹھی سے عزم ہوگی تو بے بسی
 سے صرف دینی رہ جائے گی۔

میں نے انکار میں سر ہلایا۔ نہیں۔ یہ خند پڑھنے سے پیسے بھی
 رقم تھا کہ جس پر جہانم میں کی چاہیں ہیں محسوس آجائے خیر خزانہ کا
 تعلق دونوں خطرناک نظریوں سے نہیں ہے۔ یہ کسی تیسرے گروہ کا خطرناک
 سخر ہے۔ جو جس کے اتنی زمینیں اٹھا رہے تو مزید سے کوئی بڑا
 فائدہ حاصل کرنا چاہے گا۔ ساتھ سے بہرہ بانوں کو کہنے کے کسی کھائی میں گرا
 لے گا اس دنیا میں کوئی بے مقصد کسی کے لئے کچھ نہیں کرتا۔
 میں مرنے سے سطر کو خراب گاہ مآ آیا۔ وہ خواب گاہ آرائش اور
 مزدورت کے تمام سامان سے لڑا تھی وہ نادارہ مینز مارٹن ہیری مزدورت
 کو ہی نہیں، ہیری نظرت کو دیکھ کر ذوق حسن کو بھی توبہ تبت تھا۔ مشاہد
 اس لئے چاروں طرف دیواروں پر عمر خیرام کے مشرف شباب کی عذبات
 اچھیر تصویریں آویزاں کی گئی تھیں۔
 میں نے رڈیو گرام کو آن کیا۔ وہ دماغی ماحول کی رنگین نفا میں
 ہلکی ہلکی موسیقی سرگوشیاں کرنے لگیں۔ ایک گلوکارہ ہولے ہولے بول رہی
 تھی۔ لے مسافر! دم دم چلتے ہیں دلے مسافر! ذرا تھم جا...
 دیکھتے تیرے لئے بیٹھی زلفوں کا سا بہ اور گویا ہوں کا ایک ہے۔
 سو جا۔
 میں جانتی ہوں تو آگ اور خون کے دریا سے ہر گورگرتا تھا ہے۔
 مگر تیری زندگی کا کوئی محیرہی جوانی کے نام بھی ہو تو میں سے نام
 نہیں رہوں گی۔
 تیرے نام سے امر جو ماڈل کی گئی۔
 خواب گاہ کے دروازے کے چھری پڑے پھرنے لگے۔ ان اہلوں کے

جبران نے تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا: ہاں اس طرح اے انبیا
 کا ساتھ ہے سونیا، ایک بات ہے یہی وہی کائنات و مشابہت ایسا عالم ہے
 کہ مشائخ سے گولی کی طرح گمٹا ہے ہرچہ پھر تو زمین گمان ہو گیا ہوں ؟
 سونیا سکراتی ہوئی اس کے سامنے صوفے پر بیٹھ گئی: اچھا، تو تم
 گمان ہو گئے ہو۔ اب حرافت جادو کیا خود ہی جا کر اسے چھیننے کا
 ارادہ ہے ؟

ہاں۔ میرا دل بھی کہتا ہے کہ میرے سر کوئی سارے تڑنگے :
 اور تمہیں پسند ہے تو اسے چھیننے کا خطرہ مول لو جو عمر ہی ایک ہفتہ
 یا دو گھنٹا اس کی عمر کے خلاف کسی کی عزت کی طرف ناخوشگوارانہ نظر ڈالنا
 پسند نہیں کروں گی ؟
 یہ تم کو پھر ہی سونیا ! جیکو وہ تہاے عزت سے دشمنی کر چکی ہے ؟
 میں اسے گولی مار کر انتقام لے سکتی ہوں مگر ایک عورت کے ناٹے
 اس کی عزت کی دشمن نہیں بنوں گی ؟

اگر وہ مجھے پسند کرے تو..... ؟
 میں۔ تم خبردار اور اسرار پر، وہ تمہیں پسند کر سکتی ہے ؟
 یہ تو تم انتقام لینے کے لئے اگلی کو نہیں مانگی ؟
 وہ نہیں کر لیتی۔ تم اچھے دوست ہو تمہاری خاطر میں اسے معاف
 کر دوں گی ؟

انتے میں ڈاکٹر زہری آ گیا۔ "میلو سونیا، ہیلو جبران !"
 جبران نے کہا: کم آن ڈاکٹر! فرزند بخیریت ہے نا؟
 "جی ہاں۔ سونیا کے لئے خوش خبری ہے آپریشن کی ضرورت پیش نہیں
 آئی۔ میں برا ٹیکشن سے بچا ہوں۔ ان کا یہی آپریشن ظاہر کر رہا ہے کہ فرزند
 بیٹھے دو بیٹھے میں اپنی مراد غصیت کی طرف منٹ جائے گا۔"
 سونیا مسک کر لہری ہوئی: "ٹیکسٹ ڈاکٹر۔ آپ اتنی جتنے کاراہی مہارت
 ڈاکٹر ہیں۔"

ڈاکٹر نے پوجا کو ایک بات بتاؤ کیا فرزند کا کوئی ہم مشکل
 بھائی بھی ہے ؟
 "ہیں۔ اس کا پاپا کوئی سنگ بھائی نہیں ہے، آپ نے یہ سوال
 کیوں کیا ؟"
 "ابھی میں پہلے ہی سڑکی سے آ رہا ہوں، دل میں نے لڑکے کے شائع
 ہونے والے ایک اخبار میں جبران کی تصویر دیکھی ہے۔ اس تصویر کے نیچے اس
 کا نام آجیم لکھا ہے۔"

آجیم نام یا سن کر سونیا کھنکھناتی ہوئی عازم کا نام اٹھایا۔ عازم بھی
 بار بار کہہ چکا تھا کہ وہ فرزند نہیں عازم ہے وہ لہری ہوئی ڈاکٹر! ہو سکتا ہے اخبار
 میں عازم لکھا ہو اپنے لئے آجیم پڑھا ہو۔
 ڈاکٹر اس کی بات سن کر ہنس گیا، جبران نے کہا: نہیں۔ اسے
 آئی۔ ایم آجیم لکھا جاوے۔

سونیا نے پوجا کو پھر آپ عازم کا نام سن کر کھنکھنایا
 وہ لہری ہوئی پرسن شام میں یہاں فرزند کا مسافر کو گھسٹا ہوا
 وقت اس نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ فرزند نہیں عازم ہے۔ فرزند
 زبان بولتا اور لگتا ہوا کہ مجھے تڑکی، حرفی، انگریزی اور فرانسیسی
 علاوہ کوئی باجو نہیں آتی ہے۔

سونیا نے صوفے پر بے چینی سے جلوہ دیتے ہوئے پوجا کو
 شائع ہونے والی تصویر کے بارے میں پوچھ لکھا: "وہ
 "ہاں۔ ایک بیٹھے پہلے ایک عیب سے کو انوار کے لئے لایا
 پہنچا یا گیا تھا۔"
 "کیا عازم نے طبیاً سے کو انوار کیا تھا ؟"

نہیں۔ چند ماہوں میں عازم نے لایا۔ آج عازم عازم
 کی حیثیت سے شائع کی گئی ہے۔ اخبار میں لکھا ہے کہ عازم نے
 کے لئے شمارہ فروغ کی جائیں سچا ہیں۔ یورپ اور ایشیا کے
 سرمایہ داروں کو اس نے عزموں کی قید سے رہائی دلائی۔ وہ چلانی
 کارڈ سے انجام لے رہے ہیں وہاں کی حکومت اور قانون کے
 اب تک اس نے رابطہ قائم نہیں کیا ہے وہ کسی لفظوں میں
 ہونے کے باوجود چھپتا پھر رہا ہے اس کی تصویر شائع ہونے
 اسے عورت سے نہیں پہچانتا تھا۔

جبران نے پوجا کو اخبار والوں کو اس کی تصویر کہا
 ڈاکٹر نے جواب دیا: "یہ نون کے اخبار نے تصویر کے
 پریس کا حوالہ دیا ہے اور انقرو میں رہنے والی عازم کی بیوی شائ
 شائع کیا ہے۔"
 چند ماہوں کے لئے سونیا کا منہ کھلا دیا پھر وہ لہری ہوئی
 فرزند یہاں زیر علاج ہے وہ مجھے کسی ہی بارہ کہہ چکا ہے کہ
 ہے وہ انقرو کا رہنے والا ہے اور اس کی بیوی کا نام شائ ہے۔

"کیا واقعی ؟" جبران نے تیرانی سے کہا: "یہ ڈاکٹر
 کہہ رہے ہیں کہ جسے ہم فرزند کہتے ہیں اس نے خود کو عازم کا
 مطلب یہ ہوا کہ ہر ماہ اس پر ہم سب ایک ہونے کے لئے
 ہم واقعی دھوکا کھاتے ہیں تو دوسری طرف انقرو میں عازم کا
 بھی غلط نہیں میں جتنا ہر کسی شخص کو عازم کہہ رہی ہے،
 میں ہے۔"

"ہاں۔ سونیا! یہ تم سے چھل کر لکھی ہو
 پریس کر رہی ہے سڑکی بیچی....."
 جبران نے تیرانی سے پوجا کو گائی ہے کہ
 وہ مشایخ بیٹھ کر لہری ہوئے دروازہ کو۔ وہ حرافت کو
 یہاں سے لایا گیا ہے۔ کیا تم نے اس کے لئے کو لایا ہے کہ
 نہیں کو لائی تھی۔"

ماہ۔ جبران نے تعجب سے پوجا کو کہا: "تم نے کہا تھا پوجا کہ وہ زمانہ
 کو برس ہی پہل گیا تھا کہ آئل فرزند لایا میں ہے ؟
 "ہاں۔ بس۔ مکاتے کتنی معصومیت سے کہا تھا کہ فرزند اب اس
 تاں پہلے کہ میں اس کی شریک جات یا جو بیٹھنے کے خواب کیوں نہ
 اپنی زندگی پر مارتیں کروں گی کوئی، اچھا سستی ملا تو میں اسے جبران نامی
 بناؤں گی۔ وہ کہتی ہے باقی بنا کر چلی گئی اور میں اس خوش نہیں میں مبتلا رہی
 کیسے اور فرزند کے لئے لاکھ بڑا کاٹا لکھ گیا ہے ؟

لیکن زمانہ کو کیسے پتہ چلا کہ فرزند لایا میں ہے ؟"
 "شاید یہاں کے اخبار میں انوار شہ قیادت سے اور عازم کے متعلق
 کوئی جوش تھا مہی جو میں نے کئی دن سے اخبار میں پڑھا ہے ؟"
 جبران نے کہا: "پر میں میں حاضر زور کو تو کت میں نے اس قدر
 عورت کو انوار نہ دیکھا اور زمانہ بھی نہیں پڑھا ہے۔"

یہ کہہ کر اس نے عازم کو بلا کر کہا: "پر میں لایا ہے ؟"
 عازم نے کہا: "وہ تو کہہ نہیں ہیں جناب! اسے زمانہ صاحب
 لگتی ہیں۔"
 سونیا ہنستے ہوئی: "وہ جبران! وہ کتنی مکتا ہے۔ اس نے
 میں اخبار کی بجائے لگنے دی۔ جولوٹو میسک لئے آج کی پہلی ٹائٹل
 بلا لیا لگنے کے سبب ریزرو کا ڈاکٹر اب میں یہاں ایک منٹ بھی نہیں رہ
 سکوں گی۔"

جبران اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا: "کیا اس کی ریسورٹ لکھی
 ریزرو آفس کے نمبر ڈال کے پڑھا۔ اسے جھینڈ جبران لول ہا ہوں
 پتہ لیکر فون سے کرو۔"
 عازم نے ہنستے ہوئے کہا: "یہ سونیا! آج ہی کی کسی
 اپنی ٹائٹل سے کو لایا ہے کہ ایک ٹکٹ چاہئے۔ ہاں یا جھینڈ نہیں
 سنوں گا۔"

وہ دوسری طرف کی بائیں سنے لگا۔ جبران نے کہا: "یہ ادا کر کے
 ریسورٹ لکھنے کے بعد کہا: "سونیا! آج رات دیکھیے! بازار ہر ماہ
 بننے کا پھر اس سے تم ہی اولے سے کہنے دینے کو لایا۔"
 ڈاکٹر نے کہا: "یہ تو عجیب چکر ہو گیا یعنی اب میں۔" وہ ان کے فرزند کا
 نہیں کہہ سکتی تھا۔ عازم کا علاج کر رہا ہوں۔"
 سونیا نے کہا: "بلینڈ ڈاکٹر! آپ سے ساتھ جیک لائبریری میں ہیں
 دہانے متعلق شائع ہونے والی خبریں پڑھنا چاہتی ہوں۔"

"ہاں ایک منٹ۔" جبران نے کہا: "ڈاکٹر! میری سب کو کوشش میں آئی
 راضی ہے وہ میرے لئے بہت اہم ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ نے خصوصی
 نوٹ سے اس کا علاج کریں۔"
 ڈاکٹر نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا: "اچھی بات ہے۔ میں
 سونیا کو جیک لائبریری میں پہنچا کر راضی کو امیڈ کر لوں گا۔"

سونیا ڈاکٹر کے ساتھ جا چکا جی تھی، اسی وقت ملازم نے آکر
 جبران سے کہا: "جناب! ٹرانسپورٹ پر کوئی ماسٹر آپ کو دوا دوا م سونیا کو
 کال کر رہا ہے۔"

دوبہ تیزی سے چلتے ہوئے گئے کئی آفری لکھ رہے ہیں۔
 وہاں جبران کا ایک ماتحت ٹرانسپورٹ کو پیرٹ کر رہا تھا۔ جبران نے ٹرانسپورٹ
 کے سامنے بیچ کر ایڑوں پہنایا۔ ہر ماہ ایک کو مننے کے لئے لاکھ ڈاکٹر جبران
 اسپیکنگ۔ یور انڈر وکشن بلینڈ اور۔

دوسری طرف سے آواز آئی: "میرا معاف اتنا ہی کافی ہے کہ
 میں ہر ماہ اس کا ادنیٰ عازم ہوں تمہیں نصیحت کر رہا ہوں کہ بہت تیز نہ چلو۔
 منہ کے بل گرنے۔ تم نے سونیا کو بنا دیا، ہم خانوٹس ہے۔ تم نے اسے سکندریہ
 سے ماسٹر زور کے قدم کاٹ لیا ہے، ہم خانوٹس تاشائی ہے۔ اچھا کیا
 نے ہاے سامنے تم کو توڑتے ہوئے تالیسے کو کس وہی تمہاری تید میں ہے۔
 فرزند کے بعد وہ ٹیلی بیٹی بیٹے والی دوسری ہستی ہے۔ ہم اس دینا کے سبھی
 بڑے عظم کے عوض سے خرید گئے ہیں۔ تمہاری دانشمندی یہ ہو گی کہ عازم
 دشمنی کو چھین نہیں کر گئے۔ بس وہی کی منہ مانگی قیمت کے لئے ہنستے
 کرد اور پڑھی خوشی سے اسے سکندریہ کے ساتھ بارنا ہے۔ ہم کبھی تمہارے
 معاملت میں مداخلت نہیں کریں گے ہم نہیں صرف دس منٹ کے چھیننے
 کی جہلت تھی ہے اس منٹ کے لئے ماہیک سونیا کو لے کر۔"

جبران نے سونیا کو مائیک اور فون سے یاد دہلوی ہو۔ جبران
 سونیا بول رہی ہوں۔ اور۔"
 "میلو سونیا! تمہیں اب تک معلوم ہو چکا کہ ہم سب کسی عازم کو
 فرزند سمجھتے ہیں، اگر یہ معلوم ہو جو تو آج کا کوئی غیر ملکی اخبار پڑھ لینا
 اور پڑھنے کے بعد لایا کی طرف جانے کی حمت نہ اٹھانا۔ ہم تمہیں خوشخبری
 سناتے ہیں کہ کل صبح کے فرزند اس سکندریہ بیٹھے والے۔ کیا تم کل
 دس بجے تک جا رہی بات کا یقین کر لو گی ؟ اور۔"

"میں کیسے یقین کروں کہ تم درست کہہ رہے ہو یا کل تک کسی خاص
 بلا ٹنگ کے تحت مجھے یہاں دکان چاہتے ہو۔ اور۔"
 "ہم تمہیں جبران نہیں روکیں گے۔ تم یہاں سے بخیریت ملایا جاتا
 پھر تمہیں پریشان ہو کر واپس آنا پڑے گا۔ ہم کوشش کریں گے کہ تمہاری
 واپسی تک ہم فرزند کو یہاں رکھیں مگر تم دونوں لکھی کے رکھنے کے لئے
 ہو۔ چھوٹا ہے کہ وہ یہاں آکر کسی دس کے مالک کی طرف نکل جائے۔ اور۔"
 "وہ یہاں کیوں آتا رہے؟ پھر ماسٹر کو اس کی دوا لکھ لے جاؤ؟"

دور۔"
 "میں جیسے ہی معلوم ہوا کہ وہ ملایا کے جنگل میں درپوش ہے مجھے
 دہانے کے قریب خیرے نامک میں دنیا کی حسین ترین لڑکیاں بیچ دے فرزند
 کو جاننے کا یہی آخری نسخہ ہے۔ اخبارات میں یہ لکھا ہوا تھا کہ عازم کو
 اپنی شکل دھورت سے نہیں پہچانے جا سکتے تھے فرزند اپنے ہمی وہ پ

نیا لیا گیا ہے ان کا توڑ میں ہی رکھتی ہیں۔ سہادت میں کہ لیسٹی ٹوٹی ہے میں کا حق نکال کر لے آیا جانتے تو کھول رہی ملائیتیں واپس آجاتی گی۔

سونا بھی لطفین سے اور کبھی بے لطفینی سے لے دیکھتے بھی میری ملائیتیں واپس لے لے لے دے دے دنی پر ہر دوسرے کرنے پر مجبور۔ ہوں جتنی جبران نے پر جھاء تم دونوں کیا بائیں کو رہی پر؟ مجھے بھی تو بتاؤ۔

”کہہ رہی ہے کسی بونی کے ذبیحے فرزاد کی ٹٹی بیٹی کی ملائیتیں واپس لاسکتی ہے۔“

وہ خوش ہو کر بولا۔ ”یہ تو بہت بڑی خوش خبری ہے۔“

”مگر یہ بھی تو سمجھنا ہے کہ یہ اپنی جان بچانے کے لئے ابھی صورت بول رہی ہو۔ جو اپنے صحت مند ہونے کا انتظار کر رہی ہے۔ جب یہ لوگ کھانے پر سانس لے سکتے کہ قابل ہو جائے گی تو اس کی اپنی بیٹی بھی کلا ملائیتیں واپس آجاتی ہیں۔ مگر یہ تم اس کا کچھ نہیں جانتے کہ اس کے جبران مرداہ بھر کر بولا۔ ”کس حسینہ پر دل آیا ہے۔ یہ تو میرے لئے بھی صحبت بن جائے گی۔“

”جبران! اس کا خیال دل سے نکال دو۔ میں اسے مجبور کروں گی کہ یہ فرزاد کی کھوئی ہوئی ملائیت کو واپس لائے۔“

”کیسے مجبور کروں گی؟“

”ماتھے سے ساتھ میرے کہ پاس بیٹھ دو۔ میں لے لے اپنی ٹگڑائی میں کر لوں گی صرف دو وقت کھانے کے لئے دو دن کی مگر اسے صحت یاب نہیں پہنے دوں گی۔ یہ ہیشہ جی رہے گی تو ہم پر کبھی ٹٹی بیٹی کا اختیار نہیں آسکتا آزمانے گی۔“

وہ پس دہشیں میں بڑھ گیا پھر چپکاپتے ہوئے بولا۔ ”دل نہیں ماننا آتا ایسی صحت کو تیار رکھا جائے۔“

”ابھی طرح سوچو۔ تو تم اپنے دل پر جبر کر کے مجھ پر اور فرزاد پر بہت بڑا احسان کر سکتے ہو۔“

”ایک شرط پر تمہاری بات مان لوں گا۔ جب فرزاد کو اس کی ملائیت واپس مل جائے تو اسے دتی کا باقاعود علاج کرایا جائے گا۔“

مجھے نظر ہے۔“

”سرس دتی دونوں کو سوائیل نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ سمجھنے کی محوشش کر رہی تھی کہ اس کے غلامت کس قسم کی سازش ہونے والی ہے مگر وہ سمجھ نہ سکی۔ سوچ کے ذبیحے مجھے پکڑنے لگی۔“

”فرزاد! تم کہاں ہو؟ میں بہت پریشان ہوں۔ مجھے بتاؤ یہاں کیا چاہ رہے؟ فرزاد... فرزاد...“

میں کس دتی کی آواز سے بہت درد تھا۔ جس وقت وہ سوچ

ا کے ذبیحے مجھے پکڑ رہی تھی، اس وقت میں چپا کنگ بلازہ میں مصروف تھا پھر ساری مصروفیات کے بعد زمانہ کے ساتھ مصروف ہو گیا تھا۔

اب وہ میرے بازو کے کھینے پر سرباہمی میں لڑنے لگی سے اپنا بازو اس کے سر کے نیچے سے نکال لیا۔ مجھے بھی ہنسند آ رہی تھی۔ ”بھگت کا اجالا میل چکا تھا میری مصدمات کے مطابق مجھے ہزاروں میل دور سونا، اس وقت کو لے کر دریائے نل کے کنارے پریم کے پاس پہنچنے لگی تھی۔ سر دتی پریشان تھی۔ مگر اس کی جان کو کوئی خطرہ نہیں تھا۔“

میرے لئے سب سے بہت اہم بات یہ تھی کہ کسی مارو کے بیان کے مطابق کوئی فرزاد اس کے ذریعے پہنچنے والا تھا۔ یہ صورت میں ہو سکتا تھا مگر میں اسے بھگت سے بڑھ کر کسی دینی جیسا نایاب ہیرا اس کے ذریعہ ہی میں ہوں ہوتا تھا۔ سہ مارو اس ٹٹی بیٹی جلتے والی کو حال کرنے کے لئے اپنی آخری قوت بھی صرف کر سکتا تھا اور دتی وقت اس کی آخری قوت بائیکو فرزاد کی تھی۔ میرے اڑانے کے مطابق وہ ہاتھ پر فرزاد وہاں پہنچنے والا تھا۔

میں نے دیا اور گڑھی کو دیکھا۔ ”بھگت کے پورے بچے تھے میرے پاس آنا وقت نہیں تھا کہ میں دو دن یا مونا کی غیریت دریافت کر کے یا اپنے انجان ہیزبان کے متعلق جینے کی سے فخر کرتا۔ میں نے اپنے دماغ کی تمام پسین میں سارے آٹھ شے جانے کلاقت مقرر کیا مگر آٹھ دنوں کے نزدیک وہاں میں پہنچ گیا۔“

اس وقت میں ڈھائی گھنٹے کی بند پوری کر رہا تھا۔ دشمنوں کے لئے یہ نادر موقع ہوتا ہے۔ وہ چاہیں تو ایسے وقت میری گردن اٹار کے جانتے ہیں بشرطیکہ میں صفت کے کلمات کہاں کر لیتا ہوں، انہیں معلوم ہوتے۔ میں انہیں متوجہ نہیں دیتا کہ وہ میرے کھانے کا وقت معلوم کر سکیں۔ ان اب پہلی بار ایک انجانا میزبان میری غفلت کو دیکھ رہا تھا۔

”جب میری آنکھ کھلی تو سر لائے کی میز پر تازہ اخبار رکھا ہوا تھا۔ اگلا کے اوپر رکھی ہوئی ایک پرچی میں لکھا ہوا تھا۔ ”تیل بھاگ بیٹری طلب کرو۔“ میں نے سوچ کر دریائے کی جانب دیکھا۔ دروازہ ڈھکے بند کیا گیا تھا۔ گلاس وقت کھلا ہوا تھا۔ پہلی بار میرے ذہن کو جھکا سا گیا۔ میری غفلت دوران کوئی میرے سر لائے تک آکر چلا گیا تھا۔ میرے سینے میں خیر آتے یا شاید میں سے گولی مارنے میں کوئی پرکھی ہو گئی۔ صرف ایک کینڈا۔ اس کے بعد فرزاد ملی تیرا ایک بھر بیٹری کی طرح ٹٹی میں مل جاتا اور اس مثال کی تصدیق کر جاتا اور تم کو بھی ایک بیٹری چڑھائی مارا دیتی ہے۔“

میں ہنسنے لگی تھی۔ ”جانتی ہوں کہ فرزاد ہوا۔ اگر میں سونے سے پہلے اپنے دماغ کو یہ بات دے دیتا تو کمرے سے کسی تیسری کو جوردگی سے میری آنکھ کھل جانے تو خواب گاہ کا دروازہ کھلتے ہی میری آنکھ کھل جاتی۔“

”ایک تو حلق تھی۔ دو سکر زمانہ کی قربت کا نشہ تھا۔ تیسری بات یہ کہ دریائے کو اڑنے سے بند کر لینا ان کا کھانا ہر گیا تھا کوئی اسے باہر سے نہیں کھول سکتا۔“

کے گا۔

پہر حال بہت بڑی حماقت ہو چکی تھی۔ میں نے کان پڑھے کا نڈھ سونے سے پہلے دماغ کو بند رکھ لیا۔ ویسے اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال کر یہ آزما لیا تھا کہ میرا انجانا میزبان دشمن میں سے نہیں ہے۔ وہ پتھ پتھ دوستی شمارہ لیا تھا۔ ایسی دوستی جو میری سمجھ سے باہر تھی۔ یہ سب ہی مجھے ہی کی دوستی خواہ کتنی ہی بیوقوف اور بیوقوف ہو، اس کی ایک حد ہوتی ہے۔ کوئی اپنے دوست اور اس کی بیوی کی غفلت میں نہیں آتا جبکہ وہ انجانا دوست میری اور زمانہ کی تمنا ہی میں چلا آیا تھا۔

مجھے بہت برا لگا۔ میں بستر سے اٹھ کر دریائے پر آیا۔ واپس بائیں لار پڑ کر سناں پڑا تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر ڈرائنگ کم میں دیکھا وہاں کوئی نہ تھا۔ دو سکر بیڈروم کے سامنے بیچا۔ اس کا دروازہ اٹھنے سے بند تھا میں نے دان لے کر خیال پر چا۔ وہ اندر سڑتا تھا میرے حکم کے مطابق اب کمرے سے وہاں سے چلا جانا چاہئے تھا مگر اس کی سوچ نے بتایا کہ وہ بہت تنگ ہوا ہے۔ اس لئے اسے اب تک سو رہے ہیں۔ میں نے اس کے دماغ کو ہارٹ دی کہ بیدار ہونے کے بعد اپنے نامک جانے سے پہلے مجھ سے ملاقات ضرور کرے۔

میں وہاں سے مڑ کر کچن کی طرف گیا۔ وہاں کسی کی موجودگی کا پتہ چلا ہوا تھا۔ نکلے سے باہر گئے اور ایک آدھ ہر تن کے ٹھکانے کی آواز آ رہی تھی۔ میں نے کچن کے دریائے پر پہنچ کر دیکھا۔ ایک مقامی صورت کچن کی صفائی میں مصروف تھی میری آدھ پاتے ہی اس نے مڑ کر دیکھا پھر مجھے دیکھتے ہی اس کی تیسری شکل نکل۔ ”وہ تو سنی کا اظہار کر رہی تھی۔ اس نے مجھ سے ملنے پر کھانچا یا پھر اٹھا یا یعنی سلام کر رہی تھی۔“

میں نے ذرا غصہ دکھانے سے پہلے پوچھا۔ ”میڈیوٹر بین ان ملانی بیڈروم لیا کیا تم میری خواب گاہ میں آئی تھیں؟“

اس نے مزاح نہ دیکھا۔ ”پھر کچھ کرنے لگی۔ اس کی آواز کچھ ایسی تھی۔ ”جی آتے تیار یا با بندر ہا بندہ...“

”تمہارے اپنے سینے پر اٹھی رکھ کر کہا۔“ بند نہیں آدی۔ میں آدی ہوں۔“

وہ مجھے سوال نظروں سے دیکھنے لگی۔ میں نے اس کا بازو پکڑ لیا پھر اسے کھینچنے سے پکڑ کر اس کی طرف جانے لگا۔ وہ بہت مولی تھی۔ مجھے یوں لگے ہوا تھا جیسے کسی ٹوک کو کھینچ کر لے جاؤ ہوں تو اگلے سکر دریائے پر پہنچ کر میں نے اشاروں سے پوچھا۔ ”کیا تم اس بیڈروم میں آئی تھیں؟“

”بہر بلا کر بولی۔“ بندروم۔ بندروم۔ بندروم۔...“

میں نے پھر اس کے اشاروں سے پوچھا۔ ”دریائے کے نیچے پٹھنی بڑھی ہوئی تھی۔ تم نے اسے باہر سے کیسے کھولا؟“

اس نے میرے سوال کو سمجھا لیا۔ ”اگر بڑھ کر اس نے پٹھنی پڑھا دی

دروازہ کھلا ہوا تھا صرف چھٹی جھڑی ہوئی تھی۔ مولی ملازمہ نے دریائے کے نیچے دریاں اپنا ہاتھ رکھا، جہاں دوسری طرف چھٹی تھی۔ میں نے دیکھا ملازمہ کے ہاتھ لکھتے ہی دوسری طرف چھٹی کٹھ کی بجلی آواز سے سیدھی ہو گئی۔ ملازمہ کا ہاتھ دریائے سے لگا ہوا کچھ نیچے آیا۔ چھٹی بھی نیچے آ کر کھٹی۔

یہ سمجھ میں آ گیا کہ بندر دریائے کے دوسری طرف سے چھٹی کو کس طرح کھولا گیا تھا؟ میں نے مولی کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ اس کی ایک انگلی میں فولادی انگوٹھی تھی۔ وہ بیٹی مکانی ہوئی بولی۔ ”مکانیت۔۔۔۔۔“

”مکانیت یعنی مقناطیس کپڑے تھی۔ میں نے اس کی انگلی سے انگوٹھی اتار لی اس کی انگلیاں کافی مرنی تھیں۔ وہ انگوٹھی میری انگلی میں بندھ گئی میں نے انگوٹھی کی پتلی کو ایک طرف ہٹا کر دریائے کو بند کیا۔ پھر اپنے ہم نیچے مارا انگوٹھی کا رخ دریائے کے میڈیل کی طرف کیا۔ مجھے کس موافق مقناطیسی انگوٹھی بیڈل کو کھینچنا چاہتی ہے۔ میں نے ہاتھ کو ڈرا لیا کیا کہ اس کے ساتھ ہی بیڈل نیچے کو جھک گیا۔ کھٹاک کی آواز سنی، دروازہ ایک جھٹکے سے کھل کر کھینچ کر ہاتھ اور منہ پر لگا اور میں لڑکھڑاتا ہوا نیچے جا کر تالیں پر گر پڑا۔“

”ہی ہی ہی ہی...“ وہ دانت نکال کر ہنسنے لگی۔ میں نے ڈانٹ کر کہا۔ ”کیٹ ڈاٹ...“ وہ ہاتھ کے اشارے کو سمجھ کر ہاتھ نکل گئی۔

میں تالیں پر سے اٹھ گیا کھلا ہوا دروازہ میرا منہ چھرا ہوا تھا۔ میں نے انگوٹھی والے ہاتھ کو اپنے نیچے رکھا اور دوسرا ہاتھ پڑھا کر دریائے کو بند کرنا چاہا۔ اب تک ہی اسے منہ سے جھجھک لگی۔ کوئی گرمی کسی چیز آکر انگوٹھی والے ہاتھ سے چبک گئی تھی۔ میں نے گھوم کر اپنے ہاتھ کو دیکھا۔ ہٹکے سر لائے بیٹی کی ٹوٹے کھی ہوئی تھی۔ ٹوٹے پر کھی ہوئی اسٹیل کی کیتلی اور چھپے آٹھ ڈنٹ کے فاصلے سے آکر انگوٹھی سے گلے مل رہے تھے۔

گرم جانے کے پھلنے کے باعث میری ہتھیلی مل گئی تھی۔ میں نے جلدی سے کیتلی اور چھپوں کو انگوٹھی سے الگ کر کے کافی دور ہونے کے لیے پھر ”ہی ہی ہی ہی“ کی آواز سنائی دی۔ دریائے پر بولی ہنس رہی تھی۔ میں نے اسے گھور کر دیکھا۔ وہ اپنی انگلی کو پکڑ کر کچھ سمجھنے لگی۔ ”مجھ کو نہ سکا اس سے قریب آ کر میری انگلی پکڑ کر انگوٹھی کے اوپر ہی ہتے کو میری ہتھیلی کی طرف دیا۔ پھر اشارے سے مجھ یا کو اب سب ہٹ گیا۔“

میں نے آدھی مٹھی ہاتھ کر دریائے کے میڈیل کو اور کیتلی ڈیفو کو اڑمایا۔ وہ سب اپنی اپنی جگہ سے۔ مولی نے کیتلی اور چھپاٹھا کر اس میں ٹوٹے پر رکھا۔ میں نے اسے سمجھا یا کہ ہم بیٹی چھینے کے عادی نہیں ہیں ناشتہ تیار کرو۔

”دوبلی گئی۔ میں دروازے کو اڑنے سے بند کرنے کے بعد ایک کمرے پر

ایک بات اور۔ ذرا ہی مجھ معلوم کر دو کہ مجھ سے مل جا چکا ہے یا حسن وقتی محبت ہے ؟

۱۰ اچھا! انتظار کرو۔ مختصری دیر بعد تمہیں معلوم ہو جائے گا۔

یہ برس دہائی کے مارش سے نکل کر سوجے نکل گیا میں ملد نہیں ہوں مگر جبران کی خوش قسمتی پر رشک آ رہا تھا مجھے یوں لگتا تھا۔

جیسے میری بہت ہی نئی چیز ہاتھ سے نکل گئی ہے۔ پچھنے والا جبران ہے جو حال میں میرا دوست ہے۔ گاہ میں احسان فراموش نہیں ہوں جبران نے سوینا اور ورو مانا کو دوست بنا کر اپنے ان پناہ گاہ کے کچھ ہی دوست بنالیا۔ پھر لے ہی نکل گیا مارش جالیسی کے خلاف اس نے سوینا اور حسن وقت کو چھینے کے لئے دریا سے نکلے گا تو پچھتا رہا۔ صرف اس لئے کہ حسن وقت کسی بڑی طاقت کی آواز کا رہن کرنا اور نقصان نہ پہنچائے۔

اب میری باری تھی کہ میں جبران کے لڑکے آواز ستا میں احسان کا بدلہ چکانے کے لئے اس کے مارش میں پہنچ گیا۔

وہ ایک کمرے میں تنہا بیٹھا سرگٹ مارا رہتا تھا اس وقت وہ بہت پریشان تھا۔ بگڑ گئی ایک لاکش کے درمیان چھوڑنے لگا اس کے ساتھ ہی اس کی پریشانی بچھ سے بڑھنے لگی۔ اس کے لئے تاج بادشاہ جسٹس جبران کو اس کی حکومت نے نظر بند کر رکھا تھا۔ اس وقت وہ کمرے میں قید کر دیا گیا تھا۔

خوش جبران جیسی شخصیت قیدی کی حیثیت میں ہے۔ یہ بات سوجی ہو نہیں سکتی تھی اس کی سوجنے سے تیار کیا حکومت کے اعلیٰ افسران سے اسے نئی کا طالب کر رہے ہیں اور اس حلقے سے پیچھے جبران روٹھے ہیں پکا تھا کہ سوینا سے اس کی پناہ میں وہ لڑے گا۔ دھوکہ دیا ہے اور اس وقت کو اس کی قید سے نکال کر لے گئی ہے اس کے تمام آدمی اس کے ساتھ تھے۔ وہ کمرے میں بیٹھا کوا لاکش کر رہے ہیں مگر وہ اب تک لاپتہ ہیں۔

میں نے جبران کی سوج میں کہا یہ بڑی مشکل ہے۔ اب تو میری حکومت کے جاسوس کے علاوہ ریڈ پارڈ کے جاسوس بھی سوینا اور حسن وقت کو تلاش کر رہے ہوں گے۔

ہاں۔۔۔ جبران کی سوج ہے کہا۔ بڑی مشکل ہے میرا ایک ڈاکٹر سٹر بھی جیمن لیا گیا ہے۔ میں سوینا کو نظر سے سے نگاہ نہیں کر سکتا۔ مرنے پر ایک کی دغا داری پر لپٹیں ہے۔ شاید اس نے سوینا اور میری کو میری نظر بندی کی اطلاع دے دی ہو۔

میں نے سوینا اور جبران کی زبان سے ظاہر ہو گیا کا ڈاکٹر تھا، مگر کبھی ان کے ذہن سے اس کے سب وجہ تک نہیں پہنچا تھا اس لئے ظاہر ہو گیا سے دماغی رابطہ قائم نہیں کر سکتا تھا۔ میں سوچنے لگا سوینا کو موجودہ حالات سے کس طرح آگاہ کیا جائے۔ مگر میں براہ راست سوینا کو مخاطب کرتا تو پھر وہ بار بار مجھے رابطہ قائم کرنے کے لئے مجبور رہتی۔ ابھی بھی مناسب تھا کہ وہ مجھے خبر دے کہ میری کو میری سوج۔

کچھ دیر سوچنے کے بعد میں میری کبھی سوچیں لگا لگا کر سوچنے لگا۔

مجھے کے سامنے سر جھک کر ذرا برب دماغی مانگ ہی تھی جبران کے دوران دعا کی کو جتنی کی ایک شخصوں میں ہوتی ہے۔ میں اس کے مارش کے اندر لگتا ہے۔ وہ جبران سے جس نے اس کو دیکھنے لگی۔ میں لگتا ہے کہ وہ اس کے اندر نامعلوم کچھ کے احساسات پیدا کر رہا تھا۔

وہ پشیمان ہو کر اپنے سینے پر صلیب کا نشان بناتی ہوئی مصلوب ہو گئی؛ میرا دل یوں کھیرا رہا ہے ؟

میں نے لگتا ہے کہ وہ اس دوران سرگوشی کی وجہ سے صدمہ میں تھا۔ میرا بچہ۔ کیا میرا بچہ کسی صحبت میں ہے ؟

وہ ہر ایک بار جیسے صلیب کا نشان بناتی ہوئی پچھے جاتی ہوئی مبارک کے کمرے سے باہر آگئی۔ میرا ایک گورڈر سوینا کے پاس پہنچ گیا۔ سوینا اب تک ٹرانسٹر میں ہی رہی تھی۔ میری سوج نے پوچھا کہ جبران کی کال آئی ؟

نہیں۔۔۔ میں بوری ہوئی۔ جبران نے اپنی حکومت سے حذر میں سے کال کرتی۔

تم ذرا بہت جاؤ۔ میں ظاہر ہو گیا کہ کال کر رہا تھا۔ سوینا نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا کہ میں جبران کے ساتھ تھا کہ وہیں اور تھا ہے۔ جلی جانا کون ظاہر ہو گیا مبادیہ نہ نہیں جانا ہے ؟

میرم ٹرانسٹر کے سامنے بیٹھے ہوئے لڑکی۔ ہاں۔۔۔ کوئی مجھے نہیں جانتا ہے۔ میری بھی ظاہر ہو گیا۔ شاید کوئی ڈاکٹر یہ سمجھے کہ ابھی ہی ظہیر کی کوئی عورت جبران کی صحبت میں ہے۔ اس نے باتوں کے دوران ٹرانسٹر کو آپریٹ کیا ہے۔

گئی۔۔۔ جلیو جلیو۔۔۔ جلیو کالنگ ہرن۔۔۔ جلیو کالنگ ہرن۔۔۔ مختصری دیر تک خاموشی رہی۔ میرا آواز سنائی دیا تھا۔

میرم کی پیشانی پر کھینچیں پڑ گئیں۔ وہ بولی۔۔۔ مالک ہوتا۔ کوئی نام نہیں سنا وہ صرف مال ہوتی ہے۔ دو دفعہ کی غیریت بتاؤ۔ اور۔۔۔

جبران صاحب کے متعلق کسی اجنبی کو کچھ نہیں جانتا۔ تم اپنی شناخت لراؤ۔ اور۔۔۔

میں اتنی دیر میں ظاہر ہو گیا کہ پہنچ گیا تھا۔ فوجی انسٹریٹس ٹرانسٹر پر ہونے والی گفتگو میں سے میری ظاہر ہو گیا تاکہ لے کر کہا۔ تو ان کے من، کیا تمہارا نام پوچھا ہے۔ اور۔۔۔

دوسری طرف سے میری نے رابطہ قائم کر دیا۔ وہ پریشان

میں ہم دینا اور کسی کی اتنی حرات نہیں کھینچ کر کوئی ہے۔۔۔

میں کہہ رہے سوینا؛ حزر کوئی گورڈر ہے۔ جبران کی صحبت میں لگا ہے۔

یہنا، اسی نے اسے اب تک میں کال نہیں کیا ہے۔ نہیں معلوم ہے کہ وہ کیا بڑی طاقتوں کے لئے کس نے تھی اتنی ہم سے اسے اس لئے خود یہاں کی حکومت جبران کا صاحب کر رہی ہے۔

سرس وقت لا نام سر کریم چونگ گئی۔ خود ہی اس کے ذہن میں تھا کہ کوئی جیتی کے ذریعے جبران کی غیریت معلوم کرنا چاہئے۔ یہ پوچھنے اس نے سوینا سے کہا۔ تم یہاں ٹرانسٹر کے پاس بیٹھو۔ میں اسے رابطہ قائم کرنے کی کوئی تدبیر کرتی ہوں۔

میں سرس وقت کے پاس پہنچ گیا۔ وہ دست پر بیٹھی آٹھ بند کے سامنے کھڑی تھی۔ میں نے کہا۔۔۔ جلیو۔۔۔ میں آ گیا ہوں۔

وہ رابطہ کر بیٹھی۔ کیا خبر ہے ؟

میں بھی جبران کے ذہن کو روز کا کیونکہ وہ نہیں بڑی طاقتوں کے لئے کال کرنے میں خوش نہیں تھا۔ اسے ایک جگہ نظر بند کر دیا ہے۔

میں تم سے پوچھ کر لے کر کوئی خوش خبری سناتے تھے ہو ؟

وہ سرس وقت۔۔۔ طے نہ ہو۔ میں تمہاری حفاظت کرتا آیا ہوں۔ تمہاری ایک ہی حفاظت کروں گا۔ فی الحال میرم آپس میں ہے اس لئے تمہاری زبان بچا جاتا ہوں۔

اسی وقت میرم پہنچ گئی۔ بس سے پہلے کہ وہ کچھ پوچھتی۔ سرس وقت کی حکمتاؤں پر بولنے لگی۔ میں میرم؛ میں جانتی ہوں تم کوئی نہ ہو ؟

میرم نے ٹرانسٹر کے کمرے کو بڑھا دیا تھا۔ جس نے وہیں ناک نہیں کھلی۔ فوجی انسٹریٹس تھا۔ تیار شدہ دست ہے کہ جبران پر صحبت آئی ہے۔

میرم نے فوجی آگے بڑھ کر سرس وقت کے سامنے کھلم کھلم بیٹھے۔ جلیو کہہ رہے؟ غیریت سے تو ہے نا؟

ہاں۔۔۔ کمرے فریٹ ہے۔۔۔ ایک کمرے میں قید کر دیا گیا وہ اس بات سے کہ کوئی حکومت کے علاوہ ریڈ پارڈ کے جاسوس ہیں تو اس کرتے ہیں۔

یہ وہ تم سے کہنا چاہتا ہے کہ ہر حال میں میری اور سوینا کی حفاظت ہے۔

تو یہ حفاظت کروں گی۔ جاسوس یہاں آنے کے باوجود تم دونوں کو نہ لگے گا۔ وہ خود جانتا ہے کہ میں تم دونوں کو کہاں چھپاؤں گی اسے۔

ان دنوں میری سوج کے مطابق سکرانی۔ میرا اس کی زبان نے کہا ہے۔

ہاں۔۔۔

دماغ کو میری گئی۔ سرس وقت نے مجھ سے پوچھا۔ تم نے اسے کیا کہا ہے ؟

میں کہتا ہوں کہ میں جبران کے پاس جا رہا ہوں۔

وہ مسکرا کر بولی۔۔۔ پچھ دو سستی بنا رہے ہو۔ ایسے عاشق ہوتے ہیں۔ جبران نے دل کا خون کر کے اپنے قریبی اسلامی کے لئے دشمنوں سے لڑتے ہیں تمہارے دل کا کیا حال ہے۔

وہ ہنسنے لگی۔ میں اس کے دماغ سے نکل آیا۔ کیونکہ میری ناکامی و ناطری کا مذاق اڑا رہی تھی۔ یہ نہیں جانتی تھی کہ میں دشمنی کے لئے دل کا خون بھی کر سکتا ہوں۔ وہ بھی دوست تھی اور جبران میں دوست میں چکا تھا۔ پھر رقابت کیسی ؟

میں جبران کے پاس پہنچ گیا۔ اب وہ کمرے میں تنہا نہیں تھا۔ فوجی انسٹریٹس اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک لڑکھارہ تھا۔ مسٹر جبران کی حکومت نے آپ کو بہترین دماغوں اور بہترین فائبروں کی پراپرٹی فراموشی کے لئے کی اجازت دی ہے۔ آپ کے پاس فیض بہتر خانے، ٹرانسٹر کے اسٹریٹس، کچھ اور چیزیں ہیں۔ جتنے منافع آتا ہے۔ وہ ملے گا۔ پھر ایک ایک سٹوٹ کرتے ہیں اور ٹرانسٹر کے کالوں کے قدم اٹھاتے ہیں۔ اتنی آپ آ رہے۔ سرور میں نہیں کی جا سکتی۔ حکومت کی نظروں میں آپ کی قدر ہے۔ ایک اٹھنا ہے۔ وہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کا یہ مقام بہتہ قائم رہے۔

جبران نے کہا۔۔۔ میں بھی جی جاتا ہوں، گوشش کرتا ہوں کہ میری حکومت کو کچھ سے کوئی شکایت نہ ہو۔ یہ سب صرف اللہ عبادات اور جلیو نڈالیو کو نظر رکھتے ہوئے آپ لوگوں کو یقین کر لینا چاہئے کہ میں نے سوینا اور حسن وقت کو ذرا پرہیز کا وقت نہیں دیا ہے۔

میرم نے یقین کر لیں۔ تمہاری اپنی بڑی درست تعلیم ہے۔ تمہارے تمام اطفال کی نگرانی اتنی سخت ہوتی ہے کہ تمہاری اجازت کے بغیر نہ کوئی داخل ہو سکتا ہے اور نہ باہر نکل سکتا ہے۔ پھر سوینا، اس وقت کو لے کر کیسے فرما رہی تھی ؟

میں بتا چکا ہوں کہ سوینا نے فرما ہونے کے لئے سرس وقت کی جلیو جیتی کا سہارا لیا ہے۔

وہ جھوٹ ہے۔ ڈاکٹر زیری کا بیان ہے کہ سرس وقتی صحافی اور دماغی طور پر کمزور ہے۔ صرف صحت مند دماغ ہی ایسے علم سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں ؟

ڈاکٹر زیری کسی بیماری کو تو سمجھتے ہیں۔ جلیو جیتی کو نہیں سمجھ سکتے ؟

وہ مسکرائے کہا۔۔۔ تم میں بھی جیتی کو نہیں سمجھتے ہو۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہ اپنے والے کا بیان ہے کہ انہوں نے سوینا اور حسن وقت کو کھینچتے باہر رکھے نہیں دیکھا۔ لیکن کوئی کا اندر نہیں تیرا خانہ اور میرم کے ہاتھ سے انہیں بچا دیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ میں جبران کے پاس جا رہا ہوں۔

وہ مسکرا کر بولی۔۔۔ پچھ دو سستی بنا رہے ہو۔ ایسے عاشق ہوتے ہیں۔ جبران نے دل کا خون کر کے اپنے قریبی اسلامی کے لئے دشمنوں سے لڑتے ہیں تمہارے دل کا کیا حال ہے۔

وہ ہنسنے لگی۔ میں اس کے دماغ سے نکل آیا۔ کیونکہ میری ناکامی و ناطری کا مذاق اڑا رہی تھی۔ یہ نہیں جانتی تھی کہ میں دشمنی کے لئے دل کا خون بھی کر سکتا ہوں۔ وہ بھی دوست تھی اور جبران میں دوست میں چکا تھا۔ پھر رقابت کیسی ؟

میں جبران کے پاس پہنچ گیا۔ اب وہ کمرے میں تنہا نہیں تھا۔ فوجی انسٹریٹس اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک لڑکھارہ تھا۔ مسٹر جبران کی حکومت نے آپ کو بہترین دماغوں اور بہترین فائبروں کی پراپرٹی فراموشی کے لئے کی اجازت دی ہے۔ آپ کے پاس فیض بہتر خانے، ٹرانسٹر کے اسٹریٹس، کچھ اور چیزیں ہیں۔ جتنے منافع آتا ہے۔ وہ ملے گا۔ پھر ایک ایک سٹوٹ کرتے ہیں اور ٹرانسٹر کے کالوں کے قدم اٹھاتے ہیں۔ اتنی آپ آ رہے۔ سرور میں نہیں کی جا سکتی۔ حکومت کی نظروں میں آپ کی قدر ہے۔ ایک اٹھنا ہے۔ وہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کا یہ مقام بہتہ قائم رہے۔

جبران نے کہا۔۔۔ میں بھی جی جاتا ہوں، گوشش کرتا ہوں کہ میری حکومت کو کچھ سے کوئی شکایت نہ ہو۔ یہ سب صرف اللہ عبادات اور جلیو نڈالیو کو نظر رکھتے ہوئے آپ لوگوں کو یقین کر لینا چاہئے کہ میں نے سوینا اور حسن وقت کو ذرا پرہیز کا وقت نہیں دیا ہے۔

میرم نے یقین کر لیں۔ تمہاری اپنی بڑی درست تعلیم ہے۔ تمہارے تمام اطفال کی نگرانی اتنی سخت ہوتی ہے کہ تمہاری اجازت کے بغیر نہ کوئی داخل ہو سکتا ہے اور نہ باہر نکل سکتا ہے۔ پھر سوینا، اس وقت کو لے کر کیسے فرما رہی تھی ؟

میں بتا چکا ہوں کہ سوینا نے فرما ہونے کے لئے سرس وقت کی جلیو جیتی کا سہارا لیا ہے۔

وہ جھوٹ ہے۔ ڈاکٹر زیری کا بیان ہے کہ سرس وقتی صحافی اور دماغی طور پر کمزور ہے۔ صرف صحت مند دماغ ہی ایسے علم سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں ؟

ڈاکٹر زیری کسی بیماری کو تو سمجھتے ہیں۔ جلیو جیتی کو نہیں سمجھ سکتے ؟

وہ مسکرائے کہا۔۔۔ تم میں بھی جیتی کو نہیں سمجھتے ہو۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہ اپنے والے کا بیان ہے کہ انہوں نے سوینا اور حسن وقت کو کھینچتے باہر رکھے نہیں دیکھا۔ لیکن کوئی کا اندر نہیں تیرا خانہ اور میرم کے ہاتھ سے انہیں بچا دیا ہے۔

ایک بات عرض کروں۔ آپ جیسے ٹی پیجی جاننے والے کے لئے جو کام نامکن ہے۔ وہ میں اپنے لئے نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ میں آپ کو آج ذات ملا سے نکال کر بھگا کر بیٹھا سکتا ہوں۔ میں خارشرو ہے کہ آپ یہاں سے نکل جائیں۔ یہ بگڑا زہا پسند تو مجھ سے بعد میں آجائیں۔ ایسے وقت جبکہ ملائی، انتہی جتنی، وہاں کہ میں اور سپر ماسٹر سب ہی آپ کو گھر لانا چاہتے ہیں۔ تو آپ کا یہاں رہنا مناسب نہیں ہے۔

وہی آپ جو مدرسہ سورج کھڑا کرتے ہیں۔ اگر بھگا کر جانا پسند تو بیلڈم کی ایک دلازمی ایک ڈائری اور ایک بڑی سی تصویر یہ تصویر بیکاک کے ایک سرمایہ دار کو جان سلاک کو بیڑی ہے۔ اس کے مستحق تفصیلی معلومات ڈائری میں درج ہیں۔ شرکاء جو نیکار پورٹ اور ویزا بائکل تیار ہے۔

آپ اپنی ساتھی حسینہ کے متعلق بتائیں۔ کیا وہ آپ کے ساتھ جاتے گی؟ کیلئے ماسک میں اور سپر ماسٹر پہناتے ہیں؟ کہا اس کے پاس اپنا پاسپورٹ ہے۔ وہ اگر وہ لاکھ آپ کے لئے مفروری ہو تو لے لے گی آپ کے ساتھ جیسے کہ انتظامات کئے جاسکتے ہیں۔ دوسری صورت میں آپ کے لئے دوسری حسین لڑکیاں فراہم کر دی جائیں گی۔

وہ انجانا تیز بان اس خوش نشینی میں مبتلا تھا کہ اس نے میری کمزوری کو سمجھ لیا ہے۔ مجھے حسینہ دروشیہ زانڈ کی اندر سے اس میں پہنچا کر تفریق کر سکتا ہے۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ میں ماسٹر کی تنظیم کی کتنی ہی سینڈاؤں کو ٹھکانا چکا ہوں۔ کسی مقصد کے لئے یا دولت کے لئے کچھے دایروں کو میں نے اپنے قریب آئے ہی نہیں دیا۔

دو رتھ بڑھنے کے بعد میں نے گریگ سے اشتاؤں میں کہا تھا یہاں انتظار کرو۔ میں خط کا جواب لکھ کر لا رہا ہوں۔

وہ ایک موصوفے پر بیٹھ گیا۔ میں دہلی سے خواب گاہ میں آیا۔ ڈانہ اپنی ہم پر روانہ ہو چکی تھی۔ بار بار ایسے مواقع آتے ہیں کہ مجھے سوینا اور زمانہ کی بے اختیار تقریریں کرنی پڑتی ہیں۔ وہ صورت دلیرا ہے۔ باک ہی نہیں بے مثال ذہینت بھی رکھتی ہیں۔ وہ ماہر نے انجانے میں زبان کے بیٹھے ہونے کسی بھی ماس کو استعمال نہیں کیا تھا۔ ساس طرح وہ کسی کی نظروں میں بھی آسکتی تھی۔ اس نے اپنے بیگ سے لباس نکال کر پہنا تھا۔ وہ بیگ بیٹھے کے بجائے بالوں کا اسٹائل بدل دیا تھا۔ عقربہ یہ کہ وہ جس طرح گئی تھی کہ انجانا تیز بان یا اس کے ادنیٰ اپنی بیٹی ہوتی چیزوں کے ذریعے اسے پہچان نہیں کیسے تھے۔

میں نے خط کا جواب لکھا۔ "میں سے سخن ہے میرا، تم سخن انداز میں تیز بانی کر لے ہو وہ منگھکے خیر ہے۔ بے لوث اور پھر غلوں دوست مزہ نہیں چھپاتے۔ میں تہااری تیز بانی کو قبول کر رہا ہوں مگر تہااری دوستی میں سے نزدیک سے تھی۔ یہ زیادہ خطرناک ہے۔"

دشمن کے مشوروں کے چھپے پاس کا اپنا کوئی مفاد تھا۔ مجھ نے بھگا جانے کا مشورہ دیا ہے۔ میں اس لئے طے نہ کر سکتا ہوں۔ قدم قدم پر سے کھینچتے ہیں۔ بھگائیے گئے ہیں۔ میں کشلاک کے رہنے میں اپنی موجودہ زمین ساتھی کے ساتھ بھگا جاؤں گا۔ اگر تہااری دوستی کے خزاں ہوتے جلتے آجماؤ۔ وہ فرزند ہتھیار ہٹا دے گا۔ فقط۔ فرزند۔

میں خدا کو کرنا لنگ دم آیا تو لنگا دیکھنے والا ہو گیا۔ میں نے وہ خط لے لیا۔ وہ پلٹ کر جانے لگا۔ ایک ڈرا لنگے دم کا دروازہ کھولا۔ ایک شخص تیزی سے اندر آیا اس کے ہاتھ رک تھکا ہوا کاغذ تھا۔ اس نے کھاندہ میری طرف بڑھا دیا۔ اسے لے کر پڑھا۔ اجنبی تیز بان نے کھا تھا۔

"مستر فرزاؤ! ابھی ماسٹر ماسٹر کے ایک پیغام کاغذ ہوا ہے۔ ہاتھ میں ہونے والے ماسٹر کے تمام ماسٹروں کو مطلع ہے۔ آج اندر صبر ہونے سے پہلے وہ چیا جگ ہلاڑہ کو کافی کریں۔ وہاں میں آپ کو بلا لیا۔ اس لئے میں نے ہاتھ لگا کر ماہ نام زہرا کو لیا ہے۔ آپ سے چیا جگ ہلاڑہ کی فاتح بنایا ہے۔ ایسا ذمہ لکھا ہے۔

پسند کو وہاں نقصان پہنچے۔ جیسے آپ جو ماسٹر ہیں کو یہ۔ فرزند ادا کر دیا۔ فقط۔ آپ کا اپنا۔

میں نے وہ خط لے لیا۔ اس کے انٹھوں میں ماسٹر کے ایک خط تھا۔ نظر نہ کیا۔ وہ بھی گونگا تھا۔ میں ایک موصوفے پر بیٹھ کر ماہ نام پاس پہنچ گیا۔ وہ وصل وغیرہ سے فاتح ہو گیا۔ اس کی تبدیل کرنے کے لئے موصوفے پر تھی۔ میں نے کہا "ہلو مونا۔"

وہ چونک کر کھڑی ہو گئی۔ ایک ہاتھ سے اپنے سر کو تھام کر گھومنے لگی۔ اس کی سوچ نے کہا "شاید فرزاؤ مجھے مخاطب کر رہے ہیں۔" میں نے کہا "ہاں۔ میں تم سے مخاطب ہوں۔ تمہیں اس سے پتہ چل گیا ہو گا۔ کہ کتنے منظم طریقوں سے مجھے تلاش کیا جا رہا ہے۔ بہت مصروف ہوں اس لئے تم سے رابطہ قائم نہ کر سکا۔ ابھی تم کو چیا جگ ہلاڑہ میں تہاارے ساتھیوں کو کسی بائس نے دھمکی دی ہے۔ یہ درست ہے؟"

"ہاں۔ ہم سے کہا گیا ہے کہ شام تک ہم پر بے عارت حملے ہوں گے۔ کوئی ذمہ صلاوت باہر نہیں نکلی گا۔ میں نہیں چاہتا کہ وہی تھی۔ یہ دھمکی سننے کے بعد یہ بیٹی اور بڑھ گئی کہ تہااری قاشش کروں؟"

"ہاں۔ کوئی ذمہ صلاوت باہر نہیں نکلی گا۔ میں نہیں چاہتا کہ وہی تھی۔ یہ دھمکی سننے کے بعد یہ بیٹی اور بڑھ گئی کہ تہااری قاشش کروں؟"

میں نے اس کی سوچ میں کہا "کوئی مفروری تو نہیں کہ عمارت بنا رہا ہے۔" اس نے تازہ میں سر ہلایا۔ "ہاں مفروری نہیں ہے۔ اگر وہ لوگ نراقت سے عمارت خالی کریں گے تو ہم ان قیمتی شیڈوں کو تہااری سے بچا دیں گے۔ وہ عمارت کے فرش تلے چھپے ہوئے ڈانٹا ماسٹ کو بلا لیا جائے گا۔"

وہ سوچنے لگا کہ چیا جگ ہلاڑہ کے فرش تلے ایک کسے سے دھمکی ہے کہ اس طرح ڈانٹا ماسٹ کا حال بھگایا گیا ہے اس خیر حال کا ماسٹروں کو کسی بائس کو نہیں ہے۔ آج ریڈیو کے کس بائس نے ماہ نام زہرا کی کو بیٹھ گیا ہے۔ وہ بھی نہیں جانتا کہ چیا جگ ہلاڑہ کو کس طرح ڈانٹا ماسٹ سے اڑا دیا جائے گا۔

میں سٹاس کی سوچ میں سوچنا شروع کیا "ہوں۔ اور۔ اگر۔۔۔ ہر ایک کی کسی ذہن مانتت نے کسی طرح زیر زمین ڈانٹا ماسٹ کارخانہ لایا تو پھر کیا ہو گا۔ وہ فرش کو ادھر کر تو اسٹا ماسٹ کو فریوڈ کر لیں گے۔"

وہ ابنا رکھتا ہے۔ ہر کسے سوچنے لگا "یہ میں کیا سوچ رہا ہوں؟ ہاں فرش کو ادھر لیتے ہی تہااری مشرے ہر طریقے کی۔ نان سنس پر میں کسی غزل باتیں سوچ رہا ہوں۔"

میں نے ڈانٹا ماسٹ کے متعلق اسے مزید سوچنے پر مجبور نہیں کیا۔ تہااری معلومات کافی تھیں کہ چیا جگ ہلاڑہ کی تہااری ڈانٹا ماسٹ کا حال چاہا ہے اور فرش کا بلا لیا گیا ہے کہ کسے سوچتے ہیں ڈانٹا ماسٹ کے معاملے میں جو ہاں ہیں۔ یہ معلومات میں نے مونا تک پہنچا دیں۔ وہ ڈانٹا ماسٹ کو بولی "اے فرزاؤ! تم فرشتہ رحمت ہو۔ تم نہ ہوتے تو یہاں اسے کسی فرزند میں جلتے کہ عمارت کے باہر سے حملے ہونگے اور ہم انٹھوں کو کھاروں گے۔"

"مونا! اب علم زہرا زمین سے چوگا تمام دفاعی گوشیشیں بے کار ہوں گی۔"

فرزاؤ! تم بہت بگڑا کر رہے ہو۔ تہاارے لئے کوئی کام نامکن نہیں ہے۔"

"میں مونا! صرف خدا کو یہ کہہ کی ذات ایسی ہے جو نامکن کو نامکن کہتا ہے۔ ایک نام خیال ہے کہ کوئی انسان دلوں اور مافوں کے راز سے ہر کسے حاصل کر لے تو فرزاؤ! لکھ ماری خدا کی لکھا کہ ہم جانتا ہے۔ میرا زانو تیرے ہے کہ میں تنگ دماغوں کی تہہ تک پہنچنے کے باوجود ایک بے بس اور بے خبر ہوں۔ کوئی دشمن کسی وقت بھی۔ قافل پا کر مجھے قتل کر سکتا ہے۔ کوئی تہااری مجھے دیکھ کر بھاگتا ہے۔ ہر ایک کو میں نفس کا فلام ہوں۔ مونا اور دست کو پتی ہے کہ کسی کوئی کوئی صورت مجھ اپنی جوانی کی چنگی میں گل ڈالے گی اور بنیادی بات یہ ہے کہ جس دماغ سے میں ٹیٹی بیٹی کا مظاہرہ کرتا ہوں۔ ایسی دماغ کو ڈاکو کی سے لوگ نہیں لکھتا۔ ایک برسوں گھر نہیں جاسکتا۔ دنیا کے ایک کسے سے دھمکی سے ہر کسے جانتا ہی رہتا ہوں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ یہ میں کسے لکھتا رہوں گا؟ یہ میں کبھی نہیں سکتا۔ شاید قدرت مجھے بھاری ہے۔ کینے کا مقصد یہ ہے کہ فرزاؤ! مجبوراً وہ بے بس ہے۔ ٹیٹی بیٹی کے ذریعے نامکن کوئی نہیں بنایا جاسکتا۔"

میں نے ہر کسے حاصل کر لے تو فرزاؤ! لکھ ماری خدا کی لکھا کہ ہم جانتا ہے۔ میرا زانو تیرے ہے کہ میں تنگ دماغوں کی تہہ تک پہنچنے کے باوجود ایک بے بس اور بے خبر ہوں۔ کوئی دشمن کسی وقت بھی۔ قافل پا کر مجھے قتل کر سکتا ہے۔ کوئی تہااری مجھے دیکھ کر بھاگتا ہے۔ ہر ایک کو میں نفس کا فلام ہوں۔ مونا اور دست کو پتی ہے کہ کسی کوئی کوئی صورت مجھ اپنی جوانی کی چنگی میں گل ڈالے گی اور بنیادی بات یہ ہے کہ جس دماغ سے میں ٹیٹی بیٹی کا مظاہرہ کرتا ہوں۔ ایسی دماغ کو ڈاکو کی سے لوگ نہیں لکھتا۔ ایک برسوں گھر نہیں جاسکتا۔ دنیا کے ایک کسے سے دھمکی سے ہر کسے جانتا ہی رہتا ہوں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ یہ میں کسے لکھتا رہوں گا؟ یہ میں کبھی نہیں سکتا۔ شاید قدرت مجھے بھاری ہے۔ کینے کا مقصد یہ ہے کہ فرزاؤ! مجبوراً وہ بے بس ہے۔ ٹیٹی بیٹی کے ذریعے نامکن کوئی نہیں بنایا جاسکتا۔"

"تو مجھ کے بتاؤ۔ میں کیا کروں؟" "میں جانتا اس عمارت سے چل جاؤ۔" "ہاں۔ یہ پتہ آ گیا ہے۔ میں نے پہنچا دیا ہے کہ جہاں خون خرابہ ہونے والا ہے۔ وہاں سے مجھے چلنے کی اجازت دے دینا۔ میں آج شام سے پہلے گواہی دے جانا چاہتی ہوں۔ میں تمہیں بتا رہی ہوں کہ سپر ماسٹر مجھ پر ہرمان رہتا ہے۔ مجھے اجازت دے دینا۔"

"میں شیک ہے۔ اب مجھے ایمان ہے کہ اگر تم محفوظ ہو۔" "فرزاؤ! تم میرا لکھنا خیال رکھتے ہو۔ میں کسی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تہاارے جیسا عظیم خطرناک شخص میرا بزدل بن جائے گا۔" "مونا! میں ایسا لوگ فرزاؤ کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں۔ ذرا انتظار کرو۔ میں یہاں کے ایک ماسٹروں سے مل لوں۔ ابھی آتا ہوں۔" "میں اس کے ساتھ سے نہیں آگیا۔ پہلا لوگ میرا خط لے کر آیا ہے۔ تھا۔ دوسرا لوگ میرا خط لے کر آیا ہے۔ انتظار کریں گے اور آتا ہوں۔ میں نے بیٹھ رہا ہوں کہ آج جواب لکھا۔"

"میں سے اس کے متعلق اسے مزید سوچنے پر مجبور نہیں کیا۔ تہااری معلومات کافی تھیں کہ چیا جگ ہلاڑہ کی تہااری ڈانٹا ماسٹ کا حال چاہا ہے اور فرش کا بلا لیا گیا ہے کہ کسے سوچتے ہیں ڈانٹا ماسٹ کے معاملے میں جو ہاں ہیں۔ یہ معلومات میں نے مونا تک پہنچا دیں۔ وہ ڈانٹا ماسٹ کو بولی "اے فرزاؤ! تم فرشتہ رحمت ہو۔ تم نہ ہوتے تو یہاں اسے کسی فرزند میں جلتے کہ عمارت کے باہر سے حملے ہونگے اور ہم انٹھوں کو کھاروں گے۔"

"مونا! اب علم زہرا زمین سے چوگا تمام دفاعی گوشیشیں بے کار ہوں گی۔"

میں بھیجا۔ اس ناشکر نے بے جا کہا کیا تھا تو میں آج بھی اس کے
 دماغ میں پہنچ گیا تھا۔ وہ لوگ بھی سمجھتے تھے کہ اس سختی اس ناشکر کے ذہنی
 ریلوے پارک کے دوسرے دوڑ کو فریب کھسکی۔ یہی سوچ کر اس ناشکر کے دماغ کو
 پیش کرنے کا طریقہ نکالا گیا تھا۔

میں جہاز کے پاس پہنچ گیا۔ سوچے کچھ پہلے ہی اہلکاروں نے پہنچ گیا تھا۔
 مسافروں کو اکٹھے کرنے کے لیے سڑی لگائی جا رہی تھی۔ جہاز نے آٹھ گھنٹوں سے دین
 لگائی۔ وہ سوچ رہا تھا: اب اس نقلی فرزند نے کیا لینا ہے؟ صرف یہ دیکھنا
 ہے کہ ہر ماہر اس فرزند کے لیے موزن ادا کر سکتی ہے یا نہیں۔

چاہتا ہے؟
 میں نے اسے مخاطب کیا۔ جہاز جہاز! میں زرا دوسری مملکت
 کے لئے چلی گئی تھی۔ یہ بتاؤ تھا ہے ماسکس نقلی فرزند کی نگرانی
 کریں گے؟
 ہاں۔ اٹیلی منس کے تین نامور مسافر فرانس اس کی نگرانی کے
 لئے مقرر کئے گئے ہیں۔

تم فرماؤ ان سے رابطہ قائم کرو۔ میں چپ چاپ ان کے دماغوں
 تک پہنچ جاؤں گی!

جہاز نے اپنے پاس بیٹھے مجھے اسے فرسے کہا: آپ ذرا اپنے دماغوں
 سے رابطہ قائم کریں۔ میں سلام مزہ چاہتا ہوں کہ وہ مستعد ہیں یا نہیں۔
 اسٹرنے فرانسٹر سے رابطہ قائم کیا۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔
 ادریں دوسری طرف پہنچ گیا۔ وہ کہتا تھا: غائب! میں نے کارفرما اس
 فرد کو ڈھونڈ کر ڈراپتوری کی جگہ سنبھال لی ہے۔ فرزند اس کا رین پیچھنے کے
 لئے کارول ٹاؤن ڈراپتوری پولیس کی حراست میں ہے۔ اور۔۔۔

اسٹرنے کہا: شاہنشاہ! تم ایسے ناشکرا جا رہے ہو اور ہاٹل ڈیٹا!
 میں پھر جہاز کی دماغی آٹھوں سے دیکھنے لگا۔ وہ دماغ میں لگانے
 دیکھ رہا تھا۔ مسافر طیارے سے باہر آئے تھے۔ وہ نظر نہیں آ رہا تھا جس کا
 انتظار تھا۔ مسافر کی بے پرواہی سے طیارے کے دروازے پر آئے تھے اور
 نیچے سے اتر رہے تھے۔ جہاز اب بھی نہیں جانتا تھا کہ کوئی بایوک فرزند
 آ رہا ہے۔ چونکہ میں جانتا تھا اس لئے مجھے یہ بھی سمی انتظار کارکنان
 پریشان کو بھی سمی۔

کھڑو دماغ فرزند کے۔۔۔ جہاز نے فریب دیا کہ وہ پہنچ گیا۔ طیارے
 کے دروازے پر فرزند نظر آ رہا تھا اس کے ساتھ ایک نیگرو لڑکی تھی۔ موزن
 کو بتایا گیا تھا کہ کوئی سین لڑکی فرزند کو چاہتا ہے۔ وہ نیگرو بس
 رنگ کے اعتبار سے حسین نہیں سمجھتا تھا۔ وہ فرزند اور فرزند پر
 فرزند اس کے ہاتھ میں ہاتھ دینے سے باز رہا تھا۔

پاؤں کھسکیں میں ایسی کوئی بات نہ تھی، جو اسے دوسروں سے مختلف بناتی
 وہ مکمل فرزند تھا۔ ایک عاقل انسان کے ساتھ فرزند کے جہاز میں باکسی
 فرزند کو دیکھ رہا تھا اس لئے اس کی ظاہری دماغت اور شخصیت کو دیکھ کر

کرنا فرزند تھا۔ تعزیری اور بددعا نیگرو بس کے ساتھ پہلا ہال لایا گیا
 سے گزر گیا۔ جہاز کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

جہاز نے دماغ سے اسٹرنے کی بیخ کنی ال کی طرف جانے لگا۔
 آفری سے پر ایک فوجی اسٹرنے لگیا۔ اس نے کہا: جہاز! ابھی پہنچ
 چکے گا کہ وہ فرزند اہلکاروں سے باخفی ہے؟

ہاں اس کا ایک اپ جیک کیا ہے؟
 نہیں۔ کچھ جیک کے دوران یعنی ایم پروٹائٹ کیم سے
 تصویر لی جائے گی۔ وہ یہ میٹیک اپ کے آپریشن کی تصویر
 لے گا۔

جہاز خوش ہو کر تیند کرنا چاہتا تھا۔ میں نے فوراً کہا: نہیں جہاز
 وہ ایک آپ میں نہیں ہے۔ اس کے پاس کچھ کی بلاٹک سرجری کی گئی ہے۔
 نہیں! اب اہلکاروں کو وہ بایوک میں ہے۔
 بایوک میں؟ اس نے فریسی سے پوچھا۔
 اسٹرنے پوچھا: کیا بات ہے؟

دوسری طرف سے کہہ رہی ہے کہ وہ ایک آپ میں نہیں ہے۔
 چہرے کی بلاٹک سرجری کی گئی ہے؟

ابھی پتہ چل جائے گا۔ مینی ایفٹی ایم لوکا رنڈلٹ میں تو لہجے
 کہ ایک آپ ہو تو اس کے پیچھے گزشت پوسٹ کے اسٹیبل جیکس کی تصویر
 مانی ہے اور اگر اصلی چہرہ ہو یا بلاٹک سرجری ہو تو اس کے
 طرح صرف چہرے کی ڈیوٹی کی تصویر آتی ہے۔
 اس کی بات ختم ہوتے ہی کسم آسن کی طرف ٹور سٹائیٹ
 دونوں اڈھر ڈورٹے چلے گئے۔ پھر لوگ دھڑ سے جا گئے۔ آپ

والے ایک اسٹرنے ہاتھ سے کہہ کر فرزند نے تصویر آنے پر چکا
 رہا۔ اس نے کیم سے کوچین کر کے ٹوڑ ڈالا۔۔۔ دو فوجی جہاز
 سے پکڑنا چاہا۔ ماسکس نے دونوں کی حرکت کر دی۔ مانی کا ڈیوٹی
 فائبر ہے۔ اپنے مقابل آنے والوں کو ہاتھ لگانے کا موقع نہ دیا۔
 دوسری ہاتھ میں فرزند پر سہارا دیا۔

وہ سب تیزی سے چلتے ہوئے دماغ میں پہنچے۔ اب اس کا
 کوئی فرزند کے آٹھوں میں اسٹرنے میں تھیں۔ اور ان کے ریان فرزند
 نیگرو بس کو سینے سے لگا کر کھڑا تھا۔

ایک ٹم آڈیٹر سے گفتے سے کہا۔ تم نے یہاں آتے ہی ناقص
 علاج کر کے لیں گی۔ ہم تمہارے ملک کے عمارت خانے سے
 اس وقت تک تم حراست میں رہو گے

بایوک فرزند نے ٹورٹے سے بھیجے ہیں۔ اور ان سے
 حرکت کی ہے۔ جب پھر وہ اور ویزا میں میری تصویریں موجود
 یہی احاطہ کے بغیر۔ اب میری تصویریں اس کی جاری
 ہیں سو۔۔۔ یہ۔۔۔

میں ایک بات جانتا ہوں کہ کسی کی اجازت کے بغیر اس کی تصویر
 ان طلب تالوں سے۔ اگر آپ کے ملک میں یہ خلافت تالوں میں ہے
 تو آپ چاہیں گے کہ اسے بغیر اس اجازت مائل کریں؟

میں بایوک فرزند کی پیش کش کو جہاز نے فوراً ٹھکرا کر دیا۔
 یہ سب جہاز کے انداز میں گفتگو کر رہا تھا۔ پھر اچانک اس کی نظر جہاز
 پر پڑی۔ وہ مسکرا کر بولا: جہاز! یہ ایک ٹم سے کسے عمارت
 میں ہیں؟

جہاز کی کچھ میں نہیں آیا کہ ایسے وقت کیا کرنا چاہئے؟ میں نے
 اسے سنایا۔ وہ جواباً مسکرا کر آگے بڑھا۔ پھر صاف کرتے ہوئے بولا: جی
 اہ! سونیا کے ذہنی آپ کا فائدہ نا تعارف ہو چکا ہے۔ لیکن آپ نے مجھے
 کیسے پہچانا؟

مجھے پتہ ہے۔ کسی ماہر نے میسک پاس آپ کی تصویر بھیجی
 تھی۔ مجھے پتا تھا کہ سونیا آپ کے پاس محفوظ ہے۔ آپ نے میری جان کی
 حفاظت کی۔ میں آپ کا احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔

میں نے کوئی احسان نہیں کیا لیکن آپ ہاں نہ مانتیں تو کبھی۔ سونیا نے
 یہ سزا خود کو نہیں پہنچائی ہے۔

اس نے فریسی سے پوچھا: وہ کیسے؟
 وہ مجھے کوئی اطلاع دینے بغیر اس ذہنی کو لے کر کہیں چلی گئی ہے۔
 وہ مجھے ہرے ڈرلا کوئی بات نہیں۔ میں ان دونوں کو پھانسی
 کے اندر ڈھونڈ کر نکالوں گا۔

لئے میں بایوک فرزند کے ملک کا سفیر دماغ پہنچ گیا۔ اس نے
 پوچھا: کیا بات ہے؟
 اسے بات بتائی گئی۔ سفیر نے کہا: آپ مطلق سے موزن کو میسک
 ملک کے ایک تاج کو فرزند ہاٹل پر لٹان کیا گیا۔ اسے جو کر گیا کہ وہ اپنے
 تحفظ کے لئے آپ کے آرمیوں پر ہاتھ اٹھائے۔ آپ اس کی تصویر چاہتے
 ہیں تو میسک عمارت خانے سے طلب کریں۔ مگر برائے ہر باقی اسے جو
 ہیں۔ اور جسے سفارتی تعلقات میں بدترکی پھیل چکے ہیں؟

تعزیری فرزند فرزند کو جھوڑ دیا گیا۔ وہ اپنی نیگرو اور جہاز
 کے درمیان جھگڑا جو عمارت سے باہر چلے گا۔ ایسے وقت میں نے خیال فرزانی
 سونیا سے اس کی سوچ کو گزرت میں لیا۔ پھر فرزند اس میں لایا کہ وہ بایوک فرزند
 کی زبان انفرادی ہر سب میری طرح تھا۔ میں اس لیے گزرت میں نے کہ
 فرزند نے ماضی کی سوچ میں واپس آ گیا۔

میسک اور اس کے ماضی میں زمین آسمان کا فرق چکا۔ صرف ایسے
 کی کبریاہت نے مجھے میری طرف پہنچا دیا تھا۔ ایک ملنگ اوسب۔ وہ ہر
 کوئی طرح تک نہیں پہنچا سکتا تھا۔ یعنی میں ایک وقت اپنی اور اس کی سوچ
 کو جسکی ساتھ کیا تھا۔ پھر سنا تھا کہ میں نے اپنے ماضی کے دوران سے
 کو عقل کر دیا ہے۔

جہاز کے پوچش کم تھے اس لیے یقین ہو گیا تھا کہ اس کے ماضی
 بایوک فرزند وہ لوگ رہے۔ پھر جہاز نے دیکھا کہ اس کے پچھلے وقت کو پلا
 کر اسے رکھ لیا تھا۔ پھر مگرت پلاک کے ہونے کے لئے سرور سرور۔۔۔ گتے
 چاہتے تھے جیسے فرزند سے بریک مارا ہے۔
 بریک گئے۔ اس کا اس طرح کی اس کے پیچھے دستور گھومنا ہے
 کو پکڑنا چاہتے تھے۔ شاید کار میں بیٹھے والوں کی
 سر میں نہیں آ رہا تھا کہ تم کا مجرت ان کے پیچھے پر لیا ہے۔ اس سے
 پہلے کہ وہ گاڑی سے نکل کر اس پر فائز ٹم کو تھے۔ اس نے اس کے پیچھے
 کو دونوں ماضی سے اپنا ہاتھ دیا۔ اور۔۔۔ اور۔۔۔ ماضی کا وہ دوسری طرف

پھر اس کی سوچ سنائی دی۔ وہ جہاز سے کہہ رہا تھا: مگر جہاز
 اس وقت میسک خیالات پر غصے کی گزشتش کہ یہی ہے مگر اس کی پھاری
 نہیں پڑے گی۔ بہتر ہے کہ وہ تمہارے ذہنی میری بات سننے سے
 میں نے پھر اس کی سوچ کو گزرت میں لیا۔ پھر ماضی میں اس کا
 دماغ عقل پر جاتا تھا۔ میں پھر اپنی طرف واپس آ گیا تھا۔ جہاز نے
 جہاز کا ہی سہارا لیا۔ اس کی سوچ کے ذہنی اس فرزند کو دیکھتا رہا۔ وہ
 اپنی نیگرو اور جہاز کے درمیان جھگڑا جو عمارت کے باہر آیا۔ مگر اس کے
 لئے اسے کار میں کھڑی ہوئی تھیں۔ اچانک وہ فرزند اپنے بائیں نیگرو
 اور جہاز کے بازو تک کھڑا ہو گیا۔ اس کا آواز ایسا تھا جیسے چرنے کی
 کی آہٹ سنائی ہو۔

ایک ایک تیز رفتاری سے گزرتی جا رہی تھی۔ بایوک فرزند کی کامت
 اور عمارت کے یقینی کی حد تک حیرت انگیز تھیں۔ اس نے نیگرو اور جہاز
 کو دھڑلے سے ڈرلا رکھا دیا۔ اسی لمحے گزرتی والی کار کو کھڑی سے تڑا تو
 فائز ٹم ہوئی۔ نیگرو اور جہاز وہ زمین پر گرے ہوئے تھے۔ فائز ٹم
 کی زب سے مڑا رہے۔ جہاز نے گرنے کے بعد اتنا ہی دیکھا تھا کہ وہ فرزند
 حیرت انگیز طور پر نہایت اچیل کر کھڑی ہو گیا تھا۔ پھر جہاز کا فائز ٹم کوئی
 ہوئی جا رہی تھی اس کی چہرے پر پہنچ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

اس ناگہانی فائز ٹم کے جھوڑے کی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے راستہ
 دریاں ہو گیا تھا۔ ایک فوجی موٹر سائیکل اشارت کر رہا تھا۔ جہاز دھڑلے
 ہوا اس کے پاس پہنچا پھر اس کے پیچھے بیٹھے ہوئے لولا۔ پھر اس کا
 کار نظروں سے اوجھل نہ ہونے پائے۔۔۔

موزن مائل اسٹارٹ ہو کر آگے بڑھی۔ پھر اس کی تیز رفتاری
 بڑھتی گئی تھی۔ کسی تیز رفتار گاڑی کی جہت پر کھڑے رہنا ناممکن ہے لیکن
 وہ قدم چائے کھڑا تھا جیسے آدمیوں کی زد میں تدا اور چٹان کھڑی ہو۔
 چہرہ کو کر کے پچھے سرک پر آ گیا۔ کار تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔
 لیکن وہ کتنی دور جا سکتی تھی۔ فرزند اس کے پیچھے وہ لوگ لگا رہا تھا، جس میں
 تیسریں، چالیس میں پھر پچاس میں لگنے کی رفتار سے دوڑتا چلا
 جا رہا تھا۔

جہاز کے پوچش کم تھے اس لیے یقین ہو گیا تھا کہ اس کے ماضی
 بایوک فرزند وہ لوگ رہے۔ پھر جہاز نے دیکھا کہ اس کے پچھلے وقت کو پلا
 کر اسے رکھ لیا تھا۔ پھر مگرت پلاک کے ہونے کے لئے سرور سرور۔۔۔ گتے
 چاہتے تھے جیسے فرزند سے بریک مارا ہے۔

بریک گئے۔ اس کا اس طرح کی اس کے پیچھے دستور گھومنا ہے
 کو پکڑنا چاہتے تھے۔ شاید کار میں بیٹھے والوں کی
 سر میں نہیں آ رہا تھا کہ تم کا مجرت ان کے پیچھے پر لیا ہے۔ اس سے
 پہلے کہ وہ گاڑی سے نکل کر اس پر فائز ٹم کو تھے۔ اس نے اس کے پیچھے
 کو دونوں ماضی سے اپنا ہاتھ دیا۔ اور۔۔۔ اور۔۔۔ ماضی کا وہ دوسری طرف

کسی دوست کے کہ آواز سنائی دی۔ تم درست کہہ رہے ہو۔ میرا خیال ہے کہ ابھی وہ لوں کو نہیں دی جائے۔ تم نیک کے معاملہ پر جاؤ۔ وہاں تمہاری رہائش کا انتظام ہے۔ وہاں آنا کہ سے پیچھے کرو۔ لوں کو ٹریس آؤٹ کرتے رہنا۔

یہ اور زیادہ غصے کی بات تھی کہ بالوئیک میں دہلنے نہ لیں لیکن آبادی میں بیچ جاتا۔ اس کی شخص کی کھڑی میں بیچ گیا۔ جیرو بالوئیک میں کوشش سے دے رہا تھا۔ وہ بھی ایک فی دی کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے اس پاس ماسٹروں کی منظم کھلے والا ہم آگتھے تھے۔ وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ ایک شخص شراب کا جام ہاتھ میں لیے کھڑا تھا۔ اس دن وہی نے مشکلات پیدا کر دی ہیں۔ وہ خیال خزانے کے ذریعہ سونیا کو اطلاعات پہنچا رہی ہے اور سونیا اس کی مخالفت کر رہی ہے۔

دوست کے شخص سے کہا: متحارب اس وقت صرف سونیا ہی ایک عورت ہے۔
 "تیسرے کہا: میرا خیال ہے۔ سونیا ساری کو بالوئیک فریڈ سے دور کر دیا جائے۔ ڈاکٹر اڈا تھا۔ کیا خیال ہے؟"

بالوئیک فریڈ کی صحت اور دماغی حالت کا جائزہ لیتے رہنے کیلئے وہاں ڈاکٹر اڈا سا سناٹا وغیرہ بھی پیچھے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر نے کہا: بات یہ ہے کہ ہم نے اپنے طور پر ایک مکمل فریڈ بنا دیا ہے۔ جیسا کہ سب جانتے ہیں۔ اس فریڈ میں زہر ہے۔ تم نے اپنے فریڈ کو ہی ایسی ہی ذہنی نشی رکھی ہے تاکہ وہاں کوئی فرق نہ پڑے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارا فریڈ انسولی کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس کی جگہ کسی دوسری اینڈ کو فریڈ کے پاس پھوسا سکتا ہے۔ مگر اس کی کیا ضمانت ہے کہ اس وقت اس کو دوسری اینڈ کے دماغ تک نہیں پہنچ سکے گی؟

ایک نے کہا: دوسری اینڈ میں اس کے آبی جاتی دیکھی گئی لیکن سونیا ساری کو اس میں مرقا یا قاعدہ فریڈ کا پارٹنر بنا کر میں بھیجا گیا ہے۔

"وہ ہر بار اس کے ساتھ ہے۔ تو اس وقت ہلے فریڈ کو ہم کڑا کا بنا کر ہے گی۔"
 "بہتر ہے کہ سونیا ساری صرف اس کی ضرورت میں ہے۔ پھر مصلحتی عمل کے دوران اس سے دور ہو جائے۔"

سب اس بات کی تائید کی۔ میں نے ڈاکٹر کے ذہن میں ایک سوال پیدا کیا۔ ڈاکٹر نے ایک شخص سے یہی سوال کیا: مشرور ڈاؤ اپنے فریڈ کو نیک کی ساحلی آبادی میں کیوں بندھنے کیلئے کہا جا رہا ہے؟
 "وہ ڈاؤ نے جواب دیا: ہمارا فریڈ سونیا کی روپائے جتنے دہلے نیک کی سمت ڈور لگا رہا تھا۔ پھر ایک بونوم ہو گئی۔ اس سے انڈازہ ہوتا ہے کہ سونیا اور اس وقت ساحلی آبادی کی طرف ہیں۔
 ڈاکٹر نے میری سوچ کے مطابق کہا: یہ انڈازہ درست ہے۔ لیکن سونیا

نے بھی جاسے فریڈ کی سمت کو گھنٹا بگھنٹا وہ دماغی طور پر اپنی بڑی کوشش کرنے کے بعد سب سے پہلے وہ جگہ اوردہ سمت بدل کر کہیں دوسری طرف جانے لگی۔

"یقیناً وہ الیا کرے گی۔ تم کو کیا کریں؟ ابھی مجھ سے ہے۔ اپنے فریڈ کو کس طرف ڈیو کیا کرنا ہے۔ اس لیے وہ دماغی آبادی میں تباہ کرے گا۔"

اس کی باتوں سے میں بچ گیا کہ بالوئیک میں ساحلی آبادی میں ہی قیام کرے گا۔ میں یہ اہم اطلاع دینے سونیا اور اس وقت کے پاس پہنچا۔ اس وقت ہی جیرو ایک کمرے میں لگی تھی کیا صحبت ہے؟ یہ سونیا کر کے کچھ بند ہو گئی ہے؟

میں نے پوچھا: کیا بات ہے اس وقت؟
 "اوہ فریڈ اٹم گئے ہیں۔ جیرو بیٹھیں ہیں۔ میں نے سونیا سے پوچھا کہ وہ کمرے میں بند ہونے کیوں جا رہی ہے تو اس نے جواب دیا: اپنی جلی جتنی کے ذریعہ معلوم کر لو کہ میں کمرے میں بیچ کر لیا کرتا ہے۔ لہذا اچھا میں معلوم کر رہا ہوں۔ میرا ہوسلوی کیا ہے؟"
 وہ بولی: ہم سب مختلف خوشبوئیں لگا کر اس کمرے کے چاروں طرف ہیں جس کے اندر سونیا آئی ہے۔"

میں کمرے کا اندر سونیا کے پاس پہنچ گیا۔ وہ کھڑکی کے پاس بیٹھ کر بیٹھ کر رہی تھی۔ ایسی دوشیں کر رہی تھی کہ اس کے جسم کا لباس پینے سے تر ہو رہا تھا۔ قریب ہی ایک طرف گتے کے کلانٹن سیلفن کا فڈ کے تیلے اور تیلوں لگی ہوئی تھیں۔ پینے سے تر ہونے کے بعد وہ نکلی ہو گئی۔ اپنا لباس اتارنے ہی اسے سیلفن کے ایک تیلے میں خوشبوں لگا کر چھوٹے سے کلانٹن میں بند کر دیا۔ اس کے لفظوں میں اپنے بدن کی مضمین کر لو ایک جگہ پیک کر دیا۔ کلانٹن کو تروں سے باندھ دیا۔

پھر وہ دوسرا لباس پینے کے بعد دوبارہ اوڑھنے کرنے لگی۔ یہی اس کی سوچ کر رہے تھے۔ لگتا: میں سونیا کی ذہانت کی تعریف کا کروں؟
 میری داستان سہات پڑھنے والوں نے بار بار پڑھا ہے کہ شرار گرواد مرحل میں بیکار لپٹے اچھے لوگ اس باختر ہو جاتے ہیں۔ ایسے وقت کا فائدہ ادا کرنا دلیہری کے علاوہ بے مثال ذہانت کا ثمر ہے۔

سونیا اس وقت بالوئیک فریڈ کو گھنٹا چھڑکانے کی تدبیر میں لگی تھی۔ تدبیر یہ تھی کہ وہ اپنے سینے سے چھگے ہوئے ہوسلوات کو مختلف کارٹن میں پیک کر کے کمرے میں لہری اور دو جہازوں کے ذریعہ اس کے مختلف مقامات پر بھیج کر کلانٹن کو لے کیلئے کہتی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بالوئیک میں کو ہر سمت سے دوڑ دوڑ تک سونیا کی کوئی نہ رہی اور وہ ہریٹھیں ہزار ہزار کمرے کے سمت جانا چاہیے۔
 بہت عرصہ تدبیر تھی۔ میں نے چند لمحوں تک غور کیا۔ پھر صحتی

کے لوہوں سے غافل کیا۔ سونیا! میں تمہارے طریقے کا راکر کھو گئی ہوں۔ پہلے ایک بات بتا دوں۔ بالوئیک فریڈ اس علاقہ میں ماضی رہائش کے لیے آ رہا ہے۔ میں پریشان تھی کہ اس کے پاس کس طرح دور رہا سکتا ہے۔ تم نے یہ بہت عرصہ تدبیر نکالی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک عرصہ مشورہ دینا چاہتی ہوں۔ تم اپنا ایک لباس ایک ایک ایک میں پیک کر دو۔ یہاں سے ریلوے سے ریلوے قائم کرتی ہوں۔ اس ریلوے میں کو اپنی اپنی پہنچا جائے گا۔"

میں نے سونیا کی سوچ سے کہا: تمہارا مشورہ میری سمجھ میں آ رہا ہے۔ مگر لباس کسی ایسے طریقے تک پہنچا جائے جیرو ہزاروں کے والا ہوتا ہے بالوئیک میں یہی رائے قائم کر کے گا کہ میں اس طریقے کے ذریعہ اسکا رہ سے باہر جا رہی ہوں۔

میں نے خوش ہو کر کہا: ہاں۔ میں یہی چاہتی ہوں۔ اس طرح بالوئیک میں اسکا رہ سے چلا جائے گا۔ اچھا اب میں جیرو ہاں کے پاس جا رہی ہوں۔

میں نے اس وقت سونیا کے ساتھ جتنے فانی باتیں بتائیں۔ پھر جیرو ہاں کے پاس پہنچ گیا۔ جیرو جیرو ہاں لگا کر لیا گیا۔ میرا انتظار کر رہے ہو؟
 "اوہ اس وقت اب ہر طرف تھا۔ ابی انتظار رہتا ہے۔ یہی ہوتا رہتا ہے کہ تم ایسے وقت دماغی طور پر قریب آئے ہیں۔ جیسا کہ میں نے یہاں سماں طور پر دیکھا ہے۔"

میں نے کہا: اب قریب ہونے کی ایک تدبیر ہے۔ بالوئیک میں سونیا کی بڑی جگہ رہا ہے۔ مقدمہ میرا مصلحت ہے۔ ہماری تدبیر ہے کہ سونیا کے پینے سے بھیجا جاوے گا۔ لباس اس کے لیے طریقے تک پہنچایا جائے۔ جیرو جیرو ہاں میں ہر طرف کرنے والا ہو۔"
 جیرو ہاں نے تائید کی۔ ابھی تدبیر ہے۔ بالوئیک فریڈ اپنی اپنی طرف دوڑا آئے گا۔ دیکھو اس لباس کو پیک کرنے کے بعد یہاں جیرو جیرو ہاں انتظام کرتا ہے کہ لباس کی وہ بیٹیک ایسے وقت کھولی جائے۔ جب طیارہ کا اجابن اشارت ہو جائے۔"

"ہاں میں تدبیر کر جاؤں۔ سونیا کا لباس پیک ہو چکا ہے۔ میں ابھی بھیج رہی ہوں۔ اب میں چلی۔۔۔"
 میں نے اس وقت سونیا کے پاس آکر کہا: "ہیلو۔ اب یہ تم کو کہہ رہا ہے۔ ایک جہاز ساحلی کو سونیا کے لباس والا جلیفٹ کس دے کر اپنی اپنی بھیج دے۔ جیرو ہاں اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ تیار ہو کر جیرو ہاں تمہاری زبان انگریزی کو لے والی ہے۔"

دوست ہی طرح وہ میرے انگریزی میں باتیں کرنے لگی۔ سونیا لباس بدل کر اور خوشبوئیں لگا کر کمرے سے باہر آ گئی تھی۔ میرے نے وہ جلیفٹ کس ایک نوجوان کے ذریعہ جیرو ہاں کے پاس بھیج دیا۔ میرے نے کہا: اس وقت ابی انتظام سونیا کے فریڈ کے متعلق تھا۔ تو

میری سوچ نے اس وقت کی زبان سے کہا: ابھی اطمینان کیا گیا؟
 وہ بالوئیک میں اس علاقہ میں آچکا ہے۔ میں اس کی نگرانی کرنے جا رہی ہوں۔"

یہ کہہ کر اس وقت سونیا کے پاس آ گئی۔ اس نے پوچھا: فریڈ تمہاری سوچ مجھے میرے کمرے میں کیوں لے آئی ہے؟
 "سونیا تمہارے سے میرے متعلق باتیں کرنا چاہتی تھی۔ تم نے اسے کہہ دیا کہ بالوئیک فریڈ اس علاقہ میں جو رہا ہے اس لیے اس کی نگرانی کرنے جا رہی ہو۔"

وہ بستر لیٹ کر اٹھوانی لینے لگی۔ میں نے کہا: میں غضب کی اٹھوانی نہ لو۔ ورنہ میں تمہارے دماغ سے اڑ جائوں گا۔
 وہ دیکھ کر بولی: تم اس وقت ہی کہہ رہا ہے کہ باتیں کرتے ہو۔
 وہ یقیناً گات کی باتیں کرنا ہوگا۔"

"ہاں ابھی وہ کہہ رہا تھا کہ تم دماغی طور پر اس کے قریب آئی ہو۔ مگر سونیا نے تم دونوں کو سمانی طور پر دیکھ کر دیا ہے۔"
 "اس کی پیاد جیرو ہاں میں لے کے ہیں۔ تم کس وقت ہو؟"
 "تم نے سونیا سے یہی بھیجا ہے۔ تاکہ وہ دونوں کے دل کی باتیں معلوم کرتے ہو؟"

"خدا بخوادہ الزم نہ دے۔ یہی جو تم نے خود ہی کہا تھا کہ میں جیرو ہاں کے دل کا حال معلوم کروں۔"
 "اس کے دل کا حال معلوم کر کے تمہارے دل پر قیامت گزار رہی ہوگی۔"

میں ایسا کر دوڑیں ہوں کہ تمہیں نہ پا کر غصہ قائم شروع کروں۔
 تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ میں نے اپنے دل و دماغ سے تمہارا خیال نکال دیا ہے۔"
 "پڑا حوصلہ ہے۔ ذرا تو بتاؤ۔ دل کا گھر فانی کرتے وقت کسی چھٹ گئی۔"

"اس وقت آتم بڑی خوش فہمی میں مبتلا ہو کر کسٹم ڈول پر سوچ کر کیے گئے۔ جبکہ تمہاری جیرو سونیا میں اس دن مجھ پر مبنی تھی۔ میں نے محسوس کیا جیسے اس کا دل ڈوب رہا ہو۔ پھر وہ سٹیل کر لیلی۔ آؤ نہ تمہارے کہہ کر میری تو بہن کرنا چاہتے ہو۔ دیکھو میں کچھ نہیں ہوں۔ ذہنیات تمہارے لیے ایک سے بڑھ کر ایک سن بھرا پڑا ہے۔ مگر یہ تلاش تمہارے دل میں ہمیشہ ہے۔ کی کر اس وقت تمہیں کہیں نہیں ملے گی۔ سمجھی نہیں۔۔۔"

"میرے دل میں غلش نہیں اطمینان ہے کہ تم جسے دوست کی امانت ہو۔ اچھا میں چلیں اور مجھے غم نہیں رہے۔ میں تمہارے سوا۔۔۔"
 اس نے آواز دی: تجھے میری بات سنو۔"

سے مجبور ہوا میں ایک عورت کی خرم لکھنے پر مجبور ہوں۔
 • مونا: تم بہت اچھی ہو میں نے تمہیں اب تک اتنی سچی کے
 ذریعہ مجبور نہیں کیا اور نہ ہی کبھی کروں گا۔ میں تو بہت تھادی اندر ذنی
 کش کش کو ظاہر کر رہا تھا۔ آئندہ میں تمہیں بڑی ادبگلی اور سولت سے
 غلامی کروں گا ماب بھی ہے بناؤ کہ تمہارے ساتھ تیرے بارے کے کتنے
 آدمی چاہتے ہیں۔ تم سے ملنے آئے ہیں؟

• کوئی نہیں۔ میں تنہا آئی ہوں۔
 • کیا تم نے سوچا کہ تمہارے اہلکاروں کو ملنے آئے ہیں۔
 کسی ماسٹر وغیرہ کو حالات کی تکفیر کا علم ہو گیا ہو یا کسی قسم کا شہرہ بہرہ
 کسی کو شہرہ نہیں ہوا ہے۔ بارے سے پہلے ہی ایسے معاملات سے ڈر
 کر لگا کر نہ تھا، جہاں خطرات کا اندیشہ ہوتا تھا۔ چاہتے ہیں بلانہ میں اب
 بھی ایک ماسٹر اور تنظیم کے جاننا ضروری ہے۔ اب ہی ان کا بھی خیال
 ہے کہ ریڈ ہاؤس والے چاہتے ہیں بلانہ کو تھک کر حاکم کریں گے۔ تمہیں فرق
 کیسے پہنچے ہوئے؟ ڈانٹا ماسٹر کا علم نہیں ہے۔
 • ٹھیک ہے، میں ہی معلوم کرنا چاہتا تھا۔ اب میں جا رہا ہوں۔
 • تمہارے فریڈا اسٹریٹ کی طرف سے پوچھا گیا ہے کہ میں کہاں جانا
 چاہتی ہوں۔ میں نے کہا کہ کوالا لپور پہنچ کر جاب ملے گی تم بتاؤ کہ
 مجھے کہاں رہنا چاہیے؟
 • جہاں تم مناسب سمجھو تم کہیں بھی رہو گی تو میں تم سے رابطہ قائم
 کر لیا کروں گا۔

• یہ تو سن جانتی ہوں تمہارے لیے کام کر رہی ہوں تو تم رابطہ
 قائم کر لے۔ ہرگز نہیں میں تم سے زیادہ دور نہیں رہنا چاہتی۔ جانے
 کیوں مجھے ڈر لگتا ہے؟

• عجیب بات ہے میرے انتظار کا رنگ لگے تو ڈر لگتا ہے۔
 سے دور رہنے کے خیال سے بھی نہیں ڈر لگتا ہے۔ اب تم خود ہی اپنا
 نفسیاتی تجزیہ کرو۔ تمہارے اس ڈر کے پیچھے عورت کی وہ کمزوری چھپی
 ہے جو کسی مرد کو اپنا محافظ بنانے پر مجبور کرتی ہے۔
 وہ جو اب کچھ کنا چاہتی تھی، میں نے کہا۔ غیر ملکی پوری
 بات سن لو میں تمہارا نفسیاتی تجزیہ اس لیے نہیں کر رہا ہوں کہ اس
 طرح والوں کی ہیرا پھری میں تمہیں اپنی طرف مائل کر لیں نہیں میں
 یہ سمجھا چاہتا ہوں کہ تمہارے تمہیں غیر معمولی سن دیا ہے چاہتے تھے کہ
 — جیسا روزہ تمہارا دلوانا ہے۔ میں بھی تمہاری تمنا کرتا ہوں مگر
 جبر نہیں... لکھنے کا مقصد ہے کہ تم تنہا ایک ایک اپنے سن رہا۔
 اپنے فریڈا اور اپنی ذات کے قیمتی سرمایہ کو بچا کر رکھو گی۔ کوئی اہلکار
 ہی شب خون مار سکتا ہے۔ بہتر ہے کسی سے شادی کر لو۔
 وہ چند ماہ میں ایک چھپ رہی۔ پھر بات بدل کر لوبلی تم نے
 میری بات کا جواب نہیں دیا۔ اب مجھے کہاں جانا چاہیے؟

• میں جواب دے چکا ہوں، جہاں مناسب سمجھو چلی جاؤ۔
 • تمہارے قریب رہیں گا۔
 • تمہارے فریڈا مجھے حوصلہ دے گا۔

میں اس سے خدمت چوگا، ابھی اس بات کی تصدیق کرتا تھی
 کہ وہ ان کی معلومات کے مطابق کوئی ماسٹر اور تنظیم کے جاننا چاہتے
 ہیں۔ اس سے خدمت چوگا، ابھی اس بات کی تصدیق کرتا تھی
 ہلاڑی میں موجود ہیں یا نہیں؟ اس شخص کے لیے میں چاہتے تھی کہ اسے
 داخل میں پہنچ گیا۔ وہ چاہتے ہیں ہلاڑی سے تھک گیا ایک میل دو ایک
 عمارت کی تیسری منزل میں پہنچ گیا۔ وہ چاہتے ہیں ہلاڑی سے تھک گیا ایک میل دو ایک
 کہہ رہا تھا۔ اچھی طرح سوچ لو۔ یہ وہی نہیں ہے۔ ٹھیک پنڈت منٹ
 کے بعد تم سب اس عمارت کے ساتھ تباہ ہو جاؤ گے۔ میری کمزوری سے
 وقت ملاؤ۔ اس وقت مجھے جگر نہیں نٹہ کرنے ہیں...
 دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔ تمہیں صحت کو دے میں
 اپنی تباہی منظور ہے۔ تمہیں ماسٹر کے حکم پر اپنی آغوش میں اس تک
 ڈانٹا ماسٹر کا انتظار کرنے ہیں تمہیں۔ یہ عمارت خالی نہیں لگاؤ۔
 آتا ہے کہ بعد میں یاد رکھ دیا گیا۔ میں نے والے کے داخل میں
 پہنچ گیا۔ وہ تنظیم کا ماسٹر تھا اور صبح رہا تھا۔ آج وہ کسی طرح عمارت
 کو تباہ کر سکتے ہیں؟ وہ آج سے بریلدی کر سکتے ہیں یا پھر اس عمارت
 میں بارودی سرنگیں بھرتی ہیں لیکن نہیں۔ یہ عمارت کو توڑیں ڈالو گی
 آگت سے تباہ کیا گئی ہوگی۔ یہاں کی شہینیں بھی کہہ دوں ڈالو گی،
 پھر مڑو جب جھٹتا ہے کہ اس میں اتنی قیمتی عمارت کو تباہ نہیں
 کرے گا۔

میں نے اس کی سوچ میں کہا: وہ اس لیے تباہ کر سکتا ہے کہ وہ
 قیمتی شہینیں تیرے بارے کے کام نہ آئیں۔

وہ سوچنے لگا: ہاں ایسا ممکن ہے مگر مجھ جیسا ماسٹر وہ اس وقت
 میں موجود بنانے والے جاننا چاہتی تھی۔ پھر ماسٹر کا قیمتی سرمایہ ہے۔ پھر ماسٹر
 ہم سب کو نواہت خدمت کے مرکز میں نہیں ڈھکیلا گا۔ اسے نہیں ہے
 کو فتح چلائی ہوگی اور دشمنوں کی دھمکیاں محض عمارت خالی کر لے گئے ہیں۔
 ماسٹر کی سوچ نے تصدیق کر دی کہ تیرے بارے میں عمارت کی تباہی
 میں مجھے ہونے ڈانٹا ماسٹر کے تجربہ کار تیرے بارے میں ابھی نہیں
 بنے رہنے کیلئے تم کو آگ لگا کر تباہ ہوا تو فریڈا اپنے ماسٹر اور دوسرے
 جاننا ان کو عمارت سے باہر نکلنے کا حکم دے کر دیتا ہے۔ اس کے پاس
 تنظیم کے اہم افراد پنڈت منٹ کے بعد ان کی عمارت کے ساتھ تباہ
 ہونے والے تھے۔

میرے پاس آنا وقت نہیں تھا کہ میں پنڈت منٹ کے بعد
 ان کی تباہی کا تمنا تھا کہ میں داپس جبران کے پاس پہنچاؤں گی
 سوچنے لے تباہ کر کے سنیگا کہ برف کی لگ گیا ہے۔ ایک ہزار مل
 سے دو گھنٹے بعد فرانس اننگز اور جبران کے جانے والا ہے۔ اس کی

ایک اہم برٹش جبران کی اسلحہ مند بلکہ عقیدت مند ہے۔ سامنے میں اس
 نے اہم برٹش کی بلے لوت مدد کی تھی۔ جبران اہم برٹش نے اس کے
 منصوبے کے مطابق وعدہ کیا تھا کہ ہزاروں سے پہلے جب طیلے کا ہوا وہ
 بند ہونے لگے گا تو وہ سنیگا کا لیاں نکالے گی۔ ہوا وہ بند ہونے تک
 وہ لیاں اس کے ہاتھ میں لے لے گا۔ اتنی دور میں وہ بالو بک میں اس
 کو پکڑا اور لپورٹ کی طرف دوڑ لگا لگا۔ پچاس میل کی گھنٹہ کی رفتار
 سے دوڑنے کے باوجود وہ آدھ گھنٹہ پہلے لپورٹ نہیں پہنچ سکے
 گھاں وقت تک طیارہ پرواز کر چکا ہوگا۔

میں نے دس ذہنی کو اس منصوبے سے آگاہ کیا۔ اس نے سنیگا
 اور میرم کو تباہ کر دو گھنٹے بعد سنیگا کے پسینہ لود لیاں کا متوجہ ہوا
 ہو گیا۔ سنیگا نے کہا: دس ذہنی اب میں دو گھنٹے تک عمارت رہنا ہے۔ چلو
 اس وقت تک فریڈا سے رابطہ قائم کرو۔

دس ذہنی کی زبان نے میری سوچ کے مطابق کہا: میں فریڈا کے
 بارے میں تمہیں تعین دلائی ہوں کہ وہ عمارت میں گھرا رہا ہے۔ مگر غریب
 ہے جس خیال خرابی کے ذریعہ اس کی مدد کروں گی مگر اس سے رابطہ قائم
 نہیں کروں گی؟

• کیس؟ • سنیگانے پوچھا۔
 • میں اسے خوش فہمی میں منسلک نہ چاہتی ہوں۔ اس نے میرے
 سر پر ہی لیے حکم کیا تھا کہ میں ملتی تھی سے خود میرا نہیں۔ وہ اب
 بھی یہی سوچ رہا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ اگر میری ملتی تھی کی مصلحت
 بحال ہوتی تو میں اس سے انتقام لینے کیلئے اس کے ذہن کو ضرور
 نقصان پہنچاتی۔

سنیگانے پوچھا: میں یہ سوال کرتی ہوں کہ تم نے مجھ سے اور
 فریڈا سے انتقام کیوں نہیں لیا؟

• میرا مزاج بدل گیا ہے۔ حالات نے سکھا دیا ہے کہ مجھے زیادہ
 سے زیادہ دوست بنانا چاہیے۔ وہ فریڈا جیسے ماہی اراش کے گلے
 بڑی عقلیت میں مجھے نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اسی لیے میں نہیں اور فریڈا
 کو دوست بنا رہی ہوں۔

• تو پھر دوست بن کر فریڈا سے رابطہ قائم کرو۔

• نہیں میرا اپنا ایک طریقہ کار ہے۔ جب میں ضروری سمجھوں
 گا تو اس کے رابطہ قائم کروں گی۔ میں فی الحال تمہارے اور اس کے کام
 آگے دوڑتی کا بوجھ لے رہی ہوں۔ اچھا اب میں دو گھنٹے بعد ہلافا
 کھل گئی۔

• وہ آگے بڑھی ہوئی سنیگانے کا سزاؤم نے کہا تھا کہ عمارت
 میں کوئی ایسی دوا ہے جس کے استعمال کے بعد فریڈا کی ملتی تھی کی
 مصلحتیں بحال ہوتی ہیں۔ مجھے بتانے میں اس دوا کے لیے بندو بستان
 ہواں گی۔

• ہم دونوں کو اب یہاں سے ہندوستان کی طرف ہی جانا چاہیے۔
 میں فریڈا کو اور اسے مجھ کو روکنے کی کوشش نہ کرے گی۔ وہاں کسی نہ کسی طرح پہنچ جائے۔
 سونا خوش ہو کر لولی۔ اہ دل ذہنی! یہ کہہ کر نے میلان جنت
 لیا تم فریڈا کو مجبور کر دو کہ ہم سے ہندوستان میں ملاقات کرے۔

• ان میں ایسا ہی کروں گی؟
 • وہ جانتے گی۔ سنیگا اپنی جگہ سے اٹھتی ہوئی لولی۔ ایک ہفت
 اور تاروہ کیا زمانہ اس کے پاس پہنچ گئی ہے؟

• نہیں۔ میں نے دس ذہنی کی زبان سے سمجھ لیا کہ وہ فریڈا کی
 تلاش میں جھنگ رہی ہے۔ فریڈا کو بھی علم نہیں ہے کہ وہ زمانہ اس کی
 تلاش میں ملایا پہنچ گیا ہے۔

• سنیگانے جلدی سے آگے بڑھ کر خوشامداند انداز میں اس فحش
 کا ہاتھ پھیرا کہ کیا میری ہی فریڈا کو حملدار جلد ہندوستان پہنچے۔ پھر
 مجھ کو روکیں تو وہ حرم آزادی آئے دھونڈ نکالے گی؟

• تم اطمینان رکھو میں اسے فریڈا سے ملنے نہیں دوں گی۔
 دس ذہنی اپنا ہاتھ پھیرا کہ اپنے بیڈروم میں آگئی میں اسے
 بتانے لگا کہ وہ سنیگانے کی باتیں کر چکی ہے۔ وہ کمری پر بیٹھ کر
 سکھاتی ہوئی لولی۔ اچھا تو زمانہ تمہارے پاس نہیں ہے؟

• میں نے کہا: سنیگانے بعض حالات میں اپنوں کو بھی اپنا راز
 بتایا نہیں جاتا۔ تم سمجھ سکتی ہو کہ سنیگانے کیسے مزاج کی عورت ہے۔ میں
 اس عمارت سے جنتی جنت کرتا ہوں مگر جھوٹ لول کر گزار رہا ہوں۔
 • میں اطمینان نہ کرو۔ کام کی باتیں کرو۔ فریڈا میں بھی یہی چاہتی
 ہوں کہ ہم ہندوستان میں ہیں۔

• یہ پھر سے نہیں جبران سے کہو تمہیں اسی سے ملنے رہنا ہے۔
 • کیا جمل کر لول ہے جو؟ میرا اور جبران کا معاملہ لگ ہے۔
 اپنی بات کرو۔ میں تمہیں لینے دلیں میں اسے کی دعوت دیتی ہوں۔
 • اچھا دعوت قبول ہوگئی۔ میں جارہا ہوں۔ اچھا آؤں گا۔
 • کیا مجھے جبران کے متعلق کچھ نہیں بتاؤ گے؟

• دو گھنٹے بعد...

میں دواں سے چلا آیا میں نے ایک منٹ میں دواں سے کی
 غیر مت معلوم کی۔ وہ اپنے بوری بچوں میں کیریت وقت گزار رہا
 تھا۔ میں بڑھ کر سے نکل کر ڈانٹ کر دم میں آ گیا۔ یہ نے مجھے دیکھتے
 ہی خوشی سے اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ میں نے قریب آ کر اسے اپنے
 پاس صرف پڑھنا لیا۔ اچھا تو زمانہ تم دونوں کو میری تمام کمانی مٹا رہی ہے۔
 • شولا کے سکر کر کہا: کیا کاؤ فریڈا! تم نے ملتی تھی کے
 ذریعہ چوکاڑے دکھائے ہیں۔ تمہیں سن کر مٹل جبران ہے۔ اب مجھے
 یقین ہو گیا ہے کہ تم ملتی تھی کے ذریعہ میرے حرم باپ کی مادی
 دولت اور جانا دے دلاؤ گے۔

ہے۔ فی نے شرکاء سے کہا: میں ہوں۔ یہ بھی یقین کر لو کہ اب پہلی
 شہادی نہیں کر سکو گے۔
 میں اوردندان نے اختیار بننے کے شرکاء کے جنبین کرنا۔
 ہے فی تم خواہ مخواہ شہادت کرنا۔ میں جو تالیف شہادی کرنا ہی تک چاہتا
 تھا ساری تک چڑھی لو کی سے جھگڑا۔ چاہئے۔
 دومان نے کہا: ابھی تک چڑھی لو کی اگر بے حد میں ہے تو
 جھگڑاں سب کو بچائے گا مگر فریاد کو نہیں بچائے گا۔ دیکھ لینا یہ حضرت
 لشکار ہوجا جس گئے۔
 سہ فی نے کہا: میرا بھائی ایسا نہیں ہے۔ جھگڑا پر تھوڑے گا
 بھی نہیں۔
 دومان بولی: یہی تو میں کہہ رہی ہوں۔ تمہارے بھائی صاحب
 جو لیا پر نہیں تھوڑے گئے۔
 ”دومان کہیں سے بیچے بڑا گئی ہو؟ کیا سونیا کا دل ہلا کر ہی بڑے
 ہے فی نے کہا: ہاں بھائی! ابھی تمہاری داستان میں سونیا کا
 ذکر ہوا تھا۔ کیا تم ابھی اسی کے پاس تھے؟“
 دومان نے کہا: ہاں فریاد میں بتاؤ۔ وہاں اسکندریہ میں کیا
 ہو رہا ہے؟“
 میں شروع سے اب تک سارے حالات تفصیل سے بتانے لگا۔
 ہے فی اور شرکاء انہیں بھلا چھوڑ کر ایک فریاد کے متعلق میں ہے
 تھے۔ میری باتیں غم ہونے کے بعد ہے فی نے سمجھ کر بولی: بھائی! وہ وہ
 بالوگ بد معاش تھیں ماننے کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ ہے نا؟“
 ”ہاں۔ پھر اس طرح دو مقاصد ہیں۔ وہ یہ کہ ہر قیمت پر اس وقت
 کو۔۔۔ حاصل کیا جائے اور ہر قیمت پر بچے مار ڈالا جائے۔“
 ہے فی نے جلدی سے آٹھ کروڑ پڑھنے تک لے لے پڑھوں
 ہاتھوں سے بچے میرٹ کر کے پھر کر اپنے سینے میں چھپا لیا۔ اس کا دل
 بڑی طرح دھوکا رہا تھا وہ بلبل رہی تھی۔ وہ کاروں کی رفتار سے
 جاگتا ہے۔ انسان کی بوسنگھ لیا ہے۔ میںوں دھوکا آواز میں لگتا۔
 دواؤں کے آریا دیکھ لیا ہے۔ ہائے میں کیا کروں۔ بھائی! میں نہیں
 کہاں چھپاؤں؟“
 میں فریاد ہی آتے تھوڑے لگتا تھا مجھے بہن کے مرنے کے
 سینے میں چھپ کر سکون مل رہا تھا اس لیے میں چپ رہا۔ دل کی ہر
 دھڑکن کے ساتھ میرے سر پر لوہے کے کمان کے پاس اس کے آٹھ
 ٹپکے تھے۔ جیسے لہنے والا ایک تھکن ڈرتے چل رہا تھا۔
 دومان نے فی کو بھاری تھی۔ جسے اللہ کھتا ہے اسے کوئی
 نہیں بھگتا۔ تم ایک دلیر صافی کی ہوں۔ تمہاری آنکھوں میں آنسو تھے
 نہیں تھے۔ فریاد تم چپ کہیں ہو؟ اس بچی کو کھانے نہیں نہیں؟“
 میں نے سر اٹھا کر سرتانے ہونے ہے فی کو دیکھا۔ جھگڑا نہیں

اپنے جھانٹنے کے لیے رتی رتی گھٹی ہیں بے یوں گساہے میرے
 میں ہے فی کی ہانوں میں اپنے سوخا ہو گیا ہوں۔
 وہ میری پشانی کو چوم کر بولی: بھائی! تم سکرانے سے بھڑکنا
 موت ہے کیا تمہیں زور نہیں لگتا؟“
 ”جو دوتے ہیں وہ مرے ہیں اور میں ابھی جینا چاہتا ہوں۔“
 وہ بڑی مصونیت سے بولی: کیا ایسا کوئی بالوگ لڑنے
 نہیں ہو سکا کہ میری عمر تمہارے پاس ٹرانسفر ہو جائے؟“
 شرکاء نے سینے میں کہا: اگر تمہاری عمر دوتے کی گئی ہوتی
 کر کیا فائدہ پہنچے گا؟“
 دومان نے کہا: تم میری بات ہے کہ مجھے کوٹہ ہوا؟
 پر ہنسا نہیں چاہیے۔
 چہرے نے ہے فی کو دوا دیا اپنے پاس بھاگ کر اس کے آنسو لہنے
 ہنسنے لہنے چھپا۔ بتاؤ تم لوگوں نے بھگنا جانے کی کوئی تیاری
 ہے یا نہیں؟“
 شرکاء نے کہا: تم میرے اتفاق کیا ہے۔ دیکھو
 ”تم میرے ایک آپس میں یہاں چار ڈھیلہ لے کے کھینچے جاؤ۔ میں یہاں
 رہ جاؤں گا۔“
 میں نے کہا: تمہارے لیے مشکلات یہاں ہوجائیں گی۔ ناٹھلی
 والے سوال کریں گے کہ تم باہر ہوتے چار ڈھیلے میں کوئی
 گیا ہے؟“
 ”تم میرے آپ کے ماہر ہو میرا دل بیل دینا ہی کسی امینی کے
 ایک آپس میں نیا پاسپورٹ بنا کر جلد ہی بھگنا پیچھے کی کرشمہ
 کروں گا۔“
 ”یہ تدبیر بڑی حد تک قابل قبول ہے لیکن شرکاء نے اور
 تمہارے ہر جرم و ذنبت کے کاروباری دنیا میں دولت حاصل کر کے
 بڑے بڑے آسٹا دی کر کے جوں کے جوں کی دنیا میں وہ گزرا نہیں
 آتے۔ یہاں بڑی مکاری اور جلابازی کی ضرورت ہوتی ہے میرے
 بیان سے جاننے کے بعد تم کسی کسی مصیبت میں چھین جاؤ گے میری
 یا زمانہ کی رہنمائی تمہارے لیے لازمی ہے۔“
 دومان نے کہا: فریاد میں تم سے دور رہنے کا تصور نہیں کرتا
 اور یہاں تمہارے اطراف قانون اور جرم کا گھیرا بیگ ہنسنے میں
 دیکھ سکتی ہے بڑی دکاوت امینی ایم کو میرے ہیں جو شرکاء نام
 چوکوں میں نصب کر دیے گئے ہیں۔ تم میرے آپس میں جہاں
 گے تمہاری فریاد کی صورت میرے کی آنکھیں دیکھ لیں گی۔
 شرکاء نے کہا: دومان! میں کہہ چکا ہوں کہ میں نے کسی
 سامنے سے گزرا کر فریاد میں داخل ہوں گا۔ پھر آگے جا کر
 کروں گا کہ اپنے سیکریٹری کو ایک خودی فون کرنا چھوٹا گیا ہوں۔

اپنی مرضی مانے دوا دیا نے سے لگا ہے۔ میں انگریز والے دوا دیا نے
 جہازت کے کار باہر ماندن کا دل منٹ بھدا ہی انگریز والے
 والے سے فریاد کر لیا میں داخل ہو جانے گا۔
 میں نے کہا: اس منصوبہ پر عمل کے دوران کاواٹ پیدا ہو
 گئی ہے۔ انگریز والے دوا دیا نے پھر کھڑے ہونے فوجی ہے یہ کہہ
 یخ میں کس دوا دیا نے انگریز والے دوا دیا نے سے باقی جہاں وہ جا سکی
 پر نصب کیا گیا ہے۔
 دومان بولی: ہم اس پہلو پر بھی غور کر چکے ہیں کسی بھی منصوبہ میں
 فریاد سے نہ زحمت کھینچی ہی ہیں تمہیں یہ خطہ حاصل لینا ہوگا۔
 دیکھنا ہم تمہیں انگریز والے دوا دیا نے سے اندازے سے دیکھا جائے
 گا۔ ہم اس ٹارگٹ میں آجانا۔ شرکاء ٹارگٹ سے نکل کر اسٹریٹ کی
 لٹ جانے لگے۔ پیانے میں بھگنا چلا جائے گا۔ تم باہر ہواؤ گے
 اور یہ تدبیر سوچی جائے گی۔
 دیکھو یہ خطہ حاصل لینا چاہئے۔ آگے آگے ٹارگٹ کی جھوک لگی ہے۔
 بلکہ ہمارے چہرے میں شرکاء ہوں گا اور شرکاء کو کسی دوسرے روبرو
 میں لائے گا۔
 ڈیمانہ وقت ہو رہا تھا۔ دومان کہیں کی طرف چلی گئی۔ اتنے میں
 لائن میں کی آواز سنا دی۔ میں صوفے سے آٹھ کر دوا دیا نے کے پاس
 ڈیمانہ تھا کہ باہر کئی دشمن نہیں ہوگا۔ میں نے دوا دیا نے کو لہا لہا بڑی
 ان کا نظارہ اس سے انداز کر ایک ہڑاسا لٹا فوجی طرف بڑھا۔
 ان کا فوجی تصویر تھیں اور جن کی تصویریں تھیں ان کے پاس پورٹ
 اور ان کے متعلق تفصیلات موجود تھیں۔ ایک دفعہ بھی تمہارے
 گولوں پر چھا۔ چلائے معنی نیربان نے لکھا تھا۔
 مسٹر فریاد! آپ کا حکم تمہاری آنکھوں پر شرکاء کو نیربانوں اس کی
 مافی لڑکی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ ہم شرکاء کے سیکریٹری
 ان کی گولیاں روک لے رہے ہیں۔ انٹرنی کی تصویر پاسپورٹ اور دیگر
 تفصیلات لٹاؤں موجود ہیں۔ اسی طرح ایک نیربانوں کی روزی
 نیربانوں کی تصویریں وغیرہ بھی موجود ہیں۔ آپ اور دومانوں نے
 یہاں تو فریاد اور ذی کا سوا کچھ نہیں چھپاؤں۔ دس بجے آئے تو
 یہاں سے گزریں اور لاپور دیا جائے گا۔ دومان ایک کاجس کا نمبر
 لکھا اور سرتانے سے آپ کے لیے ہوگی ساس کا ڈیڑھو آپ لوگوں
 کو اسے پیش کرنے چاہئے گا۔ ایک ٹرین سوا گا رہے بھگنا کے لیے
 لکھا آپ دوا دیا نے کے لیے ایک نیربانوں کو نیربانوں پر چوکا ہے۔
 سرتانے کے ٹرینوں کے ٹرینوں کے پاس جرائیٹی ایم کو میرے
 نیربانوں کے ہیں اور جن اسٹیشن کی دوا دیا نے ہے۔ دس بجے نہیں
 نیربانوں کے گمان کی بجائے اسٹیشن ڈیڑھو نیربانوں کے نہیں میں
 نیربانوں کے ٹرینوں پر چوکا ہے۔ آپ اور دومان لے رہے ہو کہ

کے سامنے سے گزر سکتے ہیں۔ دومان آپ لوگوں کو نیربانوں کو نیربانوں
 اور دیگر معلومات حاصل کرنا چاہیں تو آپ سے سوالات کر سکتے ہیں
 فقط آپ کا فریاد وار دست۔۔۔۔۔
 دست واقعی خوب تھا میں نے خطہ شرکاء اور بے فی کو
 دیا۔ وہ دوا دیا نے پڑھنے لگے۔ میں انٹرنی اور ذی کی تصویریں دیکھ کر
 دیگر معلومات حاصل کرنے لگا۔ ہے فی نے خطہ پھینکے کے بعد کہا۔
 ”بھائی! یہ ایمانا دست کہیں فوجیوں کے سامنے پہنچا کر بھانسا تو
 نہیں چاہتا ہے۔“
 میں نے کہا: یہ امینی دست فی الحال میرا دشمن نہیں ہے۔
 آج صبح مجھے خبر ہو رہی تھی اس وقت وہ چاہتا تو میں ہلاک
 کر سکتا تھا۔ ذہنوں کا مصلحت ہے کہ اس بھگنا لگا کر دیکھا گیا۔
 یہ وہ تھی مجھے نہیں آ رہی ہے۔ تاہم اس وقت کا فائدہ اٹھا کر میں
 اس ملک سے باہر نکل جاؤں گا۔
 دومان نے ملاح دی کھانا تیار کیا ہے۔ ہم سب کھانے کی میز
 کے اطراف آکر بیٹھ گئے۔ ہے فی نے ہندی کردہ بیک ساتھ ٹرین میں
 سفر کر کے گی میرا جی جی چاہتا تھا کہ بیماری ہی میں کو اپنے ساتھ
 رکھوں۔ میں نے امینی دست کو کھینچا کہ تم تیار نہیں گئے۔ مگر
 شرکاء اور بے فی کے لیے بھی ایک کنڈیشن ہے۔ مگر کا ایک کھانا بڑے
 ہو جائے تو بہتر ہوگا۔
 میں نے کھانے کے دوران ہے فی سے کہا: اگر وہ امینی نیربان
 تم دونوں کے لیے جی بڑے دشمن حال کہیں کا مایا ہے۔ ہائے تو فریاد
 دومان جوار وقت اچھا لے گا۔ دومان مجھ کو شرکاء کے ساتھ بڑے
 چلے جانا۔ ہم بھگنا میں لیں گے۔“
 ہم نے ساڑھے سات بجے کا ختم کیا۔ چوک ایک میں صوف
 ہو گئے۔ سرتانے نے فی اور شرکاء کو نیربانوں میں چھپا دیا۔ میں دیکھے
 لگے کہ فریاد اور دومان گم ہو گئے تھے اور اب ان کے سامنے شرکاء کا
 سیکریٹری انٹرنی ایک نیربانوں کی روزی کے ساتھ نظر آ رہا تھا۔
 ”ہاں! کو فریاد! تمہیں دیکھ کر فریاد کرنا چاہتا ہے کہ اس نے نیربانوں
 کو کسی کسی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ تم واقعی جیتے دیکھ صلاحیتوں
 مالک ہو۔ چلائے دوسرے دوا دیا نے کا ہر تصور ہے تمہیں تصور کرنا
 تصویر ہوتے۔
 دومان نے اس سے کہا: شرکاء! اتنی تعریف بھی نہ کرو کہ یہ
 صاحب مفرد ہوجائیں۔
 میں نے کہا: واقعی تمہیں پر کسی کی تعریفیں کرتے رہو تو وہ
 سرتانے مفرد ہونے کے اور کسی کام کا نہیں ہو جائے تعریف سے محیط
 کی ہندی ہی ہوتی ہے اور ذلت کی اپنی ہی۔۔۔۔۔
 اتنے میں چہرہ پر بھگنا ایک ہڑاسا لٹا فون لگا گیا۔ معلوم ہوتا

تھا کہ ایشیائی مہذبوں نے ملایا کا لیے تاج بادشاہ ہے اس کا ہر کام سچی
 ہمارے ہی ہر ماٹا تھا۔ لیکن اس اور شراک کے لیے بھی بدروشن ہو چکا
 تھا۔ یعنی غرضی سے کھل رہی تھی۔ میں نے اس سے کہا۔ اس نام
 شراک کے ساتھ جاؤ اور اپنا سامان بیک کر کے پلے آئین بنی جاؤ۔
 ہم وہیں ملیں گے۔ میں نے کہا یہ رہے تھے۔ محنت و بدروشنی کی پٹی۔
 یہ چیزیں لٹاؤ۔ آئی نہیں۔ میں نے اپنے اور وہ زمانے کو محنت
 دکھا کر انہیں لٹاؤ دے دیا۔ پھر انہیں باہر تک چھوڑنے لگے۔ میں نے
 کہا۔ تیلنی، ہم بھے پاکر خوشی سے پاگل ہو رہی ہو۔ اپنے اس پاگل پن
 میں کسی شدت دار کے سامنے بھی یہ خرد نہ کرنا کہ تم میری ہی بی بی ہو۔
 ”جانی دیری جان جلی پہلی جلتے مگر یہ بات میری زبان پر نہیں
 آئے گی۔“

انہیں نصرت کرنے کے بعد ہم جنگل میں واپس آئے۔ زمانہ
 سامان بیک کرنے لگی۔ میں ایک کرسی پر بیٹھ کر تیشہ جبران کے پاس
 پہنچ گیا۔ وہ بہت خوش تھا اور دامنی رابطہ کے لیے دس تھی کا انتظار
 کر رہا تھا۔ میں نے اس کی آرزو پوری کر دی۔
 • ہیلو جبران! کیسا رہا؟ •
 • اوہ دس تھی! میں بڑی دیر سے انتظار کر رہا ہوں۔
 • میں جانتی ہوں۔ بریفٹ کس کے متعلق بتاؤ۔
 • ایئر فورس میں سے منصفی کے مطابق عمل کیا تھا۔ ہر وار سے
 پہلے تیار ہے۔ کارڈز اور بند ہونے کا وقت آیا تو اس نے سونیا کے ہاتھ
 والا بریفٹ کس کھل دیا۔ تقریباً منٹ تک دروازہ کھلا رہا۔ پھر
 بند ہو گیا۔ میں نے منٹ کے بعد نظارہ دین و سے پردہ اٹھا ہوا انہیں بند
 ہو گیا۔ میں بالکل ہی کھڑو اور دین لگانے دیکھ رہا تھا۔ بجارہ بالوکھ
 میں چہ نہیں کتنی تیز رفتاری سے آیا ہو گا۔ میں نے اسے دین و سے کی
 طرف دیکھا۔ وہ آسمان کی جانب تڑکھانے دوڑ رہی تھی۔ چلتا ہے کو
 نکالوں سے اوپر بیٹھ دیکھ رہا تھا۔ دس تھی! ہمارا منصفی کا میاب
 ہوا ہے۔ اب وہ یقیناً اسکندریہ سے چلا جائے گا۔
 • میٹروپولیٹن ڈپارٹمنٹ کا پروگرام معلوم کرتی ہوں۔
 • یہ کہہ کر میں تھک گیا۔ ہم فردا مارشکے پاس پہنچا۔ جہت پہلے
 فی وی اسکرین پر بالوکھ کس کو دیکھ رہا تھا اور اس سے باتیں کر رہا تھا۔
 جب میں وہاں پہنچا تو وہ تھک گیا۔ ہم افراد کے ساتھ ایک کورس میں
 بیٹھا۔ میں نے کہا۔ یہ اہم سوال نہ جرح میرے تھا۔ کس کو سنا تھا اسکندریہ سے
 گئی ہے یا اس وقت بھی وہیں اس کے ساتھ ہے؟
 • ایک دن لگتا ہے۔ سونیا سارا حاکمیت ہے کہ وہ دس تھی کو ہمارے
 لیے بیان چھوڑے گی۔

دوسرے دن دس تھی کے متعلق جاری معلومات یہ ہیں کہ وہ
 بچپن سے مندر میں ماسی رہی ہے۔ سارا سچی کے سوا کوئی دوسرا لباس

پہننا نہیں جانتی۔ وہ انہیں عورت اپنے جسے اپنی مولا اور
 کے باعث جڑوں میں پھپھانی جاسکتی ہے۔ پھر سونیا اسے لے کر
 کیسے گئی۔
 مارشکے فائل کھول کر ایک تین لاکھ کی تصویر دیکھی۔
 کی سوچ تیار ہی تھی کہ وہ دس تھی کی جڑوں میں دوستی کی تصویر
 رہا ہے۔ میں نے بیان کر دیا۔ ہم کو کر کے مارشکے ٹیکسٹ
 جڑوں میں بیٹیاں پیدا ہوئی تھیں۔ ایک دوستی اور دوسری لڑائی تھی۔
 دونوں بہنیں آپس میں تھیں۔ اسی لیے مارشکے نے اس
 فائل میں دوستی کی تصویر رکھی تھی۔ اسی تصویر سے وہ دس تھی
 نکلتے تھے۔ مارشکے دوستی کی تصویر کو گور سے دیکھتے تھے۔ بولا۔ تم
 دس تھی سے دوستی کرنے کی خاطر دوستی اور دن ایک کرنا کہ
 وہ باپ بیٹی ہندوستان میں ہیں اس کے باپ نے کہا تھا کہ
 صرف ہندی زبان جانتی ہے۔ بیان ہمارے ایک ماسٹر نے
 ہے کہ وہ انگریزی جانتی ہے۔ اسکندریہ کے چند فرسٹ انگریزوں کو
 زبان سے مخاطب کر سکتی ہے۔ یقیناً اس دوران سونیا نے کچھ
 کچھ سیکھا دیا ہو گا۔ اب وہ خالص ہندوستانی عورت نہیں رہی ہے۔
 کے ساتھ کسی عیسائی لڑکی کے ہمیں ہیں بیان سے گئی ہے۔
 دوسرے مارشکے کمانڈر دھال فراد اور سونیا کے رکارڈ
 بہت سی کی رہ گئی ہے۔ مثلاً یہ کہ ہمارا بالوکھ کس سونیا کی پوسٹ
 ہے مگر اس کی آواز کے ذریعہ اس کے پاس نہیں پہنچ سکتا۔
 ایک دن ٹائیڈ کی بان۔ مگر جارج سے سونیا کی آواز
 ٹیپ ہوتا تو بالوکھ کس کے پاس ایک بار سننے کے بعد بیان
 آواز میں دس تھی لگتا۔

مارشکے کمانڈر دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے پاس
 کا ٹیپ موجود ہے جس کے ذریعہ ہم نے بالوکھ کس کو فراد کا
 سکھایا ہے۔ لیکن فراد کی ہمارے پاس ریکارڈ کے طور پر نہیں
 ایک مارشکے کمانڈر ایچ فراد کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔
 دس تھی اہم ہے۔ وہ طیارہ تین گھنٹے بعد یہیں پہنچے گا۔
 طیارے کی سافر عورتوں کو چیک کریں گے۔ یعنی متناسب سافر
 ہوں گے۔ ان کی رپارٹس کا پتہ لگائیں گے۔ اس وقت تک ہم
 بالوکھ کس کے ساتھ حادہ ٹھہرائے ہیں۔ پھر پہنچ جائیں گے۔
 طرح لندن اور نیارک ملنے والی عورتوں کو بھی چیک کیا جائے
 • ہاں بیک کیا جائے گا مگر یہ ماننا پڑتا ہے کہ سونیا
 سب کو نیارہی ہے۔
 • تمنا نہیں۔ دس تھی کی ٹیپ پہنچی اسے سارا ہے۔
 • اس کے مقابلے میں ہم بالوکھ کس کو سنا لائے۔

میں نے کئی چیزیں دس سونیا اور دس تھی تک پہنچنے میں ناگاہ رہا۔
 مارشکے دانت سپر کرکٹ۔ ابھی اتنا رہا ہے اور اتنا میں
 ہے۔ لیکن کھیل کھیلانا ہے۔ وہ دوڑیں آفر کئے جھکنے سے
 تانیں گے۔ بالوکھ کس ہنکھانے میں جانا۔ وہ کرڈیا کے آفری سٹرک
 کی ناقص کرتا رہے گا۔
 میں وہاں سے چلا آیا۔ دس تھی سے رابطہ قائم کرنے کے بعد
 مانی باتیں بتائیں۔ وہ بولی تھی۔ میں ایسی ہی فریب ہوں کہ پیدائش
 کے دوران باپ کے جڑوں کو منڈنے کے آئینہ میں پہنچ گئی۔ جہاں ہونے کے
 باپ اور دس تھی سے ملنا چاہتی تھی مگر جارج سے دس کی حکومت
 نے مانی کی تھی۔ یہ فائدہ اٹھانے کے لیے پہلے دس تھی سے باہر
 پہنچا۔ پھر وہاں دس تھی نے سونیا کے ذریعہ اپنے باپ اور دوستی سے
 باپ کی بیٹی کو ایک نیا شخص اور دس تھی کے لیے ہندوستان جانا
 ہی ہو گا۔
 میں نے کہا۔ بہتر ہے۔ اب ہم سونیا سے اپنی زبان میں باتیں کر کے
 ہندوستان ملنے کی پلاننگ کریں۔

• میں تمہاری زبان سے اسے انگریزی میں بھی دوں۔
 • دس تھی! ابھی میں بہت محظوظ ہوں۔ سونیا بھ سے ملاقات
 کے لیے اس کے لیے اتنا ہے۔ دس تھی نے اسے ہم نام پتہ کیا۔
 مگر وہ انگریزی میں باتیں کرنا چاہتی ہے۔
 • اب اس سے کہہ دینا۔ میں لوگوں کو تم معمول بنا کر انگریزی بولتے
 تھے۔ وہ مگنی ہے اس لیے جب تک کسی دوسری لڑکی کو معمول
 میں ناگاہی مانی ہی زبان میں باتیں کر کے اچھا نہیں چلتا ہے۔
 میں چپ ہو گیا جیسے اس کے دماغ سے جا چکا ہے۔ اس نے
 انگریزی نہ فرادا ابھی نہ چاہا۔ ایک بات اور سن لو۔
 مگر اس خاموشی رہا۔ وہ بھی ذرا چپ رہی۔ پھر سوچنے لگی۔ کیا
 سونیا ہے۔ سونیا کی آواز زبان کی کو حسرت سے بڑی ہے مگر
 لڑکی ہے اس کے زیرے مگر اٹھانے ہی چڑیں گے۔
 دس تھی کی پور سوچ کر میں نے پوچھا کیا۔ وہ پھر بھی جلی جلی کہیں
 اس کے دل میں موجود ہیں۔ ہمارے آپ کے سونیا کے دوران ایک
 لڑکی بھی بڑی ہے۔ بہت بہت کم لگ بھگ ستنے ہی مثال کے طور
 پر لڑکی کو سونیا کے ذریعہ اپنی محبوبہ کی گلی میں چلنے کا اور سونیا کے بچے
 سونیا کو سونیا کے ذریعہ اپنے گھر لے کر بیٹھنے کے دوران سونیا کا
 سونیا کو سونیا کے ذریعہ اپنے گھر لے کر بیٹھنے کے دوران سونیا کا
 سونیا کو سونیا کے ذریعہ اپنے گھر لے کر بیٹھنے کے دوران سونیا کا

تھک رہی طرح میں نے دس تھی کی سوچ کے دوران کھینچا
 دس تھی نے دماغ میں میری موجودگی کو محسوس کر رہی ہے۔ مجھے نہیں ہو
 گیا۔ پھر سونیا کو سونیا کے ذریعہ اپنے گھر لے کر بیٹھنے کے دوران سونیا کا

اس کی لڑکی کی مارت پوری طرح بحال ہو گئی تھی۔ باہر سے ہر سکتا تھا
 کو خیال خزانہ کا خطرہ کب بھٹا اسے واپس مل گیا ہو۔
 عورت اپنی صورت سے مجبور ہوتی ہے۔ سب سے مل جان سے
 چاہتی ہے اس سے بھی اپنے دل کی کرنی بات چھپاتی ہے۔ میں اس کا
 مجرب نہیں تھا۔ اس کا من تھا۔ یہ میری بہن نہیں تھی۔ میری بہن تھی
 گراؤں کی بی خوشی تھی کہ وہ مجھ سے کرنی راز چھپا کر کے کہیں اس کے
 خلاف ضد میں کر سکتا تھا اور اس کی کسی عورتی کچھ کرنے کی فرصت
 بھی نہیں تھی۔ اس لیے میں اس کے دماغ سے عمل آیا۔
 زمانہ سفر کی تیزی محسوس کر رہی تھی۔ ہمارے لیے منظر کے سامنے
 ایک گاڑی تھی۔ گونگا ہمارا سامان اٹھانے کے لیے میں اور سونیا
 گاڑی میں آکر بیٹھ گئے۔ عورت دو سبیل کا فاصلہ تھا۔ اس کے بعد ہم
 ایک کر ٹرام میں سوار ہو گئے۔ گونگا ہمارے سامان کے ساتھ ٹرام کے
 دوسرے چھوٹے میں تھا۔ بلائی آنا کہ وہ جھگڑا تھا۔ زمانہ میرے سپلہ
 میں جھول رہی تھی۔ نیچے بہت تھوڑا سا کارڈ کے قفسے سکاڑھین
 کی طرح روشن تھے۔ آگے بہت دور کھلا لپٹو کی بھی روشنیوں نظر
 آ رہی تھیں۔

زمانہ کی قسمت لپٹا رہی تھی۔ وہ روزی کے میک اپ میں
 بھی آگ بھڑکا رہی تھی۔
 میں اس کے مزاج کو لپٹی طرح سمجھ گیا تھا۔
 اس لیے بڑے ہی اطمینان
 اعجاز سے اسے راک کرنا پڑتا تھا۔
 میرا ایک ہاتھ اس کے شانہ پر تھا۔ میں نے بولے اس کے
 بازو کو سلانا شروع کیا۔
 وہ ہلک کر سیدھی بیٹھ گئی۔ ایک اچھی لڑکی کی طرح
 دیکھتی ہوئی بولی یہ کیا حرکت ہے؟ •
 • تم مجھے چلا رہا ہے زمانہ! •
 • زمانہ؟ • وہ تھوڑے بولے یہ میرا نام زمانہ نہیں لڑکی ہے۔
 • اس نے ہنستے ہوئے کہا۔ میں ہنسنے لگا تھا۔
 نام روزی ہے۔
 میں نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ وہ ہاتھ جھک کر بولی۔ آپ کا
 مطلب کیا ہوا؟ میرا تو یہ لاشی نام ہی روزی ہے۔
 • جیسی میں ماننا ہوں تم پہلی روزی ہو سکتی ہو۔
 تو وہ دکھاؤ۔
 اس کی جھنجھکیاں تھیں۔ اس نے ناگوار سے پوچھا۔ کیا تم
 مجھے کوئی سوسائٹی میں کرنا چاہتے ہو؟ •

میں نے بی بی کے ساتھ ایک برتھ پر بیٹھے بڑے کام خوشحال
 جب تک ہم ایک ایک میں رہیں گے۔ میں امرتی اور روزی کہہ
 کر ہی مخاطب کیا کروں۔ تمنا ہی میں جی ہمارا اصل نام نہ لے دو اور اس کے
 جی کان ہوتے ہیں۔
 "ٹھیک ہے۔ اب ہم تمنا اور میں گے سڑا سڑی۔ لیجیے روزی
 کی طبیعت زیادہ غراب نہیں ہے؟"
 "نہیں۔ تشریح کی بات نہیں ہے۔ رات بھر انا کرنے کے
 بعد ٹھیک ہوجاتی تھی۔"

بی بی نے کہا: "میں ظالم نہیں ہوں۔ آپ کو بھی آرام
 کرنے کا موقع دوں گی۔ میں ایک کپ کافی پی کر بیٹے جاؤں گی۔
 میرا وہ بیان روزی کی طرف لگا ہوا تھا۔ بی بی... ایک خواہش
 میں سے تین پالیوں میں کافی اٹھ پیتے ہوئے کہہ رہی تھی کہ وہ خاص طور
 پر میرے لیے گھر سے تیار کر کے لاتی ہے۔ میں نے چند لمحوں کے لیے روزی
 کی سوچ پر ہی ہنسے بیٹھے۔ وہ لڑکی دکھانے والی تھی جیسے یاد کر رہی
 تھی اور زیر لب اسکا رہی تھی۔"

بی بی نے کہا: "میں کافی پی چالی میری طرف بڑھاتی تو مجھے والیں آنا
 پڑا۔ میں نے کافی کا ایک گھونٹ لے کر نہ لیت کی۔ وہ خوش ہو گئی۔
 واقعی ایسی مزیدار کافی میں نے پہلے کبھی نہیں پی تھی۔ اگرچہ میرا چہرہ
 روزی کی طرف تھا۔ لیکن ایسی پیادری خوشیاں تھیں۔ وہاں بعد نصیب
 ہوئی کہ ایک دن نے میرے لیے خاص طور پر ایک چالی کافی تیار کی کہ
 میں نے کہا: "بیک بیچ کر میں صرف تمنا سے ہاتھوں کا کھانا کھاؤں
 گا اور تمہارے ہاتھوں کی بنا ہی ہوتی کافی پیا کروں گا۔"

وہ خوشی سے کھل رہی تھی۔ میں خوشی اور بے تک بائیں کرتا رہا۔
 پھر ان سے نصحت ہو کر ان کے کہیں سے باہر گیا۔ کہیں میرا بڑا بڑا
 دھارے پر چڑھ کر پھرتے ہوئے دل سے دستک دی۔ اس کی سوچ سے پتہ
 چلا کہ وہ اندر سے بند نہیں ہے۔ میں نے مینڈل پر باؤ ڈالا تو وہ
 کھل گیا۔ اس کے ساتھ ہی خوشبو کا ایک جھوکا آیا۔ اندر وہ بھی وہی
 رشتی تھی۔ وہ کھڑکی کے پاس لوں کھڑی تھی جیسے میری آدھا کھڑے ہو۔
 وہ گلانی رنگ کے ایک کپڑے کی ناہی سینہ پر تھی۔ ناہی کے چہرے
 اس کے بدن کی گلابیت صاف اٹانے کر رہی تھی۔

میں نے دروازہ بند کیا تو اس نے ایک ڈار گھما کر دیکھا۔ چہرہ
 پھیر کر کھڑکی کے پار دیکھنے لگی۔ میں نے کھڑکی کے پاس آکر پوچھا: "باہر
 ادھیڑ میں کچھ نظر آ رہا ہے کیا؟"
 "ہاں۔ تار پٹی دیکھو تو نیا ہی تصویریں روشن ہو کر نکلا ہوں گے
 سامنے چلنے جہنے گئی ہیں۔"
 میں نے کہا: "ہر دوں بھی وہ تصویریں ہیں کہ تو ماڈرن لکھوں۔
 ہر قسمی روشن ہوجائیں گے۔"

وہ چپ رہی۔ میں نے کہا: "تمنا ہی میں ہو کر تمنا کے ہونے کی
 تعریف۔ وقت لفظوں سے کرنا تجویز ہوگی۔ فیاضانہ تعریف ہے۔ چکھ
 نہیں چھو کر خاک کو چھو لوں؟"
 میں نے اس کے شانہ پوچھا: "تو تمہارے تعلق کے نام ہی اس کے
 بدن پر کہیں نہیں پھول رہی تھی؟ میرا کچھ بھول رہا تھا۔ اس کی گون
 کے پاس سنہری زلفوں کے سامنے میں ڈوب رہا تھا۔ میں نے تھکنے
 قریب ہو کر اس کی سرنگی سے کہا: تمہارے وجود سے سحر کر رہی تھی والی خوشی
 آٹھ رہی ہے۔"

ریل گاڑی پٹریاں بدل رہی تھی۔ کھٹ کھٹ کھٹ۔ کھٹ
 کھٹ۔ کھٹ کھٹ کھٹ۔ اسے مجھے بے رحمی کی پٹری بلانا پڑی
 ہے۔ دہائی تو عرض دکھا دیا تھی۔ یعنی اس لیے تھی کہ میں وہاں سے صراط
 طے کرنا ہوا۔ اس کے قریب بیچوں میں لے آئی تھی۔ اس نے اپنے اندھا
 کو چھپا لیا تھا۔ مکمل روزی کی تھی۔ میرے لیے نئے سڑن
 کی سوغات پیش کر رہی تھی۔ سوچنے کی بات ہے جب چہرہ لڑکی
 کا تھا۔ ماڈرن اور لہجہ میری بلانا ہوا تھا۔ تو مجھے اس کی کات سے تیار
 کیوں نہ ملے؟

اب جب چہل چار ایک ٹرام میں اس نے منہ کی کہ وہ روزانہ
 نہیں روزی ہے تو میں نے اس کی سوچ کے ذریعہ اصلیت معلوم
 لی تھی۔ وہ روزی کی سوچ رہی تھی۔ لیکن میں نے وہ زمانہ تو بھلا
 کچھ لیا تھا۔ اس کے بعد بیان ہو چکا کہ بیان ہی کیا تھا مجھے اچھا
 لگا۔ اور تمنا میرے بدل میں ایک ہی لڑکی تھی اور اس کے پاس
 کی تسکین کر رہی تھی جو تھے حسن کی طرف بھٹکتے تھے۔

کہیں کی لاش نے آجھ بند کر لی۔ مکمل تاریکی چھا گئی۔ ایک
 اس نے کہا تھا: "فرزاد میں کوئی چلنے پھرنے کے کھانے کی چیز نہیں
 ہوں۔ قیمت کا ایک مزاج ایک نامعلوم اور ایک وقت بڑھتا ہے
 وہی جو میری ہوسنی ہو۔ گھبرا جاتا اندھا۔ ہر دم ایک ہوسنے کا
 ہوں اور ایک دوسرے کو ڈھونڈتے ہوں۔ میری پہلے میں کہیں کچھ
 جیتے ہوں۔ ہلدی جڑائی ہمارے جیلے کبھی کبھی آتے ہوں۔ کبھی کبھی
 دے آتے ہوں۔ قیمت کی اس آکھ کھولی میں ہولناکت ہے۔ وہ دن کے
 اٹھالے میں کہاں؟"

واقعی میں اس کا اصل اور اس انداز کی بات کی تھی۔ اسی اہل
 اسی انداز سے مل رہی تھی۔ بڑی دیر تک چلی یا تھا۔ انتظار کرنا تھا
 تاکہ مجھے اس کی قدما ہمیت کا اندازہ ہوا۔ مجھے ہر دم ہوا تھا۔
 تو روزانہ بنا کر کہہ دیا تھا۔ ایسے ماحول میں ریل گاڑی کی کھٹ کھٹ
 ہی سڑنا والی ہو جیتی گئی ہے۔ تار پٹی میں ریل کی پٹری تھکن
 پھٹی ہوئی تھی۔ اس کی قسمت میں بھونے کی طرح بھی رہنا تھا۔
 اس پر سے کر رہی تھی۔ سڑن کی قسمت میں وہ نہ لانے پتہ نہ کرنا تھا۔

کھٹ کھٹ کھٹ۔ کھٹ کھٹ کھٹ۔
 وقت اور ناکامی کا وہ جان نہ رہا۔ پتہ ہی نہ چلا کہ کتنا سفر طے ہوگا۔
 ہر سے میرے پتہ پر لے لی ہوئی تھی۔ ذرا حواس درست ہونے کے بعد
 اس نے پوچھا: "سچ بتاؤ۔ میں کیسی لگی؟"
 "روزانہ باہر ہر لڑکی اچھوتی اور ناقابل فراموش لگتی ہوئی
 اچھا تو میری سوچ بڑھ کر معلوم کر چکے تھے کہ میں روزی کا
 دل ادا کر رہی ہوں۔"
 "میں نے صرف ایک بار تمنا ہی... سوچ پر ہی تمہاری
 کامیابی سے روزی کی سوچ رہی تھی۔ تمہارے ناپاؤں پکارنے کیلئے
 بت اچھا دل ادا کیا ہے۔"
 "وہ اندیشہ تین سکلے لگی۔ میں نے اسے تھپکے ہونے کہا۔ اب
 سڑن آؤ۔"
 "وہ میرے سڑن اپنی انگلیوں سے لنگھتی کرتی ہوئی لگتی تھیں
 چلے تھیں سڑن لگی۔ چلو سو جاؤ۔"
 "ابھی میں سڑنا اور دن کوئی غیرت معلوم کروں گا۔ پتہ نہیں
 کتنا وقت گزر جائے۔ تم سو جاؤ۔ تاکہ سچ آٹھ کر لے لی اور خڑکال کے
 ساتھ وقت گزرا۔ سوکھو۔ میرے دیر تک سڑنا رہیں گا۔"

وہ راضی ہو گئی۔ میں
 آٹھ لگا۔ دوسری برتھ پر آکر
 آرام سے چول کر لیٹ گیا۔ روزانہ تھا کہ وہ تھی۔ ذرا ہونے کے بعد ہی
 اپنی یاد دلاتی تھی۔ اس کی مٹاساتی اور وہیں سے ذہن میں نقش ہو کر رہی
 تھیں۔ میں ٹیل بل تھا کہ چہرے کے حضور درج ماحول اور یہ بھی سمجھ رہا
 تھا کہ کتنا ٹھنڈا ہوجانے کے بعد وہ نہیں کھاتی ہے۔ پہلے وہ کلی آج
 میں پکاتی ہے۔ سب ایک ایک ڈوش کی اہمیت جتا کر سامنے لاتی ہے۔ پھر گرا
 کر کھلنے کی اجازت دیتی ہے۔ اس نے میرے سر پرے کا آواز بدل دیا
 تھا۔ جب میں سوچتا تھا کہ وہ اچھی نہیں لگی تو اس کی اہمیت بڑھ
 جاتی تھی۔ اسے خیالوں میں لیا کہ اس کے متعلق سوچتا رہنا تھا۔

اب تک مجھے احساس ہوا کہ واقعی اب دنیا والوں کے سامنے کا
 اور میری خیال خرابی کا وقت ہے اور میں جاگ رہا ہوں اور تاریکی میں
 نہیں روزانہ کے متعلق سوچتا رہنا ہوا۔ میں نے اسے ذہن سے جھٹکا
 دیا۔ اور میری خیال خرابی کا سفر شروع کر دیا۔ میں ناہان کو بولانے کیلئے
 داس کھولنے کی طرف تیار ہوا۔

اسکندریہ میں رات کے دس بجے تھے۔ دن کو تھی اپنی خواب گاہ
 میں کو رہی تھی۔ میں نے سوچ لیا کہ اسے میری آمد کا علم نہیں ہو سکا ہے۔
 لٹک کر اٹھتے وقت میری سوچ کی لہریں اس کے دماغ کو چھو لینا چاہتیں
 تو وہ کھٹ جاتی تھی۔ تو وہ ہی سمجھتی تھی کہ میں اس کی سوچ پڑھنے
 آیا ہوں لیکن اس وقت وہ اپنے بستر پر سے بڑی ہوئی تھی۔
 چلنے نکال آیا کہ میری نیند کے باعث اسے میری آمد کا علم نہ ہو

سکا۔ لیکن نہیں ہوگا کہ اسے اپنی سانسوں پر ایسی نندت مہل کر لیتے
 ہیں کہ میری نیند کی حالت میں پرانی سوچ کی لہریں کو محسوس کرتے ہی
 چونک جاتے ہیں۔ اس کا مصلحت تھا کہ اس وقت کی ہوگا کہ مصلحتیں ہوتی
 طرح کمال نہیں ہوتی تھیں۔ ابھی اس کا دماغ اندازے اسے اس تک کو دور
 تھا کہ وہ نیند کی حالت میں بے سندہ ہر جاتی تھی۔ ذہنی صلاحیتیں
 بھی سر جاتی تھیں۔

یہ بوند تھا کہ میں اس کے دماغ کے جوڑے میں داخل ہو کر اس
 ڈاکو کو معلوم کر سکتا تھا۔ ہے وہ مجھ سے چھپا رہی تھی۔ اس کو اس کا دماغ
 بہت ہی ترسکون تھا کہ کوئی خواب ہی نہ تھا۔ بلکہ مجھ کو دماغ جانی ہوئی تھی۔
 پیچھے غلامیں رنگ جاتے ہیں۔ دھوا۔ بڑھتا ہے اور اتنا پھا پھا رہتا ہے
 اس مسئلے میں میری سوچ ایک چابو کی طرح سرگوشی کرنے لگی تھی۔
 (ام۔ جہی ام۔ ہے جگہ ان تری پھلان تریس چہرے میں آتی ہے...)
 اس سوچ کے ساتھ ہی خواب کی اسکرین پر اس وقت نے خود
 کو چاروں کے دل میں دکھانے کے سامنے چھٹکان کر دی تھی۔ اور
 مندر کی تھی۔ یہی کھتیاں تھیں۔ اسانی سڑن کی یہ خاصیت
 ہے کہ کسی بھی سوچ کو فزاسا جھیرو تو وہ پھر اس سوچ کے تسلسل سے
 سوچا ہی چلا جاتا ہے۔

میں نے اس وقت کے ساتھ ہی بھی کیا۔ اس کی چھٹکان جگتی کر
 جھیرو کر بیٹ ہوگا۔ جگتی یا عبادت جمت کا وہ سلام ہے۔ رات ہی
 کے خوابوں میں چول کھل ہے۔ تھے۔ چول ہو کر چولان پر چڑھتے جاتے
 ہیں اور مجھ کو پہناتے جاتے ہیں۔ وہ تھوڑا جھوڑ کر رہی تھی۔
 "ہے کہ سڑن سڑی! میں بڑی ابا جان ہوں۔ بیچین سے جانی کو بڑے
 تک دلہاؤں کی داس ہی رہی۔ ایسے دلہاؤں جو سامنے کے دل میں نہیں
 مل سکتے تھے۔ اب یہ نکلان دل جھرتی کے میں دلہاؤں کے لیے جاگ رہا
 ہے۔ وہ ہڑای کھڑ رہتی ہے۔ وہ اپنا ہر جاتی نہیں چھوڑے گا۔
 میں اپنے پیروں کی پوتہ تزا (تقتس) کو نہیں نہیں پھینچوں گی۔ ہے نہ ہی
 والے! میں نے اٹھا رہا ہوں۔ کب تری پوچھا کہ ہے۔ آج میں اس پوچھا
 کی سوجھا (قبولیت) اچھا ہوتی ہوں۔ اس کھٹو کے برٹے دل اور حرفت
 سیر لے ہو گا۔ کیا کھٹا ہے اور وہ دنیا کی ساری لڑکیوں کو کھول جائے تو
 چلے پھرے تو وہ میرے سوا سب کو کھول جائے گا..."

اس وقت کی پلہ تھا۔ اس کو میرے کہیں پر سکا۔ اس گئی ہی
 وہ راز تھا جسے وہ مجھ سے چھپا رہی تھی۔ اس کے دل میں کچھ تھا اور
 زبان پر کچھ اور اس کچھ ہی کچھ ہے۔ وہ میرے متعلق بہت کچھ سوچتی
 رہتی تھی۔

میں نے اس کے دماغ کی اسکرین سے پوچھا اور خواب مٹانے
 کیلئے سوچ کی سرگوشی میں میراں کا نام لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے
 خواب میں میراں کا مکمل سڑنا نظر آئے۔ لگا۔ وہ کچھ پشیمان ہی ہو گئی۔

بزمیاں سے بغیر بھی ٹہلی چینی کے ذریعہ گنم راہ کر سیکے راستے ہموار کر سکتے تھے۔

اس معاملہ پر غور کرنے کا وقت نہیں تھا۔ اسی وقت ہی رات وخت کی گری نیند سے ناہانہ آغماں تھا۔ اس نے اس کی ہم زلو کے ذریعہ سوال کیا۔ سو اس وقت ہوا کے ہائے میں تیرا کیا خیال ہے؟

وہ بہت اصرار پندرہ لوکی ہے کسی فیزیہ مرد کو اپنا نہیں سکتی۔ اس نے فریاد کی سوچ سے معلوم کیا ہے۔ وہ پردہ ہی بنیگی سے فریاد کر لفظ نکالنے کے لیے کوشش کر رہی ہے۔ میں اس کی دوا کروں تو وہ فریاد سے بچے پس کا میاب ہو جائے گی لیکن میں اپنی سوچ کو اس کے دماغ میں ظاہر نہیں کرنا چاہتی۔ وہ میری بہن ہے جو اس کے دماغ میں موجود ہے۔ ہے اسے اسی دھوکے میں رہنا چاہیے کہ صرف فریاد کو ملے سوچ کے ذریعہ رابطہ قائم کرتا ہے۔

اس کی ہم زلو نے سوال کیا: زمانہ کے متعلق کیا خیال ہے؟ وہ بولی: وہ فریاد کے دل و دماغ پر چھاری ہے میرا پس پلے تو پہلے اسی کا ذہنی توازن بگاڑوں گا۔ اس کی زبان اور لہجہ سمجھ میں نہیں آتا۔ یاد کرو اس وقت اپنی پرسن آئی لینڈ کے ایک کھنڈ میں سوینا اور رومان کا قتل ہوا تھا۔ تو نے دونوں کو ذہنی جھگے پہنچائے تھے۔ اس وقت رومان کے دماغ تک کیسے پہنچ گئی تھی؟

اس وقت سے کیا تو میری ہم زاد ہو کر نہیں جانتی؟ اس وقت میں نے فریاد کے دماغ کو روک دیا تھا۔ اس کی خیال خوانی کی پرہیز ختم ہو چکی تھی۔ وہ میری قید میں بیٹھا سوینا اور رومان کو دیکھنا چاہتا تھا۔ اس وقت میں نے اس کی سوچ کو بند کر دیا تھا۔ پر فریاد کو اپنا فریاد ہی آتا۔ ابھی تک نہیں جانتا ہے کہ میں نے اس کی کردار سوچ کے سہمے سوینا اور رومان کو ذہنی جھگے پہنچائے تھے۔ اب میں سوینا کے روبرو اس کی آغماں میں جھانک کر اسے ذہنی آڈیشن پہنچا سکتی ہوں۔ مگر فریاد سے دور ہے۔ میں فریاد کے دماغ میں بیٹھ کر اس کی آواز سنتی ہوں۔ مگر صرف آواز سنتے ہیں۔ کچھ نہیں ہوتا۔ کسی کی سوچ میں سہمے کیلے اس کے لیے کہ کچھ نہ ضروری ہوتا ہے۔ اور وہ اتنی روانی سے انگریزی بولتی ہے کہ اس کا ایک لفظ بھی بیکس پلے نہیں پڑتا۔

مجھے اطمینان بڑا کہ تو ان اس کی پہلی چینی کے مٹوں سے مخفوق ہے۔ گ میں نے اس کی ہم زاد کے ذریعہ سوال کیا: اب تو ٹہلی چینی جانتی ہے۔ اگر تیرا سامنا باہوک میں ہے تو جالے تو ہے۔

وہ بولی: فریاد کی رپورٹ ہے کہ سوچ کی لہروں اس کے دماغ تک نہیں پہنچیں۔ شاید اس کا دماغ قفل ہو جائے ہے۔ میرے کہ اسس باہوک فریاد کی آواز اور لہجہ فریاد جیسا ہے۔ میں اس لہجہ کو گزرت میں لے کر مٹا کر اس کی تفریاد کو نقصان پہنچے گا۔

میں نے آخری سوال کیا: تیری خیال خوانی کمال ہونے کے بعد تو

نے اور کتنی ہم معلومات حاصل کیں؟

وہ چند لمحوں کیلے خاموش رہی۔ پھر بولی: میں اس وقت کو... نہیں بھول سکتی تھی۔ انھوں نے میری ہمایاری سے فائدہ عزت سے کھینچنے کی کوشش کی تھی۔ وہ دونوں ہندوستان کے انھوں نے سرکاری رپورٹ تیار کی تھی کہ میری ہمایاری کے ذریعہ فریاد نے ان دونوں کو زخمی کر دیا تھا اور اس وقت کو کوئی اور

وہ ذرا خاموش ہونے کے بعد پھر بولی: میں نے اسے مندرجہ عادت کی چھت سے چھلانگ لگا کر فریاد کو کشتی کے لیے سمیٹ لانے کے دماغ میں ایسے زلزلے پیدا کیے کہ وہ اپنی رپورٹ بدلنے پر مجبور ہو گیا۔ اس نے سچ سچ بناوا اور ویدراج کو قتل کیا تھا اور ان کی وجہ سے اس وقت ان کے نکل کر سوینا اور رومان کے ہاتھوں میں پہنچ گئی تھی۔ سمیٹ ماری گئی مگر اس دوران وہاں بہت ہی ہم معلومات حاصل ہوئے۔ وہ پھر چند لمحوں کیلے چپ ہوئی۔ اس کے بعد پھر

وہ بولی: میں سرکار پر پورا دوسرے دور میں اس کے ساتھ رہا۔ اس کے ساتھ میں سوینا کے ساتھ ہوں۔ اگر ہندوستان سے میرے کیشے پہنچے ہیں تو شکاری تھے۔ ان کیشوں کے ڈھونڈ نکالیں گے۔

اس وقت کو بھانسنے کیلے حال کے تار کو دور دور سے تھے۔ مجھے پھر ایک سوال کرنا پڑا: اس وقت اپنے کیشے میں بھی ملکی مفاد کیلے ریڈ پاؤروں سے تیار سودا گروا کیوں مانا جاتا ہے؟

اس نے کہا: وہاں میکے مانا جاتا اور یہ وسنتی کو ہے۔ تاکہ میں ان کی رہائی کیلے ہر سزا کے سامنے کھڑے ہوں۔ اچھا تو تو کھنڈے کھنڈے جا رہی ہے؟

میں۔ وہاں میں نے فریاد کو بلا لیا ہے۔ میں چھپا اور فریاد کے ذریعہ اپنے خاتمان والوں کو تہیہ سے آواز دلائی۔ انھیں سر میا دوسرے کسی ملک میں پناہ دینے کیلے لے گیا۔ یہ کام فریاد تھا کہ کر سکتا ہے۔ تو وہاں جاتے ہی فریاد

میں پھنس جائے گی۔ یہی میں وہاں فریاد کو ملنے کے سامنے بلا سکتی ہوں۔ اس وقت میں نے ٹہلی چینی کے ذریعہ لہجے سے تون کے قتل کو دیکھا ہے۔ میں اپنی ٹہلی چینی کا لانا فریاد پر نظر نہیں کر سکتا۔ چھپکے ہے۔ ظاہر ہے کہ فریاد سے اتنا کہہنے کے باوجود باپ اور باجی کو کچھ نہیں پتا ہے۔ وہ خود ہی کسی کی تیرت معلوم کرے گا اور تب تیرت نظر نہیں آسکتا۔ مدد کے لیے وہاں پہنچ جائے گا۔

ان دنوں قابل ہو کر بولی: ابھی بات ہے۔ اب فریاد مجھ سے بے گناہ نہیں اپنی پریشانی ظاہر کر رہی تھی۔

ن سے بات کھلتی ہے۔ میرے ذہن میں سوالات پیدا ہو رہے ہیں۔ ایک سوال اور داغ دیکھو۔ کیا ہمیشہ ایسی ہی گری تھی؟

ن۔ ہماری کے بعد ایسی ہی گری تھیں۔ اس کے لیے ہے۔ راسی نیند کے دوران فریاد تیری سوچ بٹھنے آجائے تو مجھے ہوگی۔ یوگا میں مہارت حاصل کرنے کا یہی نام ہے۔ نیند میں اپنی سوچ کی لہروں کو تھمتی ہے اور ان کو کھل جاتی ہے۔ رات کی بات غلط ثابت ہو رہی تھی۔ میری سوچ کی لہروں نے ہجرت کر کے تھیں کھلی تھی۔ ویسے میری اپنی معلومات اس وقت درست نکلا۔ یوگا کے ماہر نیند کی حالت میں بھی کی لہروں سے جو تک جاتے ہیں پھر ایسی کیا بات تھی کہ

ن۔ میں سوچ رہی تھی؟

ن۔ میں نے اپنی حالت بتا دی تھی کہ وہ ہوش نہیں ہے۔ میں نے کچھ احساس ہے کہ تو غلام محمول بہت ہی گری نیند ہو رہی ہے۔ میں تو اپنا ہوش بھانک رہا ہوں۔ رات کو کھانے کے بعد بہت ہی بڑی تھی۔ ہاتھ پاؤں دھیلے پڑ گئے تھے۔ مجھے بہت اچھا لگا۔ میں نے سوچا کہ اسے لیٹ گئی تھی۔ ایک لمحہ سے سو رہی ہوں۔ لیٹے نہیں رہی تھی۔ میں اس کے دماغ سے مل گیا۔ مجھے معلوم کرنا تھا کہ میری نیند میں سو رہی ہے؟ یہ معلوم کرنے کیلے وہاں میری نیند پر فریاد نے کتنی تھیں۔ میں نے سوینا کے دماغ میں کھانا ڈالا۔ وہاں آجی رات کو بڑی تھی سوینا بھی لیٹے بستر پر تھی۔ سوچنے کے بعد آرام سے سو رہی تھی اور خواب میں بھی ایک بہت ہی خوفناک بنا اس کے پیچھے بڑھتی تھی اور کھینچتا رہتی تھی۔ جان بچا رہی تھی۔ پھر اس نے دیکھا کہ وہ اس کے ساتھ کھانا کھا رہی ہے۔ بہت زیادہ شراب پینے کے بعد سو رہی تھی۔ سوینا اس ہوش کے دوران اس کا بلا کھانے لگے۔

ن۔ یہ سب کا تعلق ہی نہیں نظر ہے۔ کھانہ کھانے کے بعد سوینا نے کھانے میں چینی کے کچھ مانے شروع کر دیے تھے۔ سوینا نے فریاد کو اس میں مہارت حاصل کرنے کے بعد ٹہلی چینی کے ساتھ فریاد کو سوینا سے فریاد کی وقت بھی وہ فریاد کو اپنا غلام بنا لیا۔ فریاد کو سوینا سے دور لے جا سکتی ہے۔

ن۔ سوینا کی خواہش حالت میں اس سے سوالات کیے جڑے ہیں۔ اس کے دماغ کو روک دینا ہے۔ ٹہلی چینی ہے۔ اس کے فریاد میں یہ سب کچھ اس کی ایک دوا کی کوشش تھی۔ اس دوا کی

فاسیت یعنی کاس کے چند نطفے چائے کافی یا کسی سوٹ وٹس میں ڈالا کر کھانے جاتیں تو بھلا کاسا خواب اور تیرو دھوس ہوتا ہے اور تم اٹھائے سست پڑ جاتے ہیں۔ صدمہ سوچنے کے بجائے سوچنے کو ترجیح دیتا ہے۔ ایسے صورت میں سوچ کی پھیلاؤ ممکن نہیں ہوتی۔

سوینا نے سوٹ وٹس میں وہی دوا دس دن کو کھلا دی تھی۔ اس وقت سے پڑے سوچ کے کھانا تھا اور پڑے سوچ کے سوچ تھی۔ اس کا دماغ اس وقت تک سست پڑ گیا تھا کہ میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہ کر سکا۔

اس وقت کے پاس خیال خوانی والا نظر ناک داغ تھا۔ سوینا کے پاس ٹھنکست دکھانے والی سکڑاؤ ثابت تھی۔ جو اپنے پیدہ آلودہ کپڑے کے ذریعہ باہوک میں کا راستہ بدلنے کی سکڑائی دکھا سکتی تھی۔ وہ جھلا اس وقت سوچ کو کب خاطر میں لاتی؟ لہذا اب وہ اس کی ٹہلی چینی کا کھانا کرنے پر آمادہ ہو گئی تھی۔

میں سشش پڑتی تھی۔ جھانک گیا۔ کیسے بھانک لگا۔ ایک دوسرے کے خلاف انتہائی کاروائی نہ کی گئی۔ کوئی میری بات سمجھنے کیلے تیار نہ ہوتی۔ سوینا کے نظر کا عنصر ہو کر خیال خوانی کے ذریعہ چھو گیا تھا۔ ایک طرف سے مجھے سوینا کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ اگر وہ اس وقت اپنی گری نیند نہ سلاتی تو میں اس وقت کے خطرناک عنصر کو سمجھ نہ پاتا۔ جو سوینا اور رومان کے خلاف تھے۔

سوینا نے بہت اچھا کیا تھا۔ مجھ میں اس ذہنی کارباز نہیں جانتا تھا۔ کچھ تو اس لیے کہ وہ اپنے دماغ کے تہہ بھانڈے میں چھپ کر میری پوجا کرتی تھی اور کچھ اس لیے کہ اس وقت سے زبردست ہنس کر اپنے ہاتھ میں رکھنا اور شہنشاہی ہوتی۔ وہ میرے کسی بڑے دوست میں ضرور کام آتی ہیں۔ سوینا کے خواہش دماغ کو فرانس میں لے کر لکھا۔ تم آئندہ وہ دوا اس وقت کھانے میں نہیں ملاؤ گی۔

میں آئندہ وہ دوا اس وقت کھانے میں نہیں ملاؤں گی۔ اب تم آٹھواؤ اور اس دوا کو اپنے سوٹ میں لپیٹ کر پورس کے نیچے چھپا کر رکھ دو۔

اس نے حکم کی تعمیل کی۔ وہ دوا اس کے بیڈروم میں تھی سوٹ میں چھپائی تھی۔ اس نے سوٹ میں چھپانے کے بعد وہ سوٹ میں بند کر کے دوبارہ بستہ کر کے آکر لٹ گئی۔

میں نے کہا: آٹھویں بستہ کر لو۔ اس نے آٹھویں بستہ کر لیا۔ میں نے کہا: اب تم بھول جاؤ گی کہ تم نے وہ شہنشاہی کمان رکھی ہے۔

میں بھول جاؤں گی؟ میں اب آگ سے سو جاؤں؟ وہ فریاد سوچتی ہیں۔ میں نے سب کچھ کھول کر دیکھا۔ ٹہلی چینی

تھی صبح کا اعلان کر کے راتے ہلے کہیں میں داخل ہوا تھا۔ وہاں آکھ کھولے مجھے دیکھ کر تھی۔ نظریں ملنے ہی وہ آکھ کر پاس آگئی جیسے کہ بڑا ہاتھ پھرتی ہوئی ہوئی۔ مانی گلاسز تمہاری جگہ جاگ رہے ہو؟

ہاں ساتھی ساری معلومات حاصل ہو رہی تھیں کہ اچھی تک سونے کی فرصت نہیں ملی۔

ادھر فرماؤ اس طرح تو بخاری صحت طلب ہوجائے گی چلو اب سو جاؤ۔

دہل سنٹ اور ذرا بالوںک میں کے متعلق کچھ معلوم کرلوں۔

جتنی میں جانے دوں سب کو۔

تھکانے شری سے پرسل کر کے جو قسم میں بیچ جانوں گا۔ میں ایک منٹ....

یکہ کر میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ اسکندریہ کے ایک شریک و ماغ میں پہنچ گیا۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ بالوںک فراد ایک جاڑو

ہلکے کے ذریعہ جبرک گیا ہے۔ میں نے بالوںک فراد کے ساتھ رہنے والے دائری کی سوچ چھی۔ وہ سوچ رہا تھا کیا مصیبت ہے۔

سوتیا پرک اور لندن میں بھی نظر نہیں آئی۔ اب زیارک آخری منزل ہے۔ ہم اس کا زور دت کر دوں فراد چھو لیں گے۔

یہ معلوم ہو گیا کہ بالوںک فراد زیارک کی طرف سفر کر رہا ہے اور اسکندریہ میں فی الحال سوتیا کی کوسٹوٹھے والے صرف رہنا اور کے

کئے دگئے ہیں۔ میں سوتیا اور رس وتی سے یہ پوچھنا جھل گیا تھا کہ وہ اسکندریہ سے کب فرار ہونے والی ہیں؟ جہاں مجھے بعد میں معلوم ہو جاتا ہے۔

تھک گیا تھا صاب آلام سے سوچا جاتا تھا۔ اس لیے روانہ کے پاس واپس آ گیا۔

میں نے کما تہند فروری معلومات ہیں۔ میں سونے سے پہلے تھیں بتا دینا چاہتا ہوں۔ پتہ بات یہ ہے کہ رس وتی سوچ رہنے کی ہے۔

اچھا؟ وہ میرانی سے برلی تھو وہ تھا سے لیے مصیبت ہو جانے گی۔

ہاں میں اپنی کوئی اہم بات اس سے نہیں چھپا سکوں گا۔ وہ بری جان کی دشمن نہیں ہے۔ لیکن تمہارا اور سوتیا کا ذہنی توازن بگاڑ دینا چاہتی ہے تاکہ وہ لوں کسی قابل نہ رہو۔

کیا اس نے تم سے کہا ہے؟

نہیں۔ سوتیا نے تم سے اصحاب شکن دو اکھلا دی ہے۔ وہ بے سدھ ہو کر سو رہی ہے۔ اسی حالت میں اس کی پرکائی سوتیا میری سوچ کی لہروں کو نہیں روک سکتیں۔ میں نے اس کو تھو سے فائدہ اٹھا کر یہ معلومات حاصل کی ہیں۔ وہ دن تو مجھ سے بھی اپنی ٹیلی میٹھی کلاز چھپا رہی ہے۔

فراد! اس کی دوستی میں ملوں نہیں ہے تمہارے پاس کیا نہیں کیا؟

ہم کو وہ تہ سے بھی ذرا کچھ کھل رہی ہے۔

جہاں اپنے شریقت سے مجبور ہے۔ اچھی یہ لڑائی کر وہ مجھے جلائے کے لیے جہازوں سے گھاٹ کا اعلان کر رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ مجھے برطانیہ کے سے باز رکھنے کے لیے میری تمام دوستوں کو مجھ سے دور کر دینا چاہتی ہے۔

میاںک جو بڑا ہاتھ سے پھسل گئی تھی وہ بھی ہاتھ میں میں سکرانہ لگا۔ وہ بولی ہے مائے کیا سکھلا ہے۔

اچھے گلہ نام ہونے پر....

بھئی میں اس لیے سکھلا رہا ہوں کہ تم میری اطلاع دے رہی ہو دوسری ممبروں سے نہیں جلتی ہو۔

مجھے اپنی صحت کا خیال ہے۔ میں خواہ مخواہ اپنا ہاتھ نہیں چاہتی۔ مجھے یقین ہے تم جہاں میں جاؤ گے وہاں جاؤ گے۔

ایک بات ہے زمانہ فی الحال رس وتی کو تھلے یا نہیں بیچ سکے گی۔ اب کوشش یہ ہونا چاہیے کہ اس کا سامنا بھی نہ ہو۔ میں ہندوستان جانوں گا تو تم کسی سے نہ

بیر ساتھ رہو گی۔ مجھ سے دور ہو گی۔ وہ اصحاب شکن اور قہشی غریب کر میرا ہمتہ اپنے پاس رکھو۔ پتہ نہیں کب حالات ہو کر رس وتی کو فریب کرنا پڑے۔

پھر میں نے اسے ہندوستان جانے کی وجوہات بتلا دیا۔

بتایا کہ بالوںک میں سوتیا اور رس وتی کی تلاش میں میں ہو گیا۔ اس کے بعد بے پناہ کیا کہ میں سوچاؤں گا۔ وہاں دروازہ بنا ہے فی اور شریک کے پاس چل جائے گی اس نے سکرانہ چھپا

میں انگلیاں چھیریں پھر اتنے میں دروازے پر دستک پڑنے لگی۔ میں نے اسے پھر کھول کر کما تہ نے فی پریشانی ہے۔ جلدی دروازہ کھولو۔

زمانہ نے آکھ کر دروازہ کھول دیا ہے فی تیزی ہوئی بولی۔ جہاں تہ جہاں تہ ہے۔ شریک اتنی دیر سے کھینٹا رہا۔

کوئی پریشانی کی بات ہے کیا؟

ہاں۔ ملا یا اور دخانی لینڈ کے درمیان یہ جو جنگل کیونٹ گور ملا جنگ میں مصروف ہے۔ جیسے ہیں۔ آج اٹھنا

شریک کو جہاں طرف سے گھر لیا ہے۔

میں نے ہاتھ پر سے آکھ کر کھڑکی کے پار دیکھا تھا۔ ناریل کے درخت اور بانسوں کا جنگل دکھائی دے رہا تھا۔ جھاڑوں کے آس پاس کتنے ہی سگ لوگ نظر آئے۔ وہ فراد کے گوریلوں سے تھے۔ میں نے پوچھا یہ شریک کیسے

اتنے میں شریک آ گیا۔ اس نے کہا میں شریک کے گارڈ سے فراد میں کڑھات میں گھس گئے ہیں۔ سب پتلے توڑا تنگ کے ہتھ بجا لیے گئے ہیں۔ مسافروں کو سکرٹ پینے کی ممانعت ہے۔

کوئی شریک کی پڑی کے نیچے دوڑنا کہ بارود بھی ہوئی ہے۔

معاہدہ بہت ہی کشیدار تھا۔ میں نے پوچھا یہ کیا ملا یا اور دخانی لینڈ کی انتظامیہ ایسی ناقص ہے کہ کیونٹ اس جنگل میں مصمم اور بے فائدہ

میں کو تک کر پریشان کر رہے ہیں؟

شریک نے کہا تہ بتا بدروسال کے عرصہ میں پہلی بار ایسا ہوا ہے۔ ملا یا اور دخانی لینڈ کے فوجی اقدامات میں بہت سخت ہتھ پڑنے

کیونٹ اس جنگل سے گزرنے والی ریل لائن کے قریب نہیں آئے۔ لیکن آج کیونٹ گوریلوں کا پتہ جہاں ہو گیا ہے۔

آفرود سائزوں کو روک کر کیا حال کر لیں گے؟

درومے گاؤں نے بتایا ہے کہ دخانی لینڈ کی سرکار نے گوریلوں کو ایک لینڈ اورس میں جانا زوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ وہ ان کی

باز کے لیے ہیں۔ یہاں بتا ہے ہیں۔ انھوں نے اعلان کر لیا ہے کہ جو سب گھنٹے کے اندر ان کے جانا زوں کو ہار دیا گیا تو اس ضمن

کا ایک مسافر بھی زہرہ سلامت دخانی لینڈ نہیں بیچ سکے گا۔

زمانہ نے کہا یہ لیا پتہ ہے۔ جو سب گھنٹے تک وقت زدہ مارا کھانا پینا اور سونا جھول جائیں گے۔

شریک نے کہا تہ کمانے کا سال میں ہی بد نہیں ہوا۔ گوریلوں کو فریب

نے اس ضمن کے کچھ فیصد چھپا لیا ہے۔ انھیں جنگل میں اچھی خوراک

میں بیٹھی تھی اور لینڈ والے لایڈ کمانے سے اپنی حسرت پوری کیونٹے۔

زمانہ سے فراد پوچھا کہ گوریلوں نے تم سے کہا تھا کہ کوئی لینڈ پوری کر لو۔ تم نے خیال خواتی میں صبح کر دی۔ اب کیا

تھیں ممکن سے بند آگے گی؟

ہے فی برسے میں ہتھ کر لینی۔ جہاں تہ آپ تمام رات جاگتے

تھیں۔ لینڈ کو آپ کی صحت خراب ہو جائے گی۔

میں نے ہتھ پڑنے کا یہ کوڑو مٹھانا تو اتنے ہی جہتے ہیں۔

میں بہاؤں کی پیری حفاظت کیلئے یہ روزی کافی ہے۔ حالات مزید کشیدار ہوتے تو میں بیدار ہوجاؤں گا۔

سے فی کما تہ فروریٹ جائیں ہیں۔ آپ کو کچھ کھانا سلاواں گا۔

زمانہ اور شریک دوسری ہتھ پڑیٹھ گئے۔ میں اپنی ہتھ پڑیٹھ

پڑ گیا۔ بے فی ہتھ پڑیٹھ کر میرا سوسلا نہ لگی۔ باسزنگ اور سوسلا

سلازین درخت طاری کرنے والے جنگلے ہوں گے۔ ہتھ پڑیٹھ

میں کی سنا ہوئی تھی۔ جہاں خاموشی میں بے فی کی حیرت آواگ لگتا ہے

لی وہ گھنٹے سکرانہ کے لیے ہوں ہلا کوئی گیت گار تھی تو گیت کے

نارنگ کی زبان میں تھے۔ جنھیں میں نہیں سمجھ سکتا تھا۔ لیکن گیت کے

پتھے جہت کی مٹھاس کو سمجھ لیا تھا۔ ایک بہن کے مقدس ادا سریلے

ہتھ پڑنے ہو دل میں آتے تھے۔

کیوں کہ دروازہ کھلا رہا تھا۔ باہر سے کسی نے سخت ہتھ پڑیٹھ

کما تہ بیان ہتھ پڑیٹھ کی جان پر ہئی ہے اور اس کیوں میں گیت گانے جا رہے ہیں؟

دروازہ کھلا رہا گئی۔ پھر اپنے منہ پر انگلی رکھ کر لولی پریشانی

شور نہ مچاؤ۔ وہ اپنے بچے کو لوری سے کھلا رہی ہے جاؤ یہاں جیتے۔

اس نے اندازہ کرنا کہ کوئی بچہ ہاں وہ لوری ہی تھی جو

چسپ و ماغ میں مٹھا کا سحر چھوڑ کر دی تھی میری پیدائش کے بعد میری

والدہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ وہ مجھے لوری سے کھلا سے پہلے ہی....

اس جہاں سے گورنگ تھیں۔ یعنی لوری کا فرض باقی تھا۔ جیسے بے فی

کا رہنا پانا اور کرنا تھا۔

میں نے بہن کو منت اور زینت سے دیکھا۔ پھر انھیں بند کر

لیں سوچ کے ذریعہ روانہ سے کما تہ میں کم از کم تین گھنٹے تک سونا

چاہتا ہوں۔ ذرا ہتھ پڑیٹھ جا رہا تھا۔

وہ بولی تہ اپنی زیند کا وقت محدود نہ کرو۔ آہ سے سوتے رہو۔

اول تو تھیں بیان کوئی پچھانا نہیں ہے۔ مٹھا لکونی ذاتی دشمن نہیں

ہے۔ اگر تو ابھی نہیں آئے تھیں میں داخل ہونے کا متزعہ میں دل میں

مجھے اطمینان ہو گیا۔ اس کے باوجود میں نے کما تہ زمانہ سے تم سے

کو کم میں سو گیا ہوں۔ تم تھیں کو رو سے کہیں میں وقت گزارنا چاہتا

تم لوگوں کے طے کے بعد میں اپنے داغ کو بلیات دونوں کا کہ میری

زیند کے دوران کوئی اس کیوں میں داخل ہوتو میری آنکھ کھل جائے۔

میں ہر پہلو سے محتاط رہنا چاہیے۔

زمانہ نے بے فی کو ابھی سے بتایا کہ اس کا بھائی مورڈ ہے

اب انھیں بے فی کے کہیں میں وقت گزارنا چاہیے۔ وہ تھیں آنکھ

باہر چلے گئے۔ زمانہ نے دروازے کو باہر سے بند کر دیا۔ میں نے سب

معمل اپنے داغ کو بلیات دی کہ میں آرام سے سونا زوں کا گھٹے

زمانہ اگر بیٹھ کرے گی یا پھر کوئی بھی کہیں میں داخل ہوتو میری آنکھ

کھل جائے اور اگر کوئی عدالت نہ کرے تو زیند پوری ہونے کے بعد

آکھ خود بخود کھل جائے۔

میں کو احتیاط ہونے کے بعد سو گیا۔ مسلسل خیال خواتی ہوتی

ہے تو داغ تھک جاتا ہے۔ اسی ممکن کے بعد یقیناً گئی زیند آتی

ہے۔ میں آرام سے سوتا رہا۔ زمانہ مجھے دھگانے کے لیے نہیں آتی کوئی

دشمن بھی کہیں میں داخل نہیں ہوا۔ اسی صورت میں میری آنکھ تھکتی

کھلتی جب زیند پوری ہوجاتی اور زیند ہائے گھنٹے کے بعد پوری ہوئی۔

آکھ کھلتے ہیں۔ میں نے محسوس کیا کہ شریک پھر زیند فارسی سے

چلنے لگی۔ جہاں تہ دخانی لینڈ کی حکومت نے کیونٹ گوریلوں کی مطالبہ

نہیں لگاؤں گا۔ مجھے معاف کر دو۔

وہ اپنے پرست پر سے ہاتھ ہٹا کر غصہ سے دیکھنے لگی۔ پھر مٹھیاں پھینچ کر بولی۔ "مجھے وہ ہسپتال وہاں نہیں ماراؤں گی۔ میں ابھی یہ ہسپتال نہیں نہیں ہوں گا۔ مجھے کبھی اپنی معافی میں کچھ کہنے وہ نہیں اپنی عزت پلاری ہے۔ مجھے اپنی جان عزیز ہے۔ میں جان بچانے کے لیے غصہ میں ایسی حرکت کر بیٹھا تم خود ہی سب غصہ میں انسان سب کچھ بھول جاتا ہے تم بھی بھول کر اپنے اصل لیے میں بول رہی ہوں۔"

وہ چونک کر سوچنے لگی۔ "ہاں۔ میں سچ بولی تھی آواز میں اتنی دیر سے بول رہی ہوں۔ مجھے ماضی نہ سمجھا تھا کہ یہ سب پراسرار کا حکم ہے۔ اتنی کے سامنے آواز اور لمبوں کر بولنا چاہیے مگر کیوں کیا یہ مجھے سب سے لہجہ سے پچان رہا ہے؟"

اس نے مجھے سوا لفظوں سے دیکھا پھر اُسے ہمارا زمانہ انا زیادہ یاد وہ غصہ سے دیکھنے لگی۔ "میں اپنی غلطی کی معافی مانگا ہا ہوں۔ تم بھی اپنی غلطی کا اعتراف کروانا ضروری ہے۔"

وہ ایک لمحے آہٹ کھڑی ہو گئی۔ "کن پر تم؟ مجھے کیسے پوچھنا؟ میں فریاد کا ایک جائنا دوست ہیں جب تم اسکندریہ سے ماسٹر زولہ کے ساتھ کولمبیا پورٹا رہی تھیں تو اس طیلے میں ہی مجی موجود تھا۔ تمھارے پاس نے شکیب ہی کہا تھا کہ میں تمھاری آواز اور لیے سے تمہیں پہچان لوں گا۔"

وہ مجھے غلطیوں کوئی غلطوں سے دیکھتے ہوئے بولی۔ "تمھارا تو اس طیلے میں زمانہ بھی تھی اور ابھی ہے فی اور تم نے مجھے زمانہ کہا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ تمھارے ساتھ اس کہ میں زمانہ سفر کر رہی تھی؟" "ہاں ہر دونوں فریاد کو تلاش کرنے ملایا آئے تھے۔ اب ہٹا گیا ہے۔ یہ ہیں اب تم سچ بچ بنا دو کہ زمانہ کو کہاں غائب کیا گیا ہے وہ تم اُس کی جگہ کیسے آگئیں؟"

وہ بولی۔ "میں نے اس شرن میں زمانہ کو دیکھا تھا نہیں ہے میں اپنے کہیں ہیرنگا رہی تھی۔ ہٹا گیا ایک ماسٹر ہے میں صورت مشکل سے نہیں پہچانتی ہوں۔ اس نے کو ڈور ڈور کے ذریعہ اپنا تعارف کیا۔ پھر ایک سوٹ میں کھل کر زندگی کی تصویر اور ایک اپ کا سامان حیرت سامنے رکھتے ہوئے بولا۔ پھر ماسٹر کا حکم ہے۔ روزی کا میک اپ کلو۔ یہ لڑکی کہیں ہیرنگا رہی ایک اتھوئی نامی شخص کے ساتھ سفر کر رہی تھی۔ اسے مجھے غائب کر دیا ہے۔ ملنا ہٹا گیا ایک ایک روزی کا دل اور اکرنا ہو گیا۔ اپنی آواز اور لیے میں نہ بولوں۔ وہ تم مجھے پہچان لوگے۔"

مکمل راز ہاری کیلئے انھوں پر پتہ آیا نہیں ہی پڑھا دیے گئے۔ اس دوران میں اس کے ذہن کو پڑھنا ہوا۔ وہ درست کہہ رہی

تھی۔ میں نے پرست پر سے ہاتھ ہٹا کر غصہ سے دیکھنے لگی۔ پھر میں بری سوچ کی لہریں زمانہ تک پہنچ گئی تھی۔ وہ ہانس کی ایک لہریں میں ایک ایسٹریو آگے سے لیٹھی ہوئی تھی میں نے کہا۔ "بیٹا۔ تمھارا کمان بچ گئیں؟"

"اوہ فریاد اتنی دیر بعد تمہیں میرا خیال آیا ہے کیا تمھیں یاد تھا وہ شریں آگیا تھا؟"

"میں میں خیر تھے ہوں۔ تفصیل میں تمھاری دیر بعد تمھیں یاد آتا تھا وہ تمھارے لیے کوئی خطو تو نہیں ہے؟"

"فی الحال خطو وہ نظریں آتا تھا شاید میں اسی جگہ میں ہوں۔ جملہ شرن لڑکی کوئی تھی۔"

"تم کوئی ترزا لڑکی نہیں ہو کر جگہ لالے تمہیں ہوش دھالی میں آسانی سے نکل لینے۔ کیا ہوا تھا؟"

"میں وہ ٹھگ کار میں کافی دیر ہی تھی۔ بیٹے کے بعد ماسٹر کا کوئی مفید یا خیار اوروہا سے ملنے سے آئے تھی ہے۔ مجھے پتہ تھا۔"

"میں کبھی کہا کہ میں کوئی ایسی رابطہ قائم کرنا۔"

"میں کبھی کہا کہ میں کوئی ایسی رابطہ قائم کرنا۔"

"یہ کبھی کہا کہ میں کوئی ایسی رابطہ قائم کرنا۔"

"ابھی مجھے گھر کر دیکھا ہے تھی میں نے کہا۔ مونا اتھوئی دیر ہے۔ تم مجھ پر فریاد میں کاشہ کر رہی تھیں کیا تم فریاد سے مل چکی ہو؟"

"ہاں۔ مجھے اسی کا انتظار ہے۔ وہ سوچ کے ذریعہ رابطہ قائم تو ہیں تمہیں ہیرنگا شرن لڑکیوں کی تم شیطاں کے بیٹے۔"

"میں نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ تم زیادتی کر رہی ہو۔ اپنی غلطیوں کو مجھ پر ہی مہر حال میں ہی انتظار کرنا ہوں۔ یہ راز تھا اور فیصلہ کیا کہ ہم صرف انسان کی صورت کو دیکھتے ہیں۔ وہ انسان کی نیت کو دیکھتا ہے اور میری نیت نہ تو پہلے تم پر غراب تھی اور اب ہے۔"

"میں نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ تم زیادتی کر رہی ہو۔ اپنی غلطیوں کو مجھ پر ہی مہر حال میں ہی انتظار کرنا ہوں۔ یہ راز تھا اور فیصلہ کیا کہ ہم صرف انسان کی صورت کو دیکھتے ہیں۔ وہ انسان کی نیت کو دیکھتا ہے اور میری نیت نہ تو پہلے تم پر غراب تھی اور اب ہے۔"

مونا نے رازہ کھل دیا ہے۔ فی نے کہا۔ "مجانا پیلیہ کہا نا آگیا ہے۔"

مونا نے رازہ کھل دیا ہے۔ فی نے کہا۔ "مجانا پیلیہ کہا نا آگیا ہے۔"

"میں نے رازہ کھل دیا ہے۔ فی نے کہا۔ "مجانا پیلیہ کہا نا آگیا ہے۔"

"میں نے رازہ کھل دیا ہے۔ فی نے کہا۔ "مجانا پیلیہ کہا نا آگیا ہے۔"

"میں نے رازہ کھل دیا ہے۔ فی نے کہا۔ "مجانا پیلیہ کہا نا آگیا ہے۔"

"میں نے رازہ کھل دیا ہے۔ فی نے کہا۔ "مجانا پیلیہ کہا نا آگیا ہے۔"

"میں نے رازہ کھل دیا ہے۔ فی نے کہا۔ "مجانا پیلیہ کہا نا آگیا ہے۔"

"میں نے رازہ کھل دیا ہے۔ فی نے کہا۔ "مجانا پیلیہ کہا نا آگیا ہے۔"

سے اُسے فابے پہنچتے رہیں۔ بقول زمانہ وہ مجھے براہ راست نہیں پھیرا اور تھا۔ میری ساتھی زمانہ کو آواز نکال رہا تھا۔ اس میں ہندوؤں میں دس ونٹی تک پہنچا اور وہ مسکرتہ زبیریں ونٹی تک پہنچ جائے۔ ایک سوال ہے کہ ماہینی مہان کی یہ اطلاع کیسے لئی کہ ہندوستان میں دس ونٹی کے لٹنے داروں کو نظر بند کیا گیا ہے؟

نظر بندی کے اس خاص اہم اور ہمراز گرفت واپس کی سرکار جانتی تھی۔ چونکہ اس دس میں ریڈیا وڈ اور ٹی وی سے اس لیے ماسکین وہاں کے سرکاری رازدار کو جانتا ہے۔

ماسکین جانتا ہے کہ دس ونٹی اپنے ماں باپ اور دین کی رٹائی کیلئے وہاں پہنچنے کو نوسرنا اُسے ہزار پھولوں میں چھپا کر رکھے گی۔ لہذا فرار کو بھی وہاں پہنچایا جائے۔ ماسکین وہاں بھی فرار کا ماہینی میزان اور دست ان کے معلومات حاصل کرنا ہے کہ ماسکین نہیں تو وہ فون ٹیلی فونی جاننے والوں کی ملاقات ہوگی۔ جب بھی وہ کسی ایک مقام پر کجا ہوں گے۔ انھیں گھونگے اور پتھر پتھروں میں جکڑ دیا جائے گا۔ موجودہ حالات کا اس طرح تجزیہ کرنے سے وہ ماہینی میزان یقین کی حد تک ماسکین نظر آ رہا تھا۔ وہ بڑی محنت اور خوبصورتی سے تجھے تزیین کر رہا تھا۔ ایک بات اور تمھیں آتی اس نے مجھے اپنے بیٹنگ میں میزان بنا کر جیا جگ بلازہ کی عمارت سے ڈھرا رکھا تھا۔ تاکہ ریڈیا وڈ اور وہ باز اس عمارت کا فہمہ آسانی سے مل جائے۔ انھوں نے دو چار دھماکے مہان کیسے پتھر مارشے کہ وہاں کو وہاں سے جھکا اور اب وہ چور وہاں کے مالک تھے۔

اسی نے مجھے اطلاع دی تھی کہ جیا جگ بلازہ میں میری پندھونا خفت میں ہے اور میں نے فرار کو وہاں سے ہٹا دیا تھا یعنی وہ ماسکین سے اسے اس پاس بٹھانے والے ماسکینوں سے فائدہ اٹھا رہا تھا۔ انھوں نے ملائیں میری ساتھی زمانہ ہی مزارا ہی اور وہاں سے۔۔۔

فان نے کہا کیا ان آتے ہی میں نے اس سے دفاعی رابطہ قائم کیا۔ جیا جگ میں سے دل دھکے لگا۔ اس کا مدعا غوث کی تاثر میں گم ہو چکا تھا۔ وہ اچھا چاکا کیسے مر گیا؟ وہ تو اچھا خاصا صامت ہندو تھا۔ اپنے بھائی بچوں کے ساتھ وقت گزارا رہتا تھا۔ چند سڑک کے لیے میرے اندر نامی سکوت طاری رہا۔ میں اس کے بری بچوں کے ذریعہ تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ کیونکہ وہی ان سے رابطہ نہیں رہا تھا۔

ملائی میں ریڈیا وڈ اور ایک شخص میری سوچ کے نکلنے میں آ سکتا تھا اور وہ تھا جیا جگ کی کلیدی اس کے مدعا میں پہنچ گیا۔ وہ جہاں پہنچا رہا تھا۔ اس کی توقع میں نہیں کر سکتا تھا۔ یہ کہمت ملائیکہ جنگل میں زمانہ کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ ریڈیا وڈ کی جڑ تو زمانہ کو کوالا پورا اور چھ ہندوستان پہنچانے والی تھی۔ جیا جگ کی اس ٹیم کا لیڈر تھا۔ وہ جنگل کے کچھ لٹے سے پریم پھانڈو کر رہا تھا۔ اس کے

ساتھ والی سیٹ پر زمانہ بھی بیٹھی تھی اور وہ مجھے سچ جان بیٹھے ہوئے تھے۔ جیا جگ کی کار خراب و خراب کار سا تھا۔ اس لیے زمانہ حسن و شاب کے متعلق لپکا سوچ رہا تھا۔ ماسکین کے گھونگے زمانہ کو ہاتھ لگائے اور اس کے مزاج کے خلاف کوئی بات نہ کرنا ممانعت تھی۔ اس لیے وہ اپنے دل پر جبر کر رہا تھا۔

میں نے زمانہ کو مخاطب کیا۔ یہ کیوں کر ہوا کہ جیا جگ کی تمھارا ہم سفر کیا ہے؟

۔۔۔ وہاں ماہینی تھکے متعلق کچھ اس قدر جانتا تھا۔

”کیا کہہ رہا تھا؟“

”کہہ رہا تھا کہ تم سے مقابلہ کرنے کی حسرت ہے اگر تم ملنا ہو۔ ہتھیار استعمال نہ کرو تو وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے تمھارا ہتھوڑا لٹا دے گا۔ میں اسے اپنی حسرت پوری کرنے کا موقع مل گیا ہے۔

بڑی غیر سنو۔ بچا رہا وہاں سے مر گیا ہے۔“

وہ انھوں نے کہنے سے بے پروا ہو کر اٹھا۔ اسی ہی دن ان پر اس کیسے مر گیا؟“

”میں تو معلوم کرنے کے لیے میں جیا جگ کی کار کا مدعا لیا تھا۔ تو اس کے ساتھ نظر آئیں میرا خیال ہے وہ بچا رہا ریڈیا وڈ کا ہاتھوں مارا گیا ہے۔“

”مجھے وہ میں معلوم کرتی ہوں؟“

یہ کہہ کر اس نے جیا جگ کی کار کو مخاطب کیا۔ تم میرا ہاتھ لگا کر اور کتنے ساتھیوں کو روکھ چکے ہو؟“

اس نے جواب دیا۔ میں فرار کے تمام ساتھیوں کو جانتا تھا۔ لیکن اس رات جیا جگ بلازہ میں مجھے ہتھیاری اور وہاں سے کار کی اطلاع ملی تھی۔

”وہاں سے کہاں ہے؟“

”یہ تم مجھ سے پوچھو۔ یہ ہو جبکہ وہ تم لوگوں کے ساتھ تھا۔“

”ہم نے اسے بے ہنگام واپس پہنچ دیا تھا۔“

”تو موجودہ بے ہنگام میں ہو گا۔ جو زندہ فرار کے ساتھ ساتھ رہا ہے۔ اس لیے ماسکین اسے ہوشی نظر میں رکھے گا۔ مگر میں جانتا تھا فرار سے پورے ہو لو۔“

زمانہ نے مجھ سے پوچھا۔ کیا اسے بتا دیا کہ وہ مر گیا ہے؟

”نہیں۔ میں جیا جگ کی کار کے چور خیالات پر چھ رہا ہوں۔ وہاں سے اس کے متعلق کچھ نہیں جانتا ہے۔ میں اس کی موت کا یہ معلوم کرنے کی فکر میں ہوں۔ تمہارے طور پر جیا جگ کی کار میں بھی نہیں لگائے گا۔ ماسکین نے اسے سختی سے منع کیا ہے۔“

وہ لہلہ تھا۔ کیا خیال ہے فرار؟ اگر ماسکین میں لٹے سے نہ کرنا تو وہ مجھے ہم کی طرح جھکا دیتا ہے۔“

۔۔۔ میں میری جان اتم لوہے کا چنار ہو۔ وہ چہا نہیں کے گا چھاپا میں بھراؤں گا۔“

میں اس کے مدعا سے نکل کر سوچنے لگا۔ مجھے کسی فریڈے سے وہاں سے کی موت کا سبب معلوم کرنا تھا۔ اچھا کہ یاد آ گیا کہ میں نے ہائیگر جنکل کے خفیہ میں دوڑا ہے۔ اس کا انبار کیا تھا۔ ماسکین نے اپنی موت سے پہلے ماہیگر سے رابطہ قائم کیا۔ یہ یہ سوچتے ہی میں ماہیگر کے مدعا میں پہنچ گیا۔

میں بڑی حد تک بعد خفیہ میں دوڑا ہے۔ ماسکین نے کیا تھا۔ اور وہ تھا کہ کبھی بھی وہاں گرفت گزاراں کیا ماسکین نے ہائیگر کی سوچ پر کچھ معلوم ہوا کہ وہاں دو سو سے زائد معلوم لوگ گھس گئے ہیں اور ماہیگر ان کا حکم اور فادارین کر اس آواز کے متعلق انھیں معلومات پہنچا رہا ہے۔ میں ماہیگر کے ذریعہ ماہیگر کے افراد کے ماہیگر تک پہنچ سکتا ہوں۔ جو سب گئے ہیں۔ میں نے اسے ایک شخص کا خفیہ کہہ کر سوالات کرنا تھا اور ماہیگر جواب دینا تھا۔

جب میں وہاں پہنچا تو ماہیگر سے آخری خبری سوال کیا گیا۔

ماہیگر کی سوچ نے اس آخری سوال کو پڑھا رکھا تھا۔ اب تم مجھے پہلے اپنی آخری خبرا بش بیان کرو۔“

وہ روت کے ڈر سے گھٹھانے لگا۔ تم مجھے زمانہ میں نے جہاں کے متعلق ساری باتیں سچ سچ بتا دی ہیں۔ میں آندہ بھی تم لوگوں کا فادارین کر رہا ہوں گا۔ مجھے آزما کر دیکھ لو۔“

اس کے سامنے کھڑے ہوئے۔ میں نے اسے ایک کا خفیہ لکھا۔ پھر اس کی طرف بڑھا دیا۔ اس کی سوچ نے پڑھنا شروع کیا۔ یہ تمنا تم فادار ہو۔ جب تمہارے وہاں سے کے مجھے پچھو کہ آؤ لٹا لٹا کر پائی میں بار بار ڈر رہا تھا تو اس نے بھی فادار رہنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر انھوں نے کبھی بھی ایسے شخص کو زندہ نہیں رکھ سکتے جس کی سوچ کے ذریعہ فرار ہو گیا ہے۔“

ماہیگر نے وہ خبر پڑھنے کے بعد سر اٹھا کر کچھ کھنا چاہا۔ مٹی وقت تھا انھیں کی آواز سنائی دی اور اس کی سوچ مجھ سے کٹ کر موت کے گلے لگ گئی۔

میں نے ایک ہاتھ سے اپنا سر تھما لیا۔ یہ غصے کو تمام جھٹکا ہوں مگر مجھے خفیہ آ رہا تھا۔ ماسکین نے انھیں مہمان کار دل ادا کر کے مجھ سے خوب فائدے اٹھائے تھے۔ جیا جگ بلازہ کو بار بار حمل کیا تھا اور اسے ایک بہت ہی اہم خفیہ تو ہے۔ تاہم میں ہو گیا تھا اور اب ہندوستان میں سے فرار دس ونٹی کو حاصل کرنا چاہتا تھا۔

میں نے زمانہ کے پاس پہنچ کر اسے بتایا کہ ماسکین نے دوست ان کو کسی شہ پارز چالیس پہلے ہیں جیسے خفیہ آواز سے بتا دیا ہے۔ مگر مجھے ملائیسے باہر نکال دیا ہے۔ وہاں کی فوجی ٹیم کی کے

باعث میں واپس بھی نہیں جا سکتا۔ اتنا تو ماسکین کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ کیونکہ اسی زمانہ ان کے گھسے میں ہے۔

زمانہ نے کہا۔ تم اور تم نقصان پہنچا کیسے کتنے ہو؟ سوچ کے ذریعہ صرف جیا جگ کی کار اور اس کا ہٹا کر نقصان پہنچا کتنے ہو۔ وہاں میں تو زمانہ ہی بھول گئی۔ وہ کا ہٹا کر بھی ہماری اس سبب میں پہنچے بیٹھا ہوا ہے۔ یعنی اسے گورڈیا فرج سے ہٹا دیا گیا ہے۔ تاکہ تم اس کے ذریعہ مگر گورڈیا فرج کرنے والوں تک پہنچ جاؤ۔

”یہ ماسکین میری توقع سے زیادہ شہ پارز لگا۔“

”کوئی بات نہیں فرار! تم ٹیلی فونی جاننے کے باوجود مجبور تھے۔ وہ تمھاری لاشیں جس چالیس چلنا رہا۔“

میں نے ناہید میں سر ہلا کر کہا۔ اب میری مجال شروع ہوگی۔

میں ماسکین کو محسوس نہیں ہونے دوں گا کہ اسے جہنی کی حسرت سے پہچان کر چکا ہوں میں دوست ان کر اس کی چالیس لے لوں گا۔“

”کیا مالے ہیں؟“

میں نے کہا۔ تم ہندوستان پہنچ کر جیا جگ کی کار کی ٹیم سے پھڑ جاؤ گی۔“

”میں ہندوستان کی زبان اور وہاں کی تہذیب کو نہیں سمجھتی ہوں۔ وہاں خود کو چھپا مشکل ہو جائے گا۔“

”دیکھو تم جیا جگ کی کار سے کہہ کر فرار ہندوستان میں جہاں کے ایک شہر کھنڈ میں ملاقات کر کے اس طرح تمھیں بٹھانے کے لیے پہنچا جائے گا۔ وہاں مغربی کالکس سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں جہنی لوگ ہیں۔ آتی ہیں تم پہنچ کے ڈب میں چھپ جاؤ گی۔ میں تمھیں گائیڈ کرنا نہیں چاہتا۔“

”کیا تم نہیں آؤ گے؟“

”ابھی میں بقیہ نہیں کہہ سکتا۔ اگر بحالت مجبوری وہاں جانا پڑا تو کسی کی آنکھ مجھے پہچان نہیں سکے گی۔“

”تھک ہے فرار! اب بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔“

”اچھا اب جا رہا ہوں۔ جیسا کہ تم نے کہا ہے۔ پاس پہنچ جائے گا۔ میں واپس آ گیا۔ جہاں سے انھیں سکول کر دیکھا۔ جہاں سے ملے اور پھر جہاں سے بیٹھے تھے۔ وہاں سے آئے تھے۔ آٹھ گھنٹے میں وہاں سے نکلے۔ گئے ہیں۔ میں نے بتائے کہ اتنے سے تم دونوں آتی دیر سے خاموش بیٹھے ہو۔“

”یہ بے نیکی ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ تم نے جہاں میں گورڈیا ہو گی۔“

”باہل نہیں۔ ٹیلی فونی جاننے والوں کی خاموشی یہ برقی ہے کہ جہاں کے وہاں بھی اپنی سوچ کو کسی ایک مدعا پر مرکوز نہ کرتے ہیں۔ تم آؤ گے۔“

”ابھی میں بقیہ نہیں کہہ سکتا۔ اگر بحالت مجبوری وہاں جانا پڑا تو کسی کی آنکھ مجھے پہچان نہیں سکے گی۔“

”تھک ہے فرار! اب بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔“

”اچھا اب جا رہا ہوں۔ جیسا کہ تم نے کہا ہے۔ پاس پہنچ جائے گا۔ میں واپس آ گیا۔ جہاں سے انھیں سکول کر دیکھا۔ جہاں سے ملے اور پھر جہاں سے بیٹھے تھے۔ وہاں سے آئے تھے۔ آٹھ گھنٹے میں وہاں سے نکلے۔ گئے ہیں۔ میں نے بتائے کہ اتنے سے تم دونوں آتی دیر سے خاموش بیٹھے ہو۔“

”یہ بے نیکی ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ تم نے جہاں میں گورڈیا ہو گی۔“

”باہل نہیں۔ ٹیلی فونی جاننے والوں کی خاموشی یہ برقی ہے کہ جہاں کے وہاں بھی اپنی سوچ کو کسی ایک مدعا پر مرکوز نہ کرتے ہیں۔ تم آؤ گے۔“

”ابھی میں بقیہ نہیں کہہ سکتا۔ اگر بحالت مجبوری وہاں جانا پڑا تو کسی کی آنکھ مجھے پہچان نہیں سکے گی۔“

”تھک ہے فرار! اب بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔“

”اچھا اب جا رہا ہوں۔ جیسا کہ تم نے کہا ہے۔ پاس پہنچ جائے گا۔ میں واپس آ گیا۔ جہاں سے انھیں سکول کر دیکھا۔ جہاں سے ملے اور پھر جہاں سے بیٹھے تھے۔ وہاں سے آئے تھے۔ آٹھ گھنٹے میں وہاں سے نکلے۔ گئے ہیں۔ میں نے بتائے کہ اتنے سے تم دونوں آتی دیر سے خاموش بیٹھے ہو۔“

”یہ بے نیکی ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ تم نے جہاں میں گورڈیا ہو گی۔“

”باہل نہیں۔ ٹیلی فونی جاننے والوں کی خاموشی یہ برقی ہے کہ جہاں کے وہاں بھی اپنی سوچ کو کسی ایک مدعا پر مرکوز نہ کرتے ہیں۔ تم آؤ گے۔“

یہ کہہ کر میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ برنہا کے پاس پہنچ گیا۔ وہ اپنی دانست میں پٹر مارٹر کے علم کے مطابق اتوتنی کے کین میں آکر نہیں گئی تھی اور ہنگام پہنچنے کے لیے جیسی سے وقت گزار رہی تھی۔ میں نے اسے مخاطب کیا تو وہ اچھل کر بڑھ پڑا اٹھ بیٹھی۔ فریاد ادا فرما دیا تم کہاں رو گئے تھے۔ میں نے کہا کہ کتنے کے مطابق پٹر مارٹر کے اسکاٹا کی تعبیل کر رہی ہیں مگر اب مجھ سے یہ نہیں ہوگا تم مجھے ان نموس کہیں سے نکالو۔

میں نے انجان بن کر پوچھا کیا ہوا؟ تم کس کین کی بات کر رہی ہو؟ تمھاری سرخ سے پتہ چل رہا ہے کہ کسی ٹرین میں سفر کر رہی ہو۔ مجھے اپنے حالات بتاؤ۔

اُس نے وہی باتیں بتائیں جو مجھے معلوم ہو چکی تھیں۔ پھر وہ یہ کہنے لگے کہ تم کو اتوتنی نے اُس کے ہاتھ سے ہینٹل کرنے کے بعد کیا سلوک کیا تھا۔ میں نے پوچھا کیا ہوا؟ تم کہہ سکتی ہو؟

تم میں کیا باتوں؟ ہماری تہذیب میں بوسے بازی میسر نہیں ہے مگر میں بوسہ مچھتی ہوں۔ اُس نے یہ دعوائے زبردستی مجھے کس کیا (خوش لیا) ہے۔

موتوا! تم معمولی سی بات کرنا تھی، اہمیت ملے وہی ہوتے۔ یہ معمولی بات نہیں ہے میرے لبوں تک آج تک کوئی نہیں پہنچ سکا تھا۔

میں نے اس دور میں پیدا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ تعجب تو اتنی خطرناک ظہور میں رہ کر خود کو کیسے چلنے رکھتی ہو؟

پٹر مارٹر کے اہم حکامات میں سے ایک علم ہے کہ کوئی مجھے ہاتھ نہ لگائے۔

اب کب تو اُس نے ایسا حکم دیا۔ دو مری طوف تھیں اتوتنی کے کہیں میں پہنچ دیا۔ بد وطنی پالیسی ہے۔

وہ بولی تھی میں جہاز میں اب سے چلے کبھی ایسا نہیں ہوایا جب میں کسی روکے قریب گئی۔ میری حفاظت خاص طور سے اور غیر طور سے ہوتی رہی۔ پٹر مارٹر خود چاہتا ہے کہ میرا حسن اور میرا جسم چھوڑنا ہے۔ یہی بار الیا ہولم ہے کہ کوئی مجھے اتوتنی کی زیادتی سے چلنے نہیں آیا۔

میری بات سمجھو! اتھالے ساتھ دو مری چال چلی جا رہی ہے۔ تمھیں جان بوجھ کر لایا بھیجا گیا تھا۔ تاکہ اس طرح تم سے بڑا سامنا ہو جاتا اور میں اتھالے حسن و شباب کو دیکھ کر اپنا دل پار جاؤں تم سے دوستی کروں۔ دوستی تو ہر مری بھی ہے۔ اب جا تھی جو کہ ہماری دوستی سے پٹر مارٹر کو کیا فائدہ پہنچ رہا ہے؟

مجھے بتاؤ میں جانا چاہتی ہوں۔

میں نے کہا پٹر مارٹر کے پاس کوئی ٹیلی فونی جاننے والا شخص

ہے جو پچ چاہتا تھا۔ دماغ میں موجود رہتا ہے اور اتھالے دماغ سے میری باتیں سن کر میرے متعلق معلومات حاصل کرنا رہتا ہے۔ کیا واقعی؟

ہاں۔ شاید اس وقت بھی وہ ہماری باتیں سن رہا ہے۔ وہ اپنا سر تھا کر لہلہتا ہے اور وہ کیا کہوں؟ کیا تم اس ٹیلی فونی جاننے والے کی سوچ تک نہیں پہنچ سکتے؟

میں نہیں پہنچ سکتا۔ مگر اس وقت پہنچ جائے گی، اسے لوگا آرٹ کی مارت حاصل ہے۔ وہ اتھالے دماغ سے اس ٹیلی فونی جاننے والے کو نکال دے گی۔ بلکہ اسے اس دنیا سے باہر نکال دے گی۔

تو پھر اس وقت کو بلاؤ۔

وہ کہتی ہے مجھ سے رابطہ قائم کرے گی۔

یہ اچھا ہے۔ بتاؤ میں اس کین میں اتوتنی کے ساتھ کیسے رات گزار سکتی ہوں۔ سنا ہے کہ ٹرین کل بیس ہنگام پہنچے گی۔

نہ کوئی کو۔ اتوتنی بڑا دانا ہے۔ ابھی میں اسے سمجھا دیتا ہوں۔ اتھالے مزاج کے خلاف کوئی بات نہیں کرے گا۔

مشکر ہے۔ تمھاری باتوں سے مجھے حوصلہ ہوا ہے۔ کیا تم ہنگام میں ہو؟

میں کہاں ہوں۔ یہ بتا نہیں سکتا۔ اتھالے دماغ میں چھپا ہوا جاسوسی سن لگا لگیا۔ یہ کافی نہیں ہے کہ تم سے دور ہو کر میری تم سے قریب ہوں۔

ہاں۔ مگر نہیں کہیں میں خود کو متاثر نہ ماسی مسموم کرتی ہو یا تم آتے ہو تو لگتا ہے جیسے ساری دنیا میرے ساتھ ہے۔

کسی بھی موت کے لیے احساسات صرف اپنے مزے کے لیے تو ہیں تم خود کو۔ میں جا رہا ہوں۔

میری بات سن کر اسے خیال آیا کہ اس نے اپنے احساسات بنا کر ناوانگلی میں اپنے دل کی بات کہہ رہی ہے۔ وہ ایک سے چھینپ کر گھولنے لگی گھول بٹ اس بات کی تھی کہ وہ اپنے ضبط اور امتیاز کے باوجود اپنے امتیاز پر ہی طرف جھکی جا رہی تھی۔ پھر وہ ہینٹل کر لیا۔

تم تم میرے احساسات کو غلط رنگ سے لے رہے ہو۔ میں عام آدمیوں کے انداز میں اتھالے متعلق نہ سوچتی ہوں۔ نہ کبھی سوچوں گی۔ سنا ہے ہونا؟

میں خاموش رہا۔ اس نے بار بار آواز دی۔ پھر اسے یقین ہے گیا کہ میں جا چکا ہوں۔ وہ ایک گری سانس لیتی ہوئی بڑھ پڑی۔

گئی سوچنے لگی کہ میرے متعلق نہیں سوچے گی۔ وہ دن میں اچانک اس کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھ لیا، گا۔ اگلا، وقت آگے کی سوچیں کچھ ایسی ہی تھیں۔

میں ہنگام پہنچ کر پٹر مارٹر سے شکایت کروں گی کہ مجھے اتوتنی

کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا تھا۔

جر خیالات یہ تھے۔ وہیں ہنگام میں فریاد سے ملاقات ہو سکتی ہے۔

وہ ذہن کو جھٹک کر سوچنے لگی۔ مجھے پٹر مارٹر کے متعلق پہنچا جائے۔ پٹر خیالات۔ فریاد نے بتایا ہے کہ پٹر مارٹر کا جاسوسی مسکے دماغ کو بڑھاتا رہتا ہے۔ یقیناً اس جاسوسی نے پٹر مارٹر کو تباہ کرنا چاہا۔

میں فریاد کیلئے کام کر رہی ہوں۔ اس کی دوست بن گئی ہوں۔ ہاتھ اس کی دوستی سے کیا اعزاز ہی غرض حال ہر زمانہ ہے۔ ساری دنیا کو ایک پڑے پڑھو اور اس کی دوستی کو دوستی سے پڑے پڑے ہر تو اس کی دوستانہ شخصیت سے دل کا پڑا جھٹکا جاتا ہے۔

میں سکرنا ہوا اس کے دماغ سے نکل آیا۔ دنیا کا برائیاں سوچ کی گھری میں جھٹکتا ہے۔ وقتاً فوقتاً بے خیالی میں جر خیالات کی رو میں ہٹا چلا جاتا ہے۔ میری بات کو ایک ما آدمی میں لیں مجھ سے کہ آدمی کے دماغ میں ایک حاضر سوچ ہوتی ہے اور ایک غائب سوچ۔ یعنی حاضر سوچ کے دوران ہم حاضر دماغ سے سوچتے اور کام کرتے ہیں۔

میں اور غائب سوچ ہمیں غائبانہ طور پر ہلا کر کسی اور دنیا میں لے جاتی ہے جسے ہم جاگتی آنکھوں کا خواب کہتے ہیں۔

بہر حال میں نے اسے غائب سوچ کی رو میں بننے کیلئے چھوڑ دیا۔ بیان میں اب تک اپنے موجودہ حالات کو سمجھنے اور اس سے نمٹنے کا طریقہ کار سوچنے میں اس قدر مصروف رہا تھا کہ سوچنا اور اس وقت کی طرف نہ جاسکا۔ ان کی طرف سے ذرا اطمینان اس لیے تھا کہ اس وقت کی خیالی خرابی میں مجھے تقویت پہنچا رہی تھی۔ مجھے یقین تھا کہ وہ خود کو اور سوچنا کو دشمن سے محفوظ رکھ سکے گی۔ پھر یہ کہ میری معلومات کے مطابق ہر ایک میں جو ایک کی طرف گیا تھا۔

اسکندریہ میں شام کے چھ بجے والے تھے۔ جب میں دکن فنی کے دماغ میں پہنچا تو وہ زہر پرب سکر لے گی۔ خود مجھے بھی مخاطب کیا۔ فریاد اپنی جی رہی یا وہ فنی ہے؟

میں نے ایک گری سانس لے کر کہا: ہاں نہیں تو ہائی ٹیلی فونی سبک دالیں آئے گی۔ اگر تم میرے خیالات پڑھ سکتی ہو تو پتہ چلے گا کہ میں کیا کہتا ہوں۔ اس قدر مصروف رہتا ہوں۔

اب میں دکن فنی سے باتیں کرنے کے دوران غماز دیتا تھا کہ میری غائب سوچ باجوہ سوچ اچھرنے نہ لپے۔ جہاں سے رابطہ نہ کر کے بعد میری یہی کہشش ہوتی تھی کہ ہر وقت انگریزی بولیں میں سوچتا رہوں۔ اس طرح دکن فنی میرے جر خیالات تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔

وہ بولی تھی میں جا تھی ہوں۔ تمھاری مصروفیات لو کہیں تک محدود رہتی ہیں۔

میں نے کہا تم جو چاہو۔ مجھ کو ہاں۔ ابھی تو مجھے اپنا پروگرام بتاؤ۔

میں تمھیں بتانے کیلئے یہ سب سے پہلے تمھاری انتظار کر رہی تھی۔ میں سوچنے کے ساتھ ہندوستان جا رہی ہوں۔ تم بھی آ جاؤ۔

کراس سے ملاؤ گی؟

ہاں۔ ابھی تو کہہ کر لیں۔ مجھے لپے ہو؟

مگر فنی ضروری نہیں ہے کہ میں تم دونوں کی خواہش کے مطابق دکن فنی پہنچ جاؤں۔

کیا تم میری بات نہیں مانو گے؟

تمھیں مجھ سے نہیں جہازن ہے اپنی باتیں مانوانے کا حق ہے۔

تمھیں مجھ سے نہیں جہازن ہے اپنی باتیں مانوانے کا حق ہے۔

میں نے کہا تم جو چاہو۔ مجھ کو ہاں۔ ابھی تو مجھے اپنا پروگرام بتاؤ۔

میں تمھیں بتانے کیلئے یہ سب سے پہلے تمھاری انتظار کر رہی تھی۔ میں سوچنے کے ساتھ ہندوستان جا رہی ہوں۔ تم بھی آ جاؤ۔

کراس سے ملاؤ گی؟

ہاں۔ ابھی تو کہہ کر لیں۔ مجھے لپے ہو؟

مگر فنی ضروری نہیں ہے کہ میں تم دونوں کی خواہش کے مطابق دکن فنی پہنچ جاؤں۔

کیا تم میری بات نہیں مانو گے؟

تمھیں مجھ سے نہیں جہازن ہے اپنی باتیں مانوانے کا حق ہے۔

تمھیں مجھ سے نہیں جہازن ہے اپنی باتیں مانوانے کا حق ہے۔

تمھیں مجھ سے نہیں جہازن ہے اپنی باتیں مانوانے کا حق ہے۔

تمھیں مجھ سے نہیں جہازن ہے اپنی باتیں مانوانے کا حق ہے۔

تمھیں مجھ سے نہیں جہازن ہے اپنی باتیں مانوانے کا حق ہے۔

تمھیں مجھ سے نہیں جہازن ہے اپنی باتیں مانوانے کا حق ہے۔

تمھیں مجھ سے نہیں جہازن ہے اپنی باتیں مانوانے کا حق ہے۔

تمھیں مجھ سے نہیں جہازن ہے اپنی باتیں مانوانے کا حق ہے۔

تمھیں مجھ سے نہیں جہازن ہے اپنی باتیں مانوانے کا حق ہے۔

تمھیں مجھ سے نہیں جہازن ہے اپنی باتیں مانوانے کا حق ہے۔

تمھیں مجھ سے نہیں جہازن ہے اپنی باتیں مانوانے کا حق ہے۔

تمھیں مجھ سے نہیں جہازن ہے اپنی باتیں مانوانے کا حق ہے۔

تمھیں مجھ سے نہیں جہازن ہے اپنی باتیں مانوانے کا حق ہے۔

وہ مری مصروفیت سے اپنی شہلی چھٹی کاراز چھپا رہی تھی میں نے کہا کہ میں وہاں پہنچ کر بھی تم سے وہاں رابطہ رکھوں گا۔
 نہیں فرمادو! ایسا کہہ رہی ہندوستان جاؤں گی اور تم دور دور کہ
 نیال خواتین کے ذریعہ میری راہنمائی کرو گے نیال خواتین ملے کر مونس
 کے نارنگ سے وہ دہری رہنا چاہیے۔
 میں نے تھوڑی دیر سوچنے کے بعد کہا کہ اچھی بات ہے۔
 تم کب جا رہی ہو ؟

میں سو گیا، صبح اور سلاطین سب ہی سفر کیے اور تھوڑی دیر
 جبران کی طرف سے کسی وقت بھی اطلاع ملے گی اور ہم روانہ ہو
 جائیں گے۔ ہم بھی نہیں کہہ سکتے کہ کس کی بجری اور نفسانی راستوں میں
 سے کون سا راستہ ہمارے لیے کھلے گا؟
 اچھا میں زرا دلوان کھتا ہوں کہ اس کے پاس بھی کچھ دیکھنا ہوں کہ بائوٹیکسٹ
 کہاں پہنچا رہا ہے ؟

میں اسکندرتی کے اس بارش کے سماع تک پہنچ گیا۔ جوتی وی
 اسکیرین پر بائوٹیک فریڈ کو سونیا کی کبریہ ڈورٹے بنے دکھار رہا تھا
 اور ٹرانسٹریکٹ کے ذریعہ اس سے بائیں کتنا راز تھا۔ وہ مارش اپنے کلمے
 سیفر سے گفتگو کر رہا تھا۔ "جانا، اچھے یہ بتایا جائے کہ بائوٹیک فریڈ
 کا رابطہ ہم سے کیوں توڑ دیا گیا۔ جہاں تک جہاں انیال ہے، ہم نے
 کوئی غلطی نہیں کی ہے۔"

سیفر نے کہا کہ غلطی تو یہی ہے۔ پہلے غلطی تو یہی کہ مانسوی ری
 کا داغ دس دہائی کا نشانہ ہو گیا۔ ہم نے مانسوی ری سے بائوٹیکسٹ
 کا رابطہ ختم کیا۔ لیکن لوگ یہ جھول گئے کہ دس دہائی نے تو وی
 اور ٹرانسٹریکٹ کے رابطہ کو سمجھ لیا ہے۔ وہ تو لوگوں کے سامنے ایک
 پہنچ گئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ سونیا نے بائوٹیک کی طرف جانے کا فریب دیا
 "فریب ہے، مانسوی نے جبرانی سے پوچھا۔"

"جان۔ سونیا اور دس دہائی فریڈ تک نہیں گئی ہیں۔ اس سے
 آگے خود میں نہیں جاتا۔"
 اس کی بات سنتے ہی میں نے بائوٹیک میں کے فضا میں جی اکر کے
 داغ کی طرف چھلانگ لگائی۔ وہ فریڈ کی ایک رہائش گاہ میں
 کافی پختہ بننے سوچ رہا تھا۔ مانی گاڈ! اتنا لمبا سفر اور اس پرحالے
 میں؟ تمہارے سے بدن ٹوٹ رہا ہے۔"

میں نے اس کی سوچ میں سوال کیا۔ بائوٹیک میں جی تک
 گیا ہو گا؟
 لعنت ہے بائوٹیک میں اور سونیا پر۔ مجھ سے کہا گیا تھا کہ
 سونیا ہم سے آگے جانے والے طریقے میں سفر کر رہی ہے اور بائوٹیکسٹ
 ایک اچھی سے میک اپ میں ہے۔ ساتھ ساتھ طریقے میں کس میں موجود
 ہے مگر سونیا پیرس لندن اور نیویارک میں نہیں ملی۔ غصہ ہے اس

بات پر ہے کہ مجھے کیوں تھکا گیا۔ نیویارک پہنچ کر معلوم ہوا کہ بائوٹیک
 مسکے ساتھ آیا ہی نہیں۔ وہ اسکندرتی میں ہی ہے۔
 اس کی جھنجھلاہٹ کو پڑھنے تک ایک طے کا احساس
 گیا۔ میں پوری ماہر دہائی سے سوچنے لگا کہ اگر بائوٹیک میں اسکندرتی
 میں موجود ہے تو مجھے معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کس جگہ ہے اور کیا کر
 رہا ہے ؟

مانسوا اور اس کے ملکی سفیر اور ٹرانسٹریکٹ کے ماموں کو پڑھنے پڑھنے
 ایسے ہی ایک گھنٹہ گزار چکا تھا۔ میں نے سوچا پھر ایک بار
 کے چور خیالات کو پڑھنے کی کوشش کی جانے لگے۔ سو۔ وہ سوچ
 بائوٹیک میں کیے مگر تھا۔ ایک مانسوی ری کا خیال آیا۔
 اس سے کچھ معلوم ہو سکے، اگرچہ اسے بائوٹیک میں سے آگے کوئی
 نام جوڑنے کو تنگ کا سامنا ہوتا ہے۔ میں اس کے پاس پہنچ گیا۔
 وہ بجری جاز کی رہنگ کے پاس کھڑی بیٹھی کے سامنے
 خراب کی جیسی لے رہی تھی۔ اس کی نظر اس سال پر بائوٹیک فریڈ
 دیکھ رہی تھی۔ وہ جہاز کی سیڑھیاں تیزی سے طے کرتا ہوا
 کی طرف آ رہا تھا۔

میں نے مانسوی ری کی سوچ میں سوال کیا۔ بائوٹیک فریڈ
 سے میرا رابطہ توڑ دیا گیا تھا، پھر یہ رابطہ کیسا ؟
 اس سوال کا مجھے خاطر خواہ جواب مل جاتا لیکن بائوٹیک میں
 اس کے پاس پہنچ گیا تھا۔ اس نے پوچھا۔ کہاں ہے سونیا ؟
 میرے داغ کو ایک جھٹکا لگا۔ وہ سونیا کی شہرت تک
 تک پہنچ گیا تھا۔

مانسوی ری نے ہاتھ اٹھا کر کہیں فریڈ کی طرف اشارہ کیا
 بائوٹیک میں تیر نظروں سے اس کہیں کر دیکھنے لگا۔ مانسوی ری کی
 سوچ بتا رہی تھی کہ بائوٹیک میں کی جگہ میں کے سامنے ٹھوس دیواریں
 ٹرانسپیرٹ ہر جاتی ہیں۔ وہ دیوار کے دوسری طرف سونیا کو دیکھ رہا
 پھر بائوٹیک میں نے خورشید ہو کر کہا۔ جان سونیا آری ہر
 ایک سوٹا میں رکھ رہی ہے۔ اس کے ساتھ ایک اور لڑکی سامنے
 بیٹھی ہے۔ اور وہ دس دہائی ہے۔ تھیک بائوٹیک میں ہی ہے۔



خبر سناؤں تک ذرا بدگمان سا رہا۔ میں سوچ ہی نہیں سکتا تھا
 میں نے بائوٹیک موت اتنی جلدی اس طرح خلاف توقع سونیا اور
 نیا تک پہنچ جائے گا۔ اور مجھ کو سوچنے کا بھی موقع نہیں ملے گا۔
 ہر سونیا اور دس دہائی کے بھی بدگمان ہونے کی باری تھی۔ ابھی تک وہ
 بائوٹیک میں کی آگے بڑھتی تھیں۔ سونیا کہیں کے اندامان سلیقے
 سے رکھ رہی تھی۔ دس دہائی ایک برقعہ پہنی ہوئی تھی۔ کہیں کی چار دیواری
 میں بڑھی سکون اور اطمینان تھا۔

ظفران کی آمد سے سمندر کی لہریں بھی بڑی پرسکون نظر آتی ہیں
 ہنسی اس کی بڑی جہاز میں کبسا ظفران آئے والا تھا۔ میں اب کھانسی
 کی دماغی آنکھوں سے یہ سب دیکھ رہا تھا۔ ماسی پوریشن میں نے
 لڑکی دس دہائی کے پاس پہنچ کر اسے خطرے سے آگاہ کرنا چاہیے تھا۔ اگر
 سونیا باری طرح غصا ہوجاتا لیکن میں ایک طرف لے گیا۔ سونیا ہی
 کے داغ کھینچنا نہیں چاہتا تھا۔ بائوٹیک میں کسی بھی کوئی سامنے نظر
 نہ تھا۔ کتا نہیں فی الحال اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا تھا۔ سونیا ہی
 کے ذریعہ آئے تھوڑی دیر کے لیے روک سکتا تھا۔

مانسوی ری نے بائوٹیک میں سے کہا۔ تم دیوار کے آ رہا دیکھ
 پنے ہو۔ ایک آپ کے آ رہا ہے مجھے مجھے جھڑک کر دیکھ لیتے ہو۔ پہلے
 بدھیاں کر لو کہ سونیا اور دس دہائی کو یہ دیکھ رہے ہو۔

وہ کہیں کی جانب نکلتے تھے۔ ہنسی اور سونیا سلمان دیکھتے ہوئے پھر
 اور حرکت کر رہی ہے۔ وہ حریف طور سے نظر آ رہی ہے۔ وہ دیکھ کر
 کہاں سے ہے اور میں اس کی بو کو چھان لے رہا ہوں۔ دس دہائی سامنے
 بڑھ رہی ہے۔ اس کا منہ دیوار کی طرف ہے۔ وہ دس دہائی کی شہرت تک
 پار ہے۔ اس کا منہ دیکھنے کے لیے میں دس کہیں میں جانا پڑے گا۔
 اس گفتگے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ دس دہائی دس دہائی کے کہیں
 پہنچ جاؤ۔

میں نے ایک جانے سے پھر رہا ہوں۔ دہشت سے مرعاشیں گی ماسی
 لہریں گی کیا ہے جہاز کو سینے۔ دراصل میں سوچتے دو تاکہ فرانس
 لیا۔ شہر ہوجا میں تیرا آئے گا۔

"اگر اس دوران میں بیٹھی کے ذریعہ دس دہائی میں کچھ لے تو؟
 کو کوئی نہیں چرسے کا۔ اول تو میں دس دہائی کو اس جہاز سے
 نکلنے میں دوں گا۔ وہ یہ رقم جہاز کے دوسرے حصے میں چل جائے۔ وہ
 منہ تو مجھے ذریعہ ہی میری حرکات کو دیکھ سکتی ہے۔"

"اچھی بات ہے جب جہاز سونیا کال سے نکل کر گئے تھوڑے
 پہنچا۔ تب میں تھکے پاس آؤں گی۔"
 وہ جانتے لگی۔ اس نے کہا۔ "میں نے اپنا ڈیوائس اور میں مارش کو
 لڑکیوں کا دس دہائی کو کچھ سمندر سے لے جانے کے اختتام کرنے
 طریقے انہیں کون کا۔"

وہ اپنا پاکٹ ٹرانسٹریکٹ سے لیے کر لیا۔ اس کے ساتھ مجھے
 بھی جانا پڑا۔ مجھ کو بائوٹیک میں کے پاس پہنچنے کے لیے اس کی سوچ
 کو گرفت میں نہیں لے سکتا تھا۔ اس کا پڑھنا عملی احساس داغ میری
 موجودگی کو سمجھ لیا اور میں ابھی اسے عملی نہیں بلکہ رکھنا چاہتا تھا۔
 میں سونیا کو خطرے سے آگاہ کرنے کے لیے دس دہائی کے داغ میں پہنچ گیا۔
 وہ مسکلتے لگی۔ یہ کیا کہیں بیان کر چکا ہوں وہ اپنے داغ میں
 میری موجودگی کو محسوس کر لیتی تھی۔ پہلے تو میں نے اطمینان کی سانس لی
 کیونکہ دس دہائی بجری جہاز میں نہیں تھی۔ وہ ایک طریقے میں میرم کے
 ساتھ سفر کر رہی تھی۔ اس دوران اس نے چپکے چپکے میری سوچ چھیڑ
 گی۔ مجھ کو سمجھ نہ سکی ہوگی۔ اس لیے کہ اب میں جہاز میں انگریزی زبان
 میں سوچتا تھا۔ جبکہ اپنا وطن چھوڑا تھا۔ انگریزی بولنے والوں سے
 ہی ساتھ پڑھا۔ وہاں دس دہائی زبان بولنے کو لے تھی۔ اسی زبان میں
 سمجھنے کا عادی ہو گیا تھا۔ اس ملامت سے اب فائدہ پہنچ رہا تھا۔ دس دہائی
 چھدی چھپے پڑے ہوئے تھیں۔

اس وقت وہ طریقے میں سفر کرنے کے دوران اس بات سے
 بے خبر تھی کہ سونیا بائوٹیک میں کی زبان آگئی ہے۔ میں نے اسے مخاطب کیا۔
 "پہلے دس دہائی اچھے اپنے داغ میں محسوس کرنے کے بعد ہی اطمینان
 بنی ہوئی ہو۔"

"میں جاہت تھی کہ تم مجھے مخاطب کرو، آج میں بہت خوش ہوں۔
 ایک مدت کے بعد اپنے دس دہائی جہاز میں ہوں۔ پہلے پہلے ہم بڑا
 جاہت گئے۔"
 اپنی بائیں اسی ہوتے۔ وہ بائوٹیک میں سونیا کے فریب پہنچ
 گیا ہے۔

وہ چونک کر اپنی بیٹھ پر بیدار ہو گئی۔ میں اسے تانے لگا
 کہیں کس طرح بائوٹیک میں کی خبر دیکھنے کے لیے مختلف۔ مانسوی میں جھٹکا
 ہوا مانسوی ری کے داغ تک پہنچ گیا تھا اور اب اس کے ذریعہ میں
 نے اس خوف انگیز کو بڑی جہاز میں پایا ہے۔

"اب کیا ہو گا فریڈ ؟"
 میں نے دس دہائی کے انشور میں چھپی ہوئی خوشی دیکھی۔ اس کے
 داغ کے چوڑے میں یہ بات تھی کہ بائوٹیک میں سونیا کو زہر نہیں
 چھوڑے گا۔ اس کو پڑھتے سترت کے باوجود وہ بظاہر بریٹانی سے پوچھ
 رہی تھی۔ آپ کیا ہو گا فریڈ ؟

میں نے بڑے عزم سے کہا۔ سونیا کو کچھ نہیں ہوگا۔ اگر میں بائوٹیک میں
 کا کچھ نہیں لگاؤں گا اور سونیا کی زندگی خطرے میں پڑگئی تو میں اس کی
 زندگی اور سلامتی کے لیے تو کو گرفتاری کے لیے پیش ہوں گا۔ پھر مارش
 اور بائوٹیک میں بخوشی سونیا کو نقصان پہنچانے سے باز آجائیں گے۔
 اس کی امیدیں پوراں پڑ گئی۔ اس کا خیال تھا کہ میں سونیا کو لڑ

ماچھا تھیں یہاں کتنی تمغہ مل جاتی ہے؟
 میں تو مارا سو مارا جی ڈال رہے ہیں مگر آپ لوگوں کی دی مونی
 شب آمدنی آٹھ لو سو ڈالر تک بیچ جاتی ہے۔
 کیا تمہاں کے نام کہیں میں کمانے بیٹے کا چہرہ بیٹھانے ہو؟
 جی ہاں ہم دو لاکھ کہیںوں کے لیے مضمون میں ہماری ذہنی بلتی
 رہتی ہے۔
 مگر میں نہیں اچھی دس ہزار ڈالر دلوں تو میرا کام کرے؟
 دس ہزار؟ لاچ کا مزہ جوتی سے کھل گیا۔
 ماسوری دی اچھی کھول کر اس کے سامنے رکھتی مونی بولی۔
 اس میں سے اچھی دس ہزار گن کر نکال لو۔
 کاک کا کیا ہے؟
 ماسوری ری نے ایک سو کپس کھول کر ایک سیاہ رنگ
 کی چٹھی نکالنے دیکھی کہ میں فریڈیج میں دو ٹوکڑیوں میں جب بھی
 ان کے لیے کھانے کی چیزیں لے جاؤں ان چیزوں میں ایک چٹکی سفوف
 اس شیشی سے نکال کر ملا دوں گا۔
 مگر ان ٹوکڑوں کو کچھ ہو گیا اور ہوا کے ڈاکھنے ان کا معائنہ
 کیا تو پتہ چلا خان کا گیا۔
 یہ نہ نہیں ہے۔ خان کو کبھی ان چیز پر نہیں بیچنے سے کاک کھانے
 کی چیزیں کوئی چیز ملا کر دی گئی ہے تم خود سوچو تمہیں جسے تو ہم
 چھینیں گے اور ہاتھ آتی نہیں ہیں کہ چھیننے کا کوئی کام کر سکتے
 خانم بیگ لادھی ہو گیا۔ اس نے دس ہزار کے نوٹ گن کر کوشش
 لی۔ ان سب کو ایک جگہ سے رسال میں چھپایا پھر کہیں سے چلا گیا۔
 اس کے کھانے کے بعد باؤنکس میں نے پوچھا کیا چیز ملا رہی ہو؟
 میں نے نہیں بتایا تھا کہ میری ماں وجہ ڈاکٹر تھی میرا پاپ جنگل
 کی چڑی بوڑھوں سے مضر رساں وہاں سے تیار کرنا تھا۔ یہ سفوف جو میں نے
 خانم بیگ کو دیا ہے۔ اس کے استعمال سے سونیا اور دس ذوق کے مبالغہ
 کو دور ہو جائیں گے اس طرح وہ ہم پر پھیل چھٹی کا مٹا نہیں کرے گی۔
 ہم پر نہیں تم پر۔ وہ میرا کبھی نہیں جگاڑے گا۔ ویسے ایسا تعالیٰ
 مدد فرمائی ہے۔
 ماسوری ری نے پوچھا تم اپنا ایک میسر کہیں میں کیسے آگے؟
 وہ بولا تم جانا نہیں چکا ہے۔ وہ وہ دنوں یہاں سے فرمائیں، سو
 سکھیں گی۔ پھر میں دیکھ دو ہوں کہ دس ذوقی بہت مٹھن ہے اگر اسے
 یہاں میری موجودگی کا ملکر ہوتا تو وہ سونیا کو ضرور تہاکی اور سونیا کی وفات
 ایسی ہے کہ ایسے حالات میں وہ دیکھیں گے اندر کبھی سکون سے نہ جیتی۔
 میں بھی ہی سوچ رہی ہوں۔ دس ذوقی مٹھن ہے کہ تم سونیا کی
 بو کا چھپا کہتے ہوئے میرے کھٹے ہوئے۔
 وہ سو کر لولا۔ ماں جب تک وہ مٹھن ہے تب تک آؤ ہم بھی

ایٹھیاں کے خوب صورت لمحات گزار لیں۔ میں بے جاہ کل سچا
 جنگ لہا ہوں۔
 اس نے اس کا ہاتھ تھا، ایسا ماسوری ری کا سیاہ کھلا ہوا
 سا دھن ایسے جھک رہا تھا جیسے کالے بونے کو پاپس کھینچ رہی
 ہو ماسوری ری فریڈیج میں بیٹھ کر لاکھوں سے لاکھوں
 ہے۔ اس سے ثابت ہو رہا تھا کہ وہ باؤنکس میں ہی عمل نقل کر رہی
 باوجود بنیادی طور پر بڑا جگہ سے مختلف خاصہ صرف تریخ کے اعتبار
 میری کلامیاب نقل کر رہا تھا۔
 اس باؤنک فریڈیج میں ایک پیدل کوشی عادت اپنی اور
 زبان اپنا لہوا اور اپنی سوچ ہو گی میں نے اس کی جبار کو گونے
 کر گیا۔ ماسوری ری کے داغ میں ہی سوچ پیدل تھی میں وہ
 کی آغوش میں ہوں۔ یہ بیک وقت فریڈیج ہے اور فریڈیج کے
 کے پیچھے۔
 میں نے سوچ ادھوری چھوڑ دی۔ وہ آپ ہی آپ ہو گئے۔
 ہاں۔ اس روپ کے پیچھے دوسری شخصیت ہے لیکن سیرا مٹھن
 سے منع کیا ہے کہ اس شخصیت کا ذکر کبھی زبان پر نہ آئے اور نہ
 اس لیے میں سبھی بات کی جانے۔
 میں نے کہا۔ مگر میں جانتی ہوں کہ دونوں روپ مٹھن
 ایک ٹکٹ میں دو کھیل کا کھٹھانے۔
 وہ گری خجندگی سے سوچنے لگی۔ ماں میں سوچتی ہوں کہ فریڈیج
 شخصیت سے متاثر ہوں یا اپنے محبوب کی مال شخصیت سے متاثر
 چھٹی ہے اس لیے اس کے جس پس پیدا ہوتا ہے۔ ہم جانتی ہوں کہ
 چھٹی ہونی شخصیت کو آشکار کرے۔
 وہ ایک لوگسے لپچ لپچ ہوئی ہو سکتی تھی۔ جیت میری مش
 آمدنی کی زد میں آتا ہے اور دیوانہ وار لہنا جاتا ہے تو اس کی نظر
 لہو دہل جاتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہی اس کی اصل آواز اور اصل
 ہے۔ بعد میں وہ اس شخصیت سے انکار کرتا ہے۔ میرا پاپس کا نوٹ
 پلا ہم بھی ہے کہ اس کے آواز کو اپنی شخصیت کا کبھی مٹھن نہ
 میں نے کہا۔ مگر میں احترام کروں گی۔ یہاں جو سب لپچ لپچ
 مانے گا لیکن جنابوں کی سان پر زبان کی چھری بھی جانے گی تو چھل
 فریڈیج کی اور میں چکا گیاں ضرور آؤں گی۔
 آنا کہہ کر میں نے جو اسے سوچ کے تیز بنا کر پڑھ لیا
 باؤنک فریڈیج سے بولی۔ تم بھی طرح چاہتے ہو؟ میں گنگا پاپس میں
 ایسے وقت میں لوتی رہتی ہوں۔ تم بھی بولتے ہو۔ بولو میرے
 پاپس بولنے لگا۔ میں اس بات کی وضاحت کر دوں کہ پاپس
 مبالغہ پر لہتا ہے۔ ایک اس وقت جب کوئی اس کی طرف مٹھن
 صدا لگتا ہے۔ وہ اس کی صدا کو اپنے گونے گونے ہوئے سے

ہے۔ مگر گشت کتنے ہیں۔ دو سال تو وہ ہوتا ہے جب وہ باکی
 پانی لری اس کے دھن سے مٹھن میں اوردہ ہو کر انہیں وہاں
 پانی کر دینا چاہتا ہے۔ پتلے وہ ندی اس کی طرف منے کے لہر
 مدھکا کی رہی۔ پاپس کی وہی جیسی صلے باؤنکس مٹھن کی وہی رہی
 ہندی چھینے تھی۔ سیلابی لہر ہوا کے ذہنوں میں چھ چھ چھ
 تین ذہنوں کے ذہن ہاے باگ بولی تو ساڑھی بولنے لگا۔ ہند بے
 کی اور مٹھن کی آواز اور جنوں کا لہو چھپانے نہیں چھینے بہن انے کتے
 میں ہوا میرے کہ پڑوں کو چاک کر کے آدمی کی اہمیت کو بے نقاب
 کر دیتا ہے۔
 میں اس کی اہل آواز میں رہا تھا اور اس کے اہل لہو کو ایک
 اہل مٹھن کی طرح یاد کر رہا تھا۔ جانتے ہی تھے سبھی اس کی آواز اوتھے
 لہو کرنے کے باوجود میں اس کے مبالغہ تک نہیں بیچ سکتا، اس کا
 لہو چھپا لہو چھپتی ہیں نے اس کے بولنے کے ماننے کے ایک ایک
 آواز چھو کر اپنے ذہن میں نقش کر لیا۔
 میں اور دس ذوقی کے لیے ایک خوش آئند بات یہ تھی کہ باؤنک
 میں پیدل کوشی طور پر ہندوستانی تھا۔ بعد میں پتہ چلا کہ وہی مٹھن ہے۔
 اس کے ہندوستانی ماں باپ کے عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا اور اہل کے
 ہندوستان میں کی طرح ہندی زبان ہی بولتے رہے تھے۔ باؤنک میں
 لٹھے ہوئے اور جنوں کی حالت میں لٹھے میں ہی مٹھن کی زبان بے اختیار
 بولنے لگا تھا۔
 ہر ماں دس ذوقی ہی باؤنک میں سے نکلا سکتی تھی بشرطیکہ وہ
 مٹھن کی عقائد کو اپنا جانتی ہو۔ میرے سے زیادہ پر مٹھن کی بات یہ تھی
 کہ میں ذوقی سونیا اور ماں ایک دوسرے کی جانی دشمن تھیں کہ جی تو وہ
 بڑا دوسری کی جان لے سکتی تھیں یا خاسوشی سے ان کی جان جانے کا
 فائدہ منے لے کر دیکھ سکتی تھیں۔
 ان تینوں میں کو ماننا نہ لہو تھی میرے ایک اٹھائے پڑوں
 لہو ماننا کہ ذوقی ہی کسی تو وہ پرفرائل سے ان کی مدد بھی کرتی مگر
 مذوقی لٹھنے والی چیزیں تھی سونیا بھی اتنی خود لٹھنی کہ اس نے
 لٹھنی سے دو مٹھن مانھی۔ اتنا کہ سب وہ باؤنکس سے کھلنے
 ذوقی لٹھنی مانھی تو ہم نے اٹھائے عقلمند یہ کہ ان کے آپس کے ٹھگے
 ہوتے تھے شکلات پیدا کر کے تھے۔ سب ٹھگے کوئی ایسی تیز مدد مانھی کہ
 مذوقی کسی طرح مجبور ہو کر سونیا کی مدد کے تیار ہو جائے۔
 پتلے تو میں دس ذوقی کے لیے میں سونیا کے مبالغہ تک بیچ گیا۔
 اس سے سوال کیا وہ کیا تم لوگوں نے کھانے چنے کی کسی چیز کا فریڈیج ہے؟
 ماسوری میں سوچ رہی تھی کسی میرے کو کال کروں۔
 ماسوری کال نہ کر کے میں سے نکلا اور اس جہاز کے منزل اٹھنے سے
 کھانے چنے کے سر بندھے اور لہو میں فریڈیج مٹھن دن کا سفر ہوا تے

ذہنوں کا اسٹاک محفوظ کر لو۔
 وہ سولہ کے ساتھ شاپنگ کے لیے نکل گئی۔ میں نے اسے بتایا کہ
 باؤنک میں اچھی ماسوری ری کے ساتھ مٹھن میں وقت گزارا ہے۔
 جس نے ایک سیر خانم بیگ کے ذہن ان کے کھانوں میں میں دوا ملا
 کر انہیں کھانے کا بندوبست کیا ہے۔ جسے کھانے کے بعد سونیا اور
 سولہ کے داغ کر دو ہر ماں میں گئے۔
 سونیا نے کہا۔ دس ذوقی، اگر لیے تو وہ فریڈیج ہوتا تو وہ ان کی
 مجال ان پر کثرت دینا۔ کھانہ تمام بیگ کے ذہن لسان کی دوا انہیں
 استعمال نہیں کر سکتیں۔
 میں تو وہ کال تک میں ہوں ایسا ہی کیوں گی مگر اچھی نہیں مٹھن مٹھن
 کھانے کا داخلہ سٹاک اپنے پاس رکھنا چاہیے۔ تمہارے لیے کہیں میں
 کھانے کا فریڈیج بھی ہے۔ مٹھن جب وہ کھانے کو چیک سے لٹھنی
 کو دینا۔ مٹھن کو خوش قسمتی سے پتلا رکھو۔ مٹھن ناہ کھانے کا دل چاہے تو
 اس وقت ڈائینگ ہل میں جا رہا ہے۔ دس ذوقی میں موجود
 رہوں گی۔
 دس ذوقی جیسے میرا ساتھ ہے ہی ہونے ہی ہندوستان میں
 لٹھنی مٹھن سے متاثر دیکھنا کہ میں کھانے کے دشمن کو کس طرح سکھاری
 نظر بندی سے نکال کر میرے پاس لے جاؤں گی۔ میں سونیا میں جنت کا جہاز
 جنت سے ذوقی ہوں۔
 میں جانتی ہوں سونیا! تمہارا دل بہت خوب صورت ہے۔ تمہا
 میں جا رہی ہوں۔ تقویٰ میرے بعد آؤں گی۔
 میں نے ماسوری ری کے کہیں میں بیچ کر باؤنکس میں کو دیکھا۔
 جہاز بھی سونیا لٹھنے سے نکل کر کھلے سونیا میں نہیں بیچنا تھا۔ اس لیے وہ
 دونوں کہیں میں آرام کر رہے تھے میرے اندازے کے مطابق ایک کھٹنے
 بعد سونیا اور باؤنکس میں کا سامنا ہونے والا تھا۔
 میں دس ذوقی کے پاس آ گیا وہ طپا سے میں اٹھیاں سے مٹھی
 میرے کے ساتھ رات کا کھانا کھا رہی تھی۔ مجھے یاد آ گیا کہ لٹھنی مٹھن لٹھنی
 کے درمیان رات کے باؤنکس ہے۔ میں میں مٹھن میں سکون بنا رہا اپنی
 بن رہے تھی کہ کہیں میں موجود تھا اور بے فی شرکاک کے ساتھ مٹھنی
 سے میری خیال خوافی کا ناشرہ دیکھ رہی تھی۔
 میں نے انہیں کھول کر دیکھا۔ وہ دونوں آہستہ آہستہ ہاتھوں
 لپٹے تھے۔ جے نے مجھے آنکھ کھولنے دیکھ کر سکرانے لگی۔ میں نے کہا۔
 لپٹے ہی، تم سوچ رہی نہیں کہ میرے ساتھ اس سفر میں جہاز ہوا ہے
 گا مگر کچھ لہو خیال خوافی سے فرصت میں مل رہی ہے۔ مٹھن
 نہیں چاہتے کہ میں سکون سے زیادہ وقت گزاروں۔
 وہ میرے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ میرا ہاتھ تھا کہ لپٹے۔ جہانی ایسے
 تو اب جہاز پڑ جائے گی۔ آپ کو آرام کرنا چاہیے۔

میرے دماغ کا کالہاڑ کے تھا اور نقد دود ہو سکتا ہے تو سر تسلیم
مہرے جہڑاں یادیں ہوتے

سفر زاد! اب میں اپنی زندگی کو دماغ کے نرسول میں رکھوں گی۔
آزادیم کبھی میرے دماغ تک نہیں پہنچ سکے گا اور کتنے سینے کے دلوان
مجی میں جس اجازت نہیں دوں گی کہ سوچ کے ذریعہ گفتگو کو سب
میں پہنچنے کے لیے تم سے رابطہ قائم کر رہی ہوں!

مدرس وقتی! عقدہ ٹھوٹک دو۔ سوئیڈا کی زندگی غصے میں ہے۔
دماغ چرل کرنا یا لوک میں کے ہاتھوں میں ہرنا چاہیے۔ مغفاری
تھا چاہئے والیوں کو سب سے سب سے کم کرنا چاہیے!

اپنے آپ کو بد دعا نہ دو!

اُس کا عقدہ اتنا کو بیچ گیا کہ بیکھو میرے دماغ کو لگا سا جھٹکا
پنچا تھا۔ مجھے صورت اپنے مرد کو یاد سے اور غصے سے اجاڑیں نہیں
ہوتی کے انداز میں نازک ہاتھوں سے مارتی ہے۔ اسی طرح اُس نے
پٹی مٹی کی ہاتھوں سے نازک سا جھٹکا پنچا بائیری آنکھ کھل گئی۔

میں ایک برقعہ پر لپٹا ہوا تھا۔ دوسری برقعہ پر شرالاک اور
بلے فی ہاتھوں میں سوزن تھے۔ انھوں نے مجھے نہیں دیکھا میں نے جلدی
سے انھیں بند کر لیں۔ دس ذہنی کی سوچ نے کہا ہے مجھ پر نہ کو کران
جھٹکوں میں شدت آجائے!

میں نے کئی عرصہ تک سے کہا اگر تم نے مجھ سے ایسا کیا تھا تو
میں مجھ سے برداشت کر رہا ہوں اور اگر یہ تھا اور چلنے سے توفرا و
کسی کا بیچ برداشت نہیں کرنا اپنے الفاظ واپس لو۔ پاپو حیرت دماغ
سے نکل جاؤ!

”ہاں ہاں میں جا رہی ہوں کبھی دماغ میں نہ آئے کیلئے...“
”گٹھ آؤٹ! میں نے ناگوار دی سے کہا۔“

شاید وہ چلی گئی میرے دماغ میں خاموشی ہی بیلوڑو فراب
ہو گیا ایک تو میں سوچنا کیلئے نکونم تھا۔ بالوں کو موت کا راستہ گانے
کی کوئی تدبیر کبھی نہیں آ رہی تھی۔ دس وقتی سے آسیدھی کدو
پکھ کر ڈالے گی لیکن اُس کے نزدیک کبھی پہنچتی تھی کہیں اُس کے دماغ
کے تغیر فطرت میں کیوں پہنچ گیا؟

یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی جس اُسے سمجھا سالیے۔ جس وقت
سُورے چڑھے تو میں چڑھا لپٹا ہوں مگر چلنے کے تو میں اُس کی ہزری
برداشت نہیں کر سکتا۔ اہل بات یہ تھی کہ جبری ہماڑ میں سوئیڈا اپنی زندگی
کے فزری لحاظ گزار رہی تھی۔ دس وقتی اس کی سچو شین کو ابھی دیکھ
رہی تھی۔ اُس کی دلی خاموش تھی کہ میری چاہئے والیاں ایک ایک کے
ایسے ہی فنا ہو جائیں۔ اور ایسے وقت وہ درست بن کر رہتی رہا
میری دوستی کی خاطر سوئیڈا کی مخالفت کرنی پڑتی سوس لیے اُس نے

جھٹکا کرنے اور مجھ سے رابطہ قائم کرنے کا ہماڑ ڈھونڈ لیا تھا۔

اور اب وہ علاء الدین کو بھی جی ایس ایس ایس نہیں ہوں گا کہ
سے منور کر جائے اور میں تو خدا مہارانا انداز میں اُس کے پیچھے ہاتھوں میں
اس وقت دس ذہنی کو نظر انا کر ڈیا سوئیڈا کے پاس پہنچ گیا۔ اُس نے
سلوی نے بند و تپاں کا حضور اُس کا نام اسکا کر لیا تھا۔ انھیں کبھی نہیں
راکھ دیا تھا اور اب ذہنوں پہلوان اور شرت میں کر ڈیا وہ کبھی نہ
باہر جانے والی تھیں۔

میں سمجھ گیا کہ میں کسی سے معاملے کی ترقی ہو تو سوئیڈا اکثر
پیمان یا شرت میں کر رہتی تھی سلوی کیلئے ہی اب ساڑھے ملازمت میں
تھی۔ وہ دس ذہنی کے ایک اب میں نہیں تھی صرف اُس کا پاس ہی
کہانی تھی تاکہ جھٹکا کرنے والے اُسے دس ذہنی ہمیں سوئیڈا پر
کا خیال بٹکا دس ذہنی کو کوئی چہرے نہیں بیجا نام سے جھٹکا
پہنچانے کے لیے ہر ماہ اور اُس کے ہاتھوں کے پاس دس ذہنی کی
ہم نکل میں دوستی کی تصویر پر موجود تھی۔

ہر حال جب وہ دونوں کہیں سے نکل کر ڈانٹنگ ہال کی طرف
جانے لگیں تو بہت سے صحافتیوں نے وہیں سے دیکھے گئے کسی کی
میں سوال تھا کہ وہ دو چھوڑ جائیں کون ہیں؟ کوئی اُن کی جان کو لہانا
کو تو فی نظروں سے دیکھ رہا تھا اور کسی کی نگاہوں میں اُن کیلئے ہی
تھی۔ وہ دونوں ڈانٹنگ ہال کے دروازے پر پہنچ گئیں۔

ہال کے ایک خوب صورت سے پارٹیشن سے پارٹیشن سے پارٹیشن سے پارٹیشن سے
نے دوسری سے بالوں فراد کو دیکھ لیا۔ وہ راکھ کے پاس گیا
صورت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ماسوری ہی تھی اور ایک عام
میں لیے شراب کی پیکیاں لے رہی تھی۔ بالوں میں نے اُسے دیکھا
لیا اُس نے ماسوری سے کچھ کہا۔ میں ماسوری کی دیکھ کر اُس کی طرف
وہ تھینے کے جام کو چہرے کے سامنے لاکر سوئیڈا اور سلوی کی طرف
دیکھنے لگی۔ چہرہ تھینے سے ہوئی۔ یہ سوئیڈا کے ساتھ خوب صورت ہی لگا
کون ہے؟

بالوں میں نے کہا: اُس کے ساتھ دس ذہنی کرنا چاہیے۔
شاید وہ جبکہ آپ میں ہے۔ میں ابھی دیکھتا ہوں۔
میں نے ماسوری کی دیکھ کر اُس کے ذریعے جھٹکا کر بالوں میں
پکلیں جھٹکا کے بغیر سوئیڈا کی تھی کہ وہ دیکھ رہا تھا سوئیڈا کے ساتھ ہاتھ
دوئی بار دم کے قریب ایک ہیز کی طرف آ رہی تھی۔ چہرہ ہلا
دس ذہنی نہیں ہے۔

چہرہ کن ہو سکتی ہے؟ کیا اس ذہنی کیلئے کہیں میں ہے؟
چہرہ جو میں اُن کی بات میں کو معلوم کرتا ہوں۔
وہ زعمولی قوت سماعت کا مالک تھا۔ جب چاہے
گاکر سنے گا میں نے سوئیڈا کو غائب کیا۔ سوئیڈا! بالوں میں

گاکر تھاری باتیں سن رہا ہے۔ تم سلوی سے ایسی باتیں کرو جس سے
خبر ہو جائے کہ میں تم سے ساتھ سفر نہیں کر رہی ہوں۔
وہ بولی: ”اچھا تم سلوی کو بھی مجھا دو کہ وہ سوچ جھٹکا
بائیں کرے۔“

یہ کہہ کر سوئیڈا دیکھ کر کھانے کا آرڈر دینے لگی۔ میں نے سلوی کے
دماغ میں جھٹکا کر کے بیٹھو سلوی! میں دس ذہنی ہل رہی ہوں جیسا
کہ میں نے علم ہے۔ بالوں میں دوسری آوازیں سن لیتا ہے۔ اب بھی
اُس کے کان تم دونوں کی طرف گئے ہیں۔ میں نے سوئیڈا سے کہہ کر ڈیا ہے
کہ وہ اس جہاز میں میری بیڑی موجود کی خاطر کسے والی گفتگو جھٹکا
اسی مناسبت سے جواب دینا:

وہ بولی: ”اچھی بات ہے میں ہی بات چھیڑتی ہوں۔“
یہ کہہ کر سلوی نے سوئیڈا سے کہا: ”تغیب جو دس ذہنی نے نہیں
صحت کرنے سے بعد اب تک دائمی رابطہ قائم نہیں کیا کیوں سوئیڈا!
تھیں سٹریٹیشن نہیں ہے؟“

سوئیڈا نے جواب دیا: ”ہاں میں بہت دیر سے سوچ رہی ہوں
کہ دس ذہنی کسی صحبت میں گرفتار نہ ہو سکتی ہو۔“
سلوی نے کہا: ”میں نے پہلے ہی مخالفت کی تھی کہ دس ذہنی کو
اسکا بیڑی نہ چھوڑا جائے اور مجھے ساڑھی پیکار دس ذہنی نہ بنا جائے۔“

سوئیڈا سنستی ہوئی بولی: ”بھئی تھیں ساڑھی میں کر لیا ڈنڈا
ہو گیا تھا۔ ہم کاروں کے ہی تھیں مگر میری یہ بلا ٹنگ کا سبب رہی
ہیں سوچ رہی تھی کہ بالوں میں امریکہ کی طرف چلا گیا ہے۔ اسے صرف
رہا اور والے دس ذہنی کا بچھا کریں گے مگر تھیں ایک چوکا دینے
والی بات بتائیں؟“

”بناؤ میں جو سمجھنے کی کوشش کروں گی۔“
”سلوی تم باقی سمجھ رہی ہو۔ بیان کوئی رپڑا اور کا آدی نو نظر
نہیں آ رہا تھیں دس ذہنی سمجھ کر بالوں میں بیان پہنچ گیا ہے۔“
سلوی نے کہا: ”میں نے اُسے جو سمجھنے کا مظاہرہ کیا۔ نہیں۔ بالوں میں
اور بیان؟ نہیں وہ تو امریکہ...“

سوئیڈا بات کاٹ کر بولی: ”ہم دھوکا کھاتے تھے۔ بالوں میں
اسکا بیڑی ہی تھا۔ اچھا لکھنا کہتا ہوا اس جہاز میں آ گیا ہے میں نے
ابھی اُسے بار دم میں دیکھا ہے۔“
”کیا واقعی؟ یعنی وہ ہمارے اتنے قریب ہے۔“
”بالوں میں کی آواز سنائی دی تھی چاہے تو رہے اور اپنے قریب
دیکھ کر دیکھ سکتی ہو۔“

سوئیڈا نے نظریں اٹھائیں سلوی نے سر گھما کر دیکھا۔ وہ سکاٹے
لٹنے سوئیڈا سے بولا: ”بیٹھو سوئیڈا!“
سوئیڈا نے زہری سکاٹے سے کہا: ”بیٹھو برہم ہے۔ آؤ سوئیڈا

کے ساتھ بیٹھنے کا شرف حاصل کر لو۔“
وہ قہر سے کہی کہ اُس کے پاس اگر بولتا میں شرف حاصل نہیں کرتا۔
جہاں چاہتا ہوں بیٹھ جانا...“

وہ کہی پر بیٹھ رہا تھا۔ بات ادھوری ہی تھی کہ سوئیڈا نے
کہی پر ایک لانت ماری۔ وہ بیٹھنے بیٹھنے کرنے والی کہی کے ساتھ
گر پٹا ہاں میں ایک سے خاموشی چھائی سب لوگ اُن کی طرف دیکھ
لے تھے۔ سوئیڈا نے کر لولی: ”اپنے الفاظ واپس لو۔ ورنہ میرے پاس
نہیں بیٹھ سکو گے۔“

بالوں میں: ”دینا کا سب سے خطرناک انسان۔ نقد کی طرح بیچنے
صورت کی طرح اہل۔ وہ ایک صورت کی لکھی سی تھینے سے کر لے اور
دہان قیامت دہانے پر تم سے نہ تھا اور یہی ممکن نہ تھا کہ سوئیڈا نہ
صلاحت اپنی جگہ بیٹھی رہ جائے۔“

پہلے تو وہ فریٹ پر پینڈو لٹون تک بیٹھا رہا، اور اُدھر دوڑ نوڈیکا
کتنے ہی مردوں اور عورتوں کے سینے کی آوازیں آئیں۔ وہ نکلے ہاتھوں پر
تیل چھڑکا کر چاہتے تھے۔ ان چند مردوں میں ماسوری ہی بار دم سے
دو ذہنی ہوئی آئی۔ وہ سوئیڈا پر بیٹھنا چاہتی تھی مگر پھر ایک دم سے
ڑک گئی۔

بالوں میں نے اُسے ڈانٹ کر کہنے کیلئے کہا تھا وہ عقدہ
سے بیچ کر لولی: ”یو فراد اکیا ہو گیا ہے تھیں؟ کیا اپنی تو میں کا اسکا
نہیں ہو رہا ہے؟“

وہ فریٹ پر سے اُٹھنے بیٹھے اپنے کپڑے ہاتھوں سے ہموار ہوا
ہنسنے والوں کو دیکھنے لگا۔ سب نے تھینے ٹک گئے۔ چہرے اُس کے سب سے
دانت نظر آئے۔ اُس نے دانت پر دانت جھاکر میری ہی سوزناؤں
سے سوئیڈا کو دیکھا۔ سنا ہے صورت کے ہاتھ بھی بیٹھے۔ فریٹ ہوتے ہیں۔
میں سوئیڈا کے دماغ میں باہل تیار تھا کسی بھی لمحے کچھ ہونے والا تھا۔

بالوں میں نے سوئیڈا پر سے نظریں جٹا کر پارٹیشن کے دروازے
کو دیکھا۔ دروازے کے اوپر ڈانٹنگ کے طور پر دو لٹانے فرادی
راؤنگے بیٹھے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ چلنا ہوا اور دروازے کے پاس آ گیا پھر
اُس نے ایک آہنی راڈ کو تھیں میں جھک لیا۔ وہ کسی ہی لکھ کر ڈاؤ
کی آواز سنائی دی۔ یہ آہنی راڈ اپنی جگہ سے اُٹھ رہا تھا۔ پارٹیشن کے
دروازے پر لڑا رہے تھے۔ جہاز کے دو ایسیوار ڈوڑے بیٹھے آئے۔ اُسے
سٹرا پر کیا کر ہے ہو؟“

ماسوری ہی چل کر دونوں ایسیوار کے سامنے آگئی۔ ٹک جاؤ میرے
اُمی سے دور ہو۔ بیان جہی توڑ چھوڑ ہوگی۔ مجھ تھاری ہنہ ناچی نہ ہے
اس نقصان کی طاقی کر لے گے۔
آہی بیڑی میں بالوں میں وہ آہنی راڈ لے کر سوئیڈا کے سامنے پہنچ
گیا سوئیڈا پر توڑنے کیلئے باہل تیار تھی۔ راڈ کا ایک سٹرا بالوں میں کے

باغ میں تھا۔ دو سو برس کے سورنیا کے چتر کے سامنے آہستہ آہستہ
 دائیں بائیں لہرا رہتا تھا۔ سورنیا غما غما انداز میں حساب لگا رہی تھی کہ لاڈ
 کا دیر لاکر سے منہ پر بڑا چاہے گا اور وہ کدھر چھٹکا کی سے گی۔
 پھر اچانک ہی سورنیا نے اس لاڈ کو لیکر کھڑے ٹھیلے سے ختم
 لیا۔ غما غما ترنم باؤنک نے اس لاڈ کو بھونڈا بااے۔ دانستہ سورنیا کے
 حوالے کرنے سے بولا۔ یہ منہ شروع ہے۔ اپنی سلامتی کیلئے مجھ پر
 حملہ کرو۔

سورنیا نے کہا۔ کوئی فردی نہیں ہے کہ میں حملہ کروں۔
 وہ سڑیے میں بولا۔ تجروت کو بھگا نہیں سکتے موت نہیں
 زندگی سے بھگا دیتی ہے۔
 وہ آہ لہرا ڈاؤن کو ایک طرف چھینکتی ہوئی بولی۔ جب موت بن
 کر آئے تو دیکھا جائے گا۔

دیکھو سورنیا نے تم نے اپنی خرات سے مجھے لگا کر مری اسلٹ
 کی ہے میں جو اب تھا ہا کچھ مر نکال سکتا ہوں لیکن اپنی طاقت اپنی
 مردانگی ثابت کرنے کے اور بھی طریقے ہیں۔ میں ان ہنسنے والوں کو
 یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ فریاد عورتوں پر ہاتھ نہیں اٹھاتا۔
 فریاد عورتوں کے مزاج کے خلاف کوئی بات بھی نہیں کہتا۔
 جب تک جبراً بیسے واپس بیٹھنے کا دعویٰ کر رہے تھے۔
 باؤنک نے اس کی باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ڈانٹنگ
 ہال کے تمام حاضرین کو مخاطب کیا۔ یہاں کوئی ایسا شہزادہ نہیں ہے
 سے جس کی انداز میں مقابلہ کرے۔ میں ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ میں
 اپنی اسلٹ کا بدلہ لے سکتا ہوں۔

ہال میں سناٹا مچا گیا۔ وہاں اچھے خاصے صنعت مند لگے تھے۔
 اپنی آن پر سنے والے بھی موجود تھے محض خریف لوگ خواہ مخواہ کسی کا
 چیلنج نہ کریں کہنے سے اس نے تمام لوگوں پر خرات کی سرسری نظر
 ڈالنے سے کہا اگر بلوچ منٹ کے اندر کسی نے میرا چیلنج نہ کر لیا
 تو میں مجبوراً جلی بیٹے ہفتی کا بدلہ لینے کیلئے اس حرکت کو آخرا کر
 سمند میں چھینک دوں گا۔

سورنیا اپنی جگہ سے اٹھ کر بولی۔ یہ کیوں ملاری کا تمنا کر رہے ہو
 آؤ مجھے سمندر میں چھینک دو۔ ڈراؤ بھوکو کہ ہم دونوں میں سے کون ہاں
 ڈیکھا لگتا ہے۔

باؤنک نے اس کی طرف گھوم کر اسے ہنس دیکھا جیسے چوٹی
 کو دیکھ رہا ہو۔ جبراً بولا۔ اس سے پہلے میں پرچھوں گا کہ میں کون سا ہے۔
 سورنیا کے جواب میں سے پہلے ہال کے دروازے سے آواز
 آئی۔ تھے سڑی زار! اچھی تمنا سے چیلنج کے باج منٹ نہیں گزرتے۔
 اس حرکت کو ہاتھ نہ لگاؤ۔
 سب کی نگاہیں اوجھڑا اٹھ گئیں۔ ہال کے دروازے پر دو ٹھیلے نظر

کے میں نے باؤنک کو فریاد کر کے مخاطب کیا تھا۔ وہ ایک دو لہرا
 سا لڑھا تھا۔ دو سو شخص سے اور باؤنک میں کا ہم عرض تھا۔ ہم
 سے نکلا۔ ہاتھ بسات میں بھی مجھ سے سوا تھا۔ میں اس ڈیلے نظر
 بڑھے کے دماغ میں پہنچ کر اس قدر آدرا ہوا کہ کچھ دبا تھا۔ اس کے
 ہاتھ پاؤں ایسے سخت اور پتھر لگے تھے جیسے کسی چٹان کو زور
 کر آوی بنا دیا گیا ہو۔ اس کے جوتے کی سفاکی اور بے دھی کو دیکھ
 کر اذیت پسند عورتیں اس پر ہنسی بھری لیکن شہزادہ اسے دیکھ کر
 ختم جاتے ہیں گے۔

اس نے اپنے بڑے ساتھی سے اجنبی زبان میں کچھ کہا۔ بڑھے
 نے انگریزی میں اس کا ترجمہ پیش کیا۔ میرا آقا کتا ہے۔ یہاں شریف
 آدرا ہیں کہ پریشان نہ کرو۔ جاز کے پر جیکشن ہال میں آ جاؤ۔ وہاں تمہارا
 حسرت نوری ہو جائے گی۔

ترجمہ پیش کرنے کے بعد وہ لڑھا اپنے آقا کے ساتھ وہاں
 سے چلا گیا۔ میں سورنیا کی سوچ سے باؤنک میں کو سمجھنے لگا۔ وہ بہت
 خوش نظر آ رہا تھا جیسے اسے منہ نہ تکانا لیا ہو۔ اس نے سورنیا سے
 کہا۔ آؤ میری جان! اپنی سلامتی کی ترغیب میں بیسے ساتھ چل کر آؤ
 کہیں اپنے شکر اسے کیسے گھینٹا ہوں۔

انسوری ری اپنے باؤنک فریاد کے پاس آگئی سورنیا نے
 سلوی کو ساتھ چلنے کیلئے کہا۔ وہ کچھ پریشان نظر آ رہی تھی۔ وہ ہونا
 کے ساتھ چلنے لگی۔ میں سورنیا کے دماغ سے کل کر اس کے دماغ پر چھٹنے
 لگا۔ وہ سوچ رہی تھی ہاؤ گاؤ آقا سبحانی کو اس سے مقابلہ
 نہیں کرنا چاہیے۔ وہ نہیں جانتا ہے کہ اس کے مقابل ایک باؤنک کی

سلوی کی سوچ نے بنا کر وہ اس قدر آدرا اور دن کے کراہتی ہے
 اس کا نام آقا سبحانی ہے۔ ہوا لیں کہ ایک گھنٹہ پہلے سلوی اپنے کہیں
 سے تھوڑی دیکھنے کے باہر گئی تھی۔ وہاں عرشے پر آقا سبحانی نظر آیا۔
 اس کی شخصیت ایسی تھی کہ عورتیں متوجہ ہوتے بغیر نہیں رہتی تھیں۔
 سلوی بھی ہلکا سا بڑھے کے باوجود اسے دیکھتی رہی۔ جب وہ تڑپ
 آیا تو اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ اسے ہلکا لگا جیسے وہ
 انسان نما درندہ اس کے حمال پر چھا گیا ہے۔ اس کے جوتے کے اندر
 گیا ہے۔ اسے پتھر چھری سی سموس ہوئی۔

وہ آہستہ زبان میں کچھ بولا۔ سلوی بھڑکنے لگی۔ وہ کہہ رہی تھی
 زبان بولا۔ وہ سوالیہ لہجوں سے اسے پوچھتی رہی۔ آخر میں اس نے
 معری زبان میں پوچھا۔ کیا تم بوز زبان بھکتی ہو۔
 وہ بے اختیار ہنس کر لگی۔ جبراً آقا بھی سکھایا۔ اس کی سکھانے
 سے بھی بے رحمی بھٹکتی تھی۔ وہ بولا۔ کتنی ہی میں تڑپیں دوست چنے
 کیلئے مجھے پریشان کرتی رہتی ہیں۔ میں سب کو دھنکا رہتا ہوں۔ پتہ
 نہیں تم کیا چیز ہو۔ میں زندگی میں پہلی بار آپ ہی آپ کچھ چلا آیا ہوں۔

اپنا نام بتاؤ میں نہیں ایسے ناکرنا چاہتا ہوں۔
 وہ اس کی بے باکی سے گھبرائی۔ گھولنے کی وجہ سے نہیں تھا
 بلکہ یہ پریشانی تھی کہ وہ بھی اپنے مزاج کے خلاف زندگی میں پہلی بار
 ایک شخص سے اچانک ہی متاثر ہو گئی تھی۔ وہ اپنے دل کے اس
 ناگ سے معاملہ کو سمجھا جاسکتی تھی۔ اس لیے جلدی سے بلٹ کر روڈ
 ہو گئی۔ وہ ڈھاکا لے کر دیکھا۔ آقا سبحانی کسی دوسرے کی طرح اپنے تیری
 دکھا رہا تھا۔ شاید یہ اس کی زمانی سکھانے تھی سلوی کو کامل ڈول
 رہا تھا۔ وہ ذوقی ڈنگائی ہوئی کہیں ہیں واپس چلی گئی۔

اب وہ سورنیا کے ساتھ پر جیکشن ہال کی طرف جا رہی تھی۔
 اس کے پاس باؤنک نے انسوری ری اور جاز کے بہت سے
 مسافر تھے۔ سب ہی لوگ وہ مناظر دیکھنے جا رہے تھے۔ وہ پر جیکشن
 ہال میں آئی بے بنا گیا تھا۔ وہاں ہرات ایک ٹلم دکھائی جاتی تھی اور
 اسے شہزادہ کو تھے لیکن وہ دونوں کا ٹھکانے والا اسے شہزادہ
 ہوا رہا تھا۔

جماڑ کا کہیں یہ جبراً ہی ریزرو پولیس کے ساتھ دوڑا
 آیا، آقا سبحانی اسے کتے سے پاؤں لٹکانے بیجا ہوا تھا۔ باؤنک نے اسے
 کے قریب پہنچ رہا تھا کہ کہیں سے کتا ٹھہرا ہوا۔ جاز اس لیے مقابلوں
 کی ممانعت ہے۔
 باؤنک نے اسے کتا ساری دنیا میں ایسے مقابلے ہوتے ہیں تھا
 جماڑ ہی آ گیا ہیں ہے۔

انسوری ری بولی تھیں: خواہ مخواہ اعتراض نہ کرو۔ یہاں یہاں
 کی شہزادہ کے مطابق مقابلہ ہو گا۔
 سورنیا نے ریزرو پولیس کے قفسے کتا۔ یہاں سب ہی پر مانتے
 ہیں۔ آپ اس مقابلے کا فیصلہ کرنے کیلئے وہاں جاز مقرر کریں۔ جماڑ کا
 ڈانٹ بھی ہو رہا ہے۔ فوری ہوتی امداد پہنچانی جاسکتی ہے۔

دوسرا فزور و تھوڑا کچھ ہونے والے مقابلے سے وہ بھی تھی سب
 ہی تیار کر کے آقا سبحانی۔ وہ اسے بیجا ہوا تھا۔ اس کا لڑھا تھا
 اسے بنا آجا رہا تھا کہ وہاں کیا بائیں ہوا ہی اس سلوی بے اختیار آقا
 کے پاس آ کر اپنی زبان میں کچھ بولنے لگی۔ میں نے سوچ کے ذہنی اسے
 قائل کیا کہ وہ اپنی بولی کو شعور سے دوسرے زبان میں انگریزی زبان میں
 بھی دہرائی جائے۔

وہ آقا کو بتا رہی تھی کہ اس کے مقابلے میں باؤنک میں نے ہے
 شاید دنیا کو کوئی شہزادہ کست نہیں سے سکتا۔ قاتلے مرگھا کر اسے
 پر کھڑے تھے، باؤنک میں کو دیکھا۔ وہاں آقا کا لڑھا تھا۔ اسے
 اور جاز کے تھیں غمناکی کی شہزادہ سنا ہے تھے۔ آقا نے سلوی سے کچھ
 کہا۔ سلوی کی سوچ نے اس کا ترجمہ پیش کیا۔ یہ کہہ رہا تھا۔ اس کی ذم
 نے اپنا نام نہیں بتایا۔

میرا اسلوی ہے مگر یہ مقابلہ۔
 وہ بات کا کٹ کر بولا۔ وعدہ کہ تم مجھے انعام میں مل جاؤ گی تو
 میں یہ مقابلہ ہیبتوں کا
 تم پاگل ہو رہی نہیں غلط سے آگاہ کر رہی ہوں ادا تم نہیں
 میں ایسا کوئی وعدہ نہیں کروں گی
 اسلوی امیری ہوا سلوی نہیں ہوتی میں ہے جبراً لوہی کر
 لیتا ہوں تجھ سے دل چاہے مجھے سمجھا یا تھا کہ حملوں سے ڈر نہ بناؤ انگر
 کہیں کوئی پسند آجائے تو تجھ ہی محبت سے اس کی محبت کو مال کرنا ہیں
 تم سے تمہیں ہانگ سکتا ہوں تم پر ظلم نہیں کر سکتا
 اتنے میں ہوں بڑھا اگر آقا سے اس کی زبان بولنے لگا۔ آقا
 وہاں سے اٹھ کر اسے پر گیا۔ نماز جمعہ اسے سب سے باہر کر کے چھوڑے
 تھے۔ دو سو تمام سائز بھی اسے چھوڑ کر کہیں پر دوڑ کر آگئے
 ہوئے تھے۔ سورنیا اسلوی اور انسوری ری کی نظر اس میں تھیں ایک ایک
 باؤنک میں امداد آقا سبحانی کی جانستلاشی کے لیے ہاتھ دلوں کے پاس
 کوئی ہتھیار نہیں تھا۔ دونوں ہتھے تھے۔
 پھر اپنا سائز کے ایک گروٹ میں چلا گیا۔ دونوں شہزادہ ایک
 دوسرے کے مقابلے ان کو کھڑے ہوئے تھے۔ میں سلوی کے ہاتھ لگنے سے دل
 اور اندیشوں جبری سوچ کے ذریعے اسے کھالوں معلوم کر رہا تھا۔
 وہ یقین کی حد تک سوچ رہی تھی کہ باؤنک میں خزانہ کی خلاف ورزی
 کرتے ہوئے آقا کو مار ڈالے گا۔ اسے قتل کی نرا سے چلنے کیلئے اس کی
 پشت پر ایک بہت بڑی ٹلم تھی۔
 مقابلے کے تیاریاں محنت سے سنسی میرے تھے۔ باؤنک میں سکارا
 تھا آقا نے شاید سکارا انہی میں سیکھا تھا۔ باؤنک نے ڈانٹ کر
 معاصروں کے ہاتھ بڑھا یا قاتلے اپنا ہاتھ پہن کر با۔ جبراً لوں کے ہاتھ
 ایک دوسرے میں ہم گئے۔ صاف پتھر چل رہا تھا کہ باؤنک میں آقا کو
 اپنی طرف کھینچنے کیلئے رفتہ رفتہ اپنی قوت میں اضافہ کر رہا ہے۔
 اسے ایک طرف آقا کے بڑھے ساتھی نے کھڑے ہو کر
 کڑی شہزاد کی ریزرو اینڈ جنگلیں امیرا آقا نے اسے کڑی طاقتور
 اور چھپنے کی طرح پتھر تپتا ہے۔ آگے بڑھنے والے ہیوں ٹک کر کھینچنے
 پکڑ کر لوگ لیتا ہے۔
 وہ لڑھا یعنیاں درست کر رہا کہ کھینچنے کے باؤنک میں کی
 قوت کا اندازہ تھا۔ یہ نہیں وہ کتنے ہاں باؤنک کا زور لگا کر آقا سبحانی
 کو اپنی طرف کھینچ رہا ہو گا اور وہ تھا کہ اپنی جگہ قائم چلا کھڑا تھا۔
 اس کے سر سے ہونے والے جسے سے ظاہر ہوا تھا کہ وہ بھی، باؤنک میں
 کی کوشش کو ناکام بنانے کیلئے اپنی قوت صرف کر رہا ہے۔
 انسوری ری اپنی جگہ سے اٹھ کر اسے پر آئی اور بولنے لگی۔
 ریزرو اینڈ جنگلیں میرا فریاد انسان ہے۔ میں اسے محسوس بڑھے کے

اپنے مرد کو گینڈا اور جینٹا نہیں کہوں گی ماہی آپ خود ہی دیکھیں گے کہ میرا آدمی اپنے جسم میں حیرت انگیز فریق رکھتا ہے۔ توڑی دیو میں یہ اپنے مقابل کی دون ٹوڑ کر...

اس کی بات احمدی رہ گئی۔ کیونکہ یہ ناماشائی زور دار تھے لگا لیے تھے۔ ہوا یہ تھا کہ بالوںک میں آقا کا ہاتھ جو کھینچنے کے دوران ایک جھٹکے سے لٹکھڑانا ہوا ہے یہ زور میں جینچھے جا گیا تھا۔ اس کا گونا لائی تھا مگر وہ لٹکھڑانے کے دوران ہی بڑی مشائی سے جھلس گیا تھا۔ اس کے ہاتھ میں آقا کا دستار نہ جیسا ہوا تھا۔

تب چند جلاکار آقا سمائی نے اپنے جملہ کی دنگت سے لٹا جلتا کسی جانور کی باریک کھال کا دستار نہ بن رکھا تھا۔ چکر پھینکا تھی کہ دوران آقائے کمال جلال سے اپنا ہاتھ اس میں سے نکال لیا تھا اور وہ دستار بالوںک میں کے ہاتھ میں رہ گیا تھا اس فکھنخیز جو پیش پر تمام حاضرین قہقہے لگا لیے تھے۔

بالوںک میں نے سونا کی شرارت پر مدامت کر لی تھی لیکن آقا کا یہ مذاق پر مدامت نہ کر سکا اس نے اپنا کبھی بڑی پھرتی سے حکم کیا۔ "ہاں توڑی گئی گونے آقا کے منہ پر سینے پارو شدنے پر لگائے۔ آقا تار کھا، ہوا بیچہ بننے کے دوران اپنے جیکٹ کے ٹہن کھڑا ہوا تھا۔ پھر اس نے جیکٹ کو دونوں ہاتھوں سے یوں پھیلا دیا جیسے پرندہ پر پھیلا دیا۔ ہوا بالوںک میں کے حکم کرنے والے دونوں ہاتھ جیکٹ کے اندر گھس گئے۔

آقا سمائی نے وہ کون سا واسو استعمال کیا تھا اسے تو سمجھ میں نہیں آیا کیونکہ وہ خود چھپس گیا تھا۔ بالوںک میں نے اسے دونوں ہاتھوں سے لپٹ کر سینے سے لگا لیا تھا اور اسے پورے بالوںک قوتوں سے جھینچ کر اوپر کھڑا ہوا تھا۔ وہ یقیناً آقا کی ریڑھ کی بڑی ٹورنے والا تھا۔ مگر جیکٹ پر اوپر لیا پھر ایک بار ہاتھوں سے گرتے لگا۔ کرنی اپنا بیٹ چڑ کر اور کرنی جھل اچھل کر قہقہے لگا رہا تھا۔ تماشائوں کے سامنے آقا سمائی بیچ پر مٹھنا ہوا اپنے جسے کر سلا رہا تھا۔ بالوںک میں کے گونوں سے ہر حال اپنا اثر دکھایا تھا۔ بیٹھنے کی بات یہ تھی کہ بالوںک میں کے دونوں ہاتھ جیکٹ کے اندر چھپنے بیٹھے تھے کسی کی جھپ نہیں آتا تھا کہ آقا اس طرح بالوںک گرفت سے جھلس کر لپٹنے جیکٹ کے اندر سے نکل گیا تھا۔

وہ چڑھے کا جیکٹ تھا۔ بالوںک میں اس کے چھڑے اڑا کر اس سے نجات حاصل کر سکتا تھا مگر کوئی اسے نہیں سمجھی کہ وہ دونوں ہاتھوں سے بچنے کے لیے اپنے ہاتھوں سے اس جیکٹ کو اتار کر لیا تھا۔ اتنی دیر میں آقا کو اپنے ہاتھ کی چوڑی سہلانے کا موقع مل گیا تھا۔ ساتھ ساتھ اس کا سامن لیتے بیٹھے اپنی زبان میں بڑ بڑا رہا تھا۔ اس کے ٹورے ساتھی نے کہا: لیڈی اینڈ مشائیں! میرا آقا کہ

رہا ہے کہ اس کا مقابل بالوںک میں ہے۔ یعنی یہ ایسا آدمی ہے جسے تخلیق کرنے والے سا بڑا دل دے کر بنے ہیں کہ یہ خدا کے پیکر کو وہ اشرف المخلوقات سے زیادہ اشرف اور بڑتر ہے مگر آج قاتلین کا ہاتھ کہے گا کہ خدا نے انسان کو جو عظمت اور حوصلہ دیا ہے، اس کے اگلے آج ہی موت زمین ہوس ہوجانے ہیں....

چڑھے کا جیکٹ اتارنا ہر چہ جانتا رہنے انھیں چاہڑ ہوا کہ وہ دیکھا کہ بالوںک میں کی دونوں کھالوں میں ٹائیلوں کی تنگ کوئی گئی ہوئی تھی۔ آقا سمائی انسانی ذہانت کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ وہ دونوں ہاتھوں اور ہی نہیں بلے استہلاک بھی تھا۔ بالوںک میں ہاتھوں یا شیطانی قوتوں کو بلے میں کرنے کے حوصلے پیلے سے تیار رکھتا تھا۔

اب بالوںک میں اپنے تیراوتوں سے انہیں کی تنگ کوئی کھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ آقائے کھم کو ایک بات اس کے منہ پر پاری وہ ڈھلنا ہوا وہ دم تک بیچھے جلا گیا۔ انسوری نے اسے بیچ کر کہا: معزز جی! یہ مقابلہ کی خرابی کے خلاف جنگ ہے۔ کوئی اپنے مقابل کے ہاتھوں کو بندھنے کا حق نہیں رکھتا۔

سونا پھل کھڑی ہو گئی پھر لوبی پر معزز جی صاحبان بالوںک میں کا وجود ہی خرابی کے خلاف ہے۔ ساتیس کی اصطلاح میں یہ بظاہر انسان اور جانور نہیں ہے۔ آپ خود فیصلہ کریں کہ یہ انسان ایک مشین سے مشابہت ہے۔ ایسی مشین میں اسے یہ حق حاصل ہے کہ یہ فرق طاقت سے ہی نہیں ذہانت سے بھی کام لے۔

جمل نے فدا ہی فیصلہ سنا بارگاہہ مقابلہ روک دیا۔ لیکن مقابلہ تازا شروع ہوا تھا۔ وہ دونوں ہرنے پلنے پرتل گئے تھے۔ بالوںک میں کے ہاتھ ایک ایک بیٹھے تھے۔ آسے ٹائیلوں کے پھندے سے نکلنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ تاہم وہ آقا کے حملوں سے بچ رہا تھا۔ جیسا کہ وہ نفا میں بالوںک چھل گیا اس لگانے کا عادی تھا۔ اب اسے جھلا سکر کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ تماشائی بیڑائی سے دیکھتے تھے اور تلیکر کہتے تھے کہ وہ واقعی بالوںک میں ہے۔ وہ نفا میں جھل کر آقا کے سر کے اوپر سے گزرتا تھا۔ نفا میں قلابا کی گانا تھا۔ پھر اسے کھڑے دوسری طرف پیچ کر کھڑا ہوجاتا تھا۔ اس دوران ٹائیلوں کے پھندے کو داتوں سے چبانا بھی رست تھا۔

انسوری نے اس کی شکل انسان کی۔ دونوں ہوتی اس کے پاس گئی۔ پھر لپٹے برس سے جا تو کھال کھینچنے کو لگے۔ اسے بالوںک میں نے اسے دماغ میں پیچ گیا۔ جیسے شہ ہوا کہ وہ اپنا جا تو اپنے بالوںک بارگاہہ کے کرانے کی اس وقت آفکے ٹورے ساتھی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا: "میں نہیں بلکہ میرا آقا کہتا ہے کہ اس کا مقابل ایک دولت کی مدد حاصل کر رہا ہے۔ جیسے کہ وہ کسی مرد سے مقابلہ کرے...."

اپنا کانسوری نے دماغ میں جگہ جگہ کی آواز محسوس کی۔ اپنے بارے میں لوبی نے فریاد اٹھا مگر پھر اشارہ دل رہا ہے۔ میں ابھی بڑکے آتی ہوں!

بالوںک میں جھنڈے سے نجات پا چکا تھا۔ انسوری نے تیزی پٹی ہوتی ہال کے باہر جا رہی تھی۔ جیسے کہ اس مقابلے سے زیادہ سوری نے اہم تھی۔ اس لیے میں اس کے ساتھ پروردگش ہال سے رہتا ہا۔ باہر پہلی کپڑوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ قریب ہوا تھا۔ ہال کے ایک ٹائیلٹ پر گھس گئی۔ دروازے کو اندر دیکھا پھر پوس میں سے ٹرانسٹر کھان کر گئے ان کو فنی ہوتی ہوئی۔ بیو ہا انسوری نے آئینہ دیکھا اور...

دوسری طرف پہلی کو پڑنے کے شور میں کسی نے پوچھا: "تھارا زرد؟" اور... "میں سے کوڑو ڈو ڈو ہیں۔" افریقہ کی کالی جلا۔ ایٹائی شہباز کی ماچی اور...

راشٹ انسوری نے ہم بھر جی جہاز کے اوپری عرش پر پہلی کپڑے اڑا دیا جیسے ہم جگہ جگہ دو سلا پہلی کپڑے پھر لگا رہا ہے۔ ہم جہاز کی کپڑے سے لڑو کر ہمیں اتارنے کے لیے فلیگ نکلنے سے اور دوسرے ہا کر ہر کھڑا اڑا کر دے۔ دو ہاتھ اسٹرا نہیں والا کپڑے ہوا ہے۔ ہر ہاتھ سے دوسری زید دیوں۔ اور...

انسوری نے سوجھا نہیں اتنے والوں کو تیار دیکھ کر جہاز ٹارہا رہی تو نہیں ہے جسے وہ پہلی کپڑے میں لاکر لے جانا چاہتے ہیں۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا: "تھیں انیس کے سے پہلی کپڑے میں ہلائے گا۔ یہاں وہ آقا سمائی کو لپٹا رہا ہے۔ بہتر ہے کہ اسے میں لے لپٹے پہلی کپڑے میں بھیج دیا جائے۔ وہ دیار گرا دے جائے۔"

وہ نال پر کھڑی تھی۔ انجیا میں کیپٹن کے پاس جا رہی ہیں۔ اور اور ہمنہ ان!

وہ ٹائیلٹ سے نکل کر دونوں ہوتی ناٹنگ ہال سے باہر آئی۔ پہلی طرف پروردگش ہال پر جھل کر رچ گئی تھی۔ بالوںک میں اور آقا سمائی کی کپڑے میں نہیں آتے تھے۔ ایک دوسرے پر چلا کرتے تھے۔ پہلی ہال سے باہر آتے تھے۔ توڑی سی دیر میں دونوں ہی لوہان سٹے تھے۔ پھر ایسے جہاز تھے کہ ٹھکانا اور گرانٹیں جانتے تھے۔ کوئی اسے قریب بیچ دیکھ لیا جاتا تھا اور مارا کھا کر کھا گیا۔ آقا سمائی نے ایک کانسورہ اور دو ہاتھ کے کہیں سے ریو لوار کھال کٹھن جس کی وہی۔ دونوں دونوں کی وہ ٹھوکر میں ان کے ریو لوار میں پر پڑیں۔ پھر دو ہاتھوں نے ان کے جڑھے ہلا کر رکھ دیے۔ مگر وہ نہیں تھے۔ وہ سنبھلے آئی۔ ٹھکانے کے ریو لوار سنا دیا۔ جھینک لپٹے گئے تھے۔

انسوری نے اسے کیپٹن کو ایک ہاتھ کیپٹن کر کہا: "میں تو اب

میں کرنے کے لیے میں نے جبری پولیس کو اخراج دی تھی۔ وہ پہلی کپڑے میں آگئے ہیں پہلی کپڑے کو لینڈ کرنے کے لیے فوراً اسٹاپ دینا چاہیے۔ یہی جھانکا ہوا ریو لوار میں گیا۔ انسوری نے اس کے ساتھ تھی۔ وہاں کیپٹن نے پہلی کپڑے والوں سے دو چار سوالات کیے چلنے ایک اہمیت کو رکھ کر دیکھ لپٹے۔ ایک پہلی کپڑے والے نے اسے اسٹاپ دیا جائے۔

دوسری طرف وہ دیکھے بھی لپٹے۔ ہم نے اوپر لینڈنگ ڈیک کی طرف جاسے تھے۔ شاید دونوں کا یہ خیال تھا کہ اپنے نیک عیاف کو جہاز کی کپڑے بندھی سے مندر میں چھینک نکلیں گے۔ اس جنگ میں آقا سمائی بلا تشہیر عرفیت و تحسین کا مستحق تھا۔ کشت پرست کا انسان ہو کر ایک ایسے انسان سے محرابا تھا جسے سا سنا انوں نے نہیں بنانے کی کوشش کی تھی۔

میں توڑی سی وضاحت کروں کہ یہ بالوںک میں کیا ہوتا ہے؟ یہ ایک ناقابل شکست ہی کا تصور ہے۔ یا جھٹکے سے تقدر کا ایک ادب ہے۔ اکثر ہم سب کا مقصد اسی طرح بالوںک ہلا کر زمین آ زمانہ میں منظر آتا ہے۔ کوئی فدا دلی تھوڑا اور کوئی آقا سمائی اپنے حملوں سے یہ ثابت کرتا ہے کہ انسان نے ہمیشہ اپنے بالوںک مقدر کو شکست دے کر اپنی عظمت کو قائم رکھا ہے۔

میری یہ بات کوئی دلچسپ ہوا۔ انسوری نے کہا: "یہ ہماری آپ کی زندگی کی ناقابل انکار تھی ہے۔ اگر میں اپنی داستان میں بالوںک ادبی پیش کرنا نہیں تو یہ جھوٹ اور نکل گزرت کر دار نہیں ہے۔ آپ دیکھ چکے ہیں کہ یہ پھر دیکھیں گے کہ آج ہمیں توکل تقدیر آپ کو بھی ایسے ہی بالوںک اٹلا دینا آئے۔ ان کے خدا ہمارے انسانی مصلحتوں کی لالچ رکھے آئیں۔"

وہ دونوں اڑتے ہی لینڈنگ ڈیک پر پہنچ گئے تھے۔ ان کے پیچھے آنے والے تماشائی بیٹھے ہیں۔ ایک گئے کیونکہ وہ پہلی کپڑے سے گونج کر تھے۔ ہم نے جھکوں سے طوفانی ہوا میں مل رہی تھیں صرف سر نہا سلائی انسوری نے اور کیپٹن ریٹنگ کو قہقہے سے طوفانی ہوا میں میں سنبھلے۔ مگر ہم بھی آسمان کی طرف اور کبھی عرش کی طرف دیکھ رہے تھے۔ عرش پر وہ شہ زادہ زخم ہونے والی جنگ میں مصروف تھے اور آسان پر وہ بھی کپڑے کے ذرا ناخدا پڑا ہے۔ ادھر پھر لگا ہے تھے۔ دونوں ہی عرش پر آتے ہی کپڑے پھل کر جانا چاہتے تھے۔

چھوٹا ایک ہی فائرنگ شروع ہو گئی۔ دونوں پہلی کپڑے والے ایک دوسرے کی طرف گولیاں جلا رہے تھے۔ عرش پر فلیگ نکلنے والا اپنی جان بچانے کے لیے جھانک گیا۔ مالا مال گولیاں اوپر مل رہی تھیں۔ ایسے ہی وقت بالوںک میں کیپٹن نے اسے سلائی کی ہاتھی۔ انھوں سے دیکھ۔ آقا سمائی کے ہاتھوں میں ایک آہنی لٹاؤ لگا تھا۔

گا۔ انکے ہاتھوں میں کھیلنے والی ہمارے لیے سجدگی سے کام نہیں کر سکے گی۔ آسے! ابھی الگ ہی دکھو۔ یہ کام تم ہی کرو۔

سونباراضی برکتی میں اس کی جری ہماز سے واپس آ گیا۔ دل گھاری تختانی لینڈ کے کسی سرحدی اسٹیشن پر رک کر ہوتی مٹی کیمین کی دوسری برتھ پر بسے۔ فی اور شراک بیٹھے کافی پی رہے تھے پوری آنکھ کھلنے لے بی بی مسکرائے گی۔ شراک نے کہا: "دسکراؤ۔ تختہ چلتی صاحب پھر رات میں چلے جائیں گے۔"

میں نے مسکرا کر گھٹنے ہمنے کہا: "کافی پینے کے لیے مل جائے تو اتنی جلدی واپس نہیں جاؤں گا۔"

بے بی ایک پہاڑ میں کافی بیٹھتے ہی بولی: "جھانی! آپ کی مسکراہٹ بتا رہی ہے کہ آجھ سو مینا کی طرف تیریت ہے۔"

"ہاں ابھی تیریت ہے مگر میری وجہ سے تم دونوں کی تیریت نہیں ہے۔ ابھی تک ہانگ لہے ہو تو"

میں نے اپنی رست واصلی و دھجی۔ تختانی لینڈ کے وقت کے مطابق ایک بیج کریمینٹ ہونے تھے۔ میں بے بی کے ہاتھ سے کافی لے کر چینیے لگا۔ اس نے فرمائش کی کہیں جی ہماز کے واقعات سناؤں میں نے کہا: "دن سنٹ انتظار کرو۔ میں ڈنارہ ماڈی تیریت دریافت کروں۔"

میں نے کافی کافی ایک پیکل لی اور دمانہ کے پاس بیج گیا۔ وہ آٹام سے سو رہی تھی اس کے توابیہ وارغ نے بتایا کہ وہ کوالا پوکے انڈیا کے ایک کرسے میں تیریت ہے۔ مسیح سات بجے کی فلائٹ سے وہ چنگا شہی کافی ٹیم کے ساتھ فریال جانے گی۔ میں نے پوچھا: "چنگا شہی کا کاروبار کیسے ہے؟"

وہ بولی: "بظاہر ہرگز نافرمانی ہے۔ بے چارہ مجھے دیکھ کر لپچا رہا ہے اور میرا کر رہا ہے۔"

"جہت تک میرا کہنا ہے کہ نہ دو۔ اس باگل کتے کے گٹھ میں ماسک ہیں نے زنجیر ڈال رکھی ہے۔"

"فراد! میں نے سوچا ہے کہ یہاں بیٹھنے تک اس سے دکان دکان و دمانس شروع کر دوں گی۔ اس طرح وہ آگے بڑھے گا تو مجھے جھکا کر اس کی آنکھ کی ٹیم سے فراد ہونے کا بائبل مل جائے گا۔"

"تھک سکتی ہیں مسیح ملاقات کروں گا۔ آٹام سے سوئی رہو۔"

کافی کی پیالی خالی ہو گئی۔ میں نے پیالی کو ٹیپے پر رکھتے ہوئے بے بی کو دمانہ کی تیریت بتائی پھر جی ہماز کے واقعات سنائے لگا رات گذر کر قیام جاری تھی۔ دو بجے میں نے آنکھیں ہمنے کہا: "اب ہمیں آنا کر۔ صاحبے۔ بی بی مسیح آؤں گا۔"

بے بی سے ساتھ دروازے تک آ کر بولی: "میں تو سو گئی ہو گی۔"

"میں اس کا خیال پڑھ کر معلوم کر لوں گا۔ اگر وہ سو رہی ہو تو وہ بے بیندگی حالت میں، آٹھ کو دروازہ کھولے گی چھیلنے لہرے ہمارے سوجانے کی صبح آٹھ کے بعد وہ بھی سو رہے گی مٹی میں کیمین کا کو اس نے بیندگی حالت میں دروازہ کھولا ہوگا۔"

وہ بچوں کی طرح خوش ہو کر بولی: "جھانی! آپ تلی پتی کچھ کیسے تاشے کرتے ہیں۔ بائی گاڈ بڑا مزہ آتا ہے۔"

میں مسکرائے ہوا کہ میں سے باہر آ گیا۔ بے بی نے شہ پر کر کر دروازہ بند کر لیا۔ اس وقت شین چلنے لگی تھی۔ بائی گڈ بڑا مزہ آتا ہے۔"

راہ واری میں کھلا ہوا تختہ دار کی کے دونوں طرف مختلف کہیں جن میں مسافر آرام کر رہے تھے۔ راہ واری وقت تک سنان تھی لینڈ اہت مگر شہ کمال کر سکتے تھے۔ مرنے کے مابغ کو ٹولا۔ وہ کیمین کی نہیں تھی۔ بوسنے کا ریس بیٹھی کافی پی رہی تھی۔ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ مجھ جیسے اہنی کے ساتھ کیمین میں رہا نہیں گوارا ہے گی۔ یہاں تک صبح تک نہ بھی لہے گی۔"

میں بولنے کا رکی طرف جائے کیسے راہ واری سے گزرنے لگا۔ پاس کے کیمین باکل خاموش تھے۔ بڑے بڑے سڑا۔ دار میٹھی کی کڑی سو رہے تھے۔ ایک کیمین کے قریب سے گزرنے میں نے مسکرا کر کہا کہ کیمین کے دروازے پر آئے۔ دھکا لگا تھا۔ مرنے زنجیر بنداری سے ملتا کٹا کٹا کٹا شور مچا جاتی جھاگی جارہی تھی۔ اتنے شور میں کیمین کے اندر کی آواز سنانی نہیں سکتی تھی میں نے دروازے سے کان لگا لیے لیکن دروازے کو روہ کر دیکھنے لگا۔ یہ اندازہ ہوا کہ اندر دو یا دو زیادہ ہنسیاں جڑ جڑیں صروف ہیں۔ میں پلانٹال دروازے پر دھکا دینے لگا۔"

دروازے کے پیچھے جیسے جڑ جڑ تھر گئی تھی شاید وہ لوگ سو رہے تھے کہ دھکا دینے والا کون ہو سکتا ہے؟ میں نے دوبارہ دھکا دیا۔ مگر کٹ کٹش لگاتے ہوئے مرنے انتظار کرنے لگا۔ مگر کٹ کٹش لگنے ہی دروازہ ڈرسا کھلا۔ ایک اوجھڑ بڑا چوہا نڈا آیا۔ اس کا منہ ہمارا تھا۔ آنکھیں مرنج جیسے آنکھ تھیں۔ بڑا ہی خون آشام۔ دندہ لگ رہا تھا۔ وہ ایسا تھا کہ اسے دیکھ کر کوڑوں کے دل دل جانتے۔

اس کا ہاتھ دروازے کے سرے پر تھا۔ اگر وہ ڈرسا کھلا ہے تو وہ میں اندر نہ جھا سکتا۔ وہ غرور کر لولا۔ کیا بات ہے؟ کوئن جو ہو؟ میں نے مگر کٹ کٹش لگنے سے اس کی سکتی ہوئی آنکھ میں ایک ہی اس کے ہاتھ پر دیکھ دیا۔ وہ ایک اسے نکل گیا۔ دروازہ ڈرسا اور کھلا میں نے ایک جھکے سے اسے پوری طرح کھول دیا۔ آگ کی چلن سے وہ سینٹھنے پنا ہوا تھا۔ اس لیے دروازے کے ساتھ دھکا کھانا ہوا بیٹھ چلا گیا۔"

اند ایک برتھ پر دوسری برس کا ایک لڑکا سو رہا تھا دوسری برتھ پر ایک اوجھڑ بڑی عورت آنکھیں بند کیے پڑی تھی شاید وہ بیٹھے تھی۔ وہاں تو سکون ہی سکون تھا۔ گورے ہمنے کسی ہنگامے کا پتہ نہیں رہا تھا۔ وہ سر منڈا مختصر سے بولا: "یکساں ہمارا ہے۔ ہر طرف میں نہیں گھس آئے ہو میں دلوے لو پس کر کال کروں گا۔"

میں نے کہا: "میں نے یہاں سے گزرتے ہوئے عروس کی کیا تھا دروازے سے دھکا لگا ہے۔ میں کیا تم دھکا مار رہے تھے؟"

وہاں۔ یہ پشینی ہوا۔ برکتی مٹی میں دروازے کو دھکا مارا کہ اسے لولے کی کرکشن کر رہا تھا۔"

اس نے بڑا معقول جواب دیا تھا مگر بھلا ہوا ٹیبل پتی کا دھاندلہ یہ جوت کو آگ دیتی ہے۔ وہ مرنج آنکھوں والا سر منڈا اندر سے۔"

مطلب میں مثلاً خدا اور اس کا ایک ہاتھ تیلوں کی جبب میں بندھا تو اٹھائے ہمنے تختہ میں نے سعادت چاہتے ہمنے کہا: "میں خطر سے کی بڑی ہو کر آیا تھا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ کو پریشان کیا سو رہی۔ یہ کہہ کر میں واپس جانے کے لیے دروازے کی طرف پلٹ گیا۔ وہ ہی دروازے تک آنے کے لیے آگے بڑھا۔ اسی وقت میں نے اچانک ایک لڑکا دیکھا تھا اس کے منہ پر دیکھ کر یہ لہرے "ادک" کی آواز کے ساتھ لڑکا سنا اور پتا چلتا میرا وہ گھوٹا ساس کی ٹھوڑی پر پڑا۔ وہ پیچھے کی طرف لڑکھڑا ہوا اس عورت کے اوپر جا گرا۔ وہ دم اٹھ رہا تھا میں کا دل بھڑک پڑا۔ اس کا بوجھ بڑھنے کے باوجود وہ عورت بیزار نہیں ہوئی۔ میں ڈرسا کٹا کر دھکی۔"

میں نے پوچھا: "یہ عورت پریش ہو رہی ہے معاملہ کیا ہے؟"

وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ ایک کھٹکے کی آواز کے ساتھ اس کے ہاتھوں چاؤ کھل گیا تھا۔ میں ٹائیلٹ کی دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ یہ لڑکا بھلائی کے لیے مجھے تھم کر دینا چاہتا تھا تاکہ میں باہر جا کر اسے قانون کے نالے نہ رکھوں۔ اس لیے ایک بیک عمل کیا۔ وہ دو طرف سے لگا لگا کر لڑکا سنا تھا مگر مجھے تو اس کی سوچ بتا رہی تھی کہ وہ کسی سے سوچ ہو مل اور کھڑے چاؤ آنا نہ چاہتا ہے۔"

چاؤ آ کر گیا۔ اتنا پھر لڑکا دھکا دیا تو کھٹکے کی ٹائیلٹ کی کڑی لڑا رہی کھٹک گیا۔ اسی وقت ٹائیلٹ کے اندر سے کسی لڑکی کی مٹی ہوئی سی گھٹی گھٹی سی آواز سنانی دی۔ "ہاں۔ ہن۔ نہیں سوچ رہا۔"

میں نے شاید سوچ کتنے ہی اپنے ہر طرف کو کھتی سے بند کر لیا تھا یا برکتی سے ہر اس کا منہ بند کر دیا تھا۔"

وہ سر منڈا فوراً ہی کڑی کی دیوار سے چاؤ نہ کال سکا۔ میں نے لڑکی کی کھوڑی پر ایک چپٹ لگا کر ایک زردی جھوک ماری۔

اس کا لڑکا لڑکیوں میں کسی کو جھوک سے آڑا ہوں۔ وہ اس کی کھوڑی لڑکی کی چھوک تھی۔ وہ بدترامی میں لڑکھڑانا ہوا بیٹھ گیا۔"

خیال خالی ہوئے آگے لائی: "ناک مار گھوٹا ساس کی ناک پر پڑے۔"

وہ ناک پھوڑکھینٹے لگا۔ میں نے اس کے بیٹھ پر ایک ٹھوک ماری۔ وہ پھینٹنے سے پہلے ہی فرش پر اڑنے سے منہ کر پڑا۔ سر منڈا ایسا ناگ انام نہیں تھا کہ اتنی آسانی سے مارکھا تا ہوا جا۔ امیری خیال خالی آسے مار رہی تھی۔ وہ ایسا مفلح نہ تھا کہ میں تلی پتی کو کراہی لڑت لڑکھ کر اس سے مرانا دیا تھا بلکہ ناگ میں ایسا کرتا تو ابھی خاصی جنگ ہوتی۔ جوڑ توڑ کے نفاظ میں اس کو ج کے نام مسافر جلا کر ہر جاتے بڑا ہنگامہ بڑا ہوا ہاتھوں لیے میں خاموشی سے نٹ رہا تھا۔ میں نے اس کی مٹی کھوڑی پر ایک ٹھوک مارنے ہمنے پوچھا۔

"ٹائیلٹ میں کون ہے؟"

میں سے اتنے زبردست معلوم لگا اس پر کوئی خاص اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ گھٹنوں میں طے پتھیر کرکھا تھا مگر سوچ رہا تھا ناک لڑائی جاری رہی تو میں بیچا جانوں گا۔ بڑا مفلح ایک ناک خاموشی سے لڑا رہا ہے۔ شاہد یہ معقول ثبوت لے کر اسی طرح خاموشی سے چلا جائے۔"

اس نے سر اٹھا یا۔ اس کی ناک سے خون ہٹا ہوا جو مرنوں اور ٹھوڑی پر پھیل رہا تھا۔ وہ پانچٹھ ہمنے بولا: "دوستی کر لو۔ میں دوستوں کے لیے جان دینا ہوں۔ مرنے کے کسی بڑے وقت۔ کام آؤں گا۔"

میں نے سخت لہجے میں پوچھا: "ٹائیلٹ میں کون ہے؟"

"ایک لڑکی ہے۔ وہ بہت ڈر لگ ہے۔ میں نے اسے جھٹی دی تھی کہ وہ شو جانے کی تو میں اس کی ماں اور اس کے بھائی کو قتل کر دینا لگا۔ اس لیے وہ منہ دیا کہ ٹائیلٹ میں بیٹھی ہوئی ہے۔ تم میری ماں اور اس معاملہ میں نہ پڑو۔ تم میری جی دم کا سٹاپا لہو کر گئے۔ میں ایک گھنٹہ کے اندر ادا کر دوں گا۔"

میں نے کہا: "وہ عورت کسما رہی ہے۔ اس کے منہ پر پانی کے پھینٹے مارو۔"

وہ دانٹ سپس کرکھت لہجے میں بولا: "میں کتنا ہوں اس معاملے میں نہ پڑو۔"

میں نے اس کے منہ پر ایک ٹھوک لگائی۔ وہ دوسری طرف الٹ کر دھکے کی طرح ڈر لے لگا۔ میں نے کہا: "ایسا نہ ہو کہ مجھے تھانے منہ پر پانی کے پھینٹے مانے پڑیں۔"

وہ آہستہ آہستہ آنکھیں ہمنے کھلے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ بی بی سوچ کر پریشان ہو رہا تھا کہ میں اس کے حلوں سے کیسے جچ چھساکر مجھے لڑا جاؤں گا۔ اس سے پہلے ہی میں اچھل کر اس کی ماتھوں پر سوار ہو گیا۔ مجھ سے لہجہ سے اس کے گھٹنے جیسے ٹوٹنے والے سے بے اختیار اس کے مطلق سے چمچ نکل گئی۔ میں دوبارہ اچھل کر ایک دم دیکھ گیا پھر ایک دم آگے بڑھ کر ایک اور ٹھوک اس کے منہ پر لگائی۔ وہ چاروں

شانے بہت ہو گیا۔

اب اس کی کھوپڑی اُسے سمجھا رہی تھی کہ اس کے اگے سر ہڈ ہے اور وہ اُسے مورد نہیں کر سکے گا۔ وہ سرخ سرخ دیکھ کر جھپٹا کر ایسے دیکھ رہا تھا جیسے میں اس کی سمجھ میں نہیں آیا ہوں۔ وہ اُسے ہتھیار سے اٹھا بیڑے سے پانی کا جگ آٹھا کر بڑی فرماں برداری سے اس کے لیے ہوشِ عورت کے منہ پر چھینٹنے لگا۔

وہ عورت پہلے ہی ہوش میں آنے کے لیے کسمار جی تھی مگر وہ پانی سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ ذہن کھل گیا اور وہ اپنے سواں میں آکر کہیں کہیں اس کا حامل کو سمجھ گئی، اس نے اپنے ذہن کو دیکھا جو بڑے دیکھا بھر پور دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے دماغ میں یہی بات آئی تھی کہ دشمن اب ایک سے دو ہو گئے ہیں۔

میں نے کہا: میں دشمن نہیں دوست ہوں آپ اپنے دشمن کے بچے بچے سے بچ سکتی ہیں کہ آپ کی بے ہوشی کے دوران یہاں کیسی جنگ ہو چکی ہے؟

وہ مطمئن ہو گئی مگر جھلسے میں بولی تو بیٹا تم کو ہر ؟
"میں آپ کی طرح ایک مسافر ہوں۔ شانہ آپ کے ہوش بھرنے سے پہلے یہی وہ جہنم میں عورت تھیں کہ دروازہ پر دوھا گئے کے باعث مجھے ہاں خطرے کا احساس ہو گیا ویسے آپ بے ہوش کیسے ہو گئی تھیں ؟"

"اس شیطانی نے میرے سر پر چاٹو کا دست مارنا تھا۔ میں نے پیچھے ہٹ کر ٹائٹل کا دروازہ کھولا۔ وہاں اکیلے ٹر ٹوجوان لڑا کہ دونوں ہاتھوں سے اپنے منہ کو دبائے ہوشی ہو گئی تھی میں نے اس عورت سے پوچھا یہ کیا یہ بخاری بیٹی ہے؟

وہ جلدی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ پھر تیزی سے اٹھ کر ٹائٹل کے اندر گئی۔ لڑکے مان کر کیٹھے ہی دوڑ کر لپٹ گئی۔ لڑنے ہوئے کتنے لگے تھے یہاں سے جیلوے لوگ ہمیں مار ڈالیں گے۔
وہ اپنی بیٹی کو چھیننے بڑے بولی تو سولہ کو تباہ ہو گئی تھی وہاں میں نے بھی اسے ہتھیار سے لپٹ لیا۔ وہ اپنی بیٹی کو ہتھیار سے لپٹ لیا۔ وہ اپنی بیٹی کو ہتھیار سے لپٹ لیا۔ وہ اپنی بیٹی کو ہتھیار سے لپٹ لیا۔

وہ اپنی ماں کے ساتھ ٹائٹل سے باہر آئی پھر اس دشمن کے شون آؤر چسکے کہ دیکھ کر بیخ مانتی ہوئی ماں سے لپٹ گئی۔ میں نے ہنسنے لگے کہ تم تو بہت ہی بڑوں ہر دو کھجوا کھجوا جھوٹا بھائی کتنے آرام سے سو رہا ہے؟

وہ اپنی جی کے سینے میں منہ چھپا کر بولی: میں اُسے نہیں دیکھ سکتی تھی۔

گ اسے جھگا دو وہاں سے جھگا دو۔

وہ بہت زیادہ ہشت زخمی معلوم ہوتا تھا سخت ہی ناز و نعم

میں ملی ہوئی ہے یہاں باز نہ کی کا بگڑا ہوا چہرہ دیکھ رہی ہے یہاں اس کی جی کے سینے میں منہ چھپا کر بولی: میں اُسے نہیں دیکھ سکتی تھی۔
ہو نہیں آتی آپ کے سامنے اس کا ہاتھ نہ کرنا ہوں وہ نہ تباہ ہو سکتی ہے۔ میں اس شخص کو باہر رخصت کر کے آؤں گا۔
"میں بیٹھے بیٹھے اس کے ہاتھوں سے لپٹ لیا۔ وہ اپنی جی کے سینے میں منہ چھپا کر بولی: میں اُسے نہیں دیکھ سکتی تھی۔

تالون کے حوالے کر دو۔
"دیکھیے تالون کا چکر بہت لمبا ہوتا ہے میں ایک مسافر ہوں آپ کو اس کیفیت سے بچا سکتا ہوں میں تمہارے دل میں کچھ نہیں چڑھتا۔

تم ہر چار ہر دو کھجوا اس منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟

میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟"

میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟"

میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟"

میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟"

میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟"

میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟"

میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟"

میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟"

میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟"

میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟"

میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟"

میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟"

میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟"

میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟"

میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟"

میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟"

میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟
"میں نے دروازہ کھول کر منہ کو کہاں سے لے جاؤ؟"

وہ خوش ہو گئی میری ہدایت پر عمل کرنے لگی۔ میں ٹائٹل کے اندر چلا گیا۔ اسی وقت وہ کہیں کہیں کا دروازہ کھولتی ہوئی مسکرا کر بولی۔
"میں کسی ایک کے ساتھ اس کہیں میں رہ سکتی ہوں۔"
جو خوشی سے اُسے چھوڑ دیا تھا وہی آگے بڑھا رہا تھا۔ اندر آ گئی۔ عاشق صاحب نے پہلے دروازے پر کھڑے ہو کر کہیں کہا جاتا تھا۔
وہاں اس کو نہ پاتا تو ایسا ہی سے دروازہ بند کر کے چھٹیں چڑھا دی۔
مزایا میری ہدایت کے مطابق اٹھاتی ہوئی لہتے پر عمارت چڑھی وہ اگے بڑھا تو میں ٹائٹل کا دروازہ کھول کر اس کے پیچھے چلی گیا۔ آہٹ پاتے ہی وہ تیزی سے گھوما۔ میرا ہاتھ بھی گھم گیا۔ وہ لڑکھانا ہوا اپنا تالون نہ سمجھا سکا۔ منہ کے تھمسنے کے پاس جا کر اُس نے اس پر ہتھوڑی مار دی۔ وہ اٹھا ہٹا لگا تھا۔ جوان بھڑک کر بولتا تھا۔ ایک ہاتھ پڑنے ہی لگا کھیلنے لگا۔ مجھے معاف کر دو میں یہاں بری نیت سے نہیں آیا ہوں۔

میں نے افسوس ظاہر کرنے میں کہا: مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم اُسے اپنی سچے سچے کر کے ہو جاؤ۔ مجھے فیڈر سے دودھ بڑی کر تم سو بھلاؤ۔
وہ جلدی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے اُس کے لیے دروازہ کھول دیا۔ وہ تیزی سے اٹھا۔ اٹھا کھلا کھلا رہنے لگی۔ اُس وقت وہ جھول گئی تھی کہ میں اس کے لیے ایک ایسی جگہ میں جو میں نے دروازہ بند کیا تو اس کی ہنسی پر بریک لگ گیا وہ اگے سے پیچ ہو گئی۔ وہ بچیدگی سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ پہلے وہ مجھے دیکھ کر پشیمان ہو جاتی تھی۔ میں نے یہی محسوس کیا کہ وہ سنجیدہ تو ہے مگر میری موجودگی سے پریشان نہیں ہے۔

میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا دوسری طرف پر آکر بیٹھ گیا اس دوران وہ سوچ رہی تھی۔ فرما دے سوچ کے ذریعے مجھے کہا تھا کہ وہ یہی کہہ چکا تھا کہ اس نے میری حفاظت کی کیا فرما دے مجھے بیش آنے والے خطرے سے انہونی کر آگاہ کر دیا تھا۔
میں نے اُس کی سوچ میں مداخلت نہیں کی۔ آرام سے ہتھ پر لپٹ گیا۔ وہ اپنی جگہ میں سوچتی جا رہی تھی۔ میں نے اُسے اس کیس میں بھیج دیا۔ وہ اُس کیس میں آئی۔ اُس کیس میں آئی۔ اُس کیس میں آئی۔

میں نے اُس کیس میں آئی۔ اُس کیس میں آئی۔ اُس کیس میں آئی۔
"میں نے اُس کیس میں آئی۔ اُس کیس میں آئی۔ اُس کیس میں آئی۔"

میں نے اُس کیس میں آئی۔ اُس کیس میں آئی۔ اُس کیس میں آئی۔
"میں نے اُس کیس میں آئی۔ اُس کیس میں آئی۔ اُس کیس میں آئی۔"

میں نے اُس کیس میں آئی۔ اُس کیس میں آئی۔ اُس کیس میں آئی۔
"میں نے اُس کیس میں آئی۔ اُس کیس میں آئی۔ اُس کیس میں آئی۔"

میں نے اُس کیس میں آئی۔ اُس کیس میں آئی۔ اُس کیس میں آئی۔
"میں نے اُس کیس میں آئی۔ اُس کیس میں آئی۔ اُس کیس میں آئی۔"

میں نے اُس کیس میں آئی۔ اُس کیس میں آئی۔ اُس کیس میں آئی۔
"میں نے اُس کیس میں آئی۔ اُس کیس میں آئی۔ اُس کیس میں آئی۔"

میں نے اُس کیس میں آئی۔ اُس کیس میں آئی۔ اُس کیس میں آئی۔
"میں نے اُس کیس میں آئی۔ اُس کیس میں آئی۔ اُس کیس میں آئی۔"

ہیں تو اس کے متعلق پوچھنا ہی بھول گئی تھی۔
 اس نے سر اٹھا کر میری جانب دیکھا۔ میں آنکھیں بند کیے جو
 لپٹا تھا اس نے مجھے مخاطب کیا۔ سزا منونی تم نے کہا تھا کہ تم نے
 طیارہ میں میری آواز سنی تھی یہ ٹھیک ہے کہ تم مجھے آواز نہ پہچان
 لینے لیکن ماہر نے مجھے یہ آئی نہیں پہنچنے کو کیوں کہا؟
 - اس لیے کہ رڈری کی آنکھیں بھوری تھیں اور تم رڈری کے
 میک آپ ہیں جوڑو
 وہ نے جینی سے پہلو ہلنے لگی میں نے عقل جواب دیا تھا
 معرکہ اندر سے ملتی نہیں تھی ایک شبہ نے جڑ پکڑ لی تھی۔ وہ مجھے
 غور سے دیکھتے ہوئے بولی۔ سزا منی بھی میک آپ ہیں ہو یہ تھا راول
 جہرہ نہیں ہے۔
 - شاید۔ اس دن میں ہر جگہ ملاٹ باقی باقی ہے ہر کھٹا بنے
 کہ مجھ میں بھی ملاٹ ہر جگہ تھاری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا تم
 آرام سے سوجاؤ۔
 وہ ذرا ہنسی کر بولی۔ کیسے سوجاؤں؟ میں نہیں جانتی کہ کتنا
 مجھے کس کے پاس لے آئی ہے تم نے میری اصلیت جان لی اس لیے
 مطمئن ہو گئیں میری برے اطمینان کیلئے اپنی اصلیت بتانی چاہیے۔
 - تم جانتے اس لئے منتخب ہیں نہیں بتانا کیسے انٹری کے پاس
 جا رہی ہو اس کا اصل چہرہ کوئی نہیں دیکھ سکتا۔
 - کیا تمام ٹرک میں منہ چھپائے رہتے ہو؟ ایسا تو ممکن
 نہیں ہو سکتا۔
 - میں نے کہا آرام سے سوجاؤ۔
 - اور میں کہہ رہی ہوں کہ اجنبیت ختم کرو دانا چہرہ دکھا دو۔
 - کیا چہرہ دکھانے سے اجنبیت ختم ہو جائے گی؟ کیا تم لوہے
 اطمینان اور اطمینان سے سو سکو گی؟
 - ہاں سو سوں گی بشرطیکہ تم جانتا چہرہ خوشنک نہ ہو۔
 - میں نے اسے ماننے کیلئے ایک سوال کیا۔ تم کہہ کر تم نہیں کفرناؤ
 سے بخاری اچھی واقفیت ہے کیا اس نے تم سے دوامی رابطہ قائم
 نہیں کیا؟
 - تم مجھے ڈال رہے ہو۔
 - نہیں میں اس لیے پوچھ رہا ہوں کہ دوامی رابطہ قائم ہو تو فرماؤ
 سے میری اصلیت معلوم کرو۔
 وہ غصے سے دیکھ کر اڑاٹھتی ہوئی نظروں سے مجھے دیکھتی
 رہی۔ میں بدستور آنکھیں بند کیے ہوئے لپٹا ہوا تھا اور اس کی اچھی
 ہوئی سوچوں کو بڑھاتا تھا اس کا داغ بیچ بیچ کراس کے کہہ لیا تھا
 کہ اس کے سامنے فراد علی تھوڑے سے جہرہ ایک گری سانس چھوڑتے

ہوئے بولی۔ کیا تمنا دوست فراد اپنوں کے سامنے اگر بھی
 چھپتا ہے؟
 - بعض حالات میں ان اپنوں کے سامنے منہ چھپا لے ہرگز
 اس بجائے سے اپنا نیت تو ظاہر کرتے ہیں مگر اپنے اندر کہہ
 بائیں چھپاتے ہیں۔
 - کیا مزاجی دل کی بات چھپاتی ہے؟
 - ہاں یہیں ہے اعتبار میں کہتے ہی گڑ بڑا گیا۔ کہیں گن گن
 کی حیثیت سے یہ نہیں جان سکتا تھا کہ فراد سے اپنے دل کی
 وحوشیں چھپا رہی ہے۔
 - وہ ایک دم سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ مجھے ایسے دیکھنے لگی
 میں ایک پردہ ہوں اور وہ اچھی اس پردہ کو اٹھا کر اس کے پیچھے
 کو دیکھ لے گی۔ عورت جب شک ہو جاتی ہے تو اس شک کو مٹانے
 کیلئے جی ہر جاتی ہے اس کا پختا اعتماد و تنزل نہیں ہوتا اس لیے
 ہر جگہ کے سامنے کھٹے ٹھیک ٹھیک بڑی نرمی اور اطمینان سے ہر ایک
 ہاتھ کو تھام لیا۔ جبر پر گشتی میں مجھے دود سے بولی۔ فراد!۔
 میں نے آنکھیں کھول دیں۔ بہت ہو چکا۔ اب نہ میں چھپا
 سکتا تھا اور نہ وہ چھپنے دینا چاہتی تھی میرا ایک ہاتھ اس کے
 میں خفا میں نے اس کی طرف کوٹ بدل کر اپنا دو سرا ہاتھ اس کے
 ہاتھوں پر رکھ دیا۔ جبر اسے ہنگامی سے بولا۔ ہاں۔ میں فراد ہوں تم
 اس لیے چھپ رہا تھا کہ میری ہر جگہ سے بخاری آنکھیں ہر جگہ
 تم بظاہر مطمئن رہتیں کہ میری پناہ میں محفوظ ہو کر جھٹلا رہا تھا
 مرد ہوں تم سمجھتی ہو نا؟ میں کیا بتاؤں تم اپنے اندر سے اس
 سے لڑتی رہتی ہو۔ اس لڑائی کا سبب حال میں جانتا ہوں۔
 اب اس کے ہاتھ تیرے ہاتھوں کی پناہ میں لڑنے لگے
 اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اگر وہ مجھے اجنبی سمجھ کر ہی کہیں
 گزارا کرتی تو ہرگز یہ دھڑکا نہ رہتا کہ اس کے کہتے قریب وہ
 اس کے چہرہ ڈیل کو بڑھاد ہوں۔
 وہ ملدی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے ایک جھکے
 اپنے ہاتھوں کو چھڑا ہاتھ جیسے نہ چھڑائی تو ان ہاتھوں کے ساتھ
 سیرا ہاتھوں میں چلی آئی۔ وہ پلٹ کر اپنی ہر جگہ پر گئی۔ جبر ایک گونے
 میں سمٹ کر بیٹھتے ہوئے بولی۔ تم نے انٹری کے رد پ میں
 ظلم کیا تھا۔
 وہ مجھے بارود لاری تھی جب بیلی بارود رومان کی جگہ وہ
 کے میک آپ ہیں بیان آئی تھی اور اپنی آواز دہرائے ہوئے چھپا
 تھی تو میں نے اسے یک بار گئی اپنی آغوش میں سمٹ کر اس کے
 کے خلاف اسے غصہ دلا دیا تھا وہ غصہ ہے قابل ہو کر اپنے

گئے تھی۔ اچھی اس کی شکایت سن کر میں نے اپنی معافی پیش کی۔
 دیکھو وہ اس وقت میں نہیں جانتا تھا کہ تم ہر جگہ میں
 ہر جگہ اپنی بخاری مرضی کے خلاف بھی نہیں ہاتھ نہیں لگائوں
 دانا اس جہتیں کہ مجھ کو تم پر افسوس رہی تھیں اور تمہیں
 کے پیچھے سے ابر لانے کی وہی ایک تہ تبرقی۔
 وہ منہ پھیر کر منہ چھلانے بیٹھی تھی۔ اس کے دماغ کی اسکرین
 کی نظر تھا۔ وہ دیر کے کھٹے سے کھٹے کیلئے تڑپ رہی تھی مجھے
 ان تڑپوں ہی چھریں تھیں اس کے لبوں پر غامووشی کی مشربت
 ان تڑپوں کی ہر جگہ کسی کا سایہ برداشت نہیں کر سکتی تھی اس
 اپنی نظر کو برداشت کر رہی تھی۔
 میں نے کہا۔ یقین کرو مونا میں آج بھی بخاری عزت کرتا
 ہوں۔ جو کچھ میرا عرض ایک دوسرے کی اجنبیت کے باعث
 جب مجھے بڑھلا کہ تم مونا ہوتو مجھے یہ حد ندامت محسوس ہوئی۔
 دیر بائی زبان کا حسی ہوں تم سے کیسے تھے وعدہ ہر آج ہی قائم
 - اس بخاری غلطی کو بھول جاؤ۔ یہاں جاسے درمیان جسے وعدہ
 پال رہا ہے گی۔
 یہ کہہ کر میں جبر ہر جگہ پورٹ گیا۔ اسے آرام سے سونے کیلئے کہہ
 ایک دوا کی طرف منہ چھپا لیا۔ اس کی آواز سنی وہی۔ میں جی
 میں۔ جانتی ہوں کہ تم سونے کا باہان کر رہے ہو مجھے نیند
 نہ آئے گی۔
 کیا شکل ہے میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ تمہیں نراں کوٹ میں ہے
 لگاوت تم نے یہ جبر پالسا کی کا باہانہ آؤدھ دکھا ہے تو آخر نہ
 ملاکتا تک ہے گا؟ تم حسین ہو جان ہوں میں تمہیں بارہ ماشور
 ہونا ہوں کہ کسی کو اپنا بیٹا سمجھتی بنا لوں میں بخاری ہوں مجھے اپنے
 ہر ایک جزئیات سے نکال دو کہ تم نہ تو مجھے دل سے نکالنی ہوا نہ
 ہر ایک جزئیات میں ہوں اٹھ کر لڑنے لگا۔ مونا نے ہر ایک اس ہاتھ سے گل جاؤ
 ہر جگہ ہر جگہ میں یہ شور نہ دینا مگر جبر اس کی تو بائیں زیادہ
 شہنشاہ پر ہی ڈالے جاتے ہیں مگر تمہیں میں سمجھ کر ہر حال میں
 نہ کہہ کر کہیں بھی رات گزاراں گا تم دوا ز سے کو اندر سے بند
 سوجاؤ۔
 میں نے ایک جھکے سے دوا ز سے کو کھولا چہرہ داری میں آکر
 آواز۔ سے اسے بند کرنا ہوا آگے بڑھ گیا۔ غصے سے وہ اپنے
 ہر ایک کی آواز سنی وہی۔ فراد۔ سونو فراد۔۔۔۔۔
 مگر میں تیری سے بڑھتا ہوا اس کچھ سے نکل کر دوسری کچھ میں
 ہر جگہ ہوں سے ہونے کا رہیں آگے مجھے غصہ نہیں آتا میں نے

صوت مزا کر سچا نہ کیلئے اور اپنے مشورہ کی اجابت نہ کیلئے
 اسے غصہ دکھانا تھا۔ جس نے کافی کا لڑو دبا پھر ایک گریٹ سٹاک کر
 اس کے کٹ لگانے لگا۔ اسے نیک جس کس پرست ہوں مگر وہی پرست
 نہیں ہوں۔ ندادت کا سوس ہر جگہ بھلا ہے۔ اسے دیکھنا اسے بند
 کرنا اور اس کی تدرک دیکھنا ایک طرح کی شاعری ہے۔ کسی نصیحتی کاٹنے کا
 آپریشن نہیں ہے۔ میں نے نزلے کس شہنشاہ کا قد دان ہوں مگر چھوٹا
 میرے کار میں شہرے میں اسے توڑنا بھی پسند نہیں کرتا۔
 کافی آہنی میں نے سوجا۔ وقت گزارنے کے لیے خیال خوافی
 کی جانے کو لالہ ہوں میں روزانہ مختصر تہ، آرام سے سو رہی تھی، جری
 جہاز میں سوجا ہی اپنے کہیں میں سونے کیلئے چلی گئی تھی۔ میں نے
 رگ کو ہوتی کے لپس اسے مخاطب کیا۔ میبلر سو گیا یا آقا سبحانی کے نکلنے
 کچھ معلومات حاصل ہوئیں؟
 وہ اپنے ہنر پر لپٹ کر اگھوٹا لیتی ہوئی بولی۔ آقا سبحانی
 تو ایک عمر میں ایک ہی سمجھ میں نہیں آیا اور آتی ملدی کیا گل کھول
 گی وہ اور سولی دینی مجھوں بن گئے ہیں۔
 - اچھا تو سولی کسی کہیں میں ہے؟
 - ہاں۔ وہ دو دن جیسے مجھے بھول گئے ہیں۔ اپنے آپ میں
 گمن ہیں۔ آقا سبحانی بخاری طرح ہندی زبان میں جانتا تم کسی انگریز
 عورت کو ٹرپ کے کے انگریزی زبان کی سوچیں پڑھ لیتی ہو۔ کیا
 ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم سولی کو ٹرپ کر کے اس کی مہری زبان کو کچھ
 سکو؟ آقا سبحانی وہی زبان لڑتا ہے۔
 - میں صرف اسی کو ٹرپ کر سکتی ہوں جو ہندی زبان کے علاوہ
 دوسری زبانیں جانتی ہو کہ ہونہاں کے لاشعور میں ہندی زبان کا ٹرپ
 ہوتا رہتا ہے اور سولی ہندی نہیں جانتی۔
 - پھر تو شکل ہے۔ میں کل ایک کوئی تدریس ہوئی گی۔ ہاں ایک
 تدریس ہے تم فراد سے رابطہ قائم نہیں کر سکتیں؟ میرا جبر ہی اور
 چاہا لڑیں میں اس کا جواب نہیں ہے۔ وہ تمہیں فراد کوئی اچھی
 مجال بتائے گا۔
 - وہ کیا مجال بتائے گا۔ دو تدریس میں مجال بگاڑنے پر تیار ہے۔
 تم اسے لگا نہیں دے سکتیں؟ ہندوستان میں جب اس سے سامنا
 ہو کر اسے اچھی طرح سمجھ دینا کہ اس وقت اس کے مجال میں چھپنے والی
 لڑکی نہیں ہے۔ اگر وہ باز دیا تو میں اسے وہی آؤتیں پہچاؤں گی۔
 سونا میری عاشق مزاجی سے پریشان رہتی تھی مگر اسے یہ
 گزارنا تھا کہ اس وقت مجھے وہی آؤتیں پہچانے کا صلح کرے۔ ہاں
 نے، اگر وہی سے منہ بنایا جبر۔ سوچ کر شعل گئی کہ اس وقت اس کی
 نگاہوں کی تہ میں پہنچ رہی ہوگی۔ میں نے کہا۔ اچھا اب سوجاؤ

میں میں رابطہ قائم کروں گی۔ اوکے ہائے۔
 میں سونیلکے داغ سے نکل کر سوچنے لگا۔ سلوی کا داغ برس
 سلنے معری زبان کا ترجمہ پیش کرنا تھا۔ میں اس میں آ گیا
 اس لڑکی کے داغ میں بیچ جانے لیکن وہ آقا سبحانی کے ساتھ بند
 کیہ میں منشی خیز نجات گزار رہی تھی۔ ایسے وقت کسی کی تنہائی میں
 جھانکنا تہذیب کے منافی ہے۔ اب کسی دوسرے وقت ہی سلوی کے
 داغ کو ٹھوٹا جا سکتا ہے۔

میں نے اپنی رشت و راج میں وقت دیکھا۔ تین بج کر بیٹرو
 منٹ ہو چکے تھے۔ بیچ ہونے تک خاموش بیٹھے۔ وقت گزارا دو گھر
 ہوا رہتا تھا۔ نازن کے خیال سے میں کہتے ہی وہ اٹھ کر چڑھ سکتا تھا۔
 وہ ہتھیان بوجھ سے طتی رہیں اور پھرتی رہیں۔ انھیں میں چھلپے
 داغ کی اسکرین پر دیکھ سکتا تھا۔ انھیں اپنے شامانی سے کڑا رہا تھا
 اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ میں بے وقت ہوں۔ اہل بنیادی وجہ یہ ہے
 کہ میں شامانی بھی وہ اپنی رابطہ قائم کرتا ہوں اس کی ذاتی انھوں
 میں خود اچھ جانا ہوں۔ ان کے حوساں ہوتے ہیں ان کا کامل پیش
 کرنے کیلئے پھرے کئی محنت جگانا پڑتا ہے۔ یہ کیلئے سب زیادہ
 سونیا اور زمانہ اہم تھیں۔ مک وقت ہی سے ہی اپنا نیت تھی۔ کئی اہل
 سے مرو جنگ جاری تھی۔

بیس گھنٹے کا مصلحت ہے کہ میں سونیا اور زمانہ اور دل منتی تین
 ستموں میں جگانا رہتا ہوں۔ جو تھی سمت میری اپنی ہے کہ مجھے اپنے
 حالات سے ہی منٹا پڑتا ہے۔ ایسی صورت میں اگر میں بیچنے سے
 والوں سے رابطہ قائم کروں تو اور زیادہ متنبہ بھرتی جائیں گی اور اس
 بیک وقت کسی کے لیے بھی چارہ گرنہ ہی سکوں گا۔

کافی کا پالی خالی ہو گئی۔ میں نے دوسرا سگریٹ مسلک گیا یا پہلا
 کش لگا کر دھواں چھوڑتے ہی اس کی دھند میں رزوی کا چہرہ نظر آیا۔
 رزوی جس کے پیچھے نونا چہرہ تھا وہ نیز کے دوسری طرف بیٹھ
 سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ ہر نظر میں جھکا کر بولی۔ میں بھی جاگتی
 رہوں گی۔

• رت جگاے یعنی کسی کا جھیلنا نہیں ہوگا۔
 تم جا کر سو جاؤ گے یہ سوچ کر ندامت ہو رہی ہے کہ تم جب تک
 جاگتے رہتے ہو مصداق گونڈے رہتے ہو یہ تھکے آرام کرنے کا وقت
 ہے اور تم سے تھا آرام اور سکون چھین رہی ہیں۔
 نہیں ہونے کا نونوں کے بسنے پر بھی نیند آ جاتی ہے۔ تم
 نالک ہلن ہوتیں کہیں میں جا کر سو جانا چاہیے۔
 میں نہیں جاؤں گی۔ اچھا چلو میں وہاں بیٹھی رہوں گی تم جانا۔
 میں کافی کا پالی ادا کر کے آٹھ گیا۔ ہم خاموشی سے کہیں کی

طرف جمانے کے نظا ہر خاموشی تھی جو مجھے ٹھونکے اندھا
 نے رہا تھا۔ وہ گولرائی ہوئی سی تھی۔ وہ ایسی گولرائی تھی کہ
 ہوتا ہے۔ جھک کر ہوتی ہے کہ کسی کے لیے مرنے کو بھی چاہتا ہے
 مرنے ہوتا ہے کہ مرنے سے خوف نہیں آتا صرف اپنے اصل
 دھمکتے رہتے ہیں۔

ہم کہیں میں آگئے۔ میں نے کوئی بات نہیں چھٹی
 بات کرنے سے جذبہ چھڑھلتے ہیں۔ میں چپ چاپ رہا
 آکر بیٹ گیا۔ وہ دیوار سے بیک لگنے کھڑی رہی۔ میں نے
 جس کے نیند نہیں آئے گی۔ لاش آف کر دو۔
 وہ چہرہ اندر سے کانپ گئی۔ لاش آف کرنے کی بہت
 دوجہات ہوتی ہیں جو کھاس کا دل چور جذبوں سے دھکے
 اس لیے اس کے داغ سے لاش آف کرنے کے چھوڑنے
 تھے۔ ہر حال اس نے سوچ آف کر دیا۔

نیز رفتار ترین دلی کی پڑی پر دھڑکنوں کی طرح بھتی جا رہی
 تھی۔ وہ چپ کھڑی تھی۔ میں نے دوسری طرف منہ پھیرتے
 میں سو رہا ہوں بہتر ہے کہ تم ہی عقل سے کام لے۔ شپ بچرہ
 میں نے آنکھیں بند کر لیں داغ کا درد بچھوٹا لگا ادا
 دیچے سے جھانک کر لے کہیں کی تار کی میں دیکھتا رہا۔
 سرجو سے سکے ایک معلوم سی جھمکا ہٹ محسوس ہو رہی تھی۔
 چاہتے تھے یہی چاہتی تھی کہ میں بے رزوی نہ دکھاؤں کیونکہ
 کسی بھی عورت کو اپنی بے رزوی کا احساس ہوتا ہے۔

وہ آٹھنگی سے اپنی برتھ پر بیٹھ گئی۔ اس کے کپڑوں
 مجھ پر اتھاواں دھنک تھا کہ اس بند کہیں میں بیٹھ رہا
 مطمئن ہو کر سونیں سکتی تھی۔ عجیب چیز تھی۔

پھر وہ اپنا ایک ہی دولوں ہاتھوں سے مزہ جھا کر کھانے
 اندر سے آندھی کی طرح سوز جاتے ہوں اور اوڑھنا نہیں
 کو روک ہاتھوں سے روکنے کی کوشش کی جانے تو ایسا ہی ہوتا ہے
 پر دلنا آتا ہے۔ میں آٹھ کر بیٹھ گیا۔ آہٹ ہا کر اس نے نہ
 ہاتھوں کو ہٹایا۔ ٹرین کسی آباد علاقہ سے گزرتی جا رہی تھی کہیں
 کھڑکی سے رشتنیاں بھی گزرتی جا رہی تھیں وہاں ادھیت لہ
 کی آنکھ بھولی ہو رہی تھی۔ وہ سہم کھڑی ہو گئی۔ جیسے میں ادھیت
 کی آنکھ بھول چھینے آگیا ہوں کہیں میں نے غلاب توقع اس کے
 پر ایک طنز چڑھا دیا۔ وہ بستر پر گر پڑی۔ رزور سے لہ گئی۔
 میں نے ڈانٹ کر کہا۔ چپ چاپ سو جاؤ صرف تم ہی
 بار سائیں ہو۔ یہ تک میں ہرمانی ہوں سگوتھاری لاج رکھا
 کے لیے یہاں ثابت قدم رہ سکتا ہوں لیکن تمھاری یہ باتیں

ظرف جمانے کے نظا ہر خاموشی تھی جو مجھے ٹھونکے اندھا
 نے رہا تھا۔ وہ گولرائی ہوئی سی تھی۔ وہ ایسی گولرائی تھی کہ
 ہوتا ہے۔ جھک کر ہوتی ہے کہ کسی کے لیے مرنے کو بھی چاہتا ہے
 مرنے ہوتا ہے کہ مرنے سے خوف نہیں آتا صرف اپنے اصل
 دھمکتے رہتے ہیں۔

ہم کہیں میں آگئے۔ میں نے کوئی بات نہیں چھٹی
 بات کرنے سے جذبہ چھڑھلتے ہیں۔ میں چپ چاپ رہا
 آکر بیٹ گیا۔ وہ دیوار سے بیک لگنے کھڑی رہی۔ میں نے
 جس کے نیند نہیں آئے گی۔ لاش آف کر دو۔
 وہ چہرہ اندر سے کانپ گئی۔ لاش آف کرنے کی بہت
 دوجہات ہوتی ہیں جو کھاس کا دل چور جذبوں سے دھکے
 اس لیے اس کے داغ سے لاش آف کرنے کے چھوڑنے
 تھے۔ ہر حال اس نے سوچ آف کر دیا۔

نیز رفتار ترین دلی کی پڑی پر دھڑکنوں کی طرح بھتی جا رہی
 تھی۔ وہ چپ کھڑی تھی۔ میں نے دوسری طرف منہ پھیرتے
 میں سو رہا ہوں بہتر ہے کہ تم ہی عقل سے کام لے۔ شپ بچرہ
 میں نے آنکھیں بند کر لیں داغ کا درد بچھوٹا لگا ادا
 دیچے سے جھانک کر لے کہیں کی تار کی میں دیکھتا رہا۔
 سرجو سے سکے ایک معلوم سی جھمکا ہٹ محسوس ہو رہی تھی۔
 چاہتے تھے یہی چاہتی تھی کہ میں بے رزوی نہ دکھاؤں کیونکہ
 کسی بھی عورت کو اپنی بے رزوی کا احساس ہوتا ہے۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ وہ ایک ہانک بچے دیکھے
 اپنی تھی چہرہ میری برتھ کے پاس بیٹھ ڈھول پر آکر بیٹھ گئی۔
 آہٹ کھنوں پر ہاتھ رکھ کر بولی۔ تم بہت ظہیر ہو بہت بلند
 ہاتھوں سے ڈھول میں روکھاری بلندی کو سمجھا جا سکتا ہے۔
 میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ اچھا اب جادوئل کو لباس تبدیل
 نہیں ہوا رہا کر دیکھا ہوں۔ شاید یہی اور ڈھول بھی جاگ رہے
 گئے۔

میرا ذہن بہت دیر سے تھا۔ بلکہ میں سوچ رہی ہوں تھی
 اپنی تھی رزویوں سے دوستی کر کے ہو۔ میں سمجھتی ہوں کہ وہ سب
 لڑکی تھی جن کی صلاحیتوں سے متاثر ہوئی ہوں گی مگر یہ تمھاری
 اس نے مار ڈالا ہے کہیں نہیں بھولوں گی۔
 ہاں۔ دوستی ایسی ہی ہو جو جھلائی نہ جا سکے اور جا رہی دوستی
 کی ہوگی۔
 میں نے اپنے گھنٹوں پر دیکھے ہوئے اس کے ہاتھوں کو تھا لیا پھر
 لہنگہ ساٹھا کھڑکھڑا ہونگیا ہم دولوں دو برو تھے۔ میں اس کی

دھڑکنوں کو کچھ سکتا تھا۔ اسے میرے جذبات کا پتہ نہ تھا۔ ٹوٹے
 پتہ نہ تھا کہ میرے اندر کا وہ رنگیلا فرما کیسے سولہ ہے۔
 میں اپنے ایک ہاتھ سے اس کے ایک ہاتھ کو پکڑ کر پکڑ کر
 تھپک کر کہیں سے باہر آ گیا۔ بیٹی اور شراک بیدار ہو چکے تھے۔ میں نے
 دروازے پر دستک دی۔ بیٹی نے دروازہ کھول دیا لیکن کی عمو
 فضا میں کافی کی مٹک اٹھ رہی تھی۔ میں نے ایک گری سانس کھینچ
 کر کہا۔ بڑے پچھے موقع پر آیا ہوں جلدی سے ایک پیالی پلا دو۔
 میں ایک برتھ پر بیٹھ گیا۔ شراک نے معنی خیز انداز میں سکر
 پوچھا۔ بات کیسے گوری ہیرا خیال ہے وہ لڑکی ناک پر رکھی نہیں
 بیٹھے دیتی ہے۔

میں نے سکرانے ہوئے کہا۔ پھلی رات اس نے بہت پریشان
 کیا۔ وہ اپنے آپ کو بہت ہی بجا کر رکھنے والی لڑکی ہے۔
 شراک نے پھر معنی خیز سوال کیا۔ تو بھ گئی؟
 بیٹی نے شراک کو کھنٹے ہوئے کہا۔ شرم نہیں آتی ایسی باتیں
 کرتے ہوئے؟ میرا خیالی ایسا نہیں ہے۔

میں نے کہا۔ ہاں۔ میں ایسی لو لکھن کی قد کوڑا ہوں۔ وہ
 سہمی ہوئی تھی۔ سونا نہیں چاہتی تھی۔ میں نے ٹیلی بیجی کی لودی
 سنا کر سلا دیا۔
 یہ ٹیلی بیجی ہی خوب کبھی لودی سنا تی ہے کبھی دھماکے
 کرتی ہے۔

ہم کافی پیتے رہے اور باتیں کرتے رہے۔ ایک گھنٹہ بعد زونا
 کی سوچ کے بنا کہ وہ لباس وغیرہ تبدیل کر دی ہے۔ میں کہیں میں
 واپس آیا تو اسے دیکھ کر ایک ذرا غصہ کیا۔ کیونکہ اس نے رزوی
 کا میک اپ انار دیا تھا۔ میں پہلے تیار چکا ہوں کہ وہ اپنے اصل روپ
 میں نکلی کہیں تھی۔ اس کتاب کے آگے رزوی وغیرہ کی سوزنیں
 ستاروں کی طرح بھج جاتی تھیں میں چند لمحوں تک اس نا بکا رسن کو
 دیکھتا رہ گیا۔ اس کی بڑی بڑی آنکھیں ایسی گولائی ہوئی تھیں کہ
 سبھی دل میں اترق تھیں ستاروں تک اس کے زور کی طرح آنٹی ہوئی
 تھی۔ گولائی لبوں کی ٹیکھڑیں بڑی خوب صورتی سے تراشی گئی تھیں۔
 چہرے سے کھنک کر کٹ کر بنا گیا تھا۔ اس وقت بیٹھ کر کھنکے بہ
 دل نے تیار کر کے اندر کا رنگیلا فرما دیا۔ جینج کرنے کے لئے نہ
 شتاب کے آگے سوزنیں سکتا۔

تب میں نے پھلی رات کی پارسانی کا تجربہ کیا تو حقیقت
 سمجھ میں آئی کہ رزوی کا چہرہ میرے لیے تھوڑا اور آزدہ تھا۔ ہاں۔
 میں سمجھتا ہوں تھا۔ خوب ہیں کوئی کھڑا رہ سکتا ہے۔ انکاٹن ہیں
 کھڑا رہنا ناممکن ہے۔ میں نے اس سے نظریں چھلنے ہوئے پوچھا۔ یہ

”کیا؟“ وہ بڑی مصعوبیت سے مجھے دیکھنے لگی۔
”نہیں روزی کے ٹھیک آپ میں رہنا چاہیے تھا۔“
”میں بروہکے بیزار ہو گئی ہوں۔ یہ زندگی مجھے ایک اعلانِ اولیٰ
منقلب ملاحظہ آتی ہے۔ اگر کہیں کچھ روز ادا اس طرح ذمہ دہی تو یہ
زندگی مٹ جائے گی۔“

”شکر ہے کہ نفس اپنی ویرانی کا احساس ہر اسبابِ بولوکیا
ارادہ ہے؟“

”میں جہاز کے انمول سے کہیں دور جانا چاہتی ہوں۔ میں نے
تھکاری ہاتھوں پر غور کیا ہے۔ اگر میں سپر مارٹر کیلئے کام کرتی رہی
تو کوئی ذکوئی روزہ مجھے کھا جائے گا۔ میں سپر مارٹر سے کہیں کی کردہ مجھے
اپنی تنظیم سے خارج کر دے۔“

”میں نے سنبھلے ہوئے کہا کہ وہ ایسا نہیں کرے گا۔ تنظیم کو چلانے
والے مارٹر سپر مارٹر کسی پر اس حد تک بھروسہ نہیں کر سکتے۔ وہ اپنی
طرح سمجھتی ہے کہ خزانہ کیے چلنے والے باہر ہر تنظیم کے اہم راز
اٹل سکتے ہیں۔“

”میں ایسی نہیں ہوں۔“

”میں جانتا ہوں مگر سپر مارٹر جانا نہیں چاہے گا۔“

”پھر میں کیا کروں؟“

”کسی خورد اسارت اور دولت منہ نفس سے شادی کر لو جب
تم نیچے کھانا شروع کرو گی تو شاید اس وقت سپر مارٹر نفس کچھ دھیل
نے لے گا۔ ایسے کام نہیں لے گا۔ جو تمہارے مزاج کے خلاف ہوتے۔ پرت
وہ نہ بچرے کہ سوچ ہی کہی کہ اگر میں چاہوں تو اسے سپر مارٹر
کہیں خلد پتہ چاکر نہاؤں لے سکتا ہوں۔ میں نے انجان بن کر پوچھا۔ کیا
سوچ رہی ہو؟“

”وہ آہستگی سے بولی۔ تمہارا نہ ہر قوم میری سوچ بڑھ رہے ہو۔
میں ہر قوم کی سوچ نہیں پڑھتا۔ جو کھانا اور ماغ لکھنے کیلئے
اپنے دماغ میں ماغ دہتا ہوں۔“

”وہ جسے مہجوت کو بچھ کر بولی۔ سونیا اندر دماغ تھا ہی بنا
میں رہتی ہیں سپر مارٹر ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ کیا تم میری حفاظت
نہیں کر سکتے؟“

”جبکہ دوستی ہوتی ہے۔ میں تمہاری حفاظت کر رہا ہوں۔ میں نے
چھانگ بلازہ کے خطرے سے تمہیں نکالا۔ اس رات سے اس کہن میں
تمہاری عزت بحال رکھی۔ میں تو تمہاری حفاظت کر رہی رہا ہوں لیکن
تمہیں وہی عذاب پس مبتلا ہوں۔ اس مذاکب شادی کے بعد ہی جاتا
مل سکتی ہے۔“

”مجبب باب ہر جھانے کھڑی رہی، اس کے دماغ میں کشش

جاری تھی۔ اس کی سوچ اس سے سوال کر رہی تھی۔ میں کس کس
کوں؟ جو ایک بار سنا گیا اس کے بعد کوئی دو سال نہ سنا۔
میں نے کہا۔ میں کچھ بولا ہوں۔ اب مگر تم نے اسے
چکا ہوں کہ میں شادی اور گھر گھر متی کی عیبستیں نہیں کیا۔ اس کا
ساری عمر کی دوستی مل سکتی ہے جو کھلا اور بچے نہیں مل سکتے۔
وہ لڑائی پلٹ کر تیزی سے چلتی ہوئی کہیں سے باہر
وہ اپنی کرداروں کو سمجھ کر تھی کہ میری قوت ایک پانچا ہے۔
جاتی تو بنا لٹے پد کردہ جاتی۔ میں نے اسے جلنے دیا۔

”تاہلٹ میں پہنچ کر میں نے سونیا کی خیریت معلوم کر لیا۔
رات کا پچھلا پیر تھا۔ وہ گری خیر سو رہی تھی۔ میں سلوی کے ساتھ
پہنچ گیا۔ وہ آفا سمائی کے ساتھ۔ میں سو رہی تھی۔ وہ دونوں بھی گری
میں ڈوبے ہوئے تھے۔ سلوی سنا نا خواب دیکھ رہی تھی۔ میں نے اسے
خواب نصیر میں سونا کر اکر اکر کیا تاکہ وہ سہیلوں کے درمیان نہ
رازدنیاز کی باتیں ہو سکیں۔

”میں نے سونیا کے لیے میں پوچھا۔ تو سلوی آفا سمائی کا
پہنچ گئی ہو کیا وقت گورا؟“

”سلوی خواب کی اسکرین پر غور کر رہی دیکھ رہی تھی۔ وہ
لیتی ہوئی بول رہی تھی۔ اسے مت پر چھوڑے۔ بتایا۔ جانے گا۔
میں نے سوال کیا۔ یہ آفا سمائی کن ہیں؟“

”پرا عجیب۔“

”مجبوب تو ہے مگر اس کی ہر شئی کیلئے؟ کون ہے؟ کون
آیا ہے؟ اور کہا جا رہا ہے؟“

”میں کون ہوں؟ اور کہہ رہی جا رہی ہوں؟ مجھے اپنی ہون
ہے۔ میں اس کے ہاسے بن گیا ہوں؟“

”ایسی بے خودی آپ نہیں تم جوشید ہران کے حکم پر رک دیتی
ایک شے پر جا رہی ہو تمہارا فرض ہے کہ آفا سمائی میں نہیں
بند کر کے قبول نہ کرے۔ بے شک نفس اپنی سوچ کے لیے نرفز کو لایا
مگر اس کی اہلیت کو سمجھ کر نہ بجا رہی ہے۔“

”وہ بولی تو سونیا اپنے فریڈ کی اچھا نہیں اور سہرا نہیں کرنا
سب کچھ کر چکا ہے۔ میں اس کو دیکھنے کے لیے تم فریڈ کے
کا حساب نہیں کرو گی۔ آفا سمائی بھی جیسے ہے۔ آنا ہی اسے۔ اگر
معلم ہر ہانے کہہ کون ہے؟ اور کہا ہے؟ تب بھی اس کے
کسی کو نہیں بتاؤں گی۔“

”اس کے خیالات بڑھ کر چل گیا کہ وہ آفا سمائی کی کسی
دیوانی بن گئی ہے۔ اپنی تباہیوں کا راز وہ سونا کرنا سکتی تھی۔
سمائی کے خلاف کوئی بات زبان سے نہ نکالتی تھی۔ اس کے
اپنے مجب سے فدا داری لانی ہے آئیہ میں اسے اس کے

میں پوچھیں گی جو وہ سنا۔ مشورہ دیتی ہوں کہ اپنے مجبوب کی زندگی
پر سزا دینی نظر میں رہنا چاہیے۔ اب محبت میں ملنے والی دھوپ
بڑی کواچی طرح ہو سکتی۔ اچھا میں جا رہی ہوں۔“

”خواب کی اسکرین سے سونیا غائب ہو گئی مگر میں اس کے
ان میں ڈوب رہا۔ وہ خیریدگی سے سوچ رہی تھی کہ اپنے مرد کے ہانسی
اور ذرا بھٹا جائیے اور اب وہ فریڈ سمجھے گی۔ میں اس کے دماغ سے
کل آیا۔ میں آئیہ سمجھی اس کی حال کردہ معلومات تک پہنچ سکتا تھا۔

”میں نے آئیہ سمجھے تھے۔ وہ راز کا سفر شروع ہو چکا تھا۔ وہ
یاد میں چاہتا تھا کہ اس کے ساتھ پہنچی ہوئی کافی کی چھکیاں لے رہی
تھی۔ چاہتا تھا کہ اس کے ہاتھ میں شراب کا جام تھا اور وہ سڑکی حالت
میں رہا۔ اس کے تعریفیں کر رہا تھا۔ رازمان زیادت سکرانی ہوئی یہ
فریڈ نے ہی تھی کہ وہ عام آدمیوں کی طرح اپنی تعریفیں سن کر کچھ
ہے۔ چاہتا تھا کہ اسے بڑے ہی دماغ تک انا کریں اس کا ہاتھ
فہم لیا۔“

”وہ اپنا ہاتھ چھڑاتی ہوئی بولی۔ یہ مجھے پسند نہیں ہے۔“
”وہ بڑے ڈرامائی انداز میں بولا۔ میں ہر حالت میں نہیں ہوں۔ سخن کا
دماغ میں۔ ساری عمر تمہاری قدر کروں گا۔“

”میں نہیں چاہتی کہ تمہاری ٹمکے دوست لوگ یہ رمانس سمجھیں۔
کوئی بات نہیں تمہارے میں یاد کر لیں گے۔“

”وہ خڑلے گی۔ میں نے کہا۔ تمہیں تو قلمی ادا اور بنا چاہیے تھا۔“
”سندید۔“ وہ بولی۔ تم آگئے؟“

”ماں بچھی رات تم نے خیریدگی کی حالت میں مجھے بتایا تھا کہ صبح
تمہارا شروع ہو رہا ہے۔“

”اچھا خیر۔ چلے مجھے اپنے اہل عاشق سے نہایت حال کرنے دو۔
مجھے انتظار فرمائیے۔ کہہ کر اس نے انکارانی لینے مجھے کہا۔ ہائے
مردان بھروسہ کسی بھی فریڈ کے ہلے میں اور کبھی تھکے ہائے
مل کر پڑتی رہی۔“

”اس نے خوش ہو کر ایک ہی سانس میں جاہم خالی کر دیا۔ پوچھا
میں اسے۔ میں کیا سوچ رہی تھی۔“

”میں کو تمہاری شخصیت فریڈ سے زیادہ متاثر کرتی ہے شاید
ان کی طرح دلیر ہی ہو۔“

”شاید کیا۔ میں فریڈ جیسے چار فریڈوں سے اکیلا نہ سکتا ہوں۔
مگر میں نے تو انہوں سے تمہارا کوئی کارنامہ نہیں دیکھا۔“

”میں خیال پہنچتی ہی وہاں تھا۔“
”ایک اور بات ہے۔ فریڈ اچھی سو رہا ہے۔ مجھے اس کا کافی
اندر مہر کا تو تم بہت کی باتیں نہ کرنا۔ وہ نہ تھا وہ شادی کو پڑی فریڈ

کرے گا۔“
”وہ غصہ سے بولا۔ وہ بڑول ہے۔ ٹیل تھپی کے تھیلہ سے لوانا
ہے اور تم اسے دلیر کہتی ہو۔ کوئی بات نہیں۔ جب تم اشارہ کرو گی تو میں
تم سے رمانس نہیں کروں گا۔“

”وہ جاہم لیتی ہوئی بولی۔ مجھے خیریدگی ہے۔“
”آہ اتم سو ہاڑی تو میں تمہارا جاہم لگاؤ۔“

”اچھا تو فریڈ عرض ہو رہی تھی اپنی تنہائی کی فکر ہے۔ میری خیرید
کا خیال نہیں ہے۔“

”ماں۔ نہ نہیں جان میں اتم سو جاؤ۔ میں لو بس پڑی کر رہا تھا۔
تم سو رہاؤ۔“

”راڈوانے شکستہ ادا کرتے ہوئے اپنی سیٹ پر پھیل کر اس کے بند
کر لیں۔ پھر مجھے غائب کیا۔ میں نے کہا۔ اب انتظار فریڈ میں ذرا
چھانگ شئی کا کی نیت کچھ لو۔“

”وہ دو صابا پھر سنے کے بعد رمانس
کر دیکھ

”رہا تھا۔ اس کی نگاہوں کے سلسلے وہ بھرے ہوئے جاہم کی طرح میری
تھی۔ اس کے سینے کے گلابی پیر سے حسن کی زری نہیں فریڈ کی سختی
جھلکتی تھی۔ اس کا سنن شرا کرنا تھا۔ مگر اس سے زیادہ مڑوب کرنا
تھا۔ وہ ایسی ہیڈ حیرانوں میں سے ایک تھی۔ جیسی چھیرنے کے لیے
بڑے اصول کی ضرورت ہوتی ہے۔“

”میں اس کے دماغ میں دلیرس آ گیا۔ اس نے پوچھا۔ وہ شیطان
کیا کر رہا ہے؟“

”میں نے کہا۔ اپنی نگاہوں کی انگلیوں سے تمہارے سنن و شبان
کو ٹھول رہا ہے۔“

”میں تمہاری ہون تمہیں غریت نہیں آ رہی ہے؟“

”ان حالات میں کسی مرد کو فریت نہیں آ جاہم۔ جو لوگ کسی
دوسرے سے اس بات پر مڑتے ہیں کہ وہ ان کی عورت کو اپنی نرفوں
سے کہیں دیکھو۔ ہاتھ لانا تو ان کی حماقت ہے۔ کیونکہ کسی بھی عورت کو
دیکھ کر مڑ کر گونے والے لوگ کم ہوتے ہیں۔ ان سڑھکانے والوں
میں ہی ایسے لوگ زیادہ ہوتے ہیں جو سڑھکانے کے بعد اس کا نظر
کے دیکھو۔ جو حسن و شبان کو تصور کی اسکرین پر تفصیل سے دیکھتے ہوتے
اندازی اند لطف اندوز مڑتے ہوتے ہیں۔ اگر ظرف اند میں سے نہ پ
یہ کہا جائے تو وہ کسی تسلیم نہیں کریں گے مگر وہ کیا کروں۔ میں خیال
پڑھتا ہوں۔ لوگوں کے اندر کی ضروریوں کو سمجھتا ہوں۔ اس لیے میں
اوپر سے بہت مند نہیں بن سکتا۔ کیوں کہ انسانوں کے اندر جو خیر
منور چھلنا چھلنا رہتا ہے اسے میں ہڑ سے اٹھا کر نہیں چھین سکتا۔
وہ بولی۔ واقعی انسان کے اندر کے انسان کو فریب سمجھتے ہوتے

و کہ جب تک تم انسانی نور ساقی میں نہ رو لگائی طرح تمدنیہ اہل سیرت میں
 سیکھو گی اس وقت تک تم میرے پاس نہیں آؤ گے گا
 وہ جلدی سے ہویں " میں کچھ ہی بول سکتے ہیں پھر میرے لیے
 رکھتے ہیں۔ بہت ہی کوشش اپنے اپنے وقت کے مطابق آتی ہیں اور
 کوئی زکوٰۃ بات سکھاتی رہتی ہیں۔ میں اب جھپٹے جھپٹے نہیں رہی۔ تمہاری
 جہالت نے اب مجھے بہت برا سبق دیا ہے "۔
 میں نے مزہ لگا کر کہا " ہاں! یہ! اچھا ہے کہ مجھے سے دور رہ کر تم کچھ
 سیکھو، اور جو سب سے ہم بات نہیں سمجھتے ہیں وہ یہ کہہ جاتے نہ لگاؤ۔
 اس طرح تمہاری راہ کی دکھاؤں بھی رہا کر دی۔ جب میں ابھی طرح سخن
 ہو جاؤں گا کہ تمہاری راہ کا پتھر نہیں چھوٹا ہوتا میں تمہیں اٹھانے کے لیے
 آیا ہوں گا "۔
 وہ دونوں دانت بڑی کرکھے دیکھنے لگیں۔ میں نے چمکدے سے کہا۔
 " دیکھو دیکھو کچھ نئے فنکار ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے شاخ کی
 گری بھی دور نہیں ہوتی ہے۔ تم دنیا والوں کو تو ایک حرف دکھو۔ جسے
 چاہتی ہو اس محبوب کی باتوں کو بھی نہیں سمجھتیں اور نہ ہی اس پر عمل کرنا
 چاہتی ہو "۔
 وہ فوراً ہی سنبھل کر بولیں " نہیں نہیں مجھے فہمہ نہیں آ رہا ہے میں
 تو سوچ رہی ہوں "۔
 میں نے ہنسنے ہنسنے کہا " میں نے دانت میں کڑو پتھر چسپے ہوئے آج
 تک کسی کو نہیں دیکھا۔ بہر حال اب میں جاؤں گا "۔
 انہوں نے میرے ہاتھوں کو تھام لیا، چہرہ میں تکیا اپنے چہرے کو
 دیکھنے ہی نہیں آؤ گے "۔
 اس وقت مجھے بڑا غلبہ سا لگا کہ میں بچوں کا باپ بن گیا ہوں
 اور ان کی مائیں اپنے بچوں کے باپ سے اپنے حقوق مانگ رہی ہیں میں
 نے کہا " ہاں! اپنے بچوں کو دیکھئے مزدادوں کا اہم سے بھی ملاقات
 کروں گا میں اب مجھے جانے دو "۔
 وہ دونوں مجھ سے بہت گئیں۔ مجھے قید کرنے کے لیے دو طرف سے
 پیار کے بندھنوں میں باز نہ گئیں۔ وہ بڑی ہی خوبصورت بندھن تھیں ان
 میں ایسے بیدار کاس وقت تسلیم نہیں کیا جب وہ میرے حالات کے مطابق
 نہیں ہوتا۔ میں کچھ ہر تھا کہ وہ مجھے اس طرح نہیں جانے دوں گی مگر وہ تو
 خواب کی اکبرن پر ایک تاش ہوا تھا۔ میں نے ان کے خیال کے ذریعے
 تھوڑا کم کر دیا۔ وہ خواب کے اکبرن سے میں بھی غائب ہو گیا۔ وہ دونوں تنہا
 رہ گئیں۔
 میرے جلتے ہی وہ بڑا ڈاکٹر بنا پڑے تھیں۔ دونوں کی آنکھوں
 سے نیند لڑتی تھیں اور وہ اپنے اپنے دھڑکنے ہوتے سینے پر ہاتھ رکھے
 سوچ رہی تھیں کہ وہ پناہ تھا جھوٹ تھا کس جھوٹ اور اس جھوٹ میں سے
 پیچھے وہ مزداد ان سے ملنے آیا تھا۔ ان کی سوچ نے تیار کر اخبارات میں

اسی لیے یہ خبریں شائع کی گئی تھیں تاکہ دنیا بھر کے اخبارات میں جہالت
 بات کا پتہ چلا ہو کہ کوئی دہقان فریاد نہیں ہو سکتا ہے بچوں کی مائیں بننے والی ہیں
 تو یہ خبر فریاد ملی تو یہ تک بھی پیچھے گی۔
 اس کے باوا اکثر زمین سے نہ سمجھا تھا کہ فریاد اپنے بچوں کی خاطر
 ان سے ملنے مزداد آئے گا اگر وہ نہیں لیں نہ آیا تو ان کے راستے سے
 گزر کر مزدادوں سے رابطہ قائم کرے گا اور وہ دن ہی سوچ ہی نہیں کہ فریاد
 ابھی ان کے پاس آیا تھا اور بڑی سنگینی کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ اپنے بچوں کی
 دو دن جیسے سنگدل بنے رحم مند و راہ قابل شکست نمودار
 کبھی نہیں روئیں۔ مگر پہلی بار ان کے دل ٹر پڑے تھے اور وہ دونوں خود
 تسلیاں دے رہی تھیں کہ وہ پھر آئے گا۔ اس نے وعدہ کیا ہے وہ پھر آئے
 گا۔ ان کی تڑپ ریشا تیار یہ جذبات دیکھ کر میں متاثر ہوا لیکن یہ تاڑ گھر سے
 اندھا پتیار ہو جاتا تو پھر میں تڑا اور کھانا اٹھا کر میں اپنے حالات سے
 بیچتا پھرتا کہ حرف اتنی کا کن کہ نہیں رہ سکتا تھا۔ میری خود خاراں میں،
 انہیں بھلنے کے لیے میں نے سوچ لیا کہ میں پھر ان سے رابطہ قائم کر دوں
 گا لیکن ان کے جذبات سے مجھے متاثر نہیں ہونا چاہیے۔ یہ سوچ کر ان کی
 کے دماغ سے نکل آیا۔
 اسی لمحے بے اختیار اوداغ اور دوزبان میں سوچنے لگا کہ اب
 مجھے سونیا کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہیے وہ میرے ہاتھ سے نکلی
 جا رہی ہے۔
 پھر میرے دماغ نے سوچا: اگر وہ میرے ہاتھ سے نکل جا رہی ہے
 تو اس میں میرا قصور ہے کیونکہ میں نے ایک عرصے سے مجھ کو رکھا ہے۔
 کبھی اسے قریب آنے کا موقع نہیں دیا۔ جذبات کے انگڑائی میں رہتے
 اور ملنے والی اگر باؤ نکسین کی حرف مائل ہو رہی ہے تو یہ میں غلطی
 تقاضوں کے مطابق ہے۔ مجھے فرائض کا ثبوت دینا چاہیے جس میں اتنی
 عوجھاؤں سے مل نہیں سکتا۔ ان کے لیے مخصوص ملاقات مقرر نہیں کر سکتا تو
 مجھے یہ حق نہیں پہنچتا ہے کہ میں کسی کے راستے میں رکاوٹ بنوں۔ حتیٰ کہ
 سونیا کی راہ پر چلنے والی ہے اس راہ پر بھی مجھے دروازہ نہیں بنا چاہیے۔
 میں نے سوچا ہے سچو بندے کے میرے اندر کسی کھمبلی جی ہوتی تھی
 جیسے میری کوئی عزیز ترین چیز یعنی جامہ ہی ہوا جس میں اس کی ملکیت
 بناتے رہ گئے ہیں ناکا ہو گیا ہوں۔ میں کو ان کے سونیا کے متعلق اتنی فاضل
 سے یہ نہیں سوچ سکتا تھا کہ وہ مجھے پھر کراچی لے گئی کسی دوسرے کوسہ
 مگر پھر میرے دماغ نے مجھے سمجھایا: اگر میں اپنی زندگی گزارنے جذبات
 پر قائم رہ کر سونیا کو واپس لانے کی کوشش کروں گا تو یہ قدرتی تقاضوں کے
 خلاف ہوگا۔ جو بات ہوتی ہے وہ ہو کر رہتی ہے۔ سونیا مجھ سے بڑھتی ہو
 چکی ہے اور اس کا بڑھن ہونا بھی جائز ہے کیونکہ میں نے اس کے ایک کچے
 کی خواہش بڑی نہیں کی تھی اور اسے طیش لانے کے لیے دوسری طرف تو
 بچوں کا باپ بن رہا ہوں "۔

میں نے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو تھام لیا۔ اپنے ہاتھوں کو
 سمیٹیں بکھریا۔ اس وقت مجھے پتہ چلا کہ دل اندھا مارنے کے ذریعہ بعض
 اوقات کسی جنگ ہوتی ہے۔ میرا دل سونیا کے لیے دھڑکنے لگا تھا، اور
 باغ بندھا کر سونیا کے سوز اور اس کی خواہشات کے مطابق چھوڑ دیا
 جاتے۔ وہ اپنی جہت اور اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کرے گی۔ دماغ رہ
 رہ کر میرے اندر میری سونیا کے خلاف چیخ رہا تھا۔
 تب میں اچانک ہی ہٹھک گیا۔ اس سے پہلے کہ دوسری طرف
 سے نہ ہٹھکتی، میں نے فوراً ہی اسے مخاطب کیا " روتی، تم نے مجھ کو کیا۔
 تم میرے دماغ میں میری آواز ادا میرے لیے ہیں بول رہی ہو۔ مجھے سونیا کے
 خلاف بھڑکار رہی ہو "۔
 جواب میں خاموشی ہی۔ میں نے تھوڑا سا انتظار کیا پھر کہا " کچھ
 روتی، میں نادان نہیں ہوں۔ اب میری بھڑک اس آگ کو نہیں اچانک ہی
 ارد میں یوں سوچنے لگا تھا۔ یہ تو ایک تمہارے پیدا کی تھی اور تم مختلف
 سوچوں کے ذریعے میرے اندر متاثر کر رہی تھیں "۔
 میرے دماغ میں خاموشی رہی۔ میں نے ناکارگی سے کہا " نہیں
 اپنی مصلحتوں پر بڑا ناز ہے۔ تم نے میرے برے وقت میں کام آنے سے
 انکار کر دیا تھا۔ اب پھر چھپ چھپ کر میرے معاملات میں مداخلت
 کر رہی ہو "۔
 تب میں نے اس کی منہ میٹھی کی کہ وہ بولی " نہیں فریاد میں
 نے تمہارے آڑے وقت میں کام آنے سے کبھی انکار نہیں کیا کبھی ایسا
 وقت آئے گا تو میں جان کی بازی لگا کر تمہارے کام آؤں گی۔ ہاں، سونیا
 یا تمہاری دوسری عوجھاؤں کی ذمہ داریاں مجھ پر عائد نہیں ہوتیں "۔
 " اگر ایسا ہے تو پھر سونیا کے خلاف مجھے کیوں بھڑکار رہی ہو پتہ
 " یہ بھڑکانا نہیں ہے، میں حقیقت بیان کر رہی ہوں۔ جو کچھ
 مجھ میں ہے سونیا کے برستے ہوئے خیالات اور رحمانات کے متعلق کہا ہے
 اس میں کوئی غلطی بات نہیں ہے۔ یہ تمہاری زیادتی تھی جس کے نتیجے میں وہ
 دوسری طرف دھکے پی ہے۔ اگر تم سے اس کے حال پر نہیں چھوڑو گے
 تو اُنے والا وقت بتانے گا کہ تم حضرت کے خلاف مجھے کچھ نہیں کر سکتی "۔
 " یہ جی غفلت کے عظیمی حقائق ہے کہ تم کو نہیں دلتے ملا ہے سے
 کام لے رہی ہو۔ تم مجھ صرف اپنی ملکیت بنانے کے لیے یہ چاہتی ہو کہ سونیا
 کی طرح پیار محبت سے دوسری طرف چل جائے "۔
 وہ بولی " یہ خوش فہمی اپنے دل سے نکال دو کیونکہ میں نے تمہیں
 بگڑنے کے لیے دل سے نکال دیا ہے "۔
 میں نے اس کی سوچ میں ایک فرقہ لگا یا تو کہا " روتی، تم
 فطری تقاضوں کی بات کرتی ہو اور اپنے حلقے میں اے۔ تقاضوں سے
 انکار کرتی ہو۔ اگر تم نے مجھے دل سے نکال دیا ہے تو یہ رابطہ کس سلسلے
 رکھے۔ میں تمہارا کون ہوں تو تم مجھے اس طرح سونیا کے راستے سے

دھرتے جانا چاہتی ہو "۔
 " مجھے کیا پڑی ہے کہ میں کسی کو تم سے دھرتے جاؤں۔ میں جو یہ
 رابطہ قائم کر رہا ہوں تو تمہیں اس لیے کہ میں تم سے دوستی قائم کرنا چاہتی
 ہوں۔ تم میری دکھ بھاری میں کام آتے بیٹھے تھے۔ میں نہیں بھول نہیں
 سکتی اور تمہیں مصائب میں گھر ہوا نہیں ہو کچھ سکتی۔ اکثر تمہارے دماغ
 میں جھانک کر یہ معلوم کرتی رہتی ہوں کہ تم خیریت سے ہو یا نہیں اس کی
 تعلق ہے "۔
 " تم ایسی سیدھی نہیں ہو جیسا کہ تم ظاہر کر رہی ہو۔ میں نے
 خواب کی حالت میں تمہاری چوڑھوں کو اچھی طرح پڑھا لیا ہے "۔
 اس کی طرف سے خاموشی رہی، میں نے سکرانے ہوئے کہا
 " کاش کہ میں تمہارے دماغ میں جھانک کر تمہاری سوچ کو پڑھ سکتا میں
 یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت تمہیں کچھ فریاد آ رہا ہے کہ میں نے
 کیوں تمہارے چوڑھیاں پڑھا لیں "۔
 ان باتوں کے دوران اچانک ہی میرے دماغ نے ایک اہم
 نکتے کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے فوراً ہی سوال کیا " روتی، تمہیں ایسا تو
 نہیں کہ تم باؤنک ہیں اور سونیا کے خیالات کو دماغ میں کی طرف موڑ رہی
 ہو اور ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے دلچسپی پیدا کر رہی ہو پتہ
 " میں ایسا کیوں کروں گی اور میں ایسا کبھی نہیں سکتی۔ تم جانتے
 ہو کہ سونیا فونی جھوٹی آواز ہوتی ہے۔ میں اس کے لیے جس میں اس کے دماغ
 کو کسی دوسری طرف مائل نہیں کر سکتی۔ اسے پوری طرح کنٹرول کرنے کے
 لیے اس کی زبان کو کھینچتا ہر خودی ہے اور وہ زبان میری سمجھ میں
 نہیں آتی "۔
 میں نے کہا " لیکن تم باؤنک ہیں کہ زبان تو سمجھ سکتی ہو۔ وہ
 ہندوستانی زبان بہت اچھی طرح جانتا ہے اور ان کا لہجہ دلچسپی میں نہیں
 اچھی طرح یاد کر چکا ہوں۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم باؤنک ہیں کے
 "۔ میں نے اس کی آگ بھڑکار رہی ہو۔ اسے سونیا کی طرف مائل کرتی جا
 رہی ہو "۔
 وہ بولی " اوہ! اب تو تم ایسے ہی لٹے سیدھے الزامات بھر رہے
 ہاں کر دو گے۔ اب مصلحتوں میں اس الزام کا کیا جواب دے سکتی ہوں "۔
 " دیکھو روتی، اب آہستہ آہستہ تمام باتیں میری سمجھ میں آ رہی
 ہیں۔ باؤنک نہیں جب اس جہری ہما میں ہانسی کی کے بلانے پر پہنچا تھا
 تو اس وقت اس نے سونیا میں دلچسپی نہیں کی تھی نہ ہی اس کے دماغ پر
 عشق کا جھوٹا سواد ہوا تھا اور نہ ہی اس نے ایک منہ کی دلچسپی سونیا کے
 لیے ظاہر کی تھی۔ اب دہا جانا کبھی کیسے اس کے عشق میں مبتلا ہو گیا "۔
 یہ ساری چیزیں میری سمجھ میں آ رہی ہیں "۔
 " دیکھو فریاد، میں سزا اس بات کی دماغ میں دل ہی ہے کہ میں سزا
 کواں کی زبان کے ذریعے کسی کی طرف مائل نہیں کر سکتی۔ اگر میں نے باؤنک

کے ساتھ ایسا کیا ہے تو تم جواب دو کہ سونیا کے اس کی طرف مائل ہو رہی ہے؟
 میں نے جواب دیا: "یہ میری غلطی ہے۔ سونیا مجھے سے بخشن ہو کہ دوسری طرف پھٹنے والی ہے لیکن میں اسے سنبھال لوں گا لہذا شکریہ تم لوگوں کو"

"میں تو اس بات پر کہہ سکتی ہوں کہ تم خواہ مخواہ مجھ پر مشرک رہے ہو۔ میں نے اس سے مزید بحث کرنا فضول سمجھا۔ اسے چھوڑ کر ڈروہی سونیا کے پاس پہنچ گیا وہ باؤنک کے ساتھ ایک میز پر بیٹھی ہوئی تھی اور وہ لوگ ویڑ کر کھانے کا آرڈر دے رہے تھے۔ وہ رہ رہ کر باؤنک کے پاس آ کر بیٹھی تھی۔ وہ میری کمر لعل تھا۔ بالکل میری شکل صورت قد قامت سب کچھ میرا ہی تھا۔ گویا میں اس کے بدلے بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اسے فریاد بھجھ کر کہہ رہی تھی۔ جب ویڑ کر ڈروہی کے لیے جلا گیا تو اس نے پوچھا: "باؤنک فریاد تمہارا اصل نام کیا ہے؟"

اس نے جواب دیا: "میرا نام جیمز براؤن ہے۔ میرے محلے کے لوگ مجھے جی کر پکارتے تھے۔"
 تب سونیا نے میری سوچ کے مطابق سوال کیا: "جی! یہ بتاؤ کہ تم کیا ناکسی مجھ پر عاشق کیوں ہو گئے؟ اس سے پہلے جب تم باؤنک کی طرف سے ساتھ میں آتے تھے تو تم نے مجھ میں کبھی نہیں دیکھی تھی؟"

"سونیا! جب سے میں نے تمہاری تصویر دیکھی ہے اور جب سے میں نے تمہارا نام دیکھا، ڈوڑھٹا ہے۔ اس وقت سے میں تمہاری تلاش کر رہا ہوں اور یہ تمہارا ایک عبادت بن گئی ہے۔ میں اکثر سوچتا ہوں کہ اگر تم میری جان بچاؤ تو میں جیسے سادی دینا کو قانع کروں گا۔"
 وہ مسکراتی ہوئی: "یہ میری بات کا جواب نہیں ہے۔"
 جی نے سر ہلاتے ہوئے کہا: "تمہاری بات کا جواب یہ ہے کہ جب میں نے سوری کے ساتھ میں آیا تو مجھ پر بڑی باندیاں تھیں۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ تم سے دلچسپی ظاہر کروں اور سوری ہی حسد اور جلایے کے باعث میرا مشرک بن کر رہ گیا۔ پھر یہ کہ پہلے میں نے غلط انداز میں پوچھا تھا کہ کیا تم یہ خیال نکالنا۔ اس لیے میں اب محبت سے تمہاری محبت مانگتا ہوں۔ وہ کھنٹ جی بڑے ہی خوبصورت انداز میں دلال پیش کرتے تھے اپنی محبت کا ثبوت دے رہا تھا۔ میں نے سونیا کی سوچ میں کہا: "مجھے نہیں لگتا کہ آنا کو یہ سچ سچ مجھ سے محبت کرنے لگے۔ یہ محبت چلا گیا ہے اور اپنی مصحوبیت دکھا کر میرا دل جیتنا چاہتا ہے۔"

سونیا کی اپنی سوچ نے کہا: "نہیں! یہ مجھ سے فریاد نہیں کرنا ہے۔ اگر یہ فریاد جو تو اپنی اصل آواز اور اپنا اصل لہجہ مجھ سے نہ لانا، میں اچھی طرح سمجھتی ہوں کہ یہ ابھی میرے ایک اشارے پر میرا مشرک کلمات کھلا ہوا جانتے گئی ہیں اس لیے ایسا نہیں کرنے دوں گی۔"

میں اٹھ کر گیا کیونکہ سوچ کے درمیان سونیا کو باغی طرف دیکھنا چاہتا تھا اگر وہ سچ سچ اس سے متاثر ہو رہی تھی اور یہ درست بھی تھا کہ دل و جان سے اس سے محبت کرنا تھا اور قدم قدم پر محبت کا ثبوت پیش کرنے کے لیے تیار تھا۔
 اسے میں سونیا نے دیکھا تو تنگ بال کے انداز میں سے سوری کی سہانی داخل ہو رہے تھے۔ ان کے پیچھے چار سب جوان تھے اور ان کی اسٹین گنز کا رخ آقا سہانی کی طرف تھا۔ سونیا نے تیرائی سے پوچھا: "جی! یہ کیا حرکت ہے؟"

جی نے پلٹ کر آئے اور کہا: "سونیا! یہ سونیا ہے۔ اس کا قاتل ہے۔ کوئی شخص اسے چھینکا جانتے گا۔ میں نے یہ مشرک کہہ کر کہا تھا کہ وہ اس کا تھا۔ برون کو کیونکہ سہانی باؤنک نے بوش اور جڈن سے بلایا تھا۔ ان کے گھنٹوں میں بہت سی غلطیاں تھیں کی وجہ سے مجھے شکست کا مزہ دکھنا پڑا تھا۔ گلاب میں ثابت کر دوں گا کہ آقا سہانی کے سب طرح کھونٹے کی طرح کھیل کر میں اسے تمہاری تہ میں پہنچا سکتا ہوں۔"

"نہیں جی! اس دہشت گردی کوئی اعمال قبول جاوے۔ کوئی دہشت گردی نہیں ہے کہ تم اس میرا آدمی کو جیڑا اس طرف سے گھیر لو۔ اسے اس احساس میں نہ کر دو کہ اگر وہ فتح یا ہار تو اسے اسٹین گنز سے جھون دیا جائے گا۔ وہ میرا بھیک کرے گا۔ سونیا! تمہیں آقا سہانی کی حقیقت معلوم ہونی چاہیے اسے محض اس لیے اسٹین گنز سے گھیر کر رکھا ہے کہ وہ یہ بتا دے کہ تمہاری ہی ام آدمی ہے۔"

سونیا نے چونک کر آقا سہانی کی طرف دیکھا۔ اس وقت ماٹن کے قریب آگیا تھا اور اسلحہ ہوائے کے حکم سے وہیں ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ سونیا سونیا کے پاس ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ سونیا نے کہا: "یہ سونیا ہے۔ یہ سونیا ہے۔ یہ میری مجھ میں نہیں آتا۔ یہ لوگ آقا کو مار ڈالنا چاہتے ہیں۔ سونیا نے کہا: "سونیا! اگر تمہیں آقا کی محبت پر ناز ہے تو اسے کو کہو کہ یہ اپنی حقیقت نہ چھپائے۔ اچھی صاف صاف بتا دے کہ کون ہے وہ کہاں سے آیا ہے؟ وہ کہاں جانا چاہتا ہے؟"

سونیا نے جواب دیا: "میں نے پوچھا تھا۔ یہ نڈالٹ کی طرف تفریح کی غرض سے جا رہا تھا۔ مجھ سے ملاقات ہوئی تو اب یہ وہیں جلتے گا جہاں میں جاؤں گی۔ یعنی یہ اب مجھے ساتھ ہندوستان چلا گیا۔ سونیا نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا: "نہیں سونیا! یہ تمہیں کو کہہ دے رہا ہے۔ یہ دراصل پہلے ہی ہندوستان چلنے کے ارادے سے جہاز میں سوار ہوا ہے تاکہ یہ تم سے دوستی کرے اور دوستی کی از میں چلے ساتھ ہندوستان پہنچ کر کوئی نیک بیچ کر دے گا۔"

"مجھے کچھ پتہ نہیں تھا سہانی میں باؤنک شیطان سے بہتر ہے۔ ایسے دہشت گرد جب ہم بے یاد ہو گا کہ ان میں سونیا کی بیٹی تھی۔ سونیا نے کہا: "میں نے سونیا کے ذریعے سونیا کے ساتھ سونیا سے رہی ہے تو آقا سہانی ہمارا محافظ بنا ہوئے ہیں اس کی

دوستی کو قبول کرتے رہنا چاہیے۔
 "نہیں میں نے دوستی کی قائل نہیں ہوں جس کی آؤ میں دشمنی ہوتی رہے۔ تمہاری اطلاع کے لیے عرض کر دوں گا اس باؤنک میں سے میری دوستی ہو گئی ہے۔"
 سونیا نے انداز میں مسکراتی ہوئی بولی: "کیسی دوستی ہے کہ یہ باؤنک میں دوستی کی آؤ میں دشمنی نہیں کرے گا؟ تمہارے ساتھ ہندوستان پہنچ کر سونیا کو حاصل نہیں کرے گا؟"

سونیا نے بڑے یقین اور اعتماد سے کہا: "میں! اگر میں اسے دوستی کا واسطہ دوں تو یہ اپنا راستہ بدل لے گا۔ یہ خود اپنا راستہ بدل دے گی۔ تو اپنی محبت اور دوستی کو آزماؤ اور آگے دو کہ ہم ہندوستان نہیں جائیں گے۔ اگر تم سے محبت ہے اور باؤنک میں کو مجھ سے لگاؤ ہے تو یہ دو دن اپنے راستے بدل دیں گے۔ یوں مجھ کو یہ محبت کی آزمائش کا وقت ہے۔"

ان کی بات میں مجھ کو ہاتھ پاتھ لیکر آقا سہانی دیکھتے ہوئے ان کا مزہ نیک رہا تھا سونیا نے اسے حسی زبان میں مخاطب کیا: "ہندوستان تو میری دوستی دیر تک اس اجنبی زبان میں گفتگو کرتے رہے۔ پھر سونیا نے سونیا سے کہا: "آقا مجھے ملے جا رہا ہے۔ میرے کھنٹے کے مطابق یہ اپنا راستہ بدل لے گا۔ لیکن کمرا ہے کہ ہندوستان ابھی بہت دور ہے اس کا لینڈ ہم بندیں بھی کر سکتے ہیں کہ اب ہماری منزل کوئی ہوگی۔ سونیا نے کہا: "سونیا! یہ تمہیں مثال رہا ہے۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہو چکا ہے کہ اس کا تعلق ریڈیو سے ہے۔"

سونیا نے بڑے یقین سے سونیا کو دیکھا اور کہا: "یہ تمہیں تم کو ان کی مخالفت کرنے کی جو۔ پہلے اس کی دوستی پر مشرک کیا اب اسے لپیٹاؤ گا۔ آئی کہ یہ ہو چکا اس نے باؤنک میں سے تمہاری جان بچائی تھی۔ سونیا نے سونیا کے شانے پر ہاتھ رکھ کر اسے نرمی سے چھینچتے ہوئے کہا: "طیش میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے تم سے پہلے بھی کوئی دشمنی نہیں تھی اور نہ ہی تمہارے بارے میں جانتی ہوں۔ میں نہیں سمجھتی کہ تم جو معلومات میرے پاس ہیں اس کے مطابق تم آقا کا محاسبہ کرو اور بچھاؤ گی۔"

وہ جو رہا کرنا گوارا دے رہی تھی، جھلاکے پھینکا دیں گی کہ کیا تمہارا باؤنک میں مجھے مار ڈالے گا؟ یہ کوئی دہشت گرد نہیں ہے کہ آقا مجھے شہ زور کا اسٹین گنز کی زد میں رکھ کر غور کر دیا جائے۔"
 سونیا نے ہنستے ہوئے کہا: "لیکن میں نے اسے انداز میں یہ نہیں کہہ رہی ہوں کہ تم شکست کھا کر بچھاؤ گی۔ میرے کھنٹے کا مقصد یہ ہے کہ اگر تم نے آقا کا محاسبہ نہ کیا تو آگے جیل کر تمہیں زبردست دھکے دے گا۔ سونیا نے کہا: "میں نے سونیا کا مفاد ہے۔ تمہارے حق کا پابند نہیں ہے۔ سونیا نے سونیا سے کہا: "سونیا! تمہیں فریاد پر پورا نڈالنا۔ وہ تمہیں

دو دھکی گھسی کی طرح نکال کر پھینکا ہے۔ ایک عرصے سے تمہاری خبر نہیں کی۔ یہاں تمہاری مدد کے لیے مجھے نہ بچ سکے گا۔ پھر کیا تم بچنا چاہو؟ میرا خیال ہے تم بچنے والی عورتوں میں سے نہیں ہو۔ فریاد چھوٹ گیا کوئی پروا نہیں، اب تم باؤنک میں کی طرف مائل ہو رہی ہو۔ مجھے میری زندگی میں بھی پھینکے کے مارج آئے گا تو میں جی راستہ بدل کر دوں گا۔ سونیا نے ڈھونڈ لیا۔"

اسے میں آقا سہانی نے سونیا کو اپنی زبان میں مخاطب کیا۔ وہ دونوں تھوڑی دیر تک زہلے کیا باتیں کرتے رہے پھر سونیا نے باؤنک میں سے کہا: "آقا تم سے براہ راست گفتگو کرنا چاہتا ہے۔ مجھے بتاؤ کہ تم کون کونسی زبان جانتے ہو۔ جو سکتا ہے ان میں سے کوئی ایک زبان آقا بھی جانتا ہو۔"

باؤنک میں مسکراتی ہوئی: "سونیا! اور فریاد میں زبانیں جانتے ہیں ان زبانوں میں تمہارا آقا نہیں بولے گا۔ یہ کچھ اجنبی زبانیں کھولنے ہی چاہیے گی زبانیں آجائے گا۔"

"او ہند! سونیا نے کہا: "میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔" جی عرف باؤنک میں میرے منہ میں لیسے میں طنز کرتے ہوئے بولا: "تم ایسی نادان تو نہیں ہو کہ میرا جواب نہ سمجھ سکو۔ آقا نے تمہیں بلانے دیا ہے۔ جلودا حضور ہو کر مجھ کو کہ میں فریاد کی طرح ہندوستانی زبان کے علاوہ انگریزی اور جاپانی زبانوں کو بھی جانتا ہوں۔"

سونیا نے آقا سے مخاطب ہوئی۔ جی اس کا جواب نہ کر سکا۔ "آقا یہ زبانیں نہیں جانتا ہے۔ سونیا نے ہنستے ہوئے کہا: "جانا ہے کہ تمہیں کبھی کے خوف سے نہیں بولے گا۔"

جی نے مسکراتے ہوئے کہا: "سونیا! اپنے منہ سے بولو کہ تمہیں اندر پریشانی کا نہیں کرے۔"
 سونیا ناگوار سے بولی: "یہ سونیا سے یا ناقابل شکست چٹان ہے کہ میں نے اپنی مرہم بیٹوں کو دیکھ کر کھنٹاؤ۔"
 جی غصے سے سرخ ہو کر بولا: "کیا مجھے بتاؤ کہ میں چٹان کو کس طرح پارا پار کر سکتا ہوں؟"

سونیا نے جلدی سے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا: "جی! برداشت کرو، غصہ مجھے پسند نہیں ہے۔" وہ ایک دم سے ٹھنڈا ہو گیا۔ اس نے اپنے ہاتھ پر رکھے ہوئے سونیا کے ہاتھ کو دیکھا۔ پھر بڑے پیار سے اسے تمام کرنا سوری سونیا! اب میں اپنا داغ ٹھنڈا رکھوں گا۔"
 سونیا نے جاپانی زبان میں اس سے کہا: "ناں جی! تمہیں حاصل طور پر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ آقا نے ہنسنے کے دوران سونیا کرتے ہوئے تمہیں کئی بار پیش دلائی تھا اور تمہارے غصہ اور جھگڑا ہنٹ سے نامہ

خاقان کو بھادتی ہوں کہ آپ بہت معروضہ رہتے ہیں۔

بے نی میری معروضات کے باعث پہلے ہی نکرہ تھی۔ مگر اب اس نے غیر وہاں سے آئے کہ وڈھی خاقان کے پاس بھی گئی۔ میں نے سوچا ٹھیک ہے اس طرح میں خود بخود جاننا گا۔ کئی معیشتوں سے نجات ملتی رہے گی۔

کھانے کے بعد کافی کافہ چلنے لگے۔ ان میں خاقان کے پورے خاندان کے ساتھ آری تھی۔ منکر قریب پہنچ کر خاقان کے سکرانے ہوئے دیکھ کر اپنے بچوں کے ساتھ آگے بڑھ کر کھانے کے باہر چل گئے۔ بے نی نے میرے پاس بیٹھ کر اپنے پیالی میں کافی اترتے ہوئے کہا: "جھانی! صحبت اسی کو کہتے ہیں جو بیچارہ چھوڑے۔ وہ خاقان بڑی اٹھا کر میری گورگور کر رہی ہیں کہ صرف چند منٹ کے لیے ہم ان کے کین میں آئیں۔"

"مگھ کون ہے تم نے پوچھا نہیں؟"
"پوچھا تھا وہ بھی جو نکادے والی باتیں منہ لپا رہتی ہیں۔"
"میں نے ایک مردہ بھری تو: آہ میری زندگی بھی کیا ہے۔ جتنے لوگ ملتے ہیں اپنے پونکادے والے حالات کے ساتھ ملتے ہیں۔"

شرلاک نے کہا: "ابھی تو ہم کافی رہے ہیں۔ اس بڑھیا کے پاس جھلنے سے پہلے تم میں بھی کسٹوم کر دو کہ کیا کانا جاتی ہے؟"

واقعی تجسس تھا کہ وہ خاقان نہیں کس طرح جو نکانا جاتی ہیں۔ میں صراحت کرنا کہے کہ وہ خاقان میں پہنچ گیا۔ ماں بیٹی بائیں کر پٹی اپنے کین میں داخل ہو رہی تھیں۔ میں ان کی باتیں سننا رہا۔ خاقان کے خیالات کو بھی کر دیتا رہا۔ پھر مرنا کو شرلاک کو دیکھنے لگا۔ اس نے پوچھا کیا بات ہے؟

بے نی میری توجہ سے بے نی کو دیکھتے ہوئے کہا: "اس خاقان کے ساتھ وہ بچا ہے جو آج بے نی کے ساتھ چور ہے۔"

"کیا مطلب ہے جیسی بیسیاں نہ بھجوائیں صاف صاف کوڑے میں نے کہا؟ شرلاک! تمہاری گتیر جو بیایے۔ تمہارے بچاؤ پڑھی کی دھیت کے مطابق تم جو بیایے شادی کر دو گے تو ہمیں باپ کی ساری جائیداد ملے گی۔ ورنہ اس جائیداد کو توڑنا سنا ہے۔ تم جو لوگ اور اس کے خاندان والوں کو بڑھا دے جو ان سے چھپ کر تم نے بے نی سے شادی کر لی ٹھیک ہے نا؟"

"ہاں مگر تم ہماری بات کیوں سے چلے؟ بات اس خاقان کی ہو رہی ہے۔"

میں نے کہا: "اس خاقان کا قطعہ بھی بے نی کی طرح ہے۔ آج سے سترہ برس پہلے ایک مردہ وارنے اس خاقان سے چھپ کر شادی کی تھی اس مردہ وارنے سے اس کے دل بچے ہوئے۔ ایک ڈاکا ایک دلی، ہمیں ہم اچھی دیکھ چکے ہیں۔"

بے نی نے جیستی ہوتی سوالیہ نظروں سے شرلاک کو دیکھا اس لیے

دیکھا کہ اس پوری چھپے لاپتہ شادی کے بعد شرلاک بچے جاتا تھا اور بے نی بھنے تھی کہ جب تک شادی کا اعلان نہ ہوگا پھر یہ باتیں ہونے چاہئیں اس نے پوچھا: "اس مردہ وارنے شادی کا اعلان نہیں کیا؟"

"ہاں اس مردہ وارنے کے ہاں بھاری بھاری شادی کی گئی تھی۔ اگر وہ شادی کا اعلان کرتا تو اپنے باپ کی دولت اور جائیداد سے محروم ہو جاتا۔"

شرلاک نے کہا: "وہ اس بڑھی کی داستان باکل ہمارے جیسی ہے۔"

"میں نے کہا تمہارے جیسی نہیں بلکہ تمہارے ہی خاندان کی جیسی ہے۔ وہ بڑھی خاقان تمہاری ماں ہے۔"

"کیا یہ شرلاک کے ہاتھ سے یہ سب سبالی چھوڑتے ہوئے رہ گئی۔ بے نی نے بھی میری رائے سے پوچھا: "جھانی! یہ آپ کیا کہتے ہیں؟"

"میری ماں! میں دست کر رہا ہوں۔ شرلاک کے ڈیڑھی غلط اپنے خاندان میں شادی کی وہاں یہ شرلاک پیدا ہوا۔ پھر سترہ برس پہلے اس کے ڈیڑھی نے میری ماں اس خاقان سے شادی کی۔ وہ ہر دور میرے قریب ماہ وہاں جلتے تھے۔ دو ہفتے خاقان کے پاس قیام کوستے تھے اپنی چھوٹی بیٹی کو کہتے تھے کہ اگر خاقان نے اعلان اپنے ازدواجی حقوق ملانے تو وہ اپنے والد کی جائیداد سے محروم ہو جائیں گے۔"

شرلاک الجھا ہوا تھا اس نے پوچھا: "مگر اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ میرے ڈیڑھی نے اس سے شادی کی تھی؟"

"تمہارے ڈیڑھی نے تمہاری والدہ اور تمہاری تصویریں خاقان کو دی تھیں۔ ابھی میں تمہیں میرے ساتھ بیٹھے دیکھ لو انہوں نے تمہیں پہچان لیا۔ وہ اپنے کین میں بیٹھی اپنے بچوں تینہ اور ماسٹرڈی کو تمہارے ہاتھ میں تباہی رہی۔"

شرلاک نے سر کو تھکا لیا۔ ہمارے درمیان ایک دم سے خاموشی چھا گئی۔ صرف تیز رفتار ٹرین کی کھٹکھٹ کاؤں میں رنج بھی چھپنے کی سہرا ہ کر کہا: "شرلاک! تم نے اپنے ڈیڑھی کی داستان میرے ساتھ دہرائی۔ اس خاقان کو دیکھ کر مجھے اپنا نام نظر آ رہا ہے۔"

میں نے کہا: "بے نی! میرے ہوتے ہوئے تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔"

آ رہا ہوں۔"

"تمہارے ڈیڑھی بھی اس خاقان کا ساتھ نہایت آ رہے تھے۔ میں بھی اس خاقان کی طرح ہے میں جانتی کہ تم باپ کی جائیداد سے محروم ہو جاؤ۔ میں اور وہ خاقان ایک ہی تھی پر سترہ برس۔ اس نے سترہ برس کے انصاف کا انتقاد کرتے کرتے شوہر کی کھوپڑی بتا کر میرے انتقاد کی حد تک پہنچے۔"

"بے نی! مجھے شرمندہ زکوری میری عجیبی کوئی تصویر دکھو۔ مجھ کو وہ عجیبی ختم ہونے والی ہیں۔ فریاد ہمارے ساتھ ہے۔ جیت تمہاری ہوگی بے نی! میں نے کہا: "شرلاک! صرف بے نی کی جیت میں اس خاقان کو اور ان بچوں کو بھی ان کے جائز حقوق ملنے چاہئیں۔"

"وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ میں ابھی اپنی ماں سے مل گیا۔"

"میں نے کہا: "میں نے وہاں سے لے کر آئے۔"

"میں نے کہا: "میں نے وہاں سے لے کر آئے۔"

"میں نے کہا: "میں نے وہاں سے لے کر آئے۔"

"میں نے کہا: "میں نے وہاں سے لے کر آئے۔"

"میں نے کہا: "میں نے وہاں سے لے کر آئے۔"

"میں نے کہا: "میں نے وہاں سے لے کر آئے۔"

بڑے دکھ اٹھاتے ہیں میری بھاری آپ کے ساتھ ہے۔ بتائیے میں آپ کے لیے کیا کر سکتا ہوں؟"

"وہ خوش ہو کر واپس آئے۔ مجھے تم سے ہی امید ہے۔ میں نکاح کی پیش کر اپنے بچوں کے جائز حقوق جانتی ہوں۔ مجھے دولت کی ہوس نہیں ہے۔ تانے کے باپ نے اپنی زندگی میں میرے لیے ایک بہت بڑے بزنس سنٹر میں پچھتر ہزار جنرل اسٹور کھولا تھا۔ اس اسٹور سے مجھے سالانہ سترہ لاکھ ڈالر ملتے ہیں۔ میرے بچوں کا مستقبل محفوظ ہے مگر اس لیے بچوں کے لیے شرلاک خاندان کا نام اور برتری جانتی ہوں۔"

شرلاک نے پوچھا: "کیا یہ خاقان نے سب کچھ ہی سنبھال لیا ہے؟"

خاقان نے سنبھال لیا ہے۔ ہوتے شرلاک کے ڈیڑھی کی ایک تصویر پیش کی۔ "ہاں بیٹے! میں اسی خاقان کی ہوں ہوں۔ تمہارے ڈیڑھی میرے شوہر تھے۔"

شرلاک نے پوچھا: "آپ کے پاس اپنے میاں کی سچائی کا کوئی ٹھکانہ ہے؟"

"ایک نہیں کی شہرت ہوتی ہے۔ میرے پاس نکاح نامہ ہے۔ کارڈ ہاوی دستاویزات ہیں جو میرے نام سے ہیں مگر ان پر تمہارے ڈیڑھی کے دستخط ہیں انھن کے ہاتھ کے کھچے ہوئے ہوتے سے غلط بھی ہیں۔ میں نے ابھی اپنے کھار ہو، تمہاری تصویر سے پہچاننا ہے۔ یہ دیکھو تمہاری تصویر؟"

شرلاک نے اپنی تصویر دکھائی۔ خاقان نے اس کے ہاتھ سے اس کی تصویر دیکھی۔ "تمہاری تصویر نے اس کے ہاتھ سے اس کی تصویر دیکھی۔"

خاقان نے کہا: "میں آپ کو اپنی ماں تسلیم کرتا ہوں۔ کیا آپ مجھے سنا کہیں گی؟"

"بے شک کہیں گی مگر تمہاری زبان میں سچائی نہیں ہے اگر بھئی تو کل رات تم اس بد معاش کو یہاں سے بھیجے۔"

"بے شک کہیں گی مگر تمہاری زبان میں سچائی نہیں ہے اگر بھئی تو کل رات تم اس بد معاش کو یہاں سے بھیجے۔"

خاقان نے کہا: "میں! تم شرلاک کو بیزنس سے چھوڑ دیا اس لیے بولنے کے

باب کو میرے پاس پیرس میں بھیجا تھا۔ کیا وہ مہنگی نہیں دی تھی کہ اگر میں اس کے باب کو بدنام کرنے کے لیے تہنکاک، آنکڑیاں نامہ دکھاؤں گی لہذا بچوں کے خلاف ذی حقوق لوگوں کی توہین جنکا کچھ نہیں ہے پہلے قتل کر دیا جائے گا پانچ میں نے کہا کہ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ شہزاد کے لیے بیاد اہتمام ہے۔ آپ میری بات اس طرح سمجھ سکتی ہیں کہ شہزاد کے تعلقات جو ایسا اور اس کے باب سے بہتر ہوتے تو یہ لے سے شادی ہو جیسا کہ گھروالوں سے تو اس کی دشمنی ہے۔

خاتون کی بدگمانی کی قدر کم ہوئی۔ وہ بھی شہزاد کو ادا کھسے نے ہی کو دیکھ کر سوچنے لگی "پتہ نہیں نہ واقعی ہے ہی نہ یا جو ایسا! میں نے جو ایسا کو دیکھا نہیں ہے۔"

شہزاد کا مدعا ہے جھوم ہو گیا میں نے۔ خاتون نے بے نی کی پیشانی کو چوم کر لگے گا کیا تم میری بھولہ تم سے پہلے میں ہمارا دکھ اٹھا چکی ہوں۔ ایمان دکھو ہماری زبان کا خون رہے گی۔"

ماشرودی شہزاد کے بازوؤں میں تھا بے نی خاتون کے گلے لگی ہوئی تھی۔ اچانک ہی تازہ آنے لگا ڈھک ڈھک کر کھڑے ہو گئی۔ اگر وہ میرے قریب تک پہنچ سکتی تو لگے لگے جانی انداس طرح لگنے میں محض اپنا نیت سے کہہ کر پکڑ لیتا وہ ایک منہ سے جب کہ کر لیتی "تم بہت اچھے ہو۔ کل اس دن سے میں پچھانیا آج تو نہیں دشمنی نہیں ہے تھے! میں ہمارا پنا بنا دیا۔"

کاش وہ مجھ سے اس نیک چپک جاتی۔ دراصل اسی وقت پڑھ لیا کہ وہ بچی نہیں ہے۔ یعنی اسی ہی جوانی میں جانی ہوئی کہ ان کی بھولہ میں جھپٹ کر رکھتی ہیں۔ اور میرے ڈھیلے لباس کا خلاف پڑھ لیتے تھکتی ہیں۔ میں سمجھتا تھا کہ کسی نہ کسی پہننے کی نہ کسی جوانی کا تجربہ کرے مجھے جانتا ہوں۔ تو بسے پھیول خود ہی سامنے ہیں اگر نہ لگے تو ان کو اس کا تجربہ کرے وہ میں خواہ خواہ اس راہ میں کرتا۔ یہ گل بگھلے گل میں بنا دیتے ہیں۔

اچانک ہی یاد آ کر تازہ آنے کو ابھی ملکی نہیں ہے۔ یہ شہزاد کی سوتیلی بہن ہے۔ مجھے اس سے دور رہنا چاہیے، اور اس کے کٹن و شاپ پر تبصرہ نہیں کرنا چاہیے۔ ورنہ کسی دن شہزاد اسے میرے گلے کا بار بنا جائے گا۔ اصراری بات یہی ہوگی کہ اس نے میری بہن کو شہزاد کی حیات بنا کر رکھا ہے تو مجھے بھی بڑے کاشتہ قبول کرنا چاہیے، (خظوہ)

میں فوراً ہی تازہ آنے کو اپنے سے الگ کرتے ہوتے ہوا تازہ آنے ہم ہم تمہارے اپنے میں جاؤ پہلے اپنی جانی جگہ کو مارتا کروں۔"

وہ میرے پاس سے پھٹ کر بے نی سے پھٹ گئی۔ دراصل وہ اپنی طرف پڑ چکی تھی۔ اپنے دل سے دشت دور ہوتے ہی وہ ایک ایک سے پھٹ کر اپنے تختہ اور سلامتی کا یقین کر رہی تھی۔ وہ بے نی کے بعد شہزاد کے پاس آئی۔ شہزاد نے اپنی ہتھیلی کے مطابق بہن کے زخم خراک اور سیریلو اس کا سر لے بیٹھے سے لگایا۔

بھلائے کے بازو میں گھوم رہی تھی۔ وہ شہزاد کی ہاتھوں اور لوگوں کا بھلا ہے۔ جہاں نظر اٹھا کر دیکھو غریبی بیتی نظر آتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ رات اٹھنے کے سامان جہاں ہوتا ہے وہاں جزا تم زیادہ ہوتے ہیں تاوان ہتھیان برقرار رہتی ہیں۔ اس کے باوجود جرم اپنا کام کھاتے بیٹھے ہیں۔ غیر ملکی گھنٹہ ڈور جو کس کی جنت سمجھتے ہیں۔ اس جنت میں جھلمکے ان لاؤ می قیظان ہوتے ہیں۔ یہیال کی حکومت سے اپنی جبراً ان خصوصیات چھپانے کے لیے سیاہیوں تاجروں اور بیویوں کے تعاقب میں وہاں جاتے ہیں۔ میں نے رومانو کو مخاطب کیا "میلو جانی! میں تمہارے ساتھ شہزاد کو دیکھ رہا ہوں۔"

وہ خوش ہو کر لڑتی "میں بے عیبی سے تمہارا انتظار کر رہی تھی۔ یہاں نے تمہاری نصیب نہیں جو میری ہے۔ یہ ریڈیا دکھو کہ ایک آدمی میرے ساتھ لگا ہو ہے۔"

میں نے جو بھی یہ جہانگ شہزاد کہاں سے ہے "اے ایک بچی لڑکی پسند آگئی ہے۔ جو کہ وہ مجھ سے عشق کر رہا تھا میرے سامنے اس لڑکی کے پیچھے نہیں جا سکتا تھا اس لیے میں نے ہی کر دیا کہ لڑکی تمہارا جسکے لیے جا رہی ہوں۔ اس کی مراد یہی ہوگی میں یہاں آئی ہوں وہ یقیناً اس لڑکی کے پیچھے گیا ہوگا۔"

اس کا کیا جاتی ہو چو "میں کسی بچی سے دوستی کرنا چاہتی ہوں۔ فرار ہونے کے بعد میں بلوئے کے لیے پہلے سے ٹھکانہ ڈھونڈ لیتا چاہیے۔"

"اچھا۔ یہ فریاد کا جو آدمی تمہارے ساتھ ہے اس سے باتیں کرو۔"

روانے اس شخص سے کہا "جیری! اگر تمہاری ٹیم کا لیڈر ماسک میں نے ملکی غفلت ہڈی کرے تو ماسک میں ملے کے شکایت پہنچانی جائے گی کہ وہ بولا "اس صورت میں میں اس سے رابطہ قائم کر سکتا ہوں تمہاری فریاد راست ماسک میں باتیں نہیں کرنا چھوڑنا چاہیے۔"

روانے کہا "تو پھر ماسک میں تیکوہ بات پہنچا دو کہ تیکوہ شہزاد کی ٹیم میں ناخوشی سے چھپ رہا ہے لیکن اس نے دست درازئی کی تو اس کے حق ثابت بڑا ہوگا۔"

"ہاں، آپ ایمان رکھیں۔ میں ابھی ماسک میں تک رہ کر یہ باتوں بتاؤں گی کہ کیسے لیسٹ میں اپنی تھینا پھینا کر لیں گی یہ میں پندرہ منٹ کے لیے جانوں پھڑپھڑا جانوں گا۔"

روانے کہا "میں وہ سامنے والے لیسٹوں میں منتظر کروں گی۔"

جیری اس کا ساتھ چھوڑ کر دوری طرف چلنے لگا۔ میں نے کہا "نہ مانو، ماری کی کے ساتھ جا رہا ہوں اسے وہاں اسے سے لوگوں کا تم آزاد ہو۔"

جیری میری جہاز چارہا تھا "ہاں، وہاں رہنا ہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈانگ ہی کا طریق ہے۔ حسین صورت کو دیکھ کر ہوس میں ماہر جہانما ہے، وہ

رومانو کو حضور چھڑے گا۔ وہ رومانو کے جاکر ایک دن کے سلسلے میں کھڑا ہو گیا۔ اس پر لیسٹوں کی جانب دیکھنے لگا جہاں رومانو انتظار کرتے جا رہی تھی۔ یعنی وہ دوسرے رومانو کی نگہانی کر رہا تھا گھاس کی سوچ نے بتایا کہ اس کے علاوہ باڈی کے دو اور آدمی رومانو کی نگہانی کر رہے ہیں۔ اب ان میں سے ایک بہتر رومانو پر نظر کرے گا اور دوسرا آدمی جیری کے پاس آئے گا۔ ایک منٹ کے بعد لیسٹ ہی ہوا۔ ایک آدمی اس کے قریب آکر بولا "کیا بات ہے جیری بچی؟"

جیری نے اسے باب کہ کہ مخاطب کرتے ہوئے رومانو کی نگہانی سنائی، جھراس سے ولانہ یہاں کے پاس کو اطلاع دے دو کہ جاگتی ہے کالی غاشی سے رومانو ماہر ناراض ہو جائیں گی۔ فریاد چھوڑ کر نکل جائے گا۔"

باب واپس جانے لگا۔ میں نے رومانو کے پاس پہنچ کر کہا "جانا! میں تمہاری نگہانی کے لیے دور تک جا رہا ہوں۔ جیری کے علاوہ دو اور آدمی تمہاری نگہانی کر رہے ہیں۔ وہاں بیٹے یا دو ایک باس تمہارے متعلق ایک ایک پل کی خبر رکھتا ہے۔ ماسک میں کو راپٹین ہے کہ میں تمہارے پاس بہتر سنان آؤں گا۔ وہ تمہاری مدد کرے گا۔"

رومانو نے ڈیر لڑکائی کا ڈر دیکھنے کے بعد کہا "اس کا مطلب یہ ہے کہ ابھی مجھے یہاں کی سے دوستی نہیں کرنا چاہیے۔ میرے دوست، تم کب آ رہے ہو پو؟"

"ابھی تو میں کا سفر ختم نہیں ہوا ہے۔ ہنکاک پہنچ کر پوچھوں گا۔"

"کیا رومی بہتر سنان پہنچ چکی ہے؟"

"یقیناً پہنچ چکی ہوگی۔"

"کیا اس سے رابطہ قائم نہیں کرتے ہو؟"

"نہیں وہ بڑی دوری چالیس پل میں رہی ہے۔ تمہارے لیے ایک اطلاع پہنچے کہ اسے ہاؤس میں کے داغ میں گھس کر اسے سونا کا ہفتا شق بنا دیا ہے۔"

"کیا واقعی پو اس نے سکو کر چھوڑا؟ سونا کار عمل کیا ہے؟"

"وہ بھی ہاؤس میں کی طرف تامل ہو رہی ہے۔"

"مجھے بے وقت نہ ہونا رہا ہے اس کے مگر تمہارے سہاکی کا قصور نہیں کرے گی۔"

"یقیناً کو وہ ماہرہ وہ مجھ سے بہتر ہونگی یہ کوئی نہیں دو دن کے دو چوں کا باب نہیں نلا ہوں۔"

"فریاد! میری جہاز کے کوزہ سے منہنا شروع کر دوں گے۔ ریسٹورنٹ میں بیٹھے ہوتے ہو گئے پگھل گھس گئے۔ تم آدھ باب نہیں ہو جو یہ کیسے ہتھکڑیاں بات ہے۔"

"میرا بیابنا ہتھکڑیاں کیسے ہو گیا پو؟"

"اب میں کیا کہوں۔ قصور میں چوں کو فہر سے دھجھ جاتے نظر آتے ہوں۔"

رومانو بچوں کے استقبال کی فکر میں رومانو بہتر نہ دکھائی دے رہا ہے۔

میں نے اس کی سوچ میں کہا "مگر مجھے یہ سمجھنا چاہیے کہ جو ایسا لگا رہے شہزاد کے خاندان سے تعلق رکھتی ہے جبکہ بے نی صورت شکل سے خاتون لیزڈ کی مقامی لڑکی لگتی ہے۔"

خاتون ذرا دھاکوں ہو گئیں میں نے کہا "جی! اگر میری بہن شہزاد آپ کے شکر ہوتے تو کل رات میں اس علاقے سے آپ لوگوں کو دیکھتا ہوں تو یہی جانتا کہ میری جس دولت اور جاہد کو مالک بننے والی ہے اس کا کوئی حصہ دار نہ رہے۔"

وہ اپنی پیشانی کو سہاگنی ہوتی ہوئی "میں ایسے حالات سے گزرتی ہوں کہ ابھی طرح ہوجے لیڈر کی پر بھروسہ نہیں کر سکتی۔"

میں نے کہا "بے شک آپ کی پیشانی اور بے اعتمادی مجھے جب تک آپ کو ہم پر مکمل اعتماد نہیں ہوگا ہم آپ سے دور ہیں گے۔"

"میری تو بات سے بیٹا! کل رات کے بعد میں تم پر انا ہر دوسرے کرنے گی ہوں کہ اب تمہارے سوا کوئی میرا اپنا نظریہ نہیں آتا۔ میں نے اس لیے یہاں لایا ہے کہ تم بھی ایسی بچی ہوں کی زندگی اور موت کا فیصلہ کو ہم دونوں کے خوف سے ہم سم کر زندگی میں گزارنا چاہیے۔ ہم چھپ چھپ کر رہا ہوں گے یہیں بار ڈالوں۔"

تازہ آنے سے پھٹ کر رونے لگی۔ ماشرودی دلیر تھا، وہ توجہ بدل کر بولا "ماتی بردار شہزاد! یہ دلیری نہیں ہوگی۔ مجھے بھی ایک بھولہ پھڑپھو کو کوئی کیسے کرتے۔"

شہزاد سکوٹے لگے میں نے خوش ہو کر کہہ "شاہ شہزاد! تم جی جی دلیر ہو۔ مگر وہ بھانوں کے درمیان بیوقوف نہیں بیار ہونا چاہیے۔"

شہزاد نے دونوں بازو پھیلا کر کہا "میرے منہ سے بھائی! اگر اتنے ہی دلیر ہو تو بے دھوک میرے ہاتھوں میں آجائے۔"

ماشرودی بے باکی سے تن کو کھڑا ہوا۔ شہزاد بیٹھے ہوئے سے ہاتھوں میں اٹھا کر جوئے لگے خاتون کے چہرے سے ایمان بھری سکاٹھا ہٹ کا اٹھا ہوا۔ بے نی نے ان سے کہا "جی! تمہارے بھائی ایک امیر آزاد ہو سکتا ہے اگر آپ ہنکاک پہنچ کر لگی کہ یہ باتیں لگی کہ شہزاد نے مجھ سے شادی کی ہے

میں نے اس کی سوچ میں کہا "مگر مجھے یہ سمجھنا چاہیے کہ جو ایسا لگا رہے شہزاد کے خاندان سے تعلق رکھتی ہے جبکہ بے نی صورت شکل سے خاتون لیزڈ کی مقامی لڑکی لگتی ہے۔"

خاتون ذرا دھاکوں ہو گئیں میں نے کہا "جی! اگر میری بہن شہزاد آپ کے شکر ہوتے تو کل رات میں اس علاقے سے آپ لوگوں کو دیکھتا ہوں تو یہی جانتا کہ میری جس دولت اور جاہد کو مالک بننے والی ہے اس کا کوئی حصہ دار نہ رہے۔"

وہ اپنی پیشانی کو سہاگنی ہوتی ہوئی "میں ایسے حالات سے گزرتی ہوں کہ ابھی طرح ہوجے لیڈر کی پر بھروسہ نہیں کر سکتی۔"

میں نے کہا "بے شک آپ کی پیشانی اور بے اعتمادی مجھے جب تک آپ کو ہم پر مکمل اعتماد نہیں ہوگا ہم آپ سے دور ہیں گے۔"

"میری تو بات سے بیٹا! کل رات کے بعد میں تم پر انا ہر دوسرے کرنے گی ہوں کہ اب تمہارے سوا کوئی میرا اپنا نظریہ نہیں آتا۔ میں نے اس لیے یہاں لایا ہے کہ تم بھی ایسی بچی ہوں کی زندگی اور موت کا فیصلہ کو ہم دونوں کے خوف سے ہم سم کر زندگی میں گزارنا چاہیے۔ ہم چھپ چھپ کر رہا ہوں گے یہیں بار ڈالوں۔"

تازہ آنے سے پھٹ کر رونے لگی۔ ماشرودی دلیر تھا، وہ توجہ بدل کر بولا "ماتی بردار شہزاد! یہ دلیری نہیں ہوگی۔ مجھے بھی ایک بھولہ پھڑپھو کو کوئی کیسے کرتے۔"

شہزاد سکوٹے لگے میں نے خوش ہو کر کہہ "شاہ شہزاد! تم جی جی دلیر ہو۔ مگر وہ بھانوں کے درمیان بیوقوف نہیں بیار ہونا چاہیے۔"

شہزاد نے دونوں بازو پھیلا کر کہا "میرے منہ سے بھائی! اگر اتنے ہی دلیر ہو تو بے دھوک میرے ہاتھوں میں آجائے۔"

ماشرودی بے باکی سے تن کو کھڑا ہوا۔ شہزاد بیٹھے ہوئے سے ہاتھوں میں اٹھا کر جوئے لگے خاتون کے چہرے سے ایمان بھری سکاٹھا ہٹ کا اٹھا ہوا۔ بے نی نے ان سے کہا "جی! تمہارے بھائی ایک امیر آزاد ہو سکتا ہے اگر آپ ہنکاک پہنچ کر لگی کہ یہ باتیں لگی کہ شہزاد نے مجھ سے شادی کی ہے

میں نے اس کی سوچ میں کہا "مگر مجھے یہ سمجھنا چاہیے کہ جو ایسا لگا رہے شہزاد کے خاندان سے تعلق رکھتی ہے جبکہ بے نی صورت شکل سے خاتون لیزڈ کی مقامی لڑکی لگتی ہے۔"

خاتون ذرا دھاکوں ہو گئیں میں نے کہا "جی! اگر میری بہن شہزاد آپ کے شکر ہوتے تو کل رات میں اس علاقے سے آپ لوگوں کو دیکھتا ہوں تو یہی جانتا کہ میری جس دولت اور جاہد کو مالک بننے والی ہے اس کا کوئی حصہ دار نہ رہے۔"

وہ اپنی پیشانی کو سہاگنی ہوتی ہوئی "میں ایسے حالات سے گزرتی ہوں کہ ابھی طرح ہوجے لیڈر کی پر بھروسہ نہیں کر سکتی۔"

میں نے کہا "بے شک آپ کی پیشانی اور بے اعتمادی مجھے جب تک آپ کو ہم پر مکمل اعتماد نہیں ہوگا ہم آپ سے دور ہیں گے۔"

"میری تو بات سے بیٹا! کل رات کے بعد میں تم پر انا ہر دوسرے کرنے گی ہوں کہ اب تمہارے سوا کوئی میرا اپنا نظریہ نہیں آتا۔ میں نے اس لیے یہاں لایا ہے کہ تم بھی ایسی بچی ہوں کی زندگی اور موت کا فیصلہ کو ہم دونوں کے خوف سے ہم سم کر زندگی میں گزارنا چاہیے۔ ہم چھپ چھپ کر رہا ہوں گے یہیں بار ڈالوں۔"

تازہ آنے سے پھٹ کر رونے لگی۔ ماشرودی دلیر تھا، وہ توجہ بدل کر بولا "ماتی بردار شہزاد! یہ دلیری نہیں ہوگی۔ مجھے بھی ایک بھولہ پھڑپھو کو کوئی کیسے کرتے۔"

شہزاد سکوٹے لگے میں نے خوش ہو کر کہہ "شاہ شہزاد! تم جی جی دلیر ہو۔ مگر وہ بھانوں کے درمیان بیوقوف نہیں بیار ہونا چاہیے۔"

شہزاد نے دونوں بازو پھیلا کر کہا "میرے منہ سے بھائی! اگر اتنے ہی دلیر ہو تو بے دھوک میرے ہاتھوں میں آجائے۔"

ماشرودی بے باکی سے تن کو کھڑا ہوا۔ شہزاد بیٹھے ہوئے سے ہاتھوں میں اٹھا کر جوئے لگے خاتون کے چہرے سے ایمان بھری سکاٹھا ہٹ کا اٹھا ہوا۔ بے نی نے ان سے کہا "جی! تمہارے بھائی ایک امیر آزاد ہو سکتا ہے اگر آپ ہنکاک پہنچ کر لگی کہ یہ باتیں لگی کہ شہزاد نے مجھ سے شادی کی ہے

"جسٹی تم بات کو کماں سے کماں سے لگتے۔ میں نے باپ بھنے کے متعلق کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ یہ اپنی ہونٹ کا حلقے سے ایسا ہو گیا۔ اس سے پہلے سوینے کی بارہنک اسی ہو کر میرے پاس اس کو دی میں نے سوچا کہ وہ میری یاد میں کھینے لگے اس لیے وہ مجھ سے بد دل ہو گئی ہے۔ گھر ہی ہے کہ میں جاؤں پھر اس سے کترا جاؤں۔ اسے پیشہ اپنے سے دور رکھتا ہوں اور اس سے سزاوارہ وہ جان کو اہمیت دے رہا ہوں"

"وہ فقط نہیں سمجھ رہی ہے۔ کہنے کیوں کہ سلسلے میں اپنی حماقت تسلیم کی۔ یہ بھی تسلیم کرتے تھے اس کی خواہش اور صبر سے سوینا کو چھوڑ رکھنے ہے"

"چلو بیٹی یہ فعلی تسلیم کرتا ہوں"

"اب پہلی فرصت میں سوینا کی غلطی غور کرو"

"میں مدعا نہ ذرا رنگ کے نشیب ناز کو سمجھتا ہوں کہ اس کی خواہش محبت کے نشیب و فراز کو سمجھ کر ثابت قدم رہنا اور وہ جلد سے میں خاموش تھا ہی ہوں۔ سوینا کو بھی عقل آئے گی کیا نامور وہ میری ماہوں میں جا کر بھی اپنا ہی رہتا ہے۔ چوں کہ وہ اپنی آواز اپنی شاخ پر رہتا ہے۔ جھنڈا اڑتا ہے مگر گھوم پھر اس جھول کے پاس ہی آتا ہے"

"تمہاری محبت کا یہ طے سوینا کو یا ونکے میں کی جھولی میں ڈال دینگا"

"نہیں! ابھی طے نہیں ہے۔ ابھی وہ میری امانت یا ونکے میں کے حوالے نہیں کرے گی"

"تمہیں اطمینان ہے تو میں خواہ خواہ بھٹ نہیں کرنا چاہتا جی چلو یہاں کے حالات پر باتیں کر لیں"

اس کی بات تمہارے ہی ایک تو بردوان اس کی منہ کے پاس مار کر بولا اگر تم ماننا نہ کرو تو میں یہاں بیٹھے جاؤں"

مذموم نے گری بھینگی سے اسے دکھا۔ میں نے کہا مسکرا کر اسے لفظ دو"

وہ مسکرا کر بولی میں کیسے ماننا کر سکتی ہوں۔ ریسٹورنٹ داؤں نے یہ کیساں ہم سب کے لیے رکھی ہیں۔ البتہ تم ماننا نہ کرو تو میں چلی جاؤں"

وہ بیٹھتے ہوئے بولا ارے نہیں میں تو تمہارے ہی سے یہاں آیا ہوں۔ بہت دیر سے تمہارے جیسے جیسے بازار میں گھوم رہا تھا کہ تمہارے ساتھ کوئی تھا"

رومانے کہا "ہاں! ابھی وہ داپس لائے وہاں ہے"

وہ ہلکتے ہوئے بولا میں جب تک نہ چاہوں وہاں نہیں آ سکتا گا۔ میرے آدمی اسے اٹھا کر لے گئے ہیں"

"اچھا! وہ جھینگل سے میرے کاروبار میں انداز میں بولی کیا تم آئیں گے کو اٹھا کر کہیں جلائی کرتے ہو"

"کیا تعلق سمجھ رہی ہو"

"میں میں تو یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کیا عورتوں کو بھی اٹھا کر لیتے گا کاروبار ہے"

"میں بولا رنگ! میں حسین حق دلوں کی قدر کرتا ہوں۔ بہت کم سچ بولتا ہوں اور یہ سچ بول رہا ہوں کہ تمہارا سن اڑتا ہے وہ ذرا لڑائی غضب ناک ہیں۔ میرا اندازہ ہے کہ تمہارا شک کی منتی کرتی ہو"

"تمہارا اندازہ درست ہے"

"آج کل لڑائیاں بڑے شوق سے چھوڑ دینے کیسے ہیں"

"ہاں میں سمجھنے کی کوشش کر رہی ہوں"

"کماں سے آئی ہو"

"کی ضرورت ہے کہ میں تمہارے ساتھ۔" اہل کا جواب دو"

"کوئی سچ بھی نہیں ہے۔ تم مجھ سے میرے متعلق پوچھو میں جواب دیتا ہوں گا"

مدعا نے کہا میں قیادت شاس ہوں۔ اپنے سامنے والے سے کچھ نہیں پوچھتی، اس کا پورا پورا پتہ چھوٹا ہوں"

"اچھا تو پھر اپنا کمال دکھاؤ۔ میں اندازہ ہادہ تمہاری تھکنے گا"

"ابھی بتاتی ہوں۔" وہ مسکرا کر اس کا رٹنے کی جیسے جڑ پر چھوٹا ہوا اس نے سوچ کے خدیجے مجھے طلب کیا۔ کیا خیال ہے۔ تم اس کے متعلق پوچھو گے یا میں قیادت شاسی والی بات مذاق میں اڑاؤں"

میں نے کہا میں بول رہا ہوں۔ تم حاضر ہو کر بولنا چاہو"

وہ ہلکتے گی تم ہندستان میں جو مگر تمہارے ماں باپ میں کوئی ایک انگریز تھا"

وہ مسکرا کر بولا درست ہے۔ میری ماں انگریز تھی باپ ہندوستانی میں زیادہ ماں کے پاس مغربی ممالک میں رہا۔ بظاہر انگریز نظر آتا ہے مگر ہل ہل ہندوستانی ہے"

مدعا نے کہا کہ سب کچھ تمہارے چہرے پر کھلی ہوئے اندازہ تھا۔ "کوئی راج پال" وہ ہلکتے ہوئے بولا کیا یہ نام جس سے نہیں بھلنے "میں" وہ بولی "چہرے نام میں کام بہت سہی ہے۔ تمہارے لفظ" واضح رکھتے تو مگر کم دھڑکتے ہوئے

"بہت خوب! آگے بڑھو"

"تم فلاوی اراڈوں کے مالک ہو۔ میرے لیے جو بھی ارادہ کیا ہے فلاوی راکھوں کے باوجود پورا کرو گے"

"کمال ہے میں بہت دیر سے تمہیں تاڑ رہا تھا۔ میرا تجربہ کہا تھا کہ تم بہت کام کی لڑائی ہو۔ اور تم میری توقع سے زیادہ بالکل ہو۔ اب میرا ارادہ سن لو۔ میں تمہیں ساتھ لے جانا چاہتا ہوں اور تمہارے مہنے میں بھگتا ہے کہ میں تمہیں سے جا کر میری ہوں گا۔ چہرے کہ اب خاموشی سے چلی پڑے"

"میں انکار نہیں کروں گی مگر میں کسی پورا کرواؤں گے لوگوں میں گھری ہوئی ہوں تم نے اس آدمی کو میرے پاس داپس لائے وہ داک ہے وہ اسی گروہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کے علاوہ آدمی کو لوگ اور دھڑکتے ہیں۔ وہ یہ لفظ ہم دونوں کی مرگنی کر رہے ہوں گے"

وہ خوش ہو کر بولا "میں بھر رہا تھا کہ تمہیں زبردستی لے جانا ہوگا مگر اب تم نادان کہ رہی ہو تو کسی کا باپ بھی مجھے نہیں روک سکے گا۔ چلو اٹھو"

وہ اٹھنے لگا۔ رومان نے کہا ایک منٹ! اور ان بول میں میری بیٹی ہے۔ اسے دل کی کوکلاں میں میرا پھوٹا ہے"

وہ ہلکتے ہوئے بولا "پاپوٹ اور قانون سیدھے سادے شرفت لوگوں کے لیے ہوتے ہیں۔ تم چلو، میں تمہارے لیے ڈیڑھ گھنٹہ کے پاپوٹ خواہوں گا"

"میرے پیٹے پناہی کسی پاپوٹ کا فی ہے۔ میں اپنی بیٹی کے لیے پیر نہیں جاؤں گی"

"تمہاری مذہب ہے کیا میرا چہرہ تمہیں یہ نہیں بتا رہا ہے کہ میں کسی کی مذہبداشت نہیں کرتا"

"ہاں! تمہارا چہرہ یہ بھی بتا رہا ہے کہ تم عورتوں کی جائز بات مان لیا کرتے ہو"

وہ مسکراتے لگا "ابھی بات ہے چلو مگر یہ نہ سمجھنا کہ وہاں چوٹ میں تمہارے آدمی مجھے کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے"

"وہ اپنی جگہ سے اٹھتی ہوئی بولی میں تمہاری ہوں کہ وہ میرے آدمی نہیں ہیں مگر تمہیں بتا دیتی ہوں کہ وہ سب خطرناک ہیں"

"تفصیل یہ ہے کہ وہ فریڈا"

"کو فریڈا میں اور جلد میں چار آدمی ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ اور بھی ہوں گے جن میں میں جانتی ہوں"

"میں سب سے خوف دل گا۔ اب تم چلو"

وہ میرے کان کے بل کے طور پر ایک ڈھانٹا نوٹ دے کر کوئی بھلائی کے ساتھ چلنے لگی۔ وہ ساتھ چلتے ہوئے بولا تم اپنی پرکشش اور باوقار کو تمہارے ساتھ چلیے۔ بڑے شایان شان شوکت کا احساس ہوتا ہے۔ تھوڑا سی اڑتے خانان سے تعلق رکھتی ہو"

وہ بولی "میرے خاندان میں دو ہی افراد ہیں۔ ایک میں وہ دوسرا میرا محبوب ہے"

"اس محبوب کو قبول جاؤ۔ اب میں آ گیا ہوں"

"میری محبت بڑی بھلی پڑتی ہے۔ اگر تم یہ سہنگانی برداشت کرو گے اب تم کو سمجھ چوٹوں گی۔ ابھی تم مجھے یہاں سے بھڑکتے جانے کے متعلق پوچھو"

وہ ایک شوٹنگ پاد کو کے دوسری طرف پھینچے۔ ہاں مرخ رنگ کی ایک کاکڑی چوٹی تھی۔ وہاں دو جوان کھڑے ہوتے تھے۔ اور نوجوان پال نے ان سے ہندوستانی زبان میں کہا کہ کوڑوں بول کے کہو فریڈا اور چارڈ میں چار آدمی ہیں وہاں سے ایک لہجے سے کہتا ہے

"کوئی تم کو کھم کھماتے سے پوچھا۔" بیٹی کی چھان بتاؤ۔ دو گن کرے میں ہے"

"کو فریڈا میں مرخ رنگ کی بیٹی ہے"

"کوئی نے تم کو کھم کھماتے سے پوچھا۔" سن اپنا ہے میں دھرم شاکر کے بیٹے

میں نے راستے پر انتظار کر دیا گا۔ اپنے ساتھ جتنے آدمی لے جانا چاہتا ہوں وہاں آئے کھنے کا وقت ہے۔ ہاں جاؤ"

وہ لوگ دوسری کمر میں چھوٹے کر بیٹھے گئے۔ رومان کوڑے کے ساتھ مرخ رنگ کی کمر میں چھوٹے کر بیٹھے ایک سن باپاٹھ بڑا ڈھانڈا کھل گیا۔ شراب کی بوتل ڈھانڈا میں اور اور نوٹوں کی گولڈاں رکھی ہوئی تھیں۔ اس نے دو مراٹھن دیا۔ ایک ٹرے میں شراب کی بوتل اور دو گلاس رکھے ہوئے سامنے رکھے۔ اس نے کہا "جام بناؤ"

"میں کسی شراب کو پاتھ نہیں لگاتی۔ میرا محبوب ایسی بیڑوں کو پسند نہیں کرتا"

"وہ کھڑکی کے باہر سر رکھے ہوئے بولا پھر وہ نامور ہوگا"

مدعا نے ایک دم سے گم ہو گئی۔ وہ ایک اٹا ہاتھ اس کے مزہ پانا چاہتی تھی مگر میں نے سبک کیا۔ نہیں رومان، غصہ نہ دکھاؤ۔ خود برداشت کرو۔ اس کے ساتھ جا کر تمہیں باہر دوں سے وہ جا سکتی"

رومان کی سوچنے لگا "تمہیں نامور دکھانا چاہتا ہے تو میں برداشت کرتی ہوں"

"میری جان! اس کے کہنے سے کیا ہوتا ہے یہ تم تو اپنے مرد کو پھانسی چونا پتہ"

وہ بے اختیار کھانے لگی، کوڑے پوچھا "تم میرے ریمارک پر کھرا رہی ہو کیا واقعی وہ بھگت مر نہیں ہے"

وہ تضحی سے بولی "وہ تو ایسا ہے کہ اس کے تصور سے اس کی جڑوں کو پھرنی ہی آجاتی ہے"

وہ ناگوری سے سخت لہجے میں بولا "میرے سامنے کسی کا قصہ صدمت پڑھو۔ مجھے بتاؤ وہ کماں ہے؟ میں اس کی زندگی ختم کر دوں گا"

"کوئی ایسا کچھ ہے جو اس دنیا میں کوئی تم پر کھلا نہیں ہو سکتا ہے"

"میرا پناہ چہرہ میں ہے میرے سامنے آج تک جو بھی ہو گیا میں نے اسے سوا چھٹا تک کبھی دیکھا نہیں دیا۔ بہر حال میں آگے دھکنے سے پہلے ایک پیگ بنا جانا چاہتا ہوں۔ میرے سین ساقی جام چھوڑا"

"میں ساقی نہیں ہوں میرا نام مدعا ہے اصدما نے آج تک کسی کے لیے نہیں بنایا"

وہ خرا کر دیکھنے لگا۔ وہ مسکراتے گی کیا تم دیکھنا چاہتی ہو کہ میں کیسا جا رہا ہوں"

اس نے چھٹی ہوئی نظروں سے مدعا کو دیکھا۔ پھر اس کے دل کو دیکھا۔ شراب کی ٹرے کے ساتھ اندر چلی گئی۔ ٹیٹوش بوند نہ ہوگا۔ چہرہ کا ماراٹھٹ کوڑے آگے بڑھا ہے تو بے 200 - 200 کے ٹیٹھکے سے میں سر عام نہیں کھاتا نہیں بنا جاتا۔ ابھی ہم جہاں جا کر تمہاری بیٹی کا انتقال کر گئے وہاں تم میرے خاندان کا مدعا ہے"

یہ جام بنا دو گی

وہ عاشق رہی سکرگی کے باہر گزرتے ہوئے نماز کو دیکھتے ہی کھڑے
کہا میں تمہارا بیگم کچھ گیا ہوں۔ تم اذیت نہ دے پورے ہو مرو غصہ دلائی جو
تا کہ وہ تہدی پٹائی کرے، ہمیں خوب اذیتیں پہنچاتے تمہارے میرے بھوقوں
کو بے ہوشی کی حد تک مارا کہہ کر تھکنیں حاصل ہوتی ہے

”ہائے کونرا تم نے مجھے بالکل ہی کھج لیا ہے میرا خوب مجھے بڑی
اذیتیں پہنچا ہے۔ آئی اذیتیں کہ میں تمہارے اس کی آغوش میں چل
جاتی ہوں۔ اب تم ہی سن لو جب تک تم مجھے اذیتیں نہیں پہنچاؤ گے میں
تمہارے لیے جام نہیں بناؤں گی“

وہ گاڑی کے عقب نما آئیٹھے میں دیکھتے ہوئے بولا: ایک ننگے تنگ
کی گاہ بہت دیر سے ہمارے پیچھے چلی آ رہی ہے۔ پیچھے دیکھ کر بتاؤ کیا وہ
تمہارے ساتھ ہوں گی کار ہے؟

وہ بولی: ہم آج دو پرکویاں ہیں۔ اب تک ہمارے
پاس کوئی کار نہیں تھی۔ دینے تم نہیں میرا ساتھی کہہ رہے ہو۔ وہ سب
ایک ہی خطرناک تنظیم کے لوگ ہیں۔ ماری دنیا میں ان کے ایسے
فائل ہیں کہ منتوں میں لینے کے کار کرنے ہی تصور اور خوف مہیا کر دیتے ہیں۔
وہ مہنتے ہوئے بولا: اس دنیا میں کتنی ہی خطرناک تنظیمیں چلی ہیں۔ ان
میں سے آج تک کسی نے ذرا زیادتی تو کر کچھ نہیں لگاؤا۔ کیا تم نے فریاد کا کام
کبھی نہ لیا ہے؟

دردمان نے ہون پرانے والی مسکراٹھ کو پھیلانے سے روک دیا
یہ فریاد تمہارا کوئی ساتھی ہے؟
”کیا تم اخبارات نہیں پڑھتے؟“

میں اس کی تصویر میں اس کے کار نامہ شائع ہو چکے ہیں۔ کوالا پور میں
اس کی لنگھ جی کی جا رہی ہے۔ اگر اخباری رپورٹ کے مطابق تو کئی کتنی
جاننا ہے تو اپنے ملک کے ذریعہ لایا کی سچا چاہ کرے گا۔ کیا یہ کتنی بڑی
بات ناگاہل یقین ہے۔ یہ بھی کوئی یقین کرنے کی بات ہے کہ وہ درگاہوں
کی سوچ پڑھ لیا ہو؟

وہ بولی: میں نے تو سنا ہے کہ کئی یقین ایک باقاعدہ طریقے سے
سیکھا جاسکتا ہے۔
”جو اس ہے۔ جب یہ اخبارات والے کسی کو شہرت کی مندریاں پہنچانا
چاہتے ہیں تو چھانی میں تھوڑا سا جھوٹا ملا کر اسے بیرونا دیتے ہیں۔ فریاد
کے ساتھ جھوٹی شہرت کا دم پھیلا کر اسے ایک پڑا امر شخص بنانے میں مدد
کرتے ہیں۔ تم بھی خودی فریاد کو بیرونا نہ لے کر دیکھ کر دنیا کی خبرناک تنظیمیں
اس کا کچھ نہیں لگاؤ سکتیں“

”ہاں اخبارات پڑھنے سے وہ فریاد ہی معلوم ہو سکتے ہیں۔ ایسے انوں
بیرونی کی تلاش میں رہنا ہوں۔ میں نے اپنے جاسوں کو کالا پور میں پھیلا دیتے
ہیں۔ وہ ہی طرح فریاد کا تلاش کر کے میرے پاس لے آئیں گے۔“

گور باؤں کے دوران عقب نما آئیٹھے میں دیکھتا جا رہا تھا وہ نئی
کار بار بار عقب کر رہی تھی دو ماہ پہلے وہ بیجا۔ اچھا تو فریاد جیسے لوگ تمہارے
انوں میرے اور مجھ میں اس کی کوئی تیز کمائی ہیں وہ تم کے لیے جو میری آن کر
کیا کرتے ہو؟

”جو میری دولت ہی لگایا کرتے ہیں۔ اب یہ تو پھر چاہ کر کے دولت
کمائی جاتی ہے۔ تم کو کئی نہیں ہو کر کچھ نہ سکتا“

”وہ تو میں سمجھتی ہوں کہ تم جانو دھندلے کرتے ہو۔ جگہ دھندلے لگی
تھیں ہوتی ہیں“

”تم فریاد شناس ہو تو معلوم کرو گے
اندازانے میری سوچ کے مطابق کیا تمہاری سالنہ سے پرس
کی پوری ہے۔ وہ ہندوا ہے۔“

وہ ہنستے ہوئے بولا: بے شک میری دھندلانے میں کوئی نہ جو
مزا نہیں لگایا۔
”پہلے میری پوری بات سن لو۔ تم میں عظیم جو لوگوں کی کتنی
کھلم کھرتے ہو؟“

وہ ناگاری سے بولا: تمہاری قیادت سالی غلط ہے۔
”گور، جہرے جھوٹ نہیں آتے۔ تمہارے جہرے پر دھار ہو رہا ہے۔
وہ میرے کوئی بڑے والے جانتی ہوں کہ یہ ایک غلط کام ہے۔“

”مجھے غصہ نہ دلاؤ۔ میں کسی ملے کا کل نہیں مانتا“
وہ ایک دھرم شاکر کھینچے ایک میدان میں بیٹھ گئے۔ کونستہ گاڑی
روک دی۔ وہاں دو سرگسٹے بی بی بی بیوں کی بڑی بڑی دیگن کاروں نظر
آ رہی تھیں۔ کھیل میدان میں بہت سے بچیوں کے دیکھ کر انھوں نے چوٹیوں
کھلا پینچ گئی۔ اس کا کھلا دواڑہ کھلنے کے بعد چانگ شاکر آفریا۔ کونرا دواڑہ
چلی گیا۔ باہر گئے تھے چانگ شاکر نے دھندلے سے مزے انداز میں پھیلنا دانا
کیا۔ یہ نیلا بنا لیا ہے؟

کونرا نے ہنستے ہوئے کہا: ”ہاں بیٹے تمہاری اماں جان نے مجھے
بہنہ لگایا ہے۔“
چانگ شاکر نے ہنستے ہوئے کہا: ”میرے بچے کو ہم دونوں نے وقت نہیں
یہ تو کسی سہیل ان جان ہے۔ اس سے مدد ہو تو فریاد کو بھی تو کرنا باب
بنا پڑے گا۔“

کونرا نے ہنس کر پوچھا: کیا مطلب ہے کیا تم فریاد کو جانتے ہو؟
چانگ شاکر نے کاندھا زنی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ”ہاں یہ فریاد
کی جاگ رہے۔“

کونرا نے چرائی سے پوچھا: کیوں ڈرنا زہ کیا ہے درست ہے کیا تم
قیاد شناس نہیں ہو؟
”قیاد شناس پچھانگ شاکر نے بدست تمہارے ہوئے کہ۔“

انہوں نے تمہارا چہرہ دیکھ کر تمہارے راز کی باتیں ہمیں بتائی ہوں گی...
ہاں... اسے اسٹی، فریاد تمہاری سوچیں پڑھ چکے۔ اس وقت بھی
میں لڑکی کے ذریعے اپنی ماٹھی اٹھوں سے ہم دونوں کو دیکھ رہا ہے۔
وہ بے یقینی سے بولا: میں نہیں ماننا کہ شہرتی جی کا علم اتنا ایسا
ہی ہے کہ وہ کہیں میٹھا ہوا میری سوچیں پڑھ رہا ہوگا اور ہماری باتیں
یہاں ہوگا۔

”میں یقین نہیں ہے تو میں لڑکی کو پھیل کر دیکھ دو، تمہاری کھوپڑی
لوم جانتے گی۔“

دردمان کا سر ٹپک گئے کھڑی... مسکرا کر انہیں دیکھ رہی تھی۔
گور نے راج رہا تھا۔ مجھے یقین کر لینا چاہیے کہ میرے ساتھ ٹی بیٹی کا چکر
رہا ہے۔ میرے اس راز کو کوئی نہیں جانتا کہ میں کسی کے ماتحت رہ کر کام
آؤں۔ سب مجھے باس اور خیال کا بے تاج بادشاہ کہتے ہیں لیکن
میں کچھ لیا کر کسی کا معلوم ہوں کچھ لیا ہے؟

وہ دردمان کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔ اس کی سوچ کو میری تھی
اس کو پڑا اور آئی سے مجھے سے معاہدہ کیا تھا۔ میرے پاس دردمان کی تصویر
تھی کہ یہ تو کئی آج کھٹنہ دو بیچ رہی ہے۔ ایسے اس کے ساتھیوں سے
پیارا ہے۔ ایک آپس میں پھیل کر رہی پھیل کر جاتے۔ اس کا کام معاہدہ
بنا لاکھ رہے تک سہل کرتے۔

اس کی سوچ کے دوران پچھلے دنوں کے دنوں جب تک
پڑھتیں لینے یہاں نہ آئے۔ تمہارے پاس اس کی امانت ہونا آؤ گلا
اسے میں تیری گاڑی وہاں لاکھ کر گئی۔ کونرا کے چار ماتحت
گاڑی سے آ رہے تھے۔ ایک کے ہاتھ میں کھلانہ کی ایچی تھی کونرا نے
میں شاکر سے کہا: ”میرا یہ ایچی دیکھ کر تم کو کچھ لیا چاہیے کہ دردمان
سے ساتھ جا رہی ہے۔ میرے تم سے جھول جاؤ۔ دردمان میرے آدمی نہیں
لگتا میں گئے۔“

دردمان اپنی ایچی کے ساتھ کونرا کی کار میں بیٹھ رہی تھی چانگ شاکر
کونرا کے لیے آگے بڑھا جا رہا تھا۔ میں نے اس کا راستہ روک لیا۔ پھر
میں شروع ہو گئی۔ کونرا نے شوٹرنگ موٹ کے پیچھے بیٹھ کر کار اشارت
پڑھ رہی تھی۔ دردمان کو کہا ہوا اس سے چلنے لگا۔ دردمان نے کہا: ”اس کا
شوٹرنگ شکی کا ہے۔ بہت ہی خطرناک فائنل ہے۔ تمہارے چاروں آدمیوں
میں توڑ کر رکھو گے گا۔“

”میرے آدمیوں کو جب شکست ہوگی تو وہ رہے اور نکالیں گے۔“
”وہ باس کے پیچھے لٹ پڑتے ہیں۔ تمہارے ساتھ آئی گے۔“
اس نے ڈریس روٹ سے ڈرائیونگ کان کسی سے رابطہ قائم کرنے کے
انداز میں راج علی کی سرک پر سیاہ رنگ کا گھونٹا پھونچا۔ میری آپس
لڑنے لگا۔

وہ ڈرائیونگ کو ابلیں رکھتے ہوئے بولا: میں نہیں ایک کال میں پڑاؤں
دردمان نے کہا: ”اسے کونرا نے دواڑے کا انداز سے بند کرنے کے بعد ڈرائیونگ
کے بہرے ہوئے؟“

”ہوئے دردمان تو وہی پڑاؤں دیکھا جانتے گا۔“
کونرا نے ایک گاڑی کے ساتھ گاڑی کو روک دی۔ دردمان اپنی ایچی لیکر
آ رہی تھی۔ کونرا ڈرائیونگ کو دواڑے پر آیا۔ پھر جب سے چاہاں نکال
کر اسے کھولتے ہوئے مسکرا کر بولا: ”میری چانگ شاکر کے یہاں صرف حسین
روٹیاں میرے ساتھ آئی ہیں۔“

وہ جواب مسکرا کر بولی: تمہاری عورت ہی بتا دیتی ہے کہ کب چرائی ہو؟
اس نے وہ ڈرنا کھول کر کہا: ”میں روٹیاں پھیل کر لیاں کرتی ہیں،
پھر میرے تو سے چائے گئی ہیں۔ اندر چلو۔“

وہ اندھا گئی۔ کونرا نے دواڑے کا انداز سے بند کرنے کے بعد ڈرائیونگ
کے بہرے ہوئے؟

گا۔ وہاں تمہارا حیلہ بند کر دو گئے۔ بعد بیٹوں کی ایک جماعت کے ساتھ تین
مہلی بیچھی دیا جانتے گا۔

”اس منٹ کے بعد وہ راج علی کی سرک پر پہنچ گئے۔ وہاں سیاہ
رنگ کی کار ہو رہی تھی۔ وہ دونوں سرخ رنگ کی کار چھوڑ کر ان میں بیٹھ گئے
گاڑی پھر آگے بڑھ گئی۔ اس وقت ڈرائیونگ پر کال موصول ہوئی۔ ایک سخت نے
بتایا کہ چانگ شاکر کا آدمی نہیں بیٹھان چکا ہے۔ اس نے تین کو مارا گیا جو گتے
نے اس پر فائرنگ کی سگاسا پر لڑنے ہوا۔ اس پر چھتے آدمی نے فریاد کو روکنا
جان بیکانی تھی اور ڈرائیونگ کے ذریعہ اب پورٹ سٹار ہاتھ۔“

کونرا نے ڈرائیونگ کو بند کرنے کے بعد اسے اطمینان تھا کہ وہ کلا
بیل چکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دردمان دوبارے بولنے والی تھی چانگ شاکر کا
اس کی گور کو بھی نہ پتا تھا۔ دردمان نے بھرتے کہا: ”فریاد تو خود ہی مجھے
مہلی بیچنا رہا ہے۔“

”ہاں ایک پڑاؤں اشرف نے کونرا سے ایک لاکھ روپے میں سووا کیا
ہے اس کے عین وہ تین مہلی بیچنا رہا ہے۔ لیکن اس شخص کو معلوم تھا کہ
تم آج کھٹنہ دو بیچ رہی ہو۔ یہ بات صرف دردمان کے آدمی جانتے تھے اور
تم پڑاؤں اور ان کے درمیان میں تھیں ان سے چھپتے والا وہ پڑاؤں آدمی
پڑاؤں سے قتل رکھا ہوگا۔“

”لیکن پڑاؤں کو کیسے معلوم ہوگا کہ میں اس کا سفر کر رہی ہوں؟
”ہاں۔ یہ غور کرنے کا مقام ہے کہ وہ دونوں شخصیں ہمارے متعلق
کیسے معلوم کر رہی ہیں؟“

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ ہم دونوں غور کر رہے تھے پھر دردمان نے
کہا: ”تم پڑاؤں کے اس میں بیٹھتی چائے دالے کو کھول رہے ہو تو ان کے
دماغ میں چھپ کر رہتا ہے۔ کیا وہ جیکے سے تمہاری سوچیں نہیں پڑھتا ہوگا؟
میں نے اچانک جوابی زبان میں کہا: ”تم نے خوب یاد دلایا۔ ہمیں
آئندہ اسی زبان میں پڑاؤں کا تھانہ کرنا چاہیے۔ وہ شاید زبان نہ جانتا ہو۔“

اس نے پوچھا: ”اب کیا ہوگا پڑاؤں کے آدمی تو مجھے وہی میں
دیکھتے رہیں گے۔ میں میں بیٹھوں کے ساتھ چلنے والی ہوں وہ شاید پڑاؤں
کے بہرے ہوئے؟“

”ہوئے دردمان تو وہی پڑاؤں دیکھا جانتے گا۔“
کونرا نے ایک گاڑی کے ساتھ گاڑی کو روک دی۔ دردمان اپنی ایچی لیکر
آ رہی تھی۔ کونرا ڈرائیونگ کو دواڑے پر آیا۔ پھر جب سے چاہاں نکال
کر اسے کھولتے ہوئے مسکرا کر بولا: ”میری چانگ شاکر کے یہاں صرف حسین
روٹیاں میرے ساتھ آئی ہیں۔“

وہ جواب مسکرا کر بولی: تمہاری عورت ہی بتا دیتی ہے کہ کب چرائی ہو؟
اس نے وہ ڈرنا کھول کر کہا: ”میں روٹیاں پھیل کر لیاں کرتی ہیں،
پھر میرے تو سے چائے گئی ہیں۔ اندر چلو۔“

وہ اندھا گئی۔ کونرا نے دواڑے کا انداز سے بند کرنے کے بعد ڈرائیونگ
کے بہرے ہوئے؟

کہندے ہیں کہ کو حکم دیا کہ ایک نہایت ہی خوبصورت ڈیلر پریس اورد ایچی خرید کر لائی جائے۔ پھر وہ ڈیلر خرید کر لیا کہ جسے وہ لانا چاہتا تھا اس کا نکلہ میں ہمارے پاس اس اورد ایچی سے بچان سکتا ہے لہذا یہ چیزیں بھی بول جانا چاہئیں۔

وہ کچ بڑی خوبصورتی سے سہا ہوا تھا۔ دو دواؤں پر بڑی بڑی نیچی تصویریں لگی ہوئی تھیں۔ وہ خواب گاہ میں بیٹھی کہ بولا کہ میں بستر پر سٹے جانے سے پہلے بیٹھے ہوں۔ وہ ہاں تڑپا کہ کینٹ، اسے کھول کر میرے لیے عام بناؤ۔ میں انکار نہیں منوں گا۔

وہ لہجہ اور پرس کو ایک طرف رکھ کر آزاد بلند جھبے ہوئی۔ وہ کھول فرما دیا انکار کی صورت میں مجھے ہاتھ پائیوں ہانپنا ہوگا یا تم ٹمٹ ونگے؟ میں نے کہا کہ یہ کونز بھی زبردست فاسٹ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تم ہی بازی سے جانتی ہو کہ وہ ان ہی جگہوں میں بڑا وقت ضائع ہوگا۔ تم چاہتی سے میک اپ کرنا شروع کر دو میں اسے سنٹرل کرنا ہوں۔

رومانسٹ ڈرائنگ ٹیبل کے پاس آ کر کھڑا ہوا۔ وہ میک اپ کا کام سامان موجود تھا۔ وہ اپنے کھانے کے لیے بیٹھی کوزہ سرگرتے ہوئے آگے بڑھا، تاکہ اس کے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر اسے چھینے ہوئے تڑپا کہ کینٹ تک لے جائے۔ وہ رومانسٹ کی جیسے پینٹا مٹھا کرتی تھی اس کے بالوں کو مٹھوں میں جکڑ کر خود کو چھینتا جو تڑپا کہ کینٹ تک پہنچ گیا۔ پھر میں نے اس کے بالوں کو اپنی مٹھی سے آزاد کر دیا۔ وہ ڈھکلا کر مٹھی خود کو اور کوزہ رومانسٹ کو دیکھنے لگا وہ آرام سے بیٹھی میک اپ میں مصروف ہو گئی تھی اورد کوزہ سوچ رہا تھا کہ وہ خود اپنے ہی بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر وہ مانگے پاس سے واپس کیوں آ گیا۔ اس نے سوچا۔ کیا یہ فریڈا کی شہی بیٹی ہے؟ نہیں، یہ کون سی بیٹی ہیں ہے

میں ابھی جا کر اس خندہ خورانی کو بوجھ دوں گا۔ میں اس کے داغ میں پھر بیٹھا گیا۔ وہ رومانسٹ کی طرف بڑھا جس نے اسے دل میں کہا وہ رومانسٹ میں آکر پھر ٹپٹ گیا۔ میں نے پھر اسے بتا دیا۔ اب وہ بیچنگ سے ٹپٹ بیٹھی ہے۔ روم میں بولنے لگا۔ پھر اس نے رومانسٹ سے پوچھا "میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟"

وہ آتے ہی کہتی ہوئی بولی "یہ تمہاری ہی حیاشی کی جگہ ہے تمہاری ساتھ حیاشی کرنا ہوگا۔"

وہ آگے بڑھ کر بولا "کیا فریڈا مجھے تمہارے پاس لےنے سے روک رہا ہے؟" "تم تو میرے پاس آ ہی گئے ہو۔" اس نے اچانک ہی رومانسٹ کو حیاشی مانگنے کے لیے ہاتھ اٹھا دیے مگر وہ ہاتھ پیر سے تڑپا سے گڑ گیا۔ وہ درمی ہاں اس کا ہاتھ رومانسٹ کے سر کے اوپر سے گزرا۔ وہ بولی "تمناک ہے کھیاں ازلتے رہو۔" اس نے جھلا کر اس پر پھینک دیا۔ وہ سامنے بیٹھی ہوئی تھی اور جھلانگ اس کی مرضی کے خلاف پیچھے کی طرف لگی۔ وہ فرس پر گزرا پھر فریڈا ہی اچھل کر پھرا ہو گیا۔ اس کے ہونے ایک ٹپٹ کے گلہاں دکھائیاں، اس کا

مارگٹ نے کہا کہ مگر تمہارا اس کے برعکس ہا ہے پھر مگر گلہاں سے فریڈا نے کہا ایک بار وہ بدلا، جا رہا وہ ملدی فریڈا نے فریڈا سے کہا اس کے سر سے ہاتھ ہٹا کر پھر سے کھلا کر ہاتھ پیر اور ایک سو ڈیڑھ کرگرتا کہ ہو گیا۔

رومانسٹ نے میک اپ کرتے ہوئے پوچھا "اچھا کیا پائیاں لگا رہی ہیں؟" اس نے کہا "میں نے ایک نیا رنگ لگا دیا ہے۔"

اس نے ایک ایک اپنے تڑپا ایک زبردست کامیابی کے ساتھ فریڈا کو آواز دیا اور وہ لکھ کر بولا "اس۔ ہاں۔ ہے۔ وہ ہاں پوچھ کر پھر وہ بڑی شرافت سے اپنے روم میں مصروف ہو گیا۔ اس کے ساتھ لگا رہا۔ پھر مٹھی کے بعد اس نے اس کی مٹھی میں کھانے کی ڈسٹ اٹھانے کے بعد رومانسٹ کو اپنے سامنے بڑا داشت نہیں کر سکا۔ پھر وہ کہ اس کا میک اپ ختم ہو گیا ہے اسے جی کہ اسے یہ صحت کھانے کی اس نے ڈانسٹر اٹھا کر رابطہ قائم کیا۔ کسی کو حکم دیا کہ وہ اپنے کھانے کے ساتھ کچھ کھانے آ جائے۔ وقت سے پہلے وہ اپنی مٹھی اٹھانے کے بعد رومانسٹ ہوئی۔ اس نے فریڈا کو آواز سے کھولا۔ اس کا ماتحت رومانسٹ کے پاس آ گیا۔ اس نے کہا "تو تڑپا کہ کینٹ تک لے کر آ گیا۔ اپنے ماتحت کے ہاتھوں سے مٹھی اورد لٹچ کر رومانسٹ کے پاس گیا۔

وہ کھانے کے بعد رومانسٹ کو اپنے سامنے بڑا داشت نہیں کر سکا۔ پھر وہ کہ اس کا میک اپ ختم ہو گیا ہے اسے جی کہ اسے یہ صحت کھانے کی اس نے ڈانسٹر اٹھا کر رابطہ قائم کیا۔ کسی کو حکم دیا کہ وہ اپنے کھانے کے ساتھ کچھ کھانے آ جائے۔ وقت سے پہلے وہ اپنی مٹھی اٹھانے کے بعد رومانسٹ ہوئی۔ اس نے فریڈا کو آواز سے کھولا۔ اس کا ماتحت رومانسٹ کے پاس آ گیا۔ اس نے کہا "تو تڑپا کہ کینٹ تک لے کر آ گیا۔ اپنے ماتحت کے ہاتھوں سے مٹھی اورد لٹچ کر رومانسٹ کے پاس گیا۔

وہ کھانے کے بعد رومانسٹ کو اپنے سامنے بڑا داشت نہیں کر سکا۔ پھر وہ کہ اس کا میک اپ ختم ہو گیا ہے اسے جی کہ اسے یہ صحت کھانے کی اس نے ڈانسٹر اٹھا کر رابطہ قائم کیا۔ کسی کو حکم دیا کہ وہ اپنے کھانے کے ساتھ کچھ کھانے آ جائے۔ وقت سے پہلے وہ اپنی مٹھی اٹھانے کے بعد رومانسٹ ہوئی۔ اس نے فریڈا کو آواز سے کھولا۔ اس کا ماتحت رومانسٹ کے پاس آ گیا۔ اس نے کہا "تو تڑپا کہ کینٹ تک لے کر آ گیا۔ اپنے ماتحت کے ہاتھوں سے مٹھی اورد لٹچ کر رومانسٹ کے پاس گیا۔

وہ کھانے کے بعد رومانسٹ کو اپنے سامنے بڑا داشت نہیں کر سکا۔ پھر وہ کہ اس کا میک اپ ختم ہو گیا ہے اسے جی کہ اسے یہ صحت کھانے کی اس نے ڈانسٹر اٹھا کر رابطہ قائم کیا۔ کسی کو حکم دیا کہ وہ اپنے کھانے کے ساتھ کچھ کھانے آ جائے۔ وقت سے پہلے وہ اپنی مٹھی اٹھانے کے بعد رومانسٹ ہوئی۔ اس نے فریڈا کو آواز سے کھولا۔ اس کا ماتحت رومانسٹ کے پاس آ گیا۔ اس نے کہا "تو تڑپا کہ کینٹ تک لے کر آ گیا۔ اپنے ماتحت کے ہاتھوں سے مٹھی اورد لٹچ کر رومانسٹ کے پاس گیا۔

وہ کھانے کے بعد رومانسٹ کو اپنے سامنے بڑا داشت نہیں کر سکا۔ پھر وہ کہ اس کا میک اپ ختم ہو گیا ہے اسے جی کہ اسے یہ صحت کھانے کی اس نے ڈانسٹر اٹھا کر رابطہ قائم کیا۔ کسی کو حکم دیا کہ وہ اپنے کھانے کے ساتھ کچھ کھانے آ جائے۔ وقت سے پہلے وہ اپنی مٹھی اٹھانے کے بعد رومانسٹ ہوئی۔ اس نے فریڈا کو آواز سے کھولا۔ اس کا ماتحت رومانسٹ کے پاس آ گیا۔ اس نے کہا "تو تڑپا کہ کینٹ تک لے کر آ گیا۔ اپنے ماتحت کے ہاتھوں سے مٹھی اورد لٹچ کر رومانسٹ کے پاس گیا۔

وہ کھانے کے بعد رومانسٹ کو اپنے سامنے بڑا داشت نہیں کر سکا۔ پھر وہ کہ اس کا میک اپ ختم ہو گیا ہے اسے جی کہ اسے یہ صحت کھانے کی اس نے ڈانسٹر اٹھا کر رابطہ قائم کیا۔ کسی کو حکم دیا کہ وہ اپنے کھانے کے ساتھ کچھ کھانے آ جائے۔ وقت سے پہلے وہ اپنی مٹھی اٹھانے کے بعد رومانسٹ ہوئی۔ اس نے فریڈا کو آواز سے کھولا۔ اس کا ماتحت رومانسٹ کے پاس آ گیا۔ اس نے کہا "تو تڑپا کہ کینٹ تک لے کر آ گیا۔ اپنے ماتحت کے ہاتھوں سے مٹھی اورد لٹچ کر رومانسٹ کے پاس گیا۔

ہاں کے تڑپا کو سوچنے کے لیے یقین میں مل دیتا، مگر ایسا نہیں ہوا۔ شاید یہ شہکار گلوں کے مسافروں کو چیک کرتے کرتے آگیا تھا۔ انہوں نے مٹھی اٹھانے سے روک کر کہ میں جانے کی اجازت دے دی۔

میں نے کہا "رمانسٹ اب کوئی خطرو نہیں ہے۔ تم سفر فریڈا رکھو۔" اس نے کہا "میں جا رہا ہوں۔"

پھر شراک پہنچ گئے۔ اپنی مصروفیت کے باعث میں کتنی ہی باتیں بھول گیا ہوں۔ اس دوران میں اس اجنبی میزبان کو بھول گیا تھا۔ میں نے کوالیٹی اور اس کے لیے لوش دوستی اور مسلمانوں کی اجازت دینا تھا۔ اس کی مصروفیت میں اس نے مجھے سے استہساک چھپا ہوا تھا۔ مجھے وہی کا فریب سے کھلا دیکھنے کی فریڈا نے فریڈا کو اپنے ہاتھوں میں لیا تھا۔ جاگ بلانہ پر بھی وہ بلند بیڈ پلور لٹھ ہو گیا تھا۔ اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ اجنبی میزبان ریڈ پادھ کا کوئی تڑپا چلا گیا اس باخودا مگر اس کی ہے۔

میں نے اسے دیکھ کر ہنسنے کا مقصد یہ ہے کہ اس وقت میں اتونی کے ساتھ تھا۔ وہ اجنبی میزبان مجھے اس سبب میں بھیجتا تھا۔ یقیناً وہ یا اس کے پیڑھی بھائی کے پاس سے ہو گئے۔ میں جانتا تھا کہ ان کی نظروں سے اوجھل ہونے کی نالی یہ ممکن نہ تھا۔

شراک کی بڑی فریڈا مٹھی کے مجھے اپنے خاندان والوں میں سے جلنے میں اس کے کچھ بڑی اتونی کے میک اپ میں تھا۔ اتونی کو اس کے تمام خزانے ملتے تھے۔ وہاں شراک میرے ساتھ بے تکلفی سے باتیں نہیں کرتا تھا۔ پھر یہ کرا بھی بولی کہ مجھ اپنے خاندان والوں سے دور رکھا تھا۔

وہ کھانے کے بعد رومانسٹ کو اپنے سامنے بڑا داشت نہیں کر سکا۔ پھر وہ کہ اس کا میک اپ ختم ہو گیا ہے اسے جی کہ اسے یہ صحت کھانے کی اس نے ڈانسٹر اٹھا کر رابطہ قائم کیا۔ کسی کو حکم دیا کہ وہ اپنے کھانے کے ساتھ کچھ کھانے آ جائے۔ وقت سے پہلے وہ اپنی مٹھی اٹھانے کے بعد رومانسٹ ہوئی۔ اس نے فریڈا کو آواز سے کھولا۔ اس کا ماتحت رومانسٹ کے پاس آ گیا۔ اس نے کہا "تو تڑپا کہ کینٹ تک لے کر آ گیا۔ اپنے ماتحت کے ہاتھوں سے مٹھی اورد لٹچ کر رومانسٹ کے پاس گیا۔

وہ کھانے کے بعد رومانسٹ کو اپنے سامنے بڑا داشت نہیں کر سکا۔ پھر وہ کہ اس کا میک اپ ختم ہو گیا ہے اسے جی کہ اسے یہ صحت کھانے کی اس نے ڈانسٹر اٹھا کر رابطہ قائم کیا۔ کسی کو حکم دیا کہ وہ اپنے کھانے کے ساتھ کچھ کھانے آ جائے۔ وقت سے پہلے وہ اپنی مٹھی اٹھانے کے بعد رومانسٹ ہوئی۔ اس نے فریڈا کو آواز سے کھولا۔ اس کا ماتحت رومانسٹ کے پاس آ گیا۔ اس نے کہا "تو تڑپا کہ کینٹ تک لے کر آ گیا۔ اپنے ماتحت کے ہاتھوں سے مٹھی اورد لٹچ کر رومانسٹ کے پاس گیا۔

وہ کھانے کے بعد رومانسٹ کو اپنے سامنے بڑا داشت نہیں کر سکا۔ پھر وہ کہ اس کا میک اپ ختم ہو گیا ہے اسے جی کہ اسے یہ صحت کھانے کی اس نے ڈانسٹر اٹھا کر رابطہ قائم کیا۔ کسی کو حکم دیا کہ وہ اپنے کھانے کے ساتھ کچھ کھانے آ جائے۔ وقت سے پہلے وہ اپنی مٹھی اٹھانے کے بعد رومانسٹ ہوئی۔ اس نے فریڈا کو آواز سے کھولا۔ اس کا ماتحت رومانسٹ کے پاس آ گیا۔ اس نے کہا "تو تڑپا کہ کینٹ تک لے کر آ گیا۔ اپنے ماتحت کے ہاتھوں سے مٹھی اورد لٹچ کر رومانسٹ کے پاس گیا۔

کہے گئے "میں جوب چاہ دو مگر ایک اپ کو دل گا اور ان کے سامنے آئے بغیر میں سے شراک کے ساتھ چلا جاؤں گا۔" "میں جے جی جو ڈر کر بیٹھے جاؤں گے۔" "نہیں، جب تک اس ملک میں ہوں گی نہ کی جہانے تمہارے قریب رہوں گا۔"

وہ خوش ہو کر مل گئی۔ میں نے ایک کمرے میں آ کر ڈانٹا اور کھڑکیا کو بند کرنے کے بعد روم سے کھینچ دیتے۔ اس کمرے سے اللہ باقدر دم کا جان لیا پھر اطمینان سے بیٹھ کر نوٹ لیک کے پاس پہنچ گیا۔ وہ اپنے کیمین میں تنہا تھی۔ جہاں ایک گھنٹے بعد لکھی کی بندگاہ پہنچنے والا تھا۔ وہ موٹو کیمین میں کھول کر اسٹ ایک باس تھم کر کھڑکے میں تھی۔ میں نے اسی وقت فیکس کر لیا کہ اس کچھ لڑنے اس سے لکھ کر چلا پیسے۔ اب اس سے وہی ایک دوسرے سے دائمی مددنی کا باعث بن سکتی تھی۔

میں نے اسے بھولنے سے بچانے کا وہ جرت سے اچھل کر کھڑکی ہو گئی۔ پہلے اسے یقین نہیں آیا کہ اس کے داغ میں میرا لہو اٹھ رہا ہے۔ میں نے کہا "میری جان، یہ میں ہوں تمہارا فریڈا۔ یقین کرو۔" یقین کرتے ہی وہ نگار دی سے بولی "کون میری دیکھ لے گی؟" میں نے کہا "تمہاری دیکھ نہیں آئی میرا اس کے ساتھ آئی مگر میں خیال تو اتنی سے محرم تھا۔"

مجھے تمہاری خیال تو اتنی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" میں نے اطمینان میں کر پوچھا "مجھے غصہ کروں دکھا دی ہو؟" وہ فریڈا انداز میں بولی "ہاں مجھے غصہ نہیں تو مٹی کا اٹھا کر چلا پیسے تمہیں بچوں کا باپ بننے کی مبارکباد دینا چاہیے۔" "بچوں کا باپ ہے یہ تم کا کہہ ہی ہو؟" "اسے میرے ساتھ اطمینان بنو۔ اگر میرے سامنے ہوتے تو میں تمہارا منہ توڑ دیتی۔"

تمہاری جان کی قسم! یہ بچوں والی بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ مجھے اچھا لگے کہ کون سے بچوں کا باپ بنادی ہو کیا تمہاں نے خیالی ہوئے؟" "دیکھو فریڈا، تمہاری اس رومشائی والی مصعبیت مجھے غصہ آ رہا ہے۔ میں کبھی ہاں نہیں کہی کہ تم نے اجازت میں اپنے متعلق پوچھنا ہے۔" "میں نے کل سے اچانک تمہیں دیکھا ہے۔ ملایا کی مرید پادھ کرنے کی نگر میں لگا تھا۔ اب میں اتنی لٹھ پہنچ گیا ہوں۔ یہاں مجھے تمہاری کا موٹو مل گیا۔ میں کبھی واپس آئی۔" "واپس آتے ہی سب سے پہلے تم سے مخاطب ہونا ہوں۔ میں تمہارے لیے دیوانہ رہتا ہوں اور تم مجھے پڑانہ گھنے رکھتے تھی مگر اورد اتنی ہو۔"

"میری نظروں میں تمہاری عظمت کتنی سے زیادہ نہیں جا رہا میں سے دو دن کی کٹھنیاں پر بیٹھو۔"

وہ کھانے کے بعد رومانسٹ کو اپنے سامنے بڑا داشت نہیں کر سکا۔ پھر وہ کہ اس کا میک اپ ختم ہو گیا ہے اسے جی کہ اسے یہ صحت کھانے کی اس نے ڈانسٹر اٹھا کر رابطہ قائم کیا۔ کسی کو حکم دیا کہ وہ اپنے کھانے کے ساتھ کچھ کھانے آ جائے۔ وقت سے پہلے وہ اپنی مٹھی اٹھانے کے بعد رومانسٹ ہوئی۔ اس نے فریڈا کو آواز سے کھولا۔ اس کا ماتحت رومانسٹ کے پاس آ گیا۔ اس نے کہا "تو تڑپا کہ کینٹ تک لے کر آ گیا۔ اپنے ماتحت کے ہاتھوں سے مٹھی اورد لٹچ کر رومانسٹ کے پاس گیا۔

وہ کھانے کے بعد رومانسٹ کو اپنے سامنے بڑا داشت نہیں کر سکا۔ پھر وہ کہ اس کا میک اپ ختم ہو گیا ہے اسے جی کہ اسے یہ صحت کھانے کی اس نے ڈانسٹر اٹھا کر رابطہ قائم کیا۔ کسی کو حکم دیا کہ وہ اپنے کھانے کے ساتھ کچھ کھانے آ جائے۔ وقت سے پہلے وہ اپنی مٹھی اٹھانے کے بعد رومانسٹ ہوئی۔ اس نے فریڈا کو آواز سے کھولا۔ اس کا ماتحت رومانسٹ کے پاس آ گیا۔ اس نے کہا "تو تڑپا کہ کینٹ تک لے کر آ گیا۔ اپنے ماتحت کے ہاتھوں سے مٹھی اورد لٹچ کر رومانسٹ کے پاس گیا۔

”وہ دن ہے جس میں نے تعجب کا اظہار کیا“ جا، ہاں، آج کل اخبارات میں ہرگز خوب تذکرہ ہو رہا ہے۔ وہ دن کا بھی ذکر ہوا تھا۔ تم اپنی ذہل جو تیل کھانے سے رہی ہو؟

”وہ دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں جھینچ کر بولی“ وہ ڈبل جاملز نیاں تھامے پچھل کی مائیں کہ رہی ہیں؟

”میں نے جتنے ہوسے کہا کسی نے نہیں میرے خلاف بھڑکے ہوئے۔“ بکواس صحت کو، تاہم دنیا کے اخبارات جھوٹ میں بول سکتے

یقین نہ ہو تو پچھلے دن کا اخبار کپل سے حاصل کر کے پڑھو۔ میں تمہارے بچوں کی مال ختنے کے قابل نہیں تھی۔ ڈبل جاملز کے پاس ڈبل جن، ڈبل

اگر مائیں نہیں اس لیے تم اپنے ڈبل جاملز کی مائیں بنا رہے ہو، ان کا کیا بار سامنے آو، میں تمہاری اس کی کسی کر کے رکھ دوں گی۔

”میں نے بہ سوتیلی بہن پڑائی جتنے ہوتے کہا“ تمہارے ختنے سے یہ شہادت ہو سکتی ہے بچوں والی بات حد سے ہے مگر تمہیں یقین نہیں کرنا چاہیے

کہ ایسا انجام نے میں ہو گیا۔

”وہ ذرا چپ ہو کر بولنے لگی۔ یہ بات اس کے دل کو زراگی تھی کہ میں اچانک بن کر خواہ مخواہ باپ بن رہا ہوں۔ میں نے اپنی بہن پر زبرد

پیدا کرنے کے لیے کہا۔“ تم میری ہوجو، اگر ڈبل جاملز سے دل لگاؤ تو تارا وہ امریکہ میں نہ ہو، میں میرے ساتھ تھا لیکن میں رہتی۔

”یہ تو جانتی ہوں کہ تمہیں دلی لگاؤ کسی سے نہیں ہے۔ آتے دن ہی بول جاتی ہے۔“

”جان! تمہاری تم مجھے صرف تم سے مل گئی وہ ہے۔“

”اسے مجھے جان نہ لگنا۔ اسی زبان سے مدعا کو بھی جان لکھتے ہو گے۔“

”آہ وہ مانا!“ میں نے ایک مرد آہ بھر کر کہا۔ اس نے میری عدالتی سے تنگ کر دیا اور اسے ڈھونڈ لیا۔

”سوینا اندر سے خوش ہو گئی، پھر چونک کر بولی۔“ جھوٹے مکار، ابھی تو تمہنے کہا تھا کہ خیال خانی داپس آتے ہی پہلے مجھ سے رابطہ قائم کیا ہے پھر

یہ وہ دن کے متعلق کہاں سے معلومات حاصل ہو گئیں؟

”اس دن میں عدالت سے بڑی خوبصورتی سے میرا جھوٹ پکڑا تھا۔ میں ایک ڈوگ لڑکھا۔ لیکن حکمت خواہ کبھی وہ دن میں ہوا سے بیوقوف بننے میں

دیر نہیں لگتی۔ میں نے کہا۔“ جی جی میں نے مدعا سے دفاعی رابطہ قائم نہیں کیا۔ وہ تو میں تھا لیکن میں ایک ٹورڈواں کے ساتھ ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے لے دیکھا ہے۔ میں اپنے اصلی مذہب میں نہیں ہوں اس لیے وہ مجھے

پہچان نہ سکی۔“

کی۔ یہ سبق ملا صرف تم ہی مجھ سے سچی محبت کرتی ہو۔ میرا دل ایسا ڈر گیا ہے کہ کھانا تو خواتین میں دن تم مجھے چھوڑ دو گی، اس دن میں نے دنیا کی ہر چیز دھل گئی۔“

”وہ ایک دم سے گھٹل گئی۔ میں جھوٹ بول کر اس کی محبت لگا کر رہا تھا اور وہ سچ بولنے لگا۔ وہنا اور دل برداشتہ باکرے کی محبت لگا

میرے لیے کبھی جانی تھی۔ تنکا تنکا ہو کر مجھے اپنے دو کدے پر ہنسنے میں کوٹ کو پھینکا لینا چاہتی تھی۔ نگاہ میں اس سے جھوٹ بولتا تھا۔“

”تیرے تندر مزاج کی عورت تھی کہ جھوٹ سچ کی ملاوٹ سے ہی اس کی نفرت کو محبت میں بدلنا جاسکتا تھا۔ نفرت میں نے غلط کاما۔ وہ مجھ سے نفرت کرنا نہیں سکتی تھی۔ ماں اپنی عادت سے مجھ پر ہو کر غصہ دکھانی رہتی تھی۔

بہر حال میں نے جسے نصرت لیا۔ جب میں نے کہا کہ اگر وہ مجھے چھوڑے تو میں دنیا چھوڑ دوں گا۔ تو وہ اندر سے تھرا گئی تھی۔ ایک سوچ اٹھانے لگا

”وہ ماں سے گڑبگڑی کر ڈرا کر ڈرا کر نہیں معلوم ہوا، چاہیے کہ وہ باؤنک میں سے برائے نام ہو چکی ہے۔ میرے ذرا کادل ٹوٹ جاتے گا۔ میں نے چڑچڑ

چاہنے کو کہتے ہوئے پوچھا: ”چپ کیوں ہو، ابھی میں نے ذرا درد کھائے تم سے رابطہ ختم کر دیا تھا۔ یہاں خیال خانی میں مداخلت ہوئی تھی۔ تم نے کچھ کہا ہو تو میں سن نہ سکا۔“

”آں!“ وہ وطن ہو کر بولی، میں باؤنک میں کے متعلق کڑبکڑی تھی

کہ مجھ میں دلچسپی لے رہا ہے۔“

”ہاں۔“ سوئی نے مجھے بتایا تھا کہ باؤنک میں تمہارے مجھے پوچھا ہے اور تم سوئی کو اس سے پھیرتی پھیرتی ہو۔

”سوینا نے کہا۔“ یہ فقیر پرانا ہو گیا ہے۔ سوئی ہندوستان چلی گئی ہے اور باؤنک میں میرا دوست بن گیا ہے۔ وہ مجھ میں دلچسپی لے رہا ہے کہ میں یقین

دلچسپی کا مطلب سمجھاؤں؟

”مہینوں میں صرف اتنا جھگڑا ہوں کہ میری جان کو صرف مجھ سے دلچسپی ہے۔“

”وہ سکرانے لگی۔ اپنے تمام حالات بتانے لگی۔ میں سب کچھ جانتا تھا

مگر اچانک میں کرسنڈا ہوا۔ آخر میں اس نے بتایا کہ جی عورت باؤنک میں اس پر میری طرح عاشق ہو گیا ہے۔ ایسا عاشق کا اس کی خاطر سیر مارے پکڑا

کر سکتا ہے اور اس کی مدعا وہ اس کے ساتھ لاکھی کی بند گاہ پر آتے گا۔ میں نے کہا۔“ سوینا، ذرا سوچو، پڑھاؤ، میرے راضی ہو گیا کہ جی

ہندوستان میں رہتی کہ مجھے جانے کے بجائے تمہارے ساتھ پاکستان چلا جاتے؟

”وہ بولی جی کا دعویٰ ہے کہ پڑھاؤ اس کی ہر بات ان یقینے میرا خیال ہے کہ پڑھاؤ اور اس کے دونوں ہی سوئی تک پہنچنے میں ناامید

کیں اس سے ملاقات کروں گی۔ اس لیے پڑھاؤ نے سنی کو میرے ساتھ پڑھاؤ بنے۔

”اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی۔ پھر جی کی آواز سنائی دی، میں نے

پہلی سے بائیں کروں، ذرا معلومات کے دوسرے ذرائع استعمال کرتا ہوں۔

”میں نے کہا۔“ سوینا، ایک نئی بات سنو، آفا سماجی پرسے پروا ملنا دیا گیا ہے۔“

”جی نے ہر جگہ پر غصے ہوئے کہا۔“ میرا انداز ہے کہ پڑھاؤ اور اس کے

مابین محبت ہو گئی ہے۔ یہ بات ان کی مجھ میں آگئی ہے کہ وہ باؤنک میں کوئی نہیں لگاؤں گی۔ اس کے لیے

ذرا کھانا کو تمہارے ساتھ لگا دکھا ہے۔“

”سوینا نے تائید کی۔“ ہاں! ایسا ہی ہے جیسے وہ واقفوں کے مابین

ہو گیا۔ سوئی کوئی ایک دوسرے کی راہ میں مائل نہیں ہو گئے۔ ان میں سے

پہلے جانکے سچ بولتے تھے۔“

”سوینا اور جی کے خیالات سے میں یقین تھا کہ اس کے علاوہ بھی کچھ لوگ

ہیں۔ پڑھاؤ اور اس کے دونوں ہی رو مانا کہ ہندوستان میں دیکھ

نے اور سمجھنے کے لیے میں جلد ہی تھائی لینڈ سے نکل کر وہاں کے پاس

مکان نہیں گیا۔ اس طرح انہیں اس کے لیے میرے اندر وہاں کے دلچسپی

کو لگاؤں گے۔ انہوں نے ہر طرف جان پھیلا رکھا تھا۔ فی الحال اس نے

مداخلت میں لے لے کر وہ سوئی تک پہنچنے میں ناامید ہو رہے تھے۔

”میری سوچ نے سوئی کے دماغ پر دھک دی۔ اس نے ایک دم

مائل ہو کر دی۔ وہ ہمیں چاہتی تھی کہ میں اچانک ہی اس کی کسی

ذہن کے لیے پھولوں میں جھانکتی ہو؟

”فصلوں بائیں کر دے تو جملے جاتوں گی۔“

”اچھا تو کام کی باتیں ہو جائیں۔ آؤ بہرہ عدہ کریں کہ میں تمہاری

فطرت یعنی نادری زبان میں سوچا کروں گا اور تم مجھے اپنے دماغ میں بلانا لائیں

کیا کرو گی، ابو منظور؟

”مہینوں تم سے دوہری کی دوہری بھلی ہے۔ جو بتاؤ مجھے کون جی طلب

کیا ہے؟

”میں نے ایک آہ کے ساتھ کہا۔“ تم یقین نہیں کرو گی، تمہاری یادیں

پھٹا کر پانی ہیں کہ میں نہیں مخاطب کرنے کے لیے میں ہوں ہو گیا۔“

”مجھے یقین ہے فریاد تمہارے سینے میں کس تڑپنے والا ہے جاملز

ہے۔ تھوڑی دیر پہلے وہاں کے پاس تڑپ رہا تھا پھر میرا کھانے کا پاس

پہنچ کر پڑنے لگا۔ اب میرے پاس تڑپ رہا ہے۔ ہاتھ تمہے تمہے غلط

ہو رہی تھی جو کہ میرے سر پہلے ہوا۔ آندہ تھی جو کون کے لیے زندہ

بھی رہتے ہو؟

”میں نے حیرانی سے پوچھا۔“ تمہیں کیسے یہ جلاک تھوڑی دیر پہلے میں

مدعا اور سوینا کے پاس تھا۔ تم اگر سوئی نہیں جانتی ہو؟

”اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ زبان پر لے کر نام تو میں نے بدل دیا ہے

جب تم اگر سوئی سوچ کے دوران، مدعا، سوینا اور مونا کا نام لیتے ہو اور سوئی

طرف سے جو اب ان کی سوچ کا اہم نیاں ہے۔ تو میں کبھی ہوں کہ فلاں وقت تم فلاں جو ہے سوئی کا ذرا کھل رہا ہے ہو۔

میں جھینب کر اپنا سر کھانے لگا۔ وہ ہنسی کے علاوہ کوئی دوسری زبان نہیں جانتی تھی مگر میری رگ رگ سے واقف تھی۔ ابھی زبان میں بھی لڑکیوں کے نام سن کر میرے شقیہ کھل کر کھڑی تھی۔ میں نے اپنی صفائی

پیش کی۔ ”اس دن تو جی اپنے حالات سے مجھ پر ہونا ہوں۔ لو کیا ایسے انداز میں کھاتی ہیں کہ میں نہیں نہیں آتا۔ یہ ایک عالمی حقیقت ہے کہ مہین

محبت سے ملنے کے بعد مرد بچے کو گرتے ہے۔“

”مگر تمہیں کچھ سمجھا ہے۔ سوینا، بیان کر دو وقت لفظوں کا تزیین

زود۔“

”جی جی جی۔ لیکن مدعا کو ہے کہ میں پہلے لوگوں سے کر کے کی

حتی الامکان کو کھینچ کر رہا ہوں۔ سوینا نے کہنے کی مثال ماننے سے۔ میں

نے اس کے ساتھ ایک لیکن میں کچھ رات کو گری ہو گیا ہے ہاتھ نہیں لگایا

کہ وہ کئی مہینوں اور کسی پڑھاؤ سے میں نہیں پہلے بتا چکا ہوں۔“

”وہ ذرا چپ رہی۔ میری بات سے تھوڑا سا متاثر ہوئی ہو گی۔

میں نے اس کی سوچ کو ٹھنکا چاہا۔ اس نے مائل ہو کر دی۔ پھر بولی، ”اے

اور کس کے گوشہ نشین کر لو۔ میں صرف اس لیے تمہاری قدر کرتی ہوں کہ تم

پہلے بھی میرے کام آتے رہے۔ اب جی مدعا کو ہندوستان پہنچا کر میرے پاس

باب اور میں کو داس سے نکال لانا چاہتے ہو۔“

ہوئی کہ تم اس ہندستانی نوجوان کے ساتھ ہندوستان میں پورے
 سالے مجھوت بدل کر میں نے سونیا کو راضی کر لیا ہے کہ وہ اپنی پہنچ کر تم سے
 دوستی کرے اور وہاں کی ہم سر کرنے کے لئے تمہارا اتفاق مائل کرے
 اچھا تو تمہارے اس مجھوت کو نبیلہ کے لئے مجھے کسی ہندستانی
 جڑی سے متفق کرنا پڑے گا۔

”مجوری ہے۔ کرنا ہی ہوگا۔“
 ”فرزاد! ایک بات میں ابھی طرح مجھ گئی ہوں۔ تم سونیا سے
 بہت ڈرتے ہو۔“

”پر پھر دل کو کہوں کہ اگر ایک خوشبو ہو تو سونیا جیسی بری
 کو کبھی مانا کر کے کے لئے کیسے کہے یا پڑھتا
 ”باتیں نہ بناؤ۔ سچ بناؤ۔ دل سے ہونا۔“

میں نے ایک گہری سانس لے کر کہا کہ وہ مجھ پر ہوتا ہے اسے
 عورت نہیں ڈراتی، عورت کی محبت ڈراتی ہے۔ پتھر کھالنے لے مارا
 محبت سے مرتے ہیں۔“

”وہاں اپنے بلیکے ایک آئینہ اور ڈیننگ کیم کھانے لگی۔ اب
 وہ اپنا میک اپ اتار رہی تھی۔ اس کے آس پاس بیٹھی ہوئی لڑکیاں سے
 حیران سے دیکھ رہی تھیں۔ ایک لڑکی تقریباً انداز میں بولی کہ کمال ہے تم تو
 چمکے چل سکتی ہو۔“
 وہاں کھنڈروں میں مجھے دشمنوں سے غلط تھا۔ اس لئے میں نے
 خود کو جھپٹا ہوا تھا۔

”اس کی بات سن کر اگلی سوٹ پر بیٹھنے والے بھلاؤں نے گاڑی
 رکھی۔ چمکے گھوم کر مارا کو دیکھنے لگے۔ ایک نے کہا کہ تم فرار ہو
 تم ہمارے ساتھ کسی مارتا ناہی لڑکی کے میک اپ اور باجہ چورٹ
 میں آئی ہو۔“

”آئی تھی۔ اس میں مارتا ناہیں، وہاں ہوں میرے پاس
 اپنا پاسپورٹ ہے۔“
 اس نوجوان نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اپنی اصلیت بتاؤ ورنہ
 ہم تمہیں اپنے ساتھ نہیں لے جائیں گے۔“

میں نے وہاں سے کہا کہ یہ سب سجان نہیں ہے۔ جن کو
 سپر ماٹر کے آڑ کا رٹا نہیں کرنا چاہئے۔ جس باتیں بنا ہے میں
 تاکو میرا تمہارا رابطہ خاطر ہوتا ہے۔“
 وہاں نے انہیں جواب دیا: ”ٹیک سے اپنے ساتھ نہ لے جاؤ میں
 آگے کسی خبر میں ساتھ چھوڑ دوں گی۔“

ایک نوجوان نے دوسرے سے کہا: ”وہاں! وہاں! وہاں! اچھی
 لڑکی ہے۔ اسے تمہارا نہیں چھوڑیں گے۔ کہ آں گاڑی آگے ٹھہراؤ۔“
 گاڑی آگے چل گئی۔ وہاں مسکرائے لگی میں نے کہا کہ تم
 بڑے آرام سے سفر کرو گی۔ مجھے اطمینان ہے اس لئے اسے بار بار پڑا۔

اس سے دو چار باتیں کرنے کے بعد میں نے رکن سے نئی کاپی
 تنگ کے ملے میں بھانکنا چاہا۔ لیو گاگے اس لئے اپنی سانس
 روک لی پھر کچھ ہستہ ہستہ سانس لیتے جیسے پوچھا: ”یہ تم ہو؟“
 ”نہیں آپ کا بیٹا ہوں فرزاد! کیا مارتا ناہی کا کرنا یا تمہارے
 مالی کی آخری رازم؟“

”اس نے جواب دیا کہ ہر دل سے بیٹھے مجھے اجازت نہیں ہے کہ
 میں اپنی بیوی کی چٹانک جاسوں کہیں سوچا بھی نہ تھا کہ میں نے
 آخری بار بھی نہ دیکھ سکوں گا۔“

میں نے کہا: ”وہ جرح کہیں۔ جگہوں کا کھلا پورا ہوتا ہے انشا اللہ
 ہم جلد ہی آپ کو اور اس وقت کو دل سے نکال لائیں گے۔“

”بہت مشکل ہے۔ یہاں ایسی سختیاں ہیں کہ تم دونوں کی کاپی
 ہمارے آگے کی۔“
 ”یہے شک ہے کہ لوگ منہ پڑ بند بانڈ ہے میں جگہ ہم دیکھ لینی
 دیا راستہ کاٹ کر راستہ بدل کر آئیں گے۔ آپ اطمینان رکھیں۔“

”لڑھکان سگت، ذہنی کے ساتھ پوچھا کہ تم نے دوسرے کسے
 میں جا رہا تھا۔ میں اس کے دماغ سے نکل آتا۔ لڑھکان میں اس کوئی کچھ
 نے مجھے مخاطب کیا۔ شکر ہے فرزاد! تم میرے ساتھ چلی کو نسلیاں دے
 ہے پھر جگہ میں اب مجھ میں کبھی جو کرنا ہے فوراً ہی کر دو۔“
 ”اس وقت اسے بہت زیادہ ذہنی پریشانیوں ہوں تو آدی
 ہے اپنی اور بے صبری سے غلط قدم اٹھا لیتا ہے۔“

”ہمیں اتنی ذہنی پریشانی نہیں ہے۔ تمہارا اٹھا یا ہوا قدم غلط
 نہیں ہوگا۔“
 ”اگر تم مجھے اپنا گھٹین تو تمہارا دل گواہی دیتا کہ تمہاری پریشانیوں
 میری پریشانیوں ہیں۔ میں اپنے پتائی اپنی بہن کو دل سے نکالنا چاہتا
 ہوں۔ یہ بہت بڑی ذہنی ہے اور میں اس میں ناکام نہیں ہونا چاہتا۔“

”وہ بھڑکی سانس لے کر بولی: ”تمہاری باتیں دل جیت لیتی ہیں
 میں سوچ کر آئی تھی کہ تمہیں فوراً ہی کوئی قدم اٹھانے پر مجبور کر دینا
 مگر تمہارے دلال نے مجھے جو کر دیا۔“

”وہ اصل میں سونیا کا انتظار کر رہی ہوں۔ وہ کراچی میں ہے کالنگ
 لے رہی ہو پتائی دل کا ابھی میرے منہ سے بھاگا سا خاکی ہے کہ سونیا
 اور وہاں دشمنوں کو دل لیا بھانگیں گی اور میں چپ چاپ اپنے دل پر
 کچھ کرتا رہوں گا وہ کیسے بھانگیں گی اور میں کیا کرتا رہوں گا۔ یہ باتیں
 ابھی میرے ذہن میں واضح نہیں ہیں۔“

”وہ پوچھی: ”شاید کچھ سوچ چکی تھی۔ میں نے پوچھا کہ کیا
 چلی گئیں؟“
 ”نہیں۔ سوچ ہی ہوں کہ تمہیں آڑے دقت پر سے کام لے
 ہو جہاں میری طبیعتی بیٹی ہے بس جوتی ہے، وہاں سے تمہارا سہارا شروع

ہوتا ہے۔“
 ”اسے دماغی انداز میں چھڑنے کا یہ اچھا موقع تھا مگر میں نے
 بیٹھ سے کام لیا۔ کیونکہ وہ اپنی ماں کا سوگ منا رہی تھی۔ میں نے کہا
 اس وقت! ”تم تمام دشمنوں سے پیچھے میں کامیاب رہی ہو۔ آج رات
 میں بھی دشمنوں کی نظروں سے اڑھن ہونے کی کوشش کروں گا۔“

”اس نے پوچھا: ”وہ کوالا پور کا اچھوتی نرمان کہاں ہے؟“
 ”وہ پچھلی رات سے غاموش ہے۔ مجھے ملایا کی سرحد پار کرنے
 والا ہے۔ وہ غافل نہیں ہوگا۔ وہ مجھے شراک کے مہان کی حیثیت سے دیکھ
 رہا ہوگا۔ وہ کہ بہت خود کو میرے لئے مہتر بنا رہا ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں
 کہ وہ ماسکین کا آدمی ہے۔ اس کا طریقہ کار ایسا ہے کہ مجھے اس کی کوئی ٹھکانا
 بل پیچھے میں ناکامی ہو رہی ہے۔“

”تمہیں روپوش ہونے کے لئے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ ایسا
 نہ ہو کہ دونوں نظروں سے چھپ کر زمین کو ہوجاؤ اور وہ روپوش رہنے والا
 نہیں چپ چاپ دیکھتا رہے۔“

”میں محتاط رہوں گا تم میرا ایک کام کرو پتھر توڑی پتھر توڑی دیر میں
 سونیا سے رابطہ قائم کر دو۔ وہاں جی اور آفا سمجھا گیا تھا کہ دوسرے
 کو نقصان پہنچانے والے ہیں۔ میں یہ خیال ہے کہ آفا جاننا پیش میں آکر
 سونیا کو نقصان پہنچائے۔ باقی دونوں باہر باہر ہتھیوں کو لڑنے دو۔“

”اس طرح دونوں دشمنوں کی رگیں تو میں نام نہ پھینچا رہے گا۔“
 ”ٹھیک ہے میں سونیا کا خیال رکھوں گی۔“
 ”میں نے سوچا۔ وہ سونیا سے باتیں کرنے کی تو سونیا رومار کے سلسلے
 میں نہ دیکھ بولے گی۔ یہ سوچ کر میں نے رکن سے فری کو بتایا کہ میں نے سونیا
 کو بھاننے ماننے کے لیے کیسے مجھے مجھوت بولے ہیں۔ بری تمام باتیں
 سننے کے بعد اس وقت نے کہا: ”تم ہر طرف سے قابل پریشانی ہو مگر تمہاری
 یہ بدشاہیاں تمہاری اچھوتوں پر پڑتی ہیں۔ سونیا نصیب لیا گی
 حد سے گزر کر جا چکی ہے اور تم سے فریب دیتے رہتے ہو۔“

”میں نے اسے نقصان پہنچانے والا فریب بھی نہیں دیا۔“
 ”عورت کو صرف ایک ہی صورت سے نقصان پہنچا ہے۔ وہ
 یہ کہ اس کا روماس سے ڈور دے۔ تمہاری ذات سے میرے زیادہ نقصان
 سونیا کو پہنچ رہا ہے۔“

”میں سونیا سے دوڑیں پتھر ہم ہمیشہ ساتھ لے کر دشمنوں کے حالات
 بار بار میں جگہ کرتے رہے جو وہ جدائی قبول ہو گئی ہے ہم جلد ہی پھر میں
 گے اور پھر پھر جا رہا ہے۔“

”تم جہاں بوجھ کر پھینچتا ہو گے۔“
 ”ہاں مجھوڑی ہے سونیا مجھے آزاد نہیں دینے دیتی۔“
 ”وہ آزادی نہیں دیتی یا تمہاری ہی اجازت نہیں دیتی۔“
 ”یہ عجیبی ایک ہی صورت ہے تم ہو سکتی ہے۔“

”شراک نے کہا: ”مگر وہ خاتون کوئی کر رہی تھیں کہ ان کے پاس
 نکاح نامہ اور دوسرے ایسے دستاویزات موجود ہیں جن کے ذریعے وہ میرے
 ڈیڑھ کی منکرہ ثابت ہو جاتی ہیں اور وہ دونوں بچے ڈیڑھ کی جان لڑیں

”کیسے؟“ رکن نے پوچھا۔
 ”بائے کہ تم میری من جاؤ۔ میں وہہ کرتا ہوں کہ تمہارے بعد
 کوئی لڑکی میری زندگی میں نہیں آئے گی۔“
 ”اگر وہ چھپ گئی تھی تو میں نے کہا: ”تمہاری ماما جی کا دہانت
 (انتقال) ہو گیا ہے۔ ایسے وقت میں مجھوت میں بولوں گا مجھے ایک بار
 آواز دو۔“

”جواب میں غاموشی رہی ہیں تو آواز دی۔ چپ کبھی ہو؟
 میں سنبھلنا چاہتا ہوں تم سنبھلنا نہیں جانتی۔ یہی بات ہے نا۔“
 ”مستور غاموشی رہی ہیں نے کہا: ”پتھر نہیں تم خبر داری ہو یا اس
 موضوع سے تمہاری ہر سوچو موضوعات بدل کر بات کریں گے تم سونیا کے
 پاس جا رہی ہو نا۔“

”کوئی جواب نہیں ملا میں نے دو چار بار آواز دیں پتھر چلا کہ
 وہ جھگ گئی ہے۔ میں ایک سر آہ بھر نے کے علاوہ اور کیا کر سکتا تھا
 میرے۔“

”اب تم میں مگر پتھر کیا تھا۔ لیں لیں میں ڈال کر رہنے
 دو اور سگریٹ سلگایا شراک کی وہ کوئی بہت ہی خوبصورت تھی میں
 جس خواجگاہ میں بیٹھا ہوا تھا وہ بڑی خوبصورتی سے سجائی گئی تھی دوسرے
 کسی کسے میں بیٹے کی طرحی خاتون کے ساتھ بیٹھی باہر کر رہی تھی۔

”آئیہمیں میں رات کا کھانا تیار کر رہی تھی اور روم ڈرائنگ کے نام
 میں کھیل رہا تھا۔ وہ ماحول ڈاٹا میں یہ سونیا تھا۔ کوئی کچھ دشمن وہاں نہیں
 پہنچ رہا تھا۔ پھر وہ اچھی مجھے پھینچتا نہیں جانتے تھے۔“
 ”میں شراک کے پاس پہنچ گیا۔ وہ کھانے کی میز پر بیٹھ گیا کے ساتھ
 بیٹھا ہوا تھا جو اب کہ ان باپ، ان کا مونس اور دو بچے۔ وہ کھانے
 میں مصروف تھے۔ میں شراک کے دماغ سے جولیا کی باتیں سننے لگا۔ اس کی آواز
 اور لہجے کو اپنی یادداشت میں محفوظ کر لیا۔ شراک نے کھانے کے دوران
 کہا: ”مجھے کوالا پور میں ایک خاتون کی خون کا مال وصول ہوتی تھی۔“

”یہ بات سن کر جولیا اور اس کے والدین جو کچھ گئے۔ شراک نے کہا
 ”وہ خاتون کہہ رہی تھیں کہ میری بہن کی والدہ میں میرے ڈیڑھ نے آج
 سے سترہ برس پہلے اس خاتون سے شادی کی تھی۔“

”جولیا کی ماں نے کہا: ”وہ کواں کرتی ہے جو اب کے ڈیڑھ کی کھین
 پیرس گئے تھے۔ وہاں بھی ایک خاتون ڈیڑھ کی کر رہی تھیں کہ وہ شراک سینیئر
 کی جو ہے اور اس کے دو بچے ہیں۔ بیٹے شراک کی یہ سب تمہارے ڈیڑھ کی
 کی دولت اور جگہ ڈال کا لار ہے ہے۔ یہ جس کوئی بات ہے کہ تمہارے ڈیڑھ کی
 کے مرنے کے بعد اسے بدنام کیا جا رہا ہے کہ انہیں نے خاندان سے باہر
 دوسری شادی کی تھی۔“

”شراک نے کہا: ”مگر وہ خاتون کوئی کر رہی تھیں کہ ان کے پاس
 نکاح نامہ اور دوسرے ایسے دستاویزات موجود ہیں جن کے ذریعے وہ میرے
 ڈیڑھ کی منکرہ ثابت ہو جاتی ہیں اور وہ دونوں بچے ڈیڑھ کی جان لڑیں

”شراک نے کہا: ”مگر وہ خاتون کوئی کر رہی تھیں کہ ان کے پاس
 نکاح نامہ اور دوسرے ایسے دستاویزات موجود ہیں جن کے ذریعے وہ میرے
 ڈیڑھ کی منکرہ ثابت ہو جاتی ہیں اور وہ دونوں بچے ڈیڑھ کی جان لڑیں

میں سے کھتے دار ہیں جاتے ہیں؟

میں جو لیا کے مباح میں تھا۔ وہ دل ہی دل میں سکرانی ہوتی سورج
یہی تھی " اور وہ! وہ بڑھیا ہاں پہنچ ہی نہیں سکی گے ساموں کے آدمی نے
لے لیا اس کے بیٹوں کو زمین میں ہی ہلاک کر دیا ہوگا "

اس کی سوج سے صلوم ہو گیا کہ زمین میں تیار اور اس کی دل پر حملہ
کرنے والا وہ قاتل جو لیا کے ماں کو آدھی تھا اور اسے میں نے چلن زمین سے
باہر پھینکا ہے تھا میں خوش قسمتی تھی کہ وہ خاتون اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے
اب نہیں آئی گے۔ جو لیا کے ماں نے کہا۔ بیٹا وہ نکاح نامہ اور دستاویزات
جملی ہوں گے۔ دیکھ لیا وہ عورت پانے بچوں کے ساتھ نہیں آئے گی "۔
شرلاک نے مڑا کر کہا " اچھا ہے کہ نہ لے اور اگر آئے گی اور
اس کے پاس دستاویزات درست ہوتی تو پھر یہاں کی ساری جائیداد میں
ان بچوں کو حصہ دینا ہی ہوگا "

جولیا نے اسی سے بولی " شرلاک! اتنے انصاف پسند نہ ہو میں تو وہاں
دھکے دیکر یہاں سے نکالوں گی "۔
وہ سکرانی ہو کر بولا " تم تو شادی سے پہلے ہی اپنی ہونو یاں میں ساں پر
زانی تھکے کر رہی ہو "

وہ بولی " کیا تم سے میری ماں اور اپنی ماں تسلیم کر لے رہے ہو؟ "
" اس کا دعویٰ درست ہوگا تو تسلیم کروں گا "
جولیا کی آنکھوں میں آنسو تھکے اور وہ ہنسی سے کہتی ہوئی کہ اس
عورت کو بچوں سمیت یہاں آئے تو رو "

جولیا کو غلطی کا احساس ہوا کہ جو عورت بچوں سمیت ہلاک کر دی گئی
ہے وہ اب نہیں آئے گی لہذا اسے شرلاک سے جتن بٹھ کرنا چاہیے۔ وہ
سب عورتوں کی ایک صفی سے ملنے جاتے تھے پھر شرلاک نے کہا " یہ نہیں یہ
میکہ کہاں ہو گیا ہے۔ میں نے اسے کھا تھا کہ وہ میری دلچسپی میں سے نہ
جائے "

جولیا کے ہونے کہا " وہ دہر کو مایا کے ہمارے ساتھ کھا اٹھا تھا۔
اس کے بعد اور چلا گیا ہم کچھ شے تھے کہ تمہارے استقبال کے لیے پڑ پڑا
گیا ہے "

میں جو لیا کے جو درختاں پر بیٹھ رہا تھا سہا سہا یہ تھے کہ ایک
کو تھک کر دیا گیا ہے کیوں کہ لڑا گیا، یہ وہ لڑا کہ بہت بہت کر دینے کا۔
تھکے ہیں تھا کہ ایک ہی خاندان کا ایک جوان تھا اس کے دل باپ سر پہنے
تھے۔ وہ شرلاک کے دادا کی دیکھ جہاں رکھا تھا شرلاک کا وفادار تھا۔ مگر
دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر جولیا کو پسند نہ لگتا تھا۔ جولیا کی سوج تیار ہی تھی
کہ وہ ایک کے جذبات سے سیکھتی ہی تھی اور اسے جنت کا جہنم ہوا۔ لہذا
دوسری ہی تھی کہ جولیا کو دادا دیا گیا کہ وہ تھی۔
پہلی رات ایسا ہوا کہ جولیا اپنی باپ اور ماں کے ساتھ اپنے بیٹے

پریشان ہونے والی کیا بات ہے؟

وہ سوچتے سوچتے کمرے میں گیا میں نے اس کی سوج میں کہا " جولیا
اس کی ڈیڑھی تھکے ہیں کہ ایک کورنر کے قاتل کے شکار نے لگا پڑا
" ہاں اس کی سوج نے کہا "۔ اس نے جھوٹ کہا کہ میں نے کورنر کے قاتل
کا منادہ کس پڑا دار قبول کیے ہیں۔ شرلاک کی وہ سوج میں چلنے پھرنے کے
ساتھ وہاں ناچا رہتی تھی ان کے دل کا ماحولہ جیٹتی پڑا دار قبول کر چکا ہوں۔
کرنے کے قاتل کو مریت وہ پڑا دار لیا اس سے تھے؛ ان میں ہزارا اور دونوں گا۔
مگر وہ کھتے سبھی تک قہقہے میں آیا "

ماںوں لباس تبدیل کرنے لگا۔ اس کی سوج سے پتہ چلا کہ بہت مگال اور
اپنی ہے جولیا کے خاندان کے لیے کام کرتا ہے۔ اس کے دل باپ سے بھی جو بھڑت
ہل ہل کر شری بری نفسی حالت ہے۔ ہانک فون کی گھنٹی بجنے لگی، اس
رہسپورا ٹھایا۔ اس کو مٹانے کے دوسرے فون کا ریسپونڈ بھی کیا مگر کسی
سے پوچھ رہا تھا " آپ کس سے باہر کرنا چاہتے ہیں؟ "
دوسری طرف سے کہی " کما " مگر ڈیڑھ کو بولا "

ماںوں کا ہم ڈیڑھ تھا۔ اس نے ملازم سے پوچھ کر دیکھنے کے لیے کہا پھر
دوسری طرف سے فون کرنے والے سے بولا " میں ڈیڑھ بول رہا ہوں۔ آپ
کون ہیں؟ "

" میں ایک سوری مشرک ڈاکٹر ہوں میرے اسپتال میں ایک نئی
شخص ایسے پتہ کرنا چاہتا ہے جہاں آ کر میں "۔
وہ انتظار نہ لگا چند لمحوں کے بعد اس سروانڈے قاتل کی آواز
نئی دی جو زمین میں تازہ آئی اس کی اول اور بھائی کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ ڈیڑھ
ماں نے تیرا نے پوچھا " تم اسپتال میں زخمی ہو؟ "

وہ بولا " ہاں شکر ہے کہ صرف زخمی ہوں مرنے سے بچ گیا۔ میں
جاگتی ہوئی زمین سے گر گیا تھا "

ڈیڑھ نے مضی سے کہا " اور ان میں ایسے گریٹے تھے؟ "
" میں فون پر نہیں جاسکتا۔ چلنے پھرنے کے قابل ہو کر اسپتال سے آکر
ماری بائیں ہاتھوں گاؤں ایک عورت بے ہوش کے بعد پوسٹ میں آنا ہوں
اور اطلاع دے رہا ہوں کہ وہ عورت اور بچے ہلاک پڑے ہیں "۔
ڈیڑھ نے جھجھکا کر ریسپونڈ کر ڈیڑھ پڑا دار سے اسے جواب دینا چاہتا
ہوئے " کیا باپ سے جانا پڑا دار وہ دم پر ہم ہو گیا۔ اس نے ملازم کو بول کر
کہا کہ وہ مشران اور مشران کو فوراً بلوائے۔ جولیا کے دل باپ جان اور
بزرگان کھلا تھے۔ ڈیڑھ انہیں اپنے کمرے میں بلا کر وہ خوش خبری سنانا
چاہتا تھا کہ شرلاک کے سینئر کی جائیداد میں حصہ لینے وہ خاتون اپنے بچوں کے
ساتھ جنگاں بیٹھ گئی ہے۔

میں نے ڈیڑھ کو پھوڑ کر شرلاک سے اسے اطلاع دیا کہ وہ کھانے کی
بزرگ سے کہی کہ اپنی خواجہ ماں، اپنی خاتون نے اسے مخاطب کیا وہ چونک کر

بولا " فریاد! تم ہو؟ "

" ہاں بہت دیر سے تمہارے رشتہ داروں کی کھوڑیوں میں گھوم رہا تھا۔
جو معلومات حاصل ہوئیں۔ وہ یہ کہ جو لیا کے ماں ڈیڑھ نے تازہ دیکھ کر زمین
میں قتل کرنے کے لیے اس کے قاتل کو بھیجا تھا جسے میں نے زمین سے باہر
پھینک دیا تھا "

شرلاک نے کہا " یہ تو بڑی ملنگی ہے۔ یہ کوئی دولت اور جائیداد کے
لہجے میں خون خرابے پر آتے ہیں "۔
میں نے کہا " آگے تو سوسو لیا کے کو ان کی سازش کا علم ہو گیا تھا ڈیڑھ
نے اسے بھی قتل کر دیا ہے "

شرلاک کو غصہ ہوا۔ وہ ایک دم سے صوف پر بیٹھ گیا۔ اس کے ہاتھوں میں
ایک نظر آ رہا تھا۔ وہ ایک کپڑے پر بند کرنا تھا کہ وہ بڑی لیا مذاں سے
اس کا دہرا ہوا تھا۔ اس نے سخیل پہنچ کر کہا " میں ڈیڑھ اٹکل کو
زندہ میں بچھڑاؤں گا "

میں نے کہا " غصہ مت کرو کہ وہ مرے والا ہے نہیں آئے گا۔ میں کون
اب میں ایک نیا کورنر کاؤں گا "
وہ چونک کر بولا " تم؟ ہاں تم ایک کا بدلہ اور اس کے ہونے پر ابھی
میکہ کے مسلمان کے ساتھ مایا کے تصویر لیکر آؤں گا "

میں نے کہا " کاش؛ میں اس کی آواز اور مجھے سے بھی واقف ہوتا۔
بہر حال اصل ڈیڑھ نے مایا کے کپڑے پر فلازی کی کپڑے سے چھلکی تھا میں
زخمی حالت میں ہاں آؤں گا بڑھ کے منہ سے بل آئے فلازی کی آواز ہماری ہوتی
ہو سکتی ہے "

" فریاد! آواز اور مجھے کی بڑا ڈر کر رہے ہیں ہاں کیسٹ ہا ٹیری
ہے اس لائبریری میں سے خاندان کے ہر فرد کی باتیں ریکارڈ ہیں میری
نئی اور ڈیڑھ اب اس میں نہیں ہیں مگر میں ان کے کیسٹ کے ذریعے ان
کی آواز میں سنتا ہوں، ایک کا بھائی ایک کیسٹ ہو جو ہے "

" بس ٹھیک ہے تم میری ضرورت کا نام سامان لے کر فریاد بچو۔
میں انتظار کر رہا ہوں۔ اچھا! "۔

میں نے جگہ دیکھ کر اس کا لیا اب وہ تھا کہ ڈاڈا آدمیوں۔ رومان کی طرف
سے اطمینان تھا سونیا کی گزرتی تھی کہ وہ تھی۔ وہ بدن سے ہر اس وقت
لاہور تھا کہ جب وہ اپنے کمرے میں داخل ہوتی تھی۔ اس نے اپنے کمرے کا
دوازہ کھول کر باہر دیکھا اس کے کمرے کا دوازہ ڈرائنگ روم میں کھلتا تھا۔
وہاں ماسٹر روم کی سیٹوں کا ریسپونڈ تھا جس سے باہر کرنا تھا۔ دیکھ
کر اس نے اپنے منہ پر ہنسی رکھتے تھے خاتون اپنے کا اشارہ کیا یہ وہاں
ہاتھ کے اشارے سے مجھے قریب آئے کہ یہ کہاں کی سوج تیار ہی تھی
کہ وہ اپنی انداز سے کسی کے بڑا ہل کر مجھے بعد شرازا کسی سے بائیں
کر رہا ہے۔

فوج تھی۔ آج میں ہستی ہوں ہم اور تم ذہانت اور دلیری سے جسے جی سکتے ہیں
مگر خلافتی فوج یا ٹیل پیچیں کہ بیرون دیکھے دشمنوں کے دار سے نہیں
پہن سکتے۔

”درست کہتی ہو، میں نے کافی کا ایک گھونٹ لیا۔

”معلوم تو ہلے تم میری سویرے کے ذریعے سے حالات جان چکے
ہو، اکیسے یہ بات تسلیم کر رہے ہو۔“

”ہاں۔ سپرد نظر میں نے موت دینا چاہتا تھا۔ اب تک تم اپنی
ذہانت اور قوت ارادی سے معذور ہو۔ ابھی میری جگہ کوئی دشمن ہوتا تو تمہارے
زہر ہلے دار سے... بیچ کر میں جا سکتا تھا۔“

بڑھلائی نے مسکرا کر کہا: ”میں فریول روپوشی کے دوران میں نے سوتے
جاگتے نہیں یا دیکھتے ہیں۔ دماغا نکلی تھی کہ ایک بار عسکر ہمارا بل جلتے
تو میں اس دشمن تنظیم کی کئی شاخوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینک دوں گی۔
میں نے ہنستے ہوئے مسکرا کر پوچھا: ”تمہیں سپر مارٹر پر بہت عرصہ
آ رہا ہے؟“

”کچھ عرصہ نہیں آنا چاہیے؟“

”میں آنا چاہیے۔ غصے کی حالت میں کبھی کوئی بیٹے دشمن پر غالب
نہیں آسکتا۔“

”واہ۔ واہ۔ یہ دانشمندی کی باتیں ہیں، ڈاکٹر اور پرو فیسر میری
تقریریں کرتے تھے۔“

میں نے کہا: ”بڑھلائی! تمہارا خیال ہے کہ تم جاپان ہیں سپر مارٹر
کے بہت سے ڈون کو جاتی ہو اور انہیں میری مدد سے تباہ کر سکتی ہو مگر
وہ لوگ آج نہیں ہیں۔ اب تک تمام اڈے بدل گئے سون کے پھیرے کہ میں
خیال خوانی کے ذریعے کہتے ہیں، مارٹوں کو ٹرپ کر سکتا ہوں پھر نہیں
کرتا کیونکہ کوئی خاص نتیجہ میں نہیں ہوگا میں ایک مارٹر کو ہلاک کروں گا۔
اس کی جگہ دوسرا مارٹر آ جائے گا۔ ہماری جنگ اتنی ہی ہے کہ سپر مارٹر مجھے
پھانسا جاتا ہے اور میں سپر مارٹر تک پہنچا جاتا ہوں۔ اس تنظیم کے
مرکزی مقام تک پہنچ کر ان کا طریقہ کار اور دوسری اہم معلومات حاصل کرنا
چاہتا ہوں۔“

”دکھتی پر بیٹھ گئی۔ ہیلوکاپٹرز کو بولی؟ اس کا مطلب ہے کہ
میں سپر مارٹر سے انتقام نہیں لے سکتی گی۔“

میں نے ہنستے ہوئے کہا: ”میں اور سپر مارٹر ایک دوسرے سے
انتقام لیتے چلے آ رہے ہیں۔ اس کا نتیجہ دیکھ لو کہ دوسرا اس کا سون برباد
ہے اور میں دوشٹی جی تھی زندگی گزار رہا ہوں۔ تم دونوں کو قرآن میں
ہے۔ لہذا تم اپنا سون برباد کر دو۔ یہ سوچ کر گھبرا کر دو کہ میں تمہارے
دشمن کے لیے عقاب بناؤں گا۔“

”میں یہ روپوشی کی زندگی گزارنے کو گزرتے تیرا بگوتی ہوں۔“

”تم بوقت ضرورت بیٹھنا چاہیں باہر جا سکتی ہو۔“

”ایسا تک تو ہمارے کا، یہ روپوشی تو ساری زندگی رہے گی؟
”مجھ کو ہے۔ ایک آپ ہیں رہ کر کسی بلا تک سر جری کے ماہر سے
راہیہ قائم کر دو سر جری کے تمام اعتراضات میں برداشت کروں گا بلکہ اس
دوران میں اس قال بنا دوں گا کہ تم پرے تک بلین کی مدد سے اپنے چہرے
کو ہینتے کیلئے نہیں کرنا لوی۔“

وہ خوش ہوئی میرے پاس ہر اس نے اپنی نگہاں نہیں میری گردن
میں ڈال دی۔ جبوں کے بل اٹھ کر میرے قدمک بیٹھنے کی کوشش کی وہ
مجھے چونکا جاتی تھی۔ جاپانی قدیبا کے مارگٹ تاک نہیں پہنچ سکتا تھا۔
چونکہ وہاں عرفام بوسر لینا میوب نہیں سمجھا جاتا تھا، اس لیے میں اسے
دوڑوں ہاتھوں سے خاک کر اس کا چہرہ اپنے چہرے کے قریب لے آیا۔
ڈاکٹر اور پرو فیسر مسکرا رہے تھے تھوڑی دیر بعد میں نے بڑھلائی
کو پیچ فریٹن پھر ڈاکٹر اور پرو فیسر نے مجھے اپنے ساتھ لے چلے۔

میں نے کہا: ”تمہیں ساتھ چلو گی تو دشمنی پاک چھوڑے گی، میں تمہیں
پس گے میں تمہارے ساتھ وقت گزاروں گا لیکن کمزور بیٹھ کر ایسے
کام کرنے رہنا چاہیے۔“

”تم جو کونے، وہی کروں گی بس تمہاری توجہ چاہیے۔“

میں نے ڈاکٹر اور پرو فیسر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ”مجھے ایسے
سولہ واروں کی دست چاہیے جو فائن ہوں میں بڑھلائی کے ذریعے ان کی
تجوڑی خالی کروں گا۔“

وہ دونوں کا غم فائدہ لے کر بیٹھ گئے اور سوچ سوچ کر مایہ داروں
کے ہاتھ لگنے کے میں نے بڑھلائی سے کہا: ”مجھے اس زنجی کے پاس لے چلو جو
یہاں کسی کرے میں ہے میں یہاں اور کسی کا سامنا نہیں کروں گا۔“

وہ بولی: ”وہ زنجی یہ ساتھ دالے کہہ نہیں ہے۔ دروازہ ہی تھلے
سامنے ہے تمہیں اس کمرے سے باہر نہیں نکلنا پڑے گا۔“
بڑھلائی میری ہدایت کے مطابق چلے اس کمرے میں گئی تاکہ وہاں
کوئی شخص نہ ہو تو اسے وہاں سے مٹا دیا۔ وہاں کوئی نہ تھا۔ میں اطمینان سمجھنے
کے بعد وہاں گیا۔ مایک تیرن بریٹیا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پریشان بندھی
ہوئی تھیں میں نے آواز دی: ”سٹر مائیک اکیسے ہو؟“

اس نے آٹھیں کھول کر دیکھا۔ کپڑوں کے سامنے فریڈنظر آ رہا تھا۔
دماغ کر رہا تھا: ”میں یہ فریڈنظر ہو سکتا میں موت کے منہ سے نکل آیا
ہوں مگر یہ اداغ کزور ہو گیا ہے چونکہ میں فریڈنظر کے کارناموں سے متاثر
ہوں اس لیے ہی کا ڈوب مانتے ہے۔“

یہ سوچتے ہوئے اس نے پوچھا: ”کن ہو تم؟“

میں نے کہا: ”وہی جس کے متعلق تم سوچ رہے ہو تمہارا داغ
کمزور نہیں ہے میں فریڈنظر ہوں اور میں نے بھلا کر کو یہ خوشخبری سنا دی
ہے کہ تم زندہ ہو۔“

”آپ؟ مگر آپ تو ملایا میں تھے۔ انجارات ہی بتا رہے ہیں۔“

میں نے کہا: ”انجارات اپنی تعین مطومات کی بنا پر ایسا کہتے ہیں۔
یہ یہاں میسکو وجود پر تھا۔ الیٹین کرنا ضروری نہیں ہے۔ اپنی تحریرت
باز کر تک چلنے پھرنے کے قابل ہو سکتے ہو؟“

”میں آپ کو دیکھ کر اپنے آپ کو بھول گیا ہوں آپ سے ایسا بڑھلائی
رہ رہیں۔ بیٹھ ٹیکہ یہ آپ ہی ہوں۔“

میں نے ہنستے ہوئے کہا: ”اس وقت میں تمہارے ملاخ میں بیٹھ کر
ملائے زخموں سے اٹھنے والی ٹیسٹیں چھسو کر رہا ہوں تم سونا چاہتے ہو
مگر سو نہیں سکتے ایسی حالت میں زیادہ بات کرنا مناسب نہیں ہے میں
بڑھلائی سے کہتا ہوں وہ تمہیں کوئی خواب اور دوا دے گا۔“

میں چلنے لگانے کا کہنے، اگر آپ ہی فریڈنظر کو بعد میں
پرو فیسر لگا چاہیے آپ خواب میں آکر چلے گئے ہیں۔“

”ایٹینان رکھو میں پھر تم سے ملوں گا۔“

میں بڑھلائی کے ساتھ دوسرے کمرے میں گیا۔ ڈاکٹر میرے کہنے
بنا کر کو خواب اور دوا دکھلانے ملا گیا۔ پرو فیسر نے کہا: ”میرے فریڈنظر
نے مزہ داروں کو جانتے ہیں۔ یہ ان کی فرستے۔“

بڑھلائی میرے ساتھ وہ فرست بڑھنے لگی پھر اس نے ایک
پیر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا: ”میں اس دولت مند کو جانتی ہوں۔ میں ایک شام
کو گیا اب میں چچا کر اس کے پاس گئی تھی مگر پوچھنے کے لیے امداد
انگ رہی تھی۔ یہ مجھے ایک رات گزارنے کی قیمت دینا چاہتا تھا۔ میں
ٹوک کر چلی آئی۔“

میں نے کہا: ”ٹیک ہے کل تم ہی میک آپ میں پھر اس کے پاس
انہی تاثر شو کہ تم ضرورت سے مجھ کو رات گزارنے آئی ہو۔ میں
دلے دماغ میں موجود ہوں گا۔ ان کے بعد ہر روز ایک نئے شکالے سے
بلا جانے کا۔ مارٹ؟“

”مارٹ؟“ وہ کھلنے لگی میں نے کہا: ”اب میں جاؤں گا۔ پرو فیسر
بہ نواؤں سے کہو کہ میرے گزرنے کے واسطے سے بہت جا میں۔“
ڈاکٹر مائیک کے پاس سے آ گیا تھا۔ پرو فیسر تھوڑی دیر میں
نرسنگ کر کے واپس آیا تو میں دونوں سے مفاہمت کرنے کے بعد
نظارے کے ساتھ باہر اپنی کار میں آیا۔ وہاں تاریکی تھی میں نے اسے
دونوں میں اٹھا لیا۔ وہ میری گرفت میں مر جانا چاہتی تھی اور میرے
پناہ وقت میں تھا۔ تھوڑی دیر بعد جب جانے لگا تو وہ چرکے کا ہار
ڈی۔ اپنے دس ہرے بلوں کی گڑگڑیوں سے میرے کان کو گدگداتے
سے ہوں۔ فریڈنظر اب تک تھلے لیے ایک کرنا فائدہ نہیں کیا اپنا نا
پہن کھنکے؟“

میں نے کہا: ”تم بے حد میں ہیں جاپان میں ہی اپنا نام لکھنا
پہننا تھا۔ خود ہاں تمہارا انداز تھا۔ یہاں میری مجبور ہے۔ آج رات میں
انت صرف ہوں۔ حالات نے اجازت ہی تو لیں نہیں مائیک

کے سوپ میں لوں گا۔
میں اسے تسلیاں دے کر اس سے نصیحت ہو گیا۔ ایسا ہی ہوتا ہے
کہ بھوک ہوتی ہے کھانا مانے ہوتا ہے اور آدمی کھا نہیں سکتا میں کار
آگے رکھا کر تھوڑی دیر تک گیا۔ ساتھی اچھے طرح ذہن کشین نہیں ہونے
تھے۔ ارادہ تھا کہ رہائی کے لیے بھلا کر کو ناپاٹ کر لوں۔ اسی وقت
رک ڈتی تھے مجھے غائب کیا۔ طنز بہ انداز میں پوچھا: ”میرے بھلا بھگت!
جاپانی گویا سے کھیل کر آگے؟“

میں نے کہا: ”میرے بھلا کر کو سست کرتے ہوئے کہا: ”طنے دو۔ تم
نے یہ بھی دیکھا ہے کہ میں اسے مال کر آیا ہوں۔“
”ہاں میں نے دیکھا ہے اور تمہاری بہت کوتاہی پڑھی ہوں کہ
کل تم اس سے طے کا وقت ضرور نکالو گے۔“
میں نے صہیب کر کہا: ”بڑی مشکل ہے کہ تم بہت کوتاہی ہو۔“
”فریڈنظر ایسے بولوں ہو، انسان کیوں نہیں ہنستے؟“
میں نے ایک گری سانس لے کر کہا: ”میں نہیں آنا کہ کبھی جی
شباب کے آگے مجھے کیا ہو جاتا ہے۔ کیا اس کی بڑبڑ نہیں ہے کہ یہ
حصین لڑکیاں خودی دعوت دیتی ہیں۔“
”میں ناتی ہوں کہ ایک مجبور بھی ہے۔ تال دونوں ہاتھوں سے
بستی ہے۔ تم تالی جملے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھاؤ۔“
میں نے پوچھا: ”کیا انسان نظری تقاضوں سے مجبور نہیں ہوتا؟“
اس نے جواب دیا: ”سونا اور دمانہ کی زندگی میں تم سے بھی زیادہ
مطامع آتے جانتے ہیں۔ کیا وہ نظری تقاضوں سے مجبور نہیں ہو سکتی؟
کیا عورتوں کے سینے میں بچنے والا دل نہیں ہوتا؟“
”عورتیں بھی سکتی ہیں۔“

”میں سونا اور دمانہ جیسی عورتوں کی بات کر رہی ہوں۔ سونا
ڈر اور کر کے یا بے لادکسین کی طرف ہائی ہوئی تو تم پریشان ہو گئے۔ کیا
تمہاری وجہ سے سونا کو چہرہ پریشانیاں ہوتی ہیں۔ تمہیں ان کا احساس
نہیں ہے؟“
مجھے احساس ہے میں بھگتا ہوں۔ اس کے مادہ جو جی بیک
جاتا ہوں۔ شاید اس لیے کہ روزیادہ جینا ہی تو ہے۔
”بے غلط ہے۔ عورتیں زیادہ جذباتی ہوتی ہیں مگر ذہانت کرنا جانتی
ہیں کہ خود کو نوالہ دی ارادوں کا مالک کہتا ہے چہرہ نوالہ دیکھ کیوں
جاتا ہے؟“
میں نے تحک با کر کہا: ”ایک ہی بات سمجھتی آتی ہے کہ مرد
بے لگام ہوتے ہے جاری عورت حتی الامکان کوششیں کرتی ہے کہ
اس کا آدمی صرف اس کا ہے۔ لیکن اس کی لامی میں وہ آدمی کیا عمل کھلاتا
رہتا ہے۔ وہ نہیں جان سکتی۔“
”ہاں۔ اب تم اپنی نکالیں کہ تسلیم کر رہے ہو۔ انہوں نے کہ تسلیم

کرنے کے باوجود تینوں شہرم نہیں آ رہی ہے :
 اسے کیوں بیکسر چھپے پڑ گئی ہو۔ یہ بھی تو سمجھ کر کسی کتاب نگار
 کو شہرم آتی تو وہ گناہ کے آستے پر بھی نہ چلنا۔ ایسے کسی گناہ نگار کو
 تباہی کی لٹی بھیجی جانے والی برکتی نالو کر سکتی ہے :
 وہ دریا چہ رہی۔ میں نے اسے کسی کی دھکتی رگ پر انگلی رکھی تھی۔
 میں نے پوچھا : چسپ کیوں ہو گئیں ؟ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں ؟
 اس نے کہا : ہاں۔ تم ٹہلی چھپنے کے سہانے سونا کو دھوکا دینے ہو۔
 مجھے نہیں دے سکتے۔ صرف میں ہی خیال خرافی کرنے رہے ہیں گناہوں
 کی دلدل سے نکال سکتی ہوں۔ اس لیے ایسے مورخ ہر تینوں ڈول جی ہوں :
 " تمہارے ڈول سے بات نہیں کی ہے۔ تمہارے دریاں ایک
 دوسرے کو ڈونے والا رشتہ بھی ہونا چاہیے :
 وہ پھر چہ رہی۔ شاید جھمک رہی تھی۔ پھر اس نے پوچھا : یلو
 ہے چند گھنٹے پہلے تم نے کیا دعویٰ کیا تھا ؟
 " ہاں۔ یاد ہے۔ میں نے دعویٰ کیا تھا کہ تینوں پلنے کے بعد پھر
 کسی کی آرزو نہیں کروں گا۔ مگر تم نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ میرے
 دماغ سے جھٹک گئیں تھیں :
 " تمہارے پھر یہ فیصلہ کن انداز میں بولنے لگی : " فریڈ ! میں جانتی ہوں
 کہ میرے لیے لاکھ چھپانے کے باوجود تم میری چاہت کو سمجھتے ہو۔ مگر
 نہیں اس چاہت کا اندازہ نہیں ہے۔ میں چاہت سے بھی آگے
 بڑھ کر تباہی پورا کرتی ہوں۔ لیکن جب وہ دیکھتی ہوں کہ تم گدی خواہش
 کی دلدل میں دھنسنے جا رہے ہو تو میری پوجا اور عقیدت کو ٹھیس پہنچتی
 ہے۔ میں نہیں اپنا دیوانہ بنا چاہتی ہوں۔ مگر ایک نابالگ آدمی دیوانہ نہیں
 ہی سکتا :
 میں نے ایک گہری سانس لی۔ وہ میرے کردار پر بے لگ تجرہ
 کر رہی تھی سچی اور کھری بات کر رہی تھی۔ بے شک میں انسان ہوں مگر
 انسان کا ہر شہرت نہیں ہوں۔ جو لوگ خواہشات کی دلدل میں فرشتہ
 بن کر بیٹنے کی جگہ سجد نہیں کرتے۔ وہ عام انسانوں کی طرح مر جاتے
 ہیں۔ مرنے کے بعد اپنے نام سے زندہ نہیں رہتے۔ اور اپنی زندگی میں سچی
 جیسی مثبت اور اصول سیدہ کرنے پر حکومت نہیں کر سکتے۔ اس گلگزی
 میرے اعمال کا حساب پورا تھا :
 اس دلی کر رہی تھی : " میرا دل ایک ہندی بچے کی طرح صرف تیل سے
 لیے پھلتا ہے۔ میرے سر میں ہوتا ہوں سینے میں دل کی جگہ تھوڑا کھلی
 اور پیشے کے لیے تم سے سزاؤں میں میری اس طولی عرصت کے ناخوشی
 اس وجہ سے تھی کہ تم سے دور جگانے کی کوششوں میں صرف تھی جو
 میں نفرت سے کہوں تو تم ایک ایسے شخص کی طرح لگ سکتے ہیں سے مرنے
 کے بعد یہی چھپا چھوڑتا ہے اور محبت سے کہوں تو تم میری ایسی عبادت ہو
 کہ میں سانس چھوڑ سکتی ہوں۔ تباہی عبادت نہیں چھوڑ سکتی :

اس کی آواز بھرا گئی ہیں نے سسکیوں کی آواز سنی۔ وہ کوا فریڈ
 ہی ختم ہو گئی۔ یعنی وہ جلدی سے سے ڈراخ سے نکل گئی تھی تاکہ سسکیوں
 کو روک سکے۔ آنسوؤں کو پھونک سکے۔ اس وقت میں ایسا ہوسا تھا کہ
 بیان نہیں کر سکتا۔ چند لمحوں کے بعد میری موز سے اس کی جانب بھاگنا
 خیال تھا کہ عیش کی طرح وہ اپنے دماغ کا دواخانہ بند کھے گی مگر اسے
 میرے لیے کھلا تھا۔
 میں نے بڑی محبت اور نرمی سے پکارا : " رس فنی ؟
 وہ آنسو پھیر رہی تھی۔ اپنے اندر سسکیوں کو باہر ہی لے کر
 کہا : " رس فنی : میں نے تمہارا دل دیکھا ہے۔ میری جھمک نہیں گناہوں
 شہر زندگی کا اظہار کیسے کر لوں ؟
 وہ بولی : " اگر یہ آخری شہر زندگی ہے تو میں خود کو جھاگ مان فونی
 (غیب) سمجھوں گی۔ میں کیا باتوں کی فریڈ نہیں صرف اپنا نالہ کرنے کے لیے
 میں نے سونا اور دواخانہ کو سانس سے جانا چاہا اور میرے رازدک محبت
 نے سمجھا کہ وہ۔ دواخانہ مورخیں بھی میری طرح دل سے ٹھہرتی ہیں۔ میں نے
 بار بار آزما کیا کہ تم ہی کسی طرح ان دواخانوں کو چھوڑ سکو۔ مگر مجھے
 کے باوجود ان دواخانوں سے فحاشی کا ثبوت نہیں ہے۔ اس دواخانہ کے
 بھی مجھے متاثر کیا۔ اگر تم کسی موٹر یا تینوں میری خاطر چھوڑ دینے تو
 دوسری کے لیے مجھے بھی چھوڑ سکتے تھے :
 " خدا کا شکر ہے۔ تم کسی پہلو سے تو مجھے اچھا سمجھتی ہو۔
 " تم کسی پہلو سے ٹرتے نہیں ہو۔ اگر تم میں وہی ایک رازدک ہو :
 " اب بڑھتی بھی نہیں ہے گی۔ آج تم پہلے ہی بار اپنی زبان سے
 پیار کا تمہارا دیا ہے۔ میں پہلی بار نہیں دینا وعدہ ہے۔ وہ ہاں کہیں
 محبت کی پائیگی تو اس طرح برقرار رکھوں گا کہ تم مجھے دواخانے چھوڑ
 ہو جاؤ گی۔ اب کسی سیدہ کے لیے میرے زندگی خواہش پیدا
 نہیں ہوگی :
 " اگر ہوتو ؟
 " تو مجھے ڈر کہنا۔ اب تو ڈر کے کا شہرت طے لگا گیا ہے :
 وہ سسکتی رہی۔ میں نے کہا : تم تعریف میری محبت کو دل میں
 چھپانے نہ کھنکے کے لیے اپنے دماغ کا دواخانہ میرے لیے بند کر دیتی تھیں۔
 اب تو یہ دواخانہ کھلا ہے گانا :
 اس نے آواز میں سر لایا۔ اچانک میں نے مار کر دیکھتے ہوئے لڑھ
 اؤدھ دیکھ کر کہا : " ایسے ایں تم سے باتیں کرنے کی وجہ میں پتہ نہیں کہاں
 چلا آیا ہوں :
 رس دتی نے پوچھا : کیا ہوا ؟ راستہ بھٹک گئے ہو ؟
 " ہاں بھٹک گئی ہوں مگر شراک کے ذریعے منزل تک پہنچے جا رہی
 اس نے کہا : " تم سے باتیں کرنے کی وجہ میں میں بھی جھولتی
 کہتا ہے۔ میں دماغ میں کیوں آتی تھی۔ وہاں ہاں ہاں میں اور آنا سماجی میں

لڑا دو ہو گیا تھا :

" اچھا کیسے ؟ وہاں کیا ہو رہا ہے ؟ "

وہ کہنے لگی : " سونا اور جی ایک کسی میں کوئی شہر ہر کی سیر کر رہے
 تھے کسی ویران علاقہ میں آنا سماجی کی گاڑی نے سانس سے آکر آتے
 روک لیا۔ پہلے تو ان کے دریاں سوال جواب ہوتے رہے ہیں جی
 عرف ہاں تو انک میں کے دماغ میں وہ کرب تک چھوڑی تھی :
 میں نے کہا : " ایک منٹ کس فنی : ایک ایک بار جی کے دماغ
 میں پہنچا تھا۔ اسے پتہ چل جاتا ہے کہ اس کے دماغ میں پائی سوچ ہو
 ہے۔ وہ تینوں بھی یقیناً محسوس کرنا ہوگا۔ "

" نہیں۔ جی وگا میں مفیل مکتب ہے۔ جب میں سانس کو دتی
 ہوں تو میری سوچ کی غیر مرئی لہروں کو وہ محسوس نہیں کرتا ہے۔ میں
 خاموشی سے ان کے رونے کا تاثر دیکھ رہی تھی۔ اہ وہاں ہاں ہاں
 کی لڑائی میں نے پہلی بار بھی ہے۔ دواخانہ ایک دوسرے پر جاری پڑ
 رہے تھے۔ تقریباً ایک گھنٹہ تک انہیں مسلسل رونے دیکھ کر میں سب زار
 ہو گئی۔ آخری وقت جی کا پلہ جاری ہو رہا تھا۔ اسے لگتا ہے دیکھ کر
 اچانک سوتی نے فائر کر دیا۔ دواخانہ کوئی جی کے تھلے پڑ گئی دوسری
 گولی اس کی ران میں پوسٹ ہو گئی۔ تیسرے فائر سے پہلے ہی سونیل نے
 پتھر کینچ کر مارا سوتی سر چھو کر پٹھ گئی۔ سونیل نے اس کے دواخانہ پر قبضہ
 کر کے ہی آنا سماجی کو مخاطب کیا۔

" آنا پہلے میں جی تھی کہ تم نے جی جہاں میں میری حفاظت اور
 حمایت کے لیے ہاں ہاں میں سے مقابلہ کیلئے۔ مگر یہ سب کھل گیا کہ تم
 اس میں کے آکر کارواہی اپنے خدا کی طرف میں اعتماد لینے کے لیے
 ہاں ہاں میں کو مار ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ تمہارے شکرے لیر ہو کر خلیا
 ہو۔ آئندہ کبھی فریڈ کے سامنے بھی شہر جان بن کر آؤ گے۔ کس لینے
 نہیں زندہ نہیں چھوڑ دوں گی۔ "

سونیل نے گولی جلا دی تھیک سوتی کی طرح پہلے آنا کے شانے کو
 زخمی کیا۔ وہ درد سے کی طرح خزا ہوا لگے بڑھاؤ دوسری گولی اس
 کی ران میں پوسٹ ہو گئی وہ لگتا لگتا کہ پڑا دواخانہ شہ زور ایک ہی
 طرح زخمی ہو کر زمین پر لیٹے مگر اسے تھلے ہی آتہ تھا کہ کہا : " شکر ہے
 سونیا ! تم اسے ہلاک نہ کرنا۔ اسے زندہ رہنے دو میرے زخم پھرنے
 یہ میرے ہاتھوں سے مرے گا۔ "

" سوتی جی ! مجھ فریڈ اور کوئی کے دلی کسپ کھنکے کے لیے راستے
 کے کاخوں کو صاف کرنا ہوگا۔ میں نہیں چاہتی کہ کوئی کا شہر ہلاک کے پاؤں
 میں چھو جائے : "

سونیل نے آنا سماجی کو نشانہ لیا۔ جی نے کہا : " پھر سونیا ! اگر فریڈ
 ابھی تمہارے دماغ میں موجود ہے تو کیا نہیں اجازت دیتا کہ ایک لیر
 آدمی کو آتی آسانی سے گولی مار دو ؟ "

" میں فریڈ کو بھی اجازت نہ دیتا۔ اچھا ہے کہ وہ جو وہاں ہے
 آقا کو اس طرح ہلاک کرنا بزدلی اور کم ظرفی ہے تو بے دماغی تیر سے سر
 آتے گی : "

یہ کہتے ہی اس نے آنا کے سینے میں گولی اتاری۔ وہ اچھل کر
 چھوڑ زمین پر گرا۔ فریڈ سارنگا ہوا سونیا کی طرف بھاگ گیا۔ آخری گولی نے
 اس کی پٹائی میں سوراخ بنا دیا تھا۔ وہ اندھے منڈر گرا۔ دوسری طرف
 جی زمین پر پڑا کر رہا ہوا میری اڑی سانس کے ذریعے اپنے ہاتھوں کو حکم
 دے رہا تھا کہ وہ اب قریب آجائیں اور سوتی جی اٹھ دو پٹائی میں۔ مجھے
 اطمینان تھا کہ سونیل کے لیے کوئی خطہ نہیں ہے اس لیے میں تینوں اطلاع
 دینے آگئی : "

رستوں کی بات ختم ہوتے ہی میں نے سونیا سے رابطہ قائم کیا۔
 وہ ہولی کراس اسپتال کے ہیڈل وارڈ میں جی کے پاس تھی۔ وہ ہوش
 ہو گیا تھا۔ مگر دوش کراس اسپتال میں سونیا سے سوالات کر رہے تھے۔ یہ ظاہر
 تھا کہ وہ پتہ پانے کے آدمی تھے۔ بظاہر انجان بن رہے تھے مگر سونیا
 کو خوب پتہ تھا۔ میں سونیا کو مخاطب کر کے ان کی اہمیت بتانا
 چاہتا تھا لیکن میری سوچ کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔

میں نے جس ویران راستے کے کنارے گاڑی کو روک رکھا تھا،
 اس گاڑی کے پیچھے ایک ٹانہ جگ روشن ہوئی۔ میں نے پٹ کر دیکھا کوئی
 ٹانہ جگ روشن کرتا ہوا میری طرف آ رہا تھا۔ میں نے اٹھ کر کوٹ کے
 کواٹھ کے لیے غلط ہیٹ چہرے پر بھجوا گیا۔ میں سمجھ رہا تھا کہ آتے
 والا کوئی ٹانہ جگ لوں گا آدمی ہو گا لیکن جب وہ قریب آیا تو اسے
 دیکھ کر پتہ چھٹ گیا۔ وہ دم کی گونگا تھا جو میرے سامنے میری آنکھوں کے
 میرے پاس لایا کرتا تھا۔

میں نے رستوں کی کو مخاطب کیا : " تم میری سوچ پڑھ رہی ہو ناچہ
 وہ بولی : " ہاں وہ اجنبی نیربان لایا سے تمہارے پیچھے لگا ہوا
 ہے اس سے نہیں جان کا خطہ نہیں ہے۔ تم کو تو میں سونیل کے پاس
 جاؤں گا : "

" ہاں ! تم جانتے ہو کہ اس کے پاس یاں پتہ پانے کے آدمی ہیں
 جی کو صحت یاب ہونے میں ہفتوں لگیں گے سونیا کو اگر جی سے ملنے
 کے ذریعے جلا دیا جائے تو پتہ چل جائے : "

رستوں جی ملی۔ میں نے لاکر دیکھ کر اپنے شیشے کو نیچے سرسکا یا۔
 گونگے نے ایک تھکا ہوا کاغذ بڑھا دیا۔ میں نے اسے سرسکا کر لکھ کر
 لاسٹ کو آں کیا پھر اس کاغذ کو کھول کر پڑھنے لگا۔ اس جہنم سے
 نہ لکھا تھا۔

" سرفروا ! میں ہنگام میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں
 میں سمجھ رہا تھا کہ شراک مجھے دوست کی جو دلی میں
 شاید آپ کو میری ضرورت نہیں پڑے گی مگر مجھے آپ

راستے سے ٹھٹھک گئے ہیں اس لیے آپ کی رہنمائی کے لیے اپنے گنگے خادم کو بھیج رہا ہوں۔ یہ آپ کو شراک کے نیچے تک پہنچا دے گا۔ فقط

آپ کا بے لوث خادم:

وہ کھنت اجنبی خادم ملنے کی طرح پیچھے ہٹا گیا تھا جس میں ہمارے ہاتھ سے ہٹا رہا تھا تاکہ اس پر اسرار اجنبی کی آنکھیں مجھے شراک کے نیچے سے ٹھوڑتی ہوئی لنگڑی لنگڑی خفیہ آڈے تک پہنچی تھیں اور وہاں پرانے راستے پر بھی وہ ایک اسٹیبل کی طرح نظر آنے کے باوجود موجود تھا۔ میں نے اشدوں کی زبان میں گونگے کے کاغذ اور علم طلب کیا۔ اس نے جیسے ہی ایک طور اور ٹوٹ بک نکال کر دی میں نے کہا۔

”میرے آستین کے سانپ! تمہارا چھینا فضول ہے تم ریڈ پاور کا ایک قابل قند جاگتا ہوا ذہن ہے۔ تم نے اجنبی دوست کی بڑی سہولت سے جتنا بنگ ملازہ کو دوبارہ حاصل کر لیا اور ملائکہ کے جھگ میں جس خفیہ زمین دونوں آڈے پر میرا فضلہ تھا وہاں بھی تم نے ریڈ پاور کی ایک ٹیم کو بھیج کر میرے آڈے کو مارا لیا اور ریڈ پاور کو ایک ایسے آڈے میں پھینچا وہاں پیرا ماسٹر کے فرشتے بھی نہیں پہنچ سکیں گے۔“

میرے حال تم نے دوست کو ان نقصان پہنچایا ہے، اور میں نقصان برداشت کرنے کا عادی نہیں ہوں مجھے خداوندی شمن سے واپس آنے دو، دھرم میں تم سے کچھ لوں گا۔ فقط۔ فرماؤ!

میں نے کھنسنے کے بعد قلم اور نوٹ بک کو واپس کیا۔ اسے اشدوں سے سمجھایا کہ مجھے رہنمائی کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ میری نظروں سے ڈوڑا ہو جائے۔ اس کے بعد میں نے گاڑی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھادی اور یقین تھا کہ اس پر اسرار آدمی کی گھورتی ہوئی آنکھیں میرا پیچھا نہیں چھوڑیں گی۔ میں نے شراک کو مخاطب کیا۔ اسے بتایا کہ میں ایسے راستے سے گزر رہا ہوں جس کے اطراف نائیرل کے درخت ہیں اشدوں کیس بائیں کی چھوڑیں ان نظروں پر ہیں۔

شراک نے کہا: ”اگر تم کو شراک شرسے وہ نہ نکل گئے ہو گاڑی کو واپس منرو۔ ایک آگے گھٹنے کے بعد تم شری معدوں داخل ہو جاؤ گے۔“

میں نے گاڑی کو واپس ٹھوڑا۔ شری طرف چلنے لگا۔ تقریباً ایک میل کا ویران راستہ طے کرنے کے بعد ایک کار اپنی طرف آتی ہوئی کھائی دی۔ وہ میری کار کو دیکھ کر رگ گئی تھی۔ جب میں اسے کراس کرنا ہوا آگے بڑھا جلا گیا تو عقبت نما آستینے میں اس کی بیڈلائش کی روشنی نظر آئی۔ وہ کار بھی گھوم کر پیچھے آ رہی تھی۔ کچھ میں اگیا کہ وہی گونگا سر لڑا پیچھا کر رہا تھا۔

ایک بات سمجھ میں نہیں آئی کہ وہ ایک ڈیڑھ میل کا فاصلہ کھڑکی کیسے قابو کر رہا تھا۔ اتنے فاصلے سے میں کسی دوسرے راستے پر چڑھ کر اسے ڈانچ دے سکتا تھا۔ پہلے میں دائیں بائیں کی موڑا آئے تھے گروہ ایک میل دھڑ سے سمجھتا رہا تھا کہ میں ایک ہی راستے پر کار ڈھلوانے کر رہا ہوں۔ میں نے عقبت نما آستینے میں دیکھا۔ اب قابو کرنے والی کار کو کھنسی نظر نہیں آ رہی تھی۔ میں اچانک کار کی رفتار بڑھا کر اندر زیادہ سے زیادہ فاصلہ قائم کرنے لگا۔ پندرہ منٹ بعد میں ایک راستے پر چڑھ کر کار تیز رفتاری پر برقرار رکھی۔ ایک جگہ سڑک کے کنارے درختوں کا کھڑو نظر آیا۔ میں کار کو سڑک سے اتار کر اس جھنڈ میں جا کر چھپ گیا۔ اب اس سڑک سے کوئی بھی گزرنے والا میری کار کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔

یاجیرت! میں نے خدا اور بعد اس قابو کرنے والی کار کو دکھا۔ وہ سڑک کے اس حصے پر کار رگ گئی تھی جہاں سے اکثر گاڑیوں کو کھنسی کے جھنڈ میں آکر چھپی تھی۔ اس کار کے وہاں رکنے کا مطلب یہی تھا کہ اجنبی کی پر اسرار آنکھیں مجھے رو پورش ہونے کے باوجود دیکھ رہی تھیں۔ وہ پر اسرار اجنبی کہاں ہے؟ کہاں سے وہ مجھے دیکھ رہا ہے؟ میں اپنی کار میں بیٹھا اور خوں کے پیچھے سے دیکھ رہا تھا وہ سڑک زیادہ بعد میں تھی۔ وہاں کھڑی ہوئی کار کے اندر دو تھی اور اس گونگے کے ملنے کو جان سکتا تھا۔ وہ تہا تھا۔ اس پاس اس کا کوئی ساتھی نہ تھا۔ اس گونگے کو قابو سے باز رکھنے کے لیے اسے مار کر پھینک دینا میرے لیے کوئی بڑی بات نہ تھی مگر اس طرح کوئی بات نہ تھی۔ وہ پر اسرار اجنبی برابر میرے ساتھ ملنے کی طرح لگھرتا۔

سوال یہ تھا کہ وہ اس طرح دھڑ ہونے کے باوجود میرے قریب پہنچ جاتا ہے؟ وہ علیٰ غیبی نہیں جانتا تھا کہ میری طرح ایک جگہ بیٹھ کر میوں دوسرے حالات معلوم کر لیتا۔ اس کے پاس کوئی ایسا نامی ہلا ہو سکتا تھا جس کو ذلیل وہ میرے قریب پہنچ جاتا تھا۔ میں نے سٹ واچ میں وقت دیکھا۔ بارہ بجکر پچیس منٹ ہو رہے تھے۔ آج صبح سے پہلے مجھے مکمل رو بوجی اختیار کرنا تھی۔ میں نہیں جانتا تھا کہ وہ پر اسرار اجنبی مجھے نئے رو بوجی میں پہچان لے۔

میں نے کار اسٹارٹ کی۔ درختوں کے جھنڈے سے نکل آیا۔ اچھی چھپا چھپا کر کوئی تہ بیز نہیں میں نہیں تھی۔ میں نے قابو کرنے کے لیے گونگے سے بھی کچھ نہیں کہا۔ اس کی کار کے پاس سے چھپ چاپ گزریا وہ بھی اپنے کام سے کام رکھتا تھا۔ اس نے بھی مجھے سے چھپنے کی باتیں پر بھی چھپ چاپ اپنی کار میرے پیچھے بڑھا دی۔ عجیب خزانہ تھا۔ آگے بڑھ کر میں نے سوچا۔ خیال تو اتنی کے لیے شراک کی کہ اسے کرنے کے بجائے اسے گونگے کو رہا ہونا چاہیے۔ ویسے بھی وہ پیچھے پیچھے آتا۔ لہذا آگے آگے چلے تو بہتر ہے۔ میں کار سے اتار کر اس کی بائیں گیٹا سے بھی گاڑی دنگی ہوئی تھی۔ وہ گاڑی سے باہر گیا۔ میں نے

اشدوں سے اسے سمجھایا کہ وہ کار آگے بڑھا کر میری رہنمائی کرے اور ذرا تیزی سے چلے۔ مجھے جلدی گھر پہنچنے ہے۔ وہ بڑی فریادوں سے سر ہلا کر گاڑی میں بیٹھ گیا۔ اپنی کار میں اگیا۔ پھر ہماری گاڑیوں آگے پیچھے ہٹنے لگیں۔ وہ آگے نیند پڑی سے جا رہا تھا۔ اسے پورا یقین تھا کہ میں پیچھے چلا آسا ہوں۔ وہ پورے لڑا اجنبی شام میں بیٹھا ہوا اس گونگے کو گاڑی پر لگا رہا تھا۔ اسے اس طرح بتا رہا تھا کہ میں اب شرافت سے اس کے پیچھے آ رہا ہوں گروہ گونگے کو کیسے بتا رہا ہوگا۔ جبکہ وہ طالع میری آواز نہ سن سکتا ہے۔ نوجوا بول سکتا ہے۔ پھر اس پر اسرار اجنبی کو کیسے معلوم ہو جاتا ہے کہ پیچھے میں کہاں چھپ گیا تھا اور اب کیسے گونگے کے پیچھے چل رہا ہوں؟

ہماری کار میں تیز رفتاری سے دھڑ رہی تھی۔ اس کی گھنٹے نے مجھے بڑی طرح الجھایا اور تھا۔ اگر یہ سلسلہ رہتا تو میں کسی دوسرے سبب میں بھی اس کی نظروں سے نہیں چھپ سکتا تھا۔ میری خواہش تھی کہ پورا شراہد مسک میں جس طرح رو بوجی کو ڈھونڈ نکالنے میں نام ہو رہے ہیں اسی طرح آج رات کے بعد مجھے بھی کوئی تلاش نہ کر سکے۔ لی حال یہ خواہش پوری ہوئی نظر نہیں آ رہی تھی۔

جب میں مایوس ہوتا ہوں جب آگے کوئی راستہ سمجھائی نہیں دیتا۔ تب میں نے اکثر اپنے فدا کو اپنے ساتھ دیکھا ہے۔ وہ کسی نہ کسی پہلے میری مشکل آسان کر دیتا ہے۔ ہم بڑی تیز رفتاری سے چل رہے تھے۔ پتہ نہیں اس گونگے کی ذہنی رو کیسے بہک گئی۔ ڈرائیونگ کے دوران اگر اسٹیریٹنگ ذرا سچی ادھر سے ادھر ہو جائے تو تیز رفتاری کی گئی کھلتی ہے۔ اچانک ہی آگے والی گاڑی سڑک سے اتار کر ایک خیزت سے ٹکرائی۔ اس حادثے سے گروہ کو ننگا رہا اور میرا قابو جلدی نہ رہا۔ تب بھی اس پر اسرار اجنبی کے لیے کوئی فرق نہ پڑتا۔ کچھ نہیں یقین سے کہتا ہوں کہ وہ حادثہ قدرت کی طرف سے میری جھبلیا کے لیے ہوا تھا۔

میں نے قریب پہنچ کر گاڑی روکی۔ پھر ادھر دھڑتا ہوا گیا۔ دھڑت سے ٹھوڑنے سے پہلے گونگے نے حاضر دماغی سے کام لے کر رفتار سکت کر دی تھی اس لیے دھکا کھانے والا نہیں ہوا۔ کار کے گنگے ہتھے گونگا نقصان پہنچا۔ گونگا زخم تھا۔ مگر اسٹیریٹنگ سے ٹھوڑنے کے باعث زکوش ہو گیا تھا۔ بیٹھائی اوزناک سے خون بہ رہا تھا۔ میں نے اسے اگلی سیٹ پر لی دیا۔ سر کو زخمی دھکا دیا تاکہ ناک سے خون بہنا بند ہو جائے۔

اس دوران میں نے ٹوٹ پڑوں میں مانچے دھڑول بڑے قریب ایک سو اسی کار کھنا دیکھا۔ وہ اسکرین پر تار تک تھا گونگا ایک خنٹے سے لفظ میں مددنی سپارک کر رہی تھی جیسے کوئی اندر میٹھ ہوتا ہے اور کھت کی نشاندہی کرتا ہے۔ ویسے ہی وہ فاصلہ بچھ رہا تھا تب میں

گونگے کو اٹھانے کے لیے اسٹیریٹنگ کی طرف گیا تو وہ فقط اسکرین کے دائیں سمت مددنی تھا۔ پھر میں گونگے کو ٹھٹھانے کے لیے اگلی سیٹ کے ایک طرف سے دوسری طرف گیا تو وہ فقط بھی مائیں سے بائیں کھسک گیا۔

میں نے ذرا قریب جھک کر دیکھا تو دماغ روشن ہو گیا اسکرین پر پورے جنگ اداس کے صفحا قی علاقوں کا نقشہ تھا اور وہ فقط یقیناً اس علاقے کی نشاندہی کر رہا تھا جہاں میں گونگے کے ساتھ موجود تھا یعنی راور سٹریٹ سے تعلق رکھنے والی کوئی ایسی چیز میرے پاس تھی۔ جو اس فقط کو روشن کر سکتی تھی۔ میں جس راستے، جس موڑے گزرتا تھا وہ فقط اسکرین کے نقشہ پر اسی راستے، اسی موڑے اسپارک کرنا ہو کر رہتا تھا۔ مجھے کسی بات کو سمجھنے کے لیے ایک سا ماکا اشارہ کافی ہوتا ہے اس کے بعد میرا ذہن کھل جاتا ہے۔ میں سمجھ گیا۔ اس پر اسرار اجنبی نے میرے پاس کوئی ایسی چیز چھوڑی ہے جو اسے میرا پتہ بتاتی رہتی ہے میں نے اپنے لباس کو مٹھوٹے ہونے دیکھا۔ اسکرین پر فقط ایک ہی جگہ تھکر رہا تھا۔ میں نے وہ فون ہاتھ نیچے گرا دیئے۔ فقط مجھے سڑک پر ٹھکر گیا۔ میں نے بائیں ہاتھ ڈراؤں اٹھایا۔ فقط ڈراؤں اٹھ کر ٹھکر گیا۔ میرے بائیں ہاتھ کی ایک انگلی میں مٹھائی لگی ہوئی تھی۔

جب میں ملایا میں تھا اور ایک ٹرام اسٹیشن کی آبادی میں پہلی بار اس پر اسرار اجنبی نے اپنی شہر زبان بن کر مجھے اور دھڑت کو ایک نیچے میں نہاد دی تھی۔ اس نیچے میں میں نے وہاں کی موٹی ملازمہ اسٹیبل سے وہ مٹھائی لگی ہوئی حاصل کی تھی۔ اس نے مٹھائی لگی ہوئی کے ذریعے ہماری خواب گاہ کے اس دروازے کو کھول لیا تھا جسے ہم نے لڑے بند کیا تھا۔ لہذا وہ انگوٹھی میں نے اس سے لے لی تھی۔ تب سے وہ میری انگلی میں تھی۔

میں نے اسے اتار کر ایک طرف رکھا۔ روشن فقط ایک طرف ٹھکر گیا۔ میں نے بائیں ہاتھ ادھر سے ادھر کھرا۔ خود بھی کار کے اندر اس دروازے سے اس دروازے تک گیا لیکن وہ روشن فقط اپنی دنگ ٹھکر رہا۔ میں نے اختیار دسکر نہ لگا۔ میرے دماغ سے ایک بوجھ اتر گیا تھا۔

اس پر اسرار اجنبی نے اختیار کو اسے ہتھ کے لیے انگوٹھی دی تھی کہ وہ میرے لیے دلپس کا باعث بنے اور ذاتی میں نے دلچہ ہا۔ اسے پہن کر بنگا تک چلا آیا۔ میں نے اسے دوبارہ اٹھا کر پہن لیا۔ اچھی اس سے نجات حاصل کرنا دانشمندی نہ ہوتی تھی۔ میں نے اسکرین کو زخم سے دیکھا۔ بظاہر وہ ایک عام کی انگوٹھی تھی۔ اس کا ڈیڑھ حصہ دینر اور بیٹھ لایا ہوا تھا۔ اس کے اندر کوئی ایسی چیز ہوئی جو پتہ بتا دے کہ اسکرین تک پہنچائی ہوگی۔

گونگے کی سائینس اعتبار پر آ رہی تھیں۔ وہ کسما رہا تھا۔ میں

کار سے باہر نکل کر اپنی کلامیں آکر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد میں نے دکھا وہ اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ اپنے ماحول کو سمجھ رہا تھا۔ پھر اس نے سر پر حجاب دکھا۔ میں نے اپنی کار ماراٹ کی۔ اس کی جانب دیکھتا رہا۔ اگر وہ مجھے دیکھنے کا اشارہ کرتا تو میں ترک جاتا۔ وہ خاموش رہا۔ میں کھلی زعفران بڑھا کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔

ایک گھنٹے بعد شرکاک کی راہنمائی حاصل کر کے نیلگے تک پہنچ گیا۔ رات کے دو بجے تھے۔ سڑک ختمی بنے اپنی اور شرکاک میرے لیے جاگ رہے تھے۔ میں نے کہا "ختمی! آپ سفر کی تھکی ہوئی ہیں آپ کو سوچنا چاہیے تھا"

وہ سیدھی سے واپس بیٹھا مجھ سے باہر ہوتا ہوا کوئی نہیں لاتی تھی۔ میں نے مسکرا کر دیکھا پھر ایک برتن سے آئینے کے سامنے ایک ایک اپ کا سامان لے کر بیٹھ گیا۔ ایک ایک کے مددگار میں نے انہیں گھڑ پھرا اور پھر اسرا راہنمائی کی باتیں بتائیں۔ یہ میری جلیا کھیری انگلی میں جو انگوٹھی ہے وہی حسیبت کا سبب بنتی ہوئی ہے۔

میں نے پوچھا "جھانی! آپ اس انگوٹھی کو پیٹنگ کیوں نہیں دیتے؟"

میں نے مسکرا کر کہا "پہلے یہ انگوٹھی باعثِ رحمت تھی اب باعثِ رحمت ہوگی۔ شرکاک یہاں سے جاتے وقت اسے اپنی کر جاتے گا۔"

شرکاک نے کہا "تھیک ہے پہن کر چلا جاؤں گا۔ ابھی رات کے انچھڑے میں وہ مجھے فریاد سمجھ کر میری کوٹھی تک بھاگ کر گئے، لیکن دن کے آجائے میں جب وہ دیکھیں گے کہ وہ انگوٹھی میری انگلی میں ہے تو وہ پھر اس نیلگے تک تمہاری تلاش میں آئیں گے۔"

میں نے کہا "تم پھر اسرا راہنمائی کے لفظ نظر سے سوجو۔ وہ نہیں جانتا ہے کہ میں اس انگوٹھی کی حسیبت کو سمجھ گیا ہوں۔ وہ مجھے کان سمجھ رہا ہے لہذا میری بھتسا رہے گا کہ میں شرکاک بن کر تمہاری کوٹھی میں رہتا ہوں۔"

"لیکن فریاد وہ اس بات کی تصدیق کریں گے کہ اصل شرکاک یہاں موجود ہے یا نہیں؟"

میں نے آئینے میں اپنے نئے ٹیوب کو دیکھتے ہوئے کہا "تصدیق ہو جائے گی۔ اس نئے ٹیوب میں۔ میں اصل شرکاک سمجھاؤں گا۔ پھر ان کے لفظ نظر سے سوچ کر صحت یہ انگوٹھی فریاد کی نشاندہی کرتی ہے۔ فریاد کتنے ہی ٹیوب بدلنے ان کی دانست میں یہ انگوٹھی اس کی انگلی میں رہے گی۔ تم نے پہن کر کہا تو گے تو تم فریاد مجھے جاؤ گے۔ یہاں میرے متعلق سوچا جائے گا کہ میں اصل شرکاک کو چھیلنے کے لیے نہیں اس نئے ٹیوب میں ڈھال دیا ہے۔"

شرکاک کھپکھپ کر میری سامنے لے کر کہا "بڑی جیکو بازی"

یہں۔ اب میں سمجھ رہا ہوں۔ لاؤ انگوٹھی..."

میں نے انگوٹھی اس کے حوالے کر دی۔ وہ اسے پہنتے ہوئے بولا "تم اس اجنبی کو چکولتے میں کامیاب ہو جاؤ گے مگر تمہاری فریاد کا مقصد یہ نہیں ہوگا۔ تمہیں نئے ٹیوب میں شرکاک کے طور پر رہنا ہوگا۔ وہ تم پر بھی نظر رکھیں گے۔"

"مجھے میں خیال خوالی کے ذریعہ تم سے بھی متحین کرواؤں گا کہ وہ تمہیں فریاد سمجھ کر بھیے باکل نظر انداز کریں گے۔ خدا دیکھتے جاؤ گا کہ تم کسے پوچھتے کیا؟"

وہ اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولا "اچھا تو اب تمہیں۔"

"خدا شکر! وہ جو لیا، اس کے والدین اور اہل گھر کو آدمے سو رہے ہوں گے۔ میں ذرا ان کی خبریں حرام کروں گا۔ اس کے بعد تم پہلے جاؤ۔ جلدی کوٹھی کا نمبر ڈال کر آؤ اور فریاد مجھے دو۔ شرکاک نے فریاد لکھنے کے لیے مجھ پر میرے ہاتھ میں دیا۔ یہ ہاتھ بے نی میرے قریب آکر بیٹھ گئے۔ دوسری طرف فون کی گھنٹی بجتی جا رہی تھی۔ سب سو رہے تھے۔ ایک ملازم کی آواز سانی دی۔ میں نے کہا "میں مائیک بول رہا ہوں جو لیا کو بلاؤ۔"

وہ بیٹھ کر رکھ کر جو لیا کی خواب گاہ کی طرف گیا۔ میں نے اپنے ریسیور کے ماڈم پر ہاتھ رکھ کر کہا "اب وہ لوگ ٹینڈ سے اٹھ کر نہیں گے کہ مردہ زندہ ہو گیا ہے۔"

بے نی اتھر لگنے لگی۔ ختمی جی منس رہی تھیں۔ شرکاک نے مسکرا کر کہا "تم واقعی ان کے روکنے کھڑے کر دو گے۔ خدا دیکھو وہاں کیا ہو رہا ہے؟"

میں نے داغ کی اسکرین پر دیکھتے ہوئے کہا "جو لیا بھلائی ہے کہ ملازم نے اسے ٹینڈ سے کوں بیدار کیا۔ ملازم کہہ رہا ہے کہ ملازم فون پر بلا رہے ہیں جو لیا ایک دم سے چونک گئی ہے۔ یہی سب سے ملازم کو دیکھ کر بول رہی ہے۔ کیا وہ اپنی قبر سے فون کر رہا ہے؟"

پھر جو لیا کو ہوش آ گیا ہے۔ وہ سوچ رہی ہے کہ مائیک کی صحت ابھی تک ظاہر نہیں ہوئی ہے اس لیے ملازم کے سامنے اسی باتیں ہنسی کرنا چاہیے۔ جب وہ جاگ گئی تھی تو اسے فون اٹینڈ کو لینا چاہیے۔ یہ سوچ کر وہ فون کی طرف آ رہی ہے۔ اچھا لے اپنی ہنسی بند کر، میں جو لیا سے بات کر رہا ہوں۔"

اسی وقت جو لیا کی آواز ریسیور سے سنا دی وہ "ہیلو آپ کلن ہیں۔ اتنی رات کو کسی کی فینڈ خواب کرنا کہاں کی شرافت ہے؟"

میں نے نرمی مائیک کی کراہی ہوئی آواز میں کہا "جو لیا اس دنیا میں شرافت کہاں رہی ہے جہاں آواز سے پیمان کتنی ہو تو پیمان؟ جو لیا کے ہاتھ میں ریسیور کاٹنے لگا۔ اس نے ایک ہاتھ شرکاک سے ٹیبل کے نیچے رکھے ہوئے ریکارڈنگ آؤن کر دیا۔ وہ ریکارڈنگ ٹیبل

سے منک تھا۔ اب میری باتیں اس میں ریکارڈ ہو رہی تھیں اس نے اپنے ریسیور کے ماڈم پر ہاتھ رکھ کر ملازم سے کہا "جلدی جاؤ، ختمی ڈیڑھی اور اٹکل کو بلا کر لاؤ۔"

میں اپنے ریسیور کے ماڈم پر ہاتھ رکھ کر اپنے لوگوں کو تلوہا تھا کہ جو لیا وہاں کی کار میری ہے۔ ملازم کے جلنے کے بعد اس نے ریسیور سے ہاتھ ہٹایا تو میں نے بھی ادر ہاتھ ہٹایا۔ وہ حیرانی سے بولا "مائیک یہ... تم جو پیمان آواز نہ پیمان رہی ہوں۔ تم اب تک کھڑکیوں نہیں آئے ہے کہاں سے بول رہے ہو؟"

"جو لیا! جب تم نے آواز سے پیمان ہی لیا ہے کہ میں مائیک ہوں تو پھر وہی سمجھ کر کہیں گھر سے بول رہا ہوں۔"

وہ ایک دم سے گھبرا گئی۔ گڑھے کے حوالے سے پوری طرح ثابت ہو گیا کہ مائیک ہی بول رہا ہے۔ وہ فون کی آواز میں بولی "یہ... تم کیا کہہ رہے ہو؟"

مجھ کو جہاں سے کھڑکی ہوتی بولی "اچھا! سمجھ گئی۔ مذاق کر رہے ہو۔ بڑے شریف ہو۔ پس اب تلوہا کہاں ہو؟"

میں نے کہا "میں ابھی طرح جا رہا ہوں کہ تمہارے اٹکل ڈیڑھ سے نہیں میری صحت کی خوشخبری سنائی ہوگی۔ تم لوگوں کی پہلی بدخبری تھی کہ شرکاک کی دوسری ختمی اور ان کے بچے تم لوگوں کی ملاخوں سے مرزائے۔ یہ تمہاری دوسری بدخبری ہے کہ تم لوگوں کے ہاتھوں میں کراہی ہو رہی ہے۔ ابھی تک اس دنیا میں موجود ہے۔ میں تمہارا ماں سے نہیں جاؤں گا۔ تم سب کی دوا میں میرے ساتھ جاؤں گی؟"

وہ روکنے کا انداز میں بولی ہوئی کوئی ٹیبلوں کو ڈولنے والی باتیں کر رہے ہو گیا تم یہ کہا چاہتے ہو کہ تمہاری روح نشی فون کے نیلے باتیں کر رہی ہے؟"

"ہاں۔ مگر میرے پاس کوئی ٹیبلوں نہیں ہے۔ ریسیور تمہارے ہاتھ میں ہے اور میں تمہارے باکل سامنے بیٹھا ہوا ہوں۔ تم مجھے کچھ نہیں سوچی مگر میں اپنی موجودگی کا ثبوت دے سکتا ہوں۔"

وہ صدمی چلی گئی "تمہیں پچھا تھا کہ تمہارے دیکھ رہی تھی مائیک نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس کے ختمی ڈیڑھی اور اٹکل ہٹاں پہنچ گئے تھے۔ میں نے کہا "دیکھو میں موجود ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ ریسیور ڈیڑھ ہٹاؤں۔ ہٹاؤں آکر تمہارے ریسیور سے کان لگا رہا ہے۔ تمہارے ڈیڑھ سامنے سے چلا رہے ہیں۔ انہیں سن کر وہ حیرت آئیں۔ میں تمہارے سامنے بیٹھا ہوا ہوں۔"

جو لیا نے جلدی سے چیخ کر کہا "ڈیڑھی رنگ جا رہے۔ آپ آگے بڑھیں یہاں سامنے مائیک بیٹھا ہو رہا ہے۔"

اس کے باپ نے حیرانی سے انھیں پچھا "کر کہا؟ بیٹی! کیا تمہارا داغ جیل گیا ہے۔ یہ عمو تو خالی ہے۔"

"خالی نہیں ہے۔ مائیک یہاں بیٹھا دیکھ رہا ہے کہ اٹکل ڈیڑھ نے میرے دائیں طرف آکر اس ریسیور سے کان لگا لیا ہے۔ وہ آپ کو بھی اس صورت کی حالت بڑھتے دیکھ رہا تھا۔ مجھے سے کہہ رہا تھا کہ میں آپ کو وہاں بیٹھنے سے منع کروں۔"

"کیا جو اس ہے۔ یہاں کوئی نہیں ہے۔ دیکھو میں بیٹھ کر دکھاتا ہوں۔"

وہ صوفے کے سامنے آکر بیٹھنے لگا۔ اس سے پہلے میں اس کے داغ میں بیٹھ گیا۔ اب اس کے جہاں بیٹھا تھا وہ دیکھتا تھا۔ وہ صوفے کے سامنے بیٹھنے بیٹھنے کر رہا۔ سب اسے سوائے نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ وہ جھلا اٹھا۔ دوسری بار اس صوفہ پر بیٹھنے کی کوشش میں مگر صوفے کے سامنے سے پھر قاتلین پر بیٹھ گیا۔ میں نے کہا "جو لیا! میری روح جا باتیں کرنے کا کوئی ذریعہ چاہیے۔ ابھی میں نے اس ریسیور کو واسطہ بنا لیا ہے۔ اب تم لوگوں میں سے کسی کو واسطہ بنا کر باتیں کرو۔ گان۔ ریسیور کہہ دو اور دیکھا لیا۔ میں ریکارڈ ہونے والی گھنٹی کے بزرگوں کو سناؤ۔"

وہ حیران تھی۔ روح باا سبب کے معاملات کو فریاد سمجھتی تھی مگر انھوں کے سامنے ثبوت مل رہے تھے۔ اس کا باپ اس صوفہ پر نہیں بیٹھ پارا تھا۔ میرے بیان کے مطابق مائیک کی روح بیٹھی تھی۔ پھر یہ کہ اگر کوئی ایس سے ٹیبلوں کے ذریعے مائیک کی آواز میں باتیں کر رہا ہوتا تو اسے یہ معلوم ہوتا کہ ٹیبلوں پر ہونے والی گھنٹی کا کینڈ ہو رہی ہے۔"

وہ بڑی طرح صدمی ہوئی تھی۔ اس نے کینڈ کو روانہ کرنے کے بعد اسے آن کیا۔ سب لوگ آج سے سننے لگے۔ وہ پہلے ہی جو لیا کے باپ جان کا ہاتھ دیکھ چکے تھے۔ ریکارڈنگ سے اٹھنے والی مائیک کی آواز بھی میری کہہ رہی تھی کہ مائیک اس صوفہ پر بیٹھا ہوا ہے۔ جو لیا کی ماں کھڑی نندہ سکی۔ دشت زندہ ہو کر قاتلین پر گڑ بڑی۔ خالی صوفہ کو دیکھتی ہوئی کھڑکی لگی۔ بیٹھے مائیک اذکار وہ ہے ہمہ تہاری صحت کے فتنے دار نہیں ہیں۔ تم خود جانتے ہو، ڈیڑھ نے تمہیں ہلاک کیا ہے۔"

جو لیا نے بے اختیار میری سوچ کے مطابق ریکارڈنگ کے ٹیبلوں سے دبا دیئے۔ ان کی باتیں ریکارڈ ہونے لگیں۔ میں جو لیا کے داغ میں موجود ہوں۔ اسے سوچنے کا موقع نہیں دیا کہ وہ بے خیالی میں ریکارڈنگ کی حرکت جو رہی ہے۔"

ڈیڑھ نے جو لیا کی ماں سے کہا "سسر! یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ کیا تمہارے ادر جان نے مجھ اس بات کے لیے کہ تم ہمیں دی تھی کہ میں کسی کرانے کے قاتل کے ذریعے مائیک کو قتل کرواؤں۔ ہم سب اس مارتھ میں شریک ہیں۔"

جو لیا کی ماں نے کہا "یہ جھوٹ ہے۔ میں مائیک کو اپنے بیٹے کی طرح چاہتی تھی۔"

۲۸۳

نہیں جانتے گی۔ میں وہاں تم سے کام لینا چاہتا ہوں۔
 میں خود تمہارے کام آؤں گی لیکن مجھی جی کی خدمت اہم
 ہے۔ روتوی کا خاندان گھٹیاں قیہے ہے تو وہ لوگ دو چار روزہ نقد
 میں مدد کر سکتے ہیں لیکن جی کی خدمت سے یہ ہمتا نہیں رہ سکے گا۔
 میں اسے تنہا نہیں چھوڑوں گی۔
 ”کیا تم میری بات نہیں مانو گی؟“
 ”فراد! کیا تم مجھے انسان نہیں سمجھتے؟ کیا تم سوچ نہیں سکتے کہ
 یہاں میرے سامنے ہسپتال کے بستر پر ایک فراد موت سے لڑ رہا ہے
 یہ میرے برکت تم ہی تم ہو۔ اس کا نام جی ہے مگر صورت اور شخصیت
 فراد کی ہے۔ مجھے خدا نہیں ملتا مگر میں پھر کو جھگوانا چاہتا ہوں تاکہ تو اس کی
 پوجا کر سکتی ہوں۔ یہ میری پوجا ہے۔ یہ میری پوجا ہے جسے تم نے
 صحت یاب نہ ہوگا تب تک میری زندگی ایک ایک سال اس
 کے لیے ہے۔ میری خدمت میری عبادت اس کے لیے ہے۔
 جاؤ یہاں سے، تم میرے جذبات کو کبھی نہیں سمجھ سکتے۔
 میں نے جو اچھا نہیں کہا جب چاہ سوچنے لگا۔ سونچنے لگا۔
 مزاج کو میں خوب سمجھتا تھا۔ بلاشبہ وہ ہسپتال کے تم پر بھی
 اور موت کی کشمکش میں مبتلا دیکھ رہی تھی اور مجھ جیاد کو چھوڑ کر
 جا سکتی تھی۔
 روتوی نے کہا: ”تم ٹھیک سوچ رہے ہو فراد! میں یہ نہیں
 میں سمجھتی ہوں۔ پھر دیکھنا چاہیں تو پھر میں بھی جھگوانا نظر آتا ہے۔
 سونیا کے دل میں تمہاری عبادت ہے اور اس عبادت سے گزرے
 کیلئے وہ جی کی خدمت سے گزر رہی ہے۔ اسے اس کے حال پر
 چھوڑ دو۔“
 ”ہاں میں سمجھتی ہوں سوچ رہا ہوں۔ اب سونیا کے فیروز پٹی
 کی محرم سر کی جانتے گی۔ اب سے مجھ یا سات گھنٹے بعد ہم دونوں روتوی
 طور سے تمہاری ہمت اور پتائی کے پاس موجود رہیں گے۔ بہتر ہے کہ اب
 تم سو جاؤ۔ تھوڑی دیر بعد میں بھی یزند پوری کر دوں گا۔
 ”تم تو اچھی شرلاک کے سلسلے میں جاگتے رہو گے۔
 ”ہاں۔ زیادہ سے زیادہ آدھ گھنٹے کا جاگتے۔
 ”تو پھر میں بھی جاگتی رہوں گی۔ اب میرا یہ کوزہ راضا ہے
 کہ تمہارے آرام کا خیال رکھوں۔ میں تمہیں سنانے کے بعد سوؤں گی۔
 میں نے خوش ہو کر کہا: ”کیا یہی اچھا ہوگا یا اس کو کھانا میں؟“
 ”بس زیادہ باقوں نہ چھوڑنا۔ چلو شرلاک کے پاس چلیں۔“
 بی بی اور میری بچن سے کافی نے آئی تھیں۔ میں نے اپنی پیال
 اٹھاتے ہوئے بی بی سے کہا: ”میں تمہیں کوزہ میں شرلاک کے پاس جا رہا
 ہوں۔“
 یہ کہہ کر میں وہاں پہنچ گیا۔ روتوی میرے ساتھ موجود تھی شرلاک

اپنے گھر پہنچ گیا تھا اور ایک آرام دہ مہلت پر بیٹھا ہوا ہوا گیا اور
 کے والدین کی باتیں سن رہا تھا۔ اس وقت جان کر رہا تھا۔
 شرلاک! تمہارے باپ نے اپنی زندگی میں کہا تھا کہ تم سے اور
 سے ہمارا خاندان بڑھے اور جیسے گا مگر تم مجھ گے میں کہہ رہا تھا
 ہوگی۔ تم جو ایسا دلچسپ نہیں لے رہے ہو اور جیاد بھی اب غلطی
 لے رہی ہے۔“
 شرلاک نے میری بات کو اٹھا کر کہا: ”میں آپ کو گولہ فیلڈ سے
 خوش ہوں مگر حیران ہوں کہ اچانک آپ لوگوں کو خانہ بدداری کا
 احساس کیسے ہو گیا؟“
 جیاد نے جھوٹا کمان بندوقی میں سے مدد سزا جیاد کو لڑنے بہت
 لیا ہے۔“
 وہ لوگ مائیک کی صوت اور دوسری مادیوں کو چھاپا ہے
 تھے۔ روتوی نے کہا: ”فراد! اچھے جی بتا دو وہاں کیا ہو رہا ہے؟
 وہاں ہنگامے میں جان رہی تھی۔ میں ان کی باتیں اندازہ لگا رہی تھی۔
 فرمان میں سوچنے لگا تاکہ روتوی وہاں کے معاملات سمجھتی ہے۔
 شرلاک کہہ رہا تھا: ”جیاد! میں تمہیں نے ساتھی کی ہمارا
 دیتا ہوں۔ میں جا رہا ہوں کہ تم جلد جیاد سے شادی کرو گے۔
 اپنے جیاد کی نسبت نام کی اس پابندی سے آزاد ہو جاؤ۔
 ”میں نے جیاد کی بات کو سن کر کہا: ”جیاد! وہ انداز میں
 کہوں گی۔ میں نہیں تم سے شادی سے انکار کر رہی ہوں۔
 ڈیڑی اور اس ڈیڑی میں اس پر ہنسنے لگی۔
 وہ لوگ کہہ رہے تھے۔“
 ”جیاد! وہ
 وہاں کا فضا سامنے رکھ کر کہنے لگی: ”اس کی ماں نے کہا کہ
 اچھی ہم نے گھر چھوڑ کر چلے جائیں گے۔“
 شرلاک نے بی بی سے کہا: ”آپ کی مرضی ہے۔ آپ
 چھوڑنے کی فرمائش کریں۔ میں رات بھر جا جا رہا ہوں۔
 چاہتا ہوں۔“
 اس کی بات سن کر جیاد نے کہا: ”آپ کی ماں کی آواز سنانی
 دیر بعد ایک ملازم نے آکر شرلاک سے کہا: ”مرا ایک نوکرا
 ملاقات کرنا چاہتا ہے۔“
 شرلاک فراد! اچھے گھر ڈھنگ روم میں آیا۔ جیاد
 دیکھ کر چونک گیا۔ اس نے یہ ظاہر کیا جیسے ایک باپ کو
 پچھاننا کہہ رہا ہے۔ اس نے ایک لفظ اس کی جانب
 اس نے اسے کھول کر پڑھنا شروع کیا، لکھی تھا۔

اس کے پاس جو ہے۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں
 آپ اتنی عظیم شخصیت ہو کر بھی ایک معمولی سے تحت
 کی نگرانی کرتے ہیں۔ یہ آپ کی عظمت کی دلیل ہے۔
 میں نے شرلاک کے ماموں میں کہا: ”یہ بی بی کھن گارہے ہیں
 بڑی سختی سے کھاتا تھا کہ اس کی صلیت پیمان گیا ہوں۔
 ”میرے دل میں کئی چیزیں تھیں۔ یہ میری دلچسپی ہے۔
 شرلاک مسکرا کر اسے پڑھنے لگا۔ یہ کہنا نہ لکھا تھا یہ غضب!
 پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ان دو بڑی شخصوں سے میرا فکا کبھی
 ملے نہیں ہے۔ بلکہ میں ان کا ایسا دشمن ہوں کہ ان کے خلاف آپ
 شرلاک نے میری بات کو اٹھا کر کہا: ”میں آپ کو گولہ فیلڈ سے
 خوش ہوں مگر حیران ہوں کہ اچانک آپ لوگوں کو خانہ بدداری کا
 احساس کیسے ہو گیا؟“
 جیاد نے جھوٹا کمان بندوقی میں سے مدد سزا جیاد کو لڑنے بہت
 لیا ہے۔“
 وہ لوگ مائیک کی صوت اور دوسری مادیوں کو چھاپا ہے
 تھے۔ روتوی نے کہا: ”فراد! اچھے جی بتا دو وہاں کیا ہو رہا ہے؟
 وہاں ہنگامے میں جان رہی تھی۔ میں ان کی باتیں اندازہ لگا رہی تھی۔
 فرمان میں سوچنے لگا تاکہ روتوی وہاں کے معاملات سمجھتی ہے۔
 شرلاک کہہ رہا تھا: ”جیاد! میں تمہیں نے ساتھی کی ہمارا
 دیتا ہوں۔ میں جا رہا ہوں کہ تم جلد جیاد سے شادی کرو گے۔
 اپنے جیاد کی نسبت نام کی اس پابندی سے آزاد ہو جاؤ۔
 ”میں نے جیاد کی بات کو سن کر کہا: ”جیاد! وہ انداز میں
 کہوں گی۔ میں نہیں تم سے شادی سے انکار کر رہی ہوں۔
 ڈیڑی اور اس ڈیڑی میں اس پر ہنسنے لگی۔
 وہ لوگ کہہ رہے تھے۔“
 ”جیاد! وہ
 وہاں کا فضا سامنے رکھ کر کہنے لگی: ”اس کی ماں نے کہا کہ
 اچھی ہم نے گھر چھوڑ کر چلے جائیں گے۔“
 شرلاک نے بی بی سے کہا: ”آپ کی مرضی ہے۔ آپ
 چھوڑنے کی فرمائش کریں۔ میں رات بھر جا جا رہا ہوں۔
 چاہتا ہوں۔“
 اس کی بات سن کر جیاد نے کہا: ”آپ کی ماں کی آواز سنانی
 دیر بعد ایک ملازم نے آکر شرلاک سے کہا: ”مرا ایک نوکرا
 ملاقات کرنا چاہتا ہے۔“
 شرلاک فراد! اچھے گھر ڈھنگ روم میں آیا۔ جیاد
 دیکھ کر چونک گیا۔ اس نے یہ ظاہر کیا جیسے ایک باپ کو
 پچھاننا کہہ رہا ہے۔ اس نے ایک لفظ اس کی جانب
 اس نے اسے کھول کر پڑھنا شروع کیا، لکھی تھا۔

میں نے کہا: ”میں اس کو اس پر سنجیدگی سے فکرمند رہا ہوں۔ تم
 جواب کھو۔“
 وہ کا فضا سامنے رکھ کر کہنے لگی: ”اس کے ماموں میں
 لہذا اس کے ہاتھ کا فضا سامنے ہی انداز میں لکھنے لگا۔
 ”میرے دل میں کئی چیزیں تھیں۔ یہ میری دلچسپی ہے۔
 تم نے اپنی طرف سے جو مجھ کو دینے والی صفائی پیش کی
 ہے، میں اس پر شکر نہیں کر دوں گا۔ اگرچہ تم میرے
 صرف ایک سوال کا جواب تھے، وہ اندازہ ہی ہے
 کہ تم اپنی زندگی کے وقت مجھ سے چاہتے تھے یا
 باقی باتیں آئندہ ہوگی۔ میرا دعویٰ ہے کہ تمہارے
 جواب میں جھوٹا اندازہ ہی ہوا تو میں اسے سمجھ
 لوں گا۔“
 شرلاک نے وہ خط پڑھ کر کہنے لگا: ”جیاد! یہ
 کے بعد اس نے کہا: ”فراد! تمہارا جواب اپنی خط مجھ میں نہیں آیا۔“
 میں نے کہا: ”اس الجھن کو میرے لیے چھوڑ دو۔ جو لیکے پاس
 جاؤ۔ اس معاملے سے غصت کر کے ہونے جاؤ گے تو میں ہم جیاد
 سوئیں گے۔“
 وہ جیاد اور اس کے والدین کے پاس چلا گیا۔ روتوی نے
 کہا: ”تمہاری اردو زبان کی سوجنا بتا رہی ہے کہ تمہارے ذہن میں ایک
 پھرتی ہوئے ساتھی کا نام ہے۔ اس سوال کا جواب آتے ہی تم اس
 پتہ سزا رہیں گی۔“
 ”ہاں پچھاننے کے باوجود بھی ہمت سے لکھے ہوئے سوالات
 جواب طلب رہیں گے۔ میرا ماموں تک گیا ہے۔ میں سوچنا نہیں
 چاہتا ہوں۔“
 ہم دونوں شرلاک کے پاس بیٹھے۔ وہاں بچے کا فضا سامنے
 رہے تھے۔ شرلاک جیاد کی طرف سے اسے اعزاز تھے کہ پڑھ کر
 ہو گیا تھا۔ اور اس کا فضا سامنے لکھی جا رہی ہے کہ کہہ چلا گیا
 یہاں سے جیاد سامان لے جانا چاہیے تھا۔ اب وہ صحنے جا
 رہا ہے۔
 اس کے جلنے کے بعد میں نے مائیک کی آواز لکھی کہ فضا سامنے
 کہا: ”جیاد! میں ساری کا فضا سامنے دیکھ رہا تھا۔“
 وہ صحنے میں ایک کڑوٹ کو دیکھنے لگا۔ ڈوٹ کے
 ہوتے ہوتے اور جیاد جیاد نے کہا: ”تم لوگوں کو اب مجھ سے
 نہیں چاہیے۔ کیونکہ تم میری شرط پر عمل کر رہے ہو۔ میں جو
 سنا ہے یہ تمہاری کارروائی ہے نہ تمہاری۔ تم لوگوں کی گناہ
 چلو اب اس گھر سے رخصت ہو جاؤ۔“
 یہ کہہ کر میں وہاں چلا آیا۔ جیاد نے بی بی کو بتایا کہ
 ۲۸۷

باتھ جائے کہ وہ زمین پر گر کر دم توڑنے لگا۔

اسی دم توڑنے والے نے اتفاقاً ماہیے ریوا اور سے گولی چلائی وہ گولی دو مہین کے ایک دن گولی مگر دونوں مہینہ پر گر کر کھڑے نہیں گئیں۔ انہیں فرما اٹھا کہ ہسپتال پہنچایا گیا۔ ہسپتال پہنچتے ہی دو مہین کا ایک دن جیوش کے لیے سہاگت ہو گیا۔ دو مہینے بدن میں زندگی کی حرارت تھی مگر اس پر سکوٹا ہی تھا۔ آخر تیار کیا گئے سے ڈاکٹر اسے جوش میں لانے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس کا ایک مہینہ پیشہ کے لیے پھر جو گیا تھا دو مہینے بدن زندہ تھا مگر زندگی قبول نہیں کر سکتا تھا۔

میں نے اپنی سوچ کی مراد سے لے کر پکارا۔ مگر اس کے مانع پر اتر چکا ہوا۔ ایسا لگتا تھا جیسے دماغ آدھا رہ گیا ہے۔ اس دنیا کی باتوں کو بھول گیا ہے۔ غفلت کی زیادہ بچان نہیں رہی۔ جیسے کسی جاؤز کا دماغ ہوتا ہے۔ جانور دھکتے مگر غفلتوں کی شہرت کو نہیں بھٹتا۔ سنا ہے مگر بات پتے نہیں پڑتی۔ اس سے چاری کا دماغ بھی کورا۔ کاذن کیا تھا اور ابھی کچھ نہیں لکھا سکتا تھا کہ وہ اس مادہ دماغ کے ساتھ زندہ رہ سکے گی یا نہیں یہ یہ پتہ نہیں لگایا کہ اب وہ میرے جیسے کمال نہیں رہی تھی۔

میں وہاں سے واپس آ گیا وہ ڈاکٹروں کی کوششوں سے ہی شاید زندہ رہ سکتی تھی۔ میں اس کے لیے کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ بچوں کے لیے مجھے افسوس تھا مگر ایک طرح سے دماغ کا پوجہ اتر گیا۔ پڑا شراب مجھے شریپ نہیں کر سکتا تھا۔ میں ہاتھ دھو کر سے باہر آ گیا۔ "میاؤں" کی آواز سنانی دی۔ وہ میرے انتظار میں بیٹھی ہوئی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی اس نے منہ پھیر لیا۔ میں ہاتھ دھو کر سے باہر آ گیا۔ نکلا تھا۔ مجھے پتہ چل گیا کہ اس کے منہ پھرنے کی کوئی اور وجہ بھی جو سستی تھی یا پھر وہ میری بے لباہی کو سمجھ رہی تھی۔

میں نے لباس بیٹھے کے بعد کنگھی کرتے ہوئے آئینے میں دیکھا۔ وہ مجھے دیکھ رہی تھی۔ مجھے پڑا مراد انہی کا خیال آیا۔ اس زمانہ میں میرے سوال کا جواب نہیں دیا تھا۔ اسی وقت چھڑنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی جی کی آواز سنانی دی۔ "بھائی! شراک کا خون آلا ہے۔ آپ بات کر لیں۔"

میں نے سوچ کے ذہن کیا: "اچھا وہ یہ پھر کوئی بل بھوکہ دہی بات کر رہا ہوں۔"

میں دو مہینے ہی کے شراک کے پاس تھا۔ اس نے بتایا کہ گونگا فرزند گم دم میں ہے۔ وہ جواب سے کہہ رہا ہے۔ میں نے کہا: "پڑھو میں کس رہا ہوں۔"

وہ کافہ کھول کر بیٹھے لگا کھنکھناتا تھا۔ "فریاد صاحب! میں مجھ نہیں سکا کہ آپ اپنے سوال کے جواب سے کتنے پریشان چاہتے ہیں۔ آپ یقین کر لیں خود اپنے اس امر کو نہیں سمجھ پاتا کہ میں انہما میں

مرو تھا یا عورت ہو دے۔ ابتدائی سے میرا انداز مراد ہے۔ آپ مجھے پتہ کر دیتے رہیں گے آپ کی لباہی بڑھتی جائے گی۔ دیکھتے ہیں نے آج تک آپ کو مراد سامی نقصان نہیں پہنچایا۔ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ مراد میں سے جب تک آپ کو فائدہ پہنچ رہا ہے تب تک آپ میرے ممکن مجھ سے کوئی سوال نہ کریں۔ کو اللہ پر میں جس نقصان کی بات آپ کر رہے ہیں اس کے لیے تیار ہے کہ میں ستمانی کرنوں ہوں۔ فقط آپ کا نام ہوں میں نے شراک سے کہا: "میں غرض خود کو پڑا مراد بنا کر مجھے لکھا جاتا ہے۔ کل رات میں واقف ابھو گیا تھا کہ کو بہت پہلے میری زندگی میں ایک بہت ہی پڑا مراد کی آئی تھی شاید وہ پڑا مراد اجنبی میرے اداس شراک کے تعلقات کو جانتا ہے۔ یہ بھی جانتا ہے کہ وہ میری داستان زندگی سے کس گم ہو گئی ہے۔ ان معلومات کی بنا پر وہ جواداد عدم دیکھتا تھا۔ پھر وہ رہا ہے تاکہ میں یہ سوچوں کہ وہ کس طرح بدل گیا۔ کئی مہینے اور اس کا کوئی خاص وجود نہ تھا، وہ پڑا مراد اجنبی بن کر گئے۔ غائبانہ انداز پہنچاتی رہتی ہے۔"

شراک نے کہا: "میرے شکر ہی بات ہے۔ اس اڑنے پھرنے کو تولا کہ تم اس کے چکر میں نہیں آؤ گے۔"

"میں نے اسے خوش بھی نہیں ملتا رہنے دو۔ پھر میں نے سبتے ہوئے کہا: "اس کو سمجھتے ہو جو وہ اجنبی کو اتنا بھی نہیں معلوم کر پڑا وہاں ہے یا یہاں ہے اس انگوٹھی سے وہ خود روکھا کھلا رہے۔ اچھا اب سمجھو: وہ کافہ لہلہ کر کے گئے۔" میرے غور اجنبی دوست! میں تم سے تمہارے تعلق بھی کوئی سوال نہیں کروں گا۔ مجھے چاہنا کہ جاننے والے کے زمین دوز ٹاٹے پر تامل یعنی رہنے کا طوق نہیں ہے مگر اب اس میں کوئی اٹھنے کے ایک خیف خانہ میں دیکھنے کا نایاب میرے اور اجرات کا ذخیرہ ہے۔ وہ سب کچھ میں اپنی ہن کو درنا چاہتا ہوں۔ کیا تم اپنے پڑا مراد ذائقے استعمال کر کے وہ ذخیرہ کچھ تک پہنچا سکتے ہو؟ وہ میری بات یہ کہ کل رات جس ویران علاقے کے مکان میں میں گیا تھا۔ وہاں ایک شام تک ایک لاکھ ڈالر نقد کی کمزرت سے کیا وہ مزدت وری کر سکتے ہو؟ آج میں بہت مصروف ہوں گا اس لیے اپنے کمرے کو رات سے پہلے نہ بیچنا۔ فقط فریاد؟"

شراک نے وہ خفا گونگے کے حوالے کر دیا۔ اس کے جلنے کے بعد اس نے کہا: "میں جو لاکھ اعزاز نائے کے سطلے میں بھی دخل سے ملنے جلا ہوں۔ میں نے بے نی سے کہہ دیا ہے۔ نجم ساتھ ہی بیچ کر لیں گے۔"

ہوتی تو میں ان آنکھوں کو سبز جھیل سے تشبیہ دیتا۔ میں اسے بانڈوں میں لے کر تیار کرتا ہوا کہ اسے سے باہر لگایا۔ تمی اور بے نی مجھے دیکھ کر خوشی سے سکرانے لگیں۔ تازہ جلدی سے میرے پاس آئی۔ چھری کو کچھ سے لے کر اسے سہلاتی ہوئی بولی: "ہائے کتنی پیاری بی بی ہے تم میرے شراک جھانی کے دوست ہونا پتہ"

میں نے مسکرا کر ان بات میں سر ملایا۔ چھڑا شتے کے لیے بیٹھ گیا۔ وہ بولی: "تمہارا کیا کام ہے؟"

"تائینہ نے لکھا دینے والا سوال کیا تھا۔ کیونکہ میں نے ڈپ تو بدل لیا تھا مگر اپنا کوئی نام نہیں ہو چکا تھا۔ کچھ کچھ لکھ کر دیکھا تھا۔ اس لیے بڑگانہ انداز میں مسکرا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا: "میرا نام شراک ہے نام ہے"

رومی اور تائینہ نے ایک ساتھ کہا: "ہائیں یہ کیا نام ہے؟"

"بھئی تائینہ! میں نے سوچ لکھا تھا کہ جب تک تمہارے میری خوبصورت سی بی بی میرا کوئی نام نہیں رکھے گی تب تک میں بے نام رہوں گا۔"

وہ ناراضگی سے بولی: "اے شراک! کیا میں تمہیں بی بی کہتی ہوں۔ تمی آپ کو ہی بدل میں جوان ہو گئی ہوں نا پتہ تمی نے کہا یہ خواہ مخواہ اہصل نام کو نہیں ہے۔ جان کیسے ہو جاؤ گی پتہ"

وہ مصحوبیت سے بولی: "واہ! آپ تو مجھے ہیں کہ جب پہلے آپ کی شادی ہوئی تو آپ نادار تھیں مگر جوان تو یقین نا پتہ میں نے اور بے نی نے نندرا کا حقہ لگایا۔ تمی نے جینیب کر کہا۔"

"بی بی! ڈرنا تم کو لا کر تو"

میں نے کہا: "تائینہ! میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں اور یہ تسلیم کرنا ہوں کہ تم جوان ہوا اور اپنی عقل سے میرا کوئی اچھا سا نام رکھو گی۔"

دیکھیں ان کی شخصیت کی مناسبت سے کیا نام رکھتی ہو گی۔ "اٹھ دوں... وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر سوچنے لگی۔"

آیا ہے؟ "بھئی آئی بی تئیر محکم کو ذرا نام بتاؤ۔"

وہ بولی: "ان کا نام مرثیہ نام ہونا چاہیے۔ ایسا نام دینا میں کسی کا نہ ہو گا۔"

مارثیہ نے بولنا پتہ: "تم نے دنیا دیکھی کتنی ہے؟ کیا یہ بی بی بے نام نہیں ہے؟"

سب نے بے اختیار حقہ لگایا۔ روتی بھی منہ سے ہی مٹی کو کوک میں لے بائیں اب اس کی زبان میں سوچا جا رہا تھا۔ نائے کے بعد میں نے کافی سے لطف اٹھایا۔ اس عدلان میں سوچ کے ذریعے بے نی سے کہہ دیا کہ شراک سے تو نے وقت ملاقات ہوگی۔ اب میں اپنے کمرے میں جاؤں گا۔ بچوں کو اس کمرے سے ڈر کر کھاتا ہے۔ یہ کہہ کر میں جانے کے لیے اٹھ گیا۔ ایسا تک وہ بی تائینہ کی گود سے اٹھ کر کمرے کیوں کے پاس آگئی۔ تائینہ نے جھک کر اسے پچھلے ہوئے اپنا ہاتھ چھایا تو اس نے غرا کر بیجا مارا۔ تائینہ بیچ کر کچھ بٹ گئی۔ اسے یہ توڑی خود اڑا ہے۔ مرثیہ نام! اچھا! کوئی نام اس سے جنت کی بی بی: میں نے بی بی کو بانڈوں میں اٹھایا۔ بڑی جرات کی بات تھی کہ یہ تھوڑی سی ویر میں مجھے سے مانوس ہو گئی تھی۔ مجھے چوڑھو کوئی اڑنے کے پاس مانا نہیں جاتی تھی۔ میں نے اس کے کلام بولوں پر ہاتھ پھر کر پچھلے کمرے سے کہا: "بڑی بات ہے اس طرح کسی کو پہنچنے نہیں ماننا چاہیے۔ تائینہ بہت اچھی لڑکی ہے۔ تم اس کے پاس رہو۔ اب میں اپنے کمرے میں سوئے جا رہا ہوں۔"

تائینہ نے اپنے دونوں ہاتھ بڑھائے۔ بی بی اس کی آغوش میں چلی گئی۔ جیسے میری بات اس کی سمجھ میں آگئی ہو۔ کمال ہے یہ بخت تو وہ کہہ کر مجھے سانی کی یاد دل رہی تھی۔

میں نے اپنے کمرے میں آکر دروازے کا اندر سے بند کر لیا۔ روتی نے بولنا پتہ: "سامی بہت یاد آ رہی ہے؟"

میں نے کہا: "سامی کا قصہ ہے کہ بی بی یاد دلانے تو حذر دیا ماما ہے۔ اس بی بی کی خبر میں سامی کی یاد دل رہی ہے۔"

"کیا بات پہلے تم نے سامی کے دماغ کو نہیں پڑھا تھا؟ کیا اب نہیں پڑھ سکتے ہو؟"

"میں بہت عرصہ گزر چکا ہے۔ اس عدلان سینکڑوں لوگوں کے خیالات پڑھے۔ تم خود سمجھ سکتی ہو کہ آریڈنگ کے بدنام لوگوں کے لب و لہجے متعلق یاد نہیں رہتے۔ کبھی فرصت کے وقت میں توجہ سے اس بی بی کی اسٹیڈی کروں گا۔ بہر حال آؤ اب ہم چلیں۔"

میں چیلے کے لیے فوم کے کلام تیار ہو رہی تھی مگر کچھ لگا۔ دوسری طرف روتی فرس پڑتی تھی جھاکر کبھی لگتے تھی۔ ان کے دونوں ہاتھ پوجا کے لذتیں جوڑ کر لکھیں بند کتے ہوئے کہا: "آدم شراک نام"

میں نے تمھیں بند کر کے کہا: "خدا یا! میری خیال خواتی نیری
ذہانت کی لاج تیرے ہاتھ ہے۔ جم تیرا حکام کی فوجی قوتوں سے
غور کر لی میرا معاملہ کرنے والے ہیں۔ ہم ذہانت کام میں لاتے ہیں تو
کا میابی عطا کر آئی؟"

میں اور دوستی اس کے باپ تن سنگ کے دماغ میں پہنچ گئے
وہ پوجا میں مصروف تھا مگر سمجھ گیا کہ ہم اس کے پاس آگئے ہیں۔ میں
اس کی سوچ بڑھنے لگا۔ دوستی نے کہا: "ابھی لوگ جاؤ۔ دیکھتے ہیں تیری
پوجا میں مصروف ہیں؟"

میں نے کہا: "کیا تم نہیں دیکھ رہی ہو کہ پوجا کے دوران پانی
قیمت کے متعلق بھی سوچ رہے ہیں۔ دوستی: "خواہ وہ کسی مذہب کی پوجا
یا عبادت ہو مگر اہل پریشانیوں میں گھر کو عبادت کرنے والا اپنے شک
خصلت کے حضور جودب پوتلبے مگر ایسی پریشانیوں کے متعلق ہی سوچتا
رہتا ہے۔"

وہ قابل ہو گئی اس لیے کہ برائن ان کے ساتھ ایسا پوتلبے اس
لیے کہ اس کا باپ بھی پوجا کر رہا تھا۔ نئی جوان بیٹی دوستی کے لیے
پریشان ہو رہا تھا۔ جم دونوں چپ چاپ خیالات پر مہلت سے کچھ تو
پہلے سے معلوم تھا وہاں ایسا سخت پرہ لگا گیا تھا کہ وہاں خیال خواتی
کارنرہ بھی پڑھیں مار سکتا تھا۔ انہوں نے ہماری خیال خواتی کو صرف
تن سنگ اور دوستی تک محدود کر دیا تھا۔ ان دونوں کے ملنے کھلنے

پہننے اور دوسری ضرورت کی چیزیں پہنچانے جو خدمت گزار تھے
وہ لوگ سب سے پہلے جلتے تھے تاکہ ہر ان کے دماغ تک نہ پہنچ سکیں۔
تن سنگ اور دوستی نے بار بار گوشہ نشین کی عقل کی کسی طرح کوئی
خدمت کار بے اختیار بول پڑے مگر کامیابی ہوئی تھی۔ انہیں فوجی
جھاوٹی کی ایک مارت کی دوسری منزل پر نظر بند رکھا گیا تھا۔ یہ
دستی کے دماغ کو دہرتے ہوئے معلومات حاصل کیں۔ پڑھ لاکر اوپری
منزل میں جا کر کرسے ہیں۔ نیچے سے اوپر جانے کے لیے جو زین تھا۔ اس
زینے کے اوپر پہلے کرسے میں دو سطح سپاہی رہتے تھے۔ اس کے بعد
کونوں میں تن سنگ اور دوستی کی رہائش تھی۔ وہاں لوگ کھوں میں آہنی

مایاں لگی ہوئی تھیں تاکہ وہ کھڑکی کے راستے خار نہ ہو سکیں وہاں کوئی
چاقو یا تل کاٹا نہیں دکھایا تھا۔ کوئی لڑی چیز نہیں تھی جسے جھیا کے
طوبہ پر استعمال کیا جاسکے۔

مگر میں نے خدا کی مدد مانگی تھی۔ ایسے وقت وہاں پہنچا تھا۔
جب تن سنگ پوجا کر رہا تھا۔ جنگوں کی فوجی کے ملنے ایک دیا
روشن تھا۔ پوجا ختم ہوتے ہی میں نے دوستی سے کہا: "اپنے تباہی سے
کو کہ اس کرسے کے دھڑلے کھڑکیوں کے پردوں، لہریں یا ڈھولوں اور
صوفوں میں آگ لگا دیں۔ اس دینے کی آگ سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ پھر
دستی کو لے کر ملنے والے کرسے میں جا کر مارت ایک بار پانچتے ہوئے

دہ آگ! کہیں اور گھرا ہونے کا مظاہرہ کریں۔"

دستی نے کہا: "بڑی خطرناک جال ہے مگر کوئی تو جال چلنا
ہی ہے۔ میں تباہی کو کھچا لی ہوں کہ آگ لگنے سے ہی پہلے دستی کو اپنے
کی طرف جھکا دیں اور ایک ہی بار آگ کا لفظ استعمال کریں۔"

دستی نے باپ کو بھانپا۔ وہ تو پہلے ہی جان سے ہزار بیٹھا
تھا۔ اس نے دستی کو ہانک کر لے لیا اور جاس سے کام لیتے کی فوجیوں
کی۔ پھر ایک دینے سے دو مرادو جھلا گیا۔ پھر دونوں دیوں کی آگ
پردوں اور ستروں تک پہنچائی گئی۔ اس کے بعد دونوں باپ بیٹی
دواں سے بھاگنا چاہتے تھے۔ اس سے پہلے ہی بڑھتی ہوئی آگ کو
کسی نے نیچے سے دیکھ کر چیخ ماری: "آگ! اوپر آگ کی ہے۔"

میں نے دوستی سے کہا: "اوپر سے جو یا پانی پونے پھینچے گا
تم ان کے دماغ سے دماغ تک پیو۔ میں دوسری طرف جا رہا ہوں۔
یہ کہتے ہیں ہی اس جینے والے کے دماغ تک پہنچ گیا۔
وہ بھاگا ہوا بیٹے پھر دشواریاں کرسے میں پہنچ گیا۔ اس کے ہاتھ
تھا۔ بنیوں رقیوں کے کھوں میں آگ جھڑک رہی ہے میں نے
یہاں نیچے سے دیکھا ہے۔"

میں نے اپنے اطمینان کے لیے پوجا۔ یعنی تن سنگ اور دوستی
نے ہمداری آواز نہیں بولی تھی۔
"یا کل نہیں بناب! میں تو نیچے تھا۔ وہ جھلکے ٹھکنے ہیں
میرا دشواریاں تھنے فوراً ہی فائر بریکنگ والوں سے فون پر رابطہ
قائم کرتے ہوئے انہیں وہاں پہنچنے کے لیے کہا۔ ساتھ ہی ساتھ دستی
سے کہا کہ سب کو گھٹنے۔ میں لیکن میں فائر بریکنگ کے شے تک پہنچ
گیا۔ وہاں ایک فائر فورش پر جھاوٹے رہا تھا۔ اس نے پوجا
"کہاں آگ لگ گئی ہے باڈی تو؟"

میں نے فائر گز کے سب وجہ کو خاص طور پر یاد کیا۔ تھوڑی
دیر بعد جب آگ بجھی گئی اور وہ لوگ غلط انداز میں ایسے جا پہنچا
اور ضرور کو اس علاقے سے باہر لے گئے جن کے منے کوئی نہ
کوئی بات نکل گئی تھی۔ تب بھی ان کا دھیان اس فائر گز
کی طرف نہیں چلتے گا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکیں گے کہ فائر بریکنگ کے
شعبہ میں ایک مہتر نے بھی کچھ ایسا ہی کیا ہوگا اور اس دستی
یا فائر اس جنگ میں بڑے اثران کو خرید کر رکھے کے دوران
ایک ذلیل مہتر کے دماغ کو اپنا حنا بنا رکھتے ہیں۔

لوگو! تم اپنی ذہانت کو آزاد کرو۔ میں ہمداری نسیات سے
اس کیلئے آ رہا ہوں!



بڑے مستعد اور عیاق و چوندر تھے۔ انہوں نے دیکھتے
ہی دیکھتے اوپری منزل کی آگ پر قابو پا لیا۔ اب
میں بھی، صرف دھڑلے سے اٹھ رہا تھا۔ چند نقاب پوش فوجیوں نے
میں اور تن سنگ کو دور ایک عمارت کے کمرے میں بند کر دیا تھا۔

آگ بجھانے اور افزائشی میں آتے چلتے وقت نے نقاب
پایوں سے ان کا سامنا نہ ہوا۔ نہ ہی وہ کسی کی آواز سننے پائیں۔
بڑی احتیاط طریقی خاموشی سے آگ بجھائی تھی۔ فوجی نہیں کسی
ہاتھ یقین تھا کہ ان کے اندر شیلی میچ کی آگ نہیں پھیل رہی ہے۔

ان کے باوجود وہ بڑی طرح اطمینان ہونا چاہتے تھے۔ پھر دشواریاں
ب سے پہلے اس سپاہی کو ٹھکانا جس نے آگ کی اطلاع دی تھی۔ اس
ہاں سے کہا: "تم آگ دیکھتے ہی پھینچتے ہوئے کرسے پاس آئے تھے۔
ہمداری آواز تن سنگ اور دوستی تک نہیں پہنچی ہوگی؟"

اس نے جواب دیا: "میں یقین ہے سراسر! میری آواز اوپری منزل
تک نہیں پہنچی تھی۔"
میں نے اس سپاہی کو بلایا جس کی ڈیوٹی اوپری منزل پر تھی۔
یہ سپاہی نے کہا: "سرا میں نے اس کی آواز سنئی تھی۔ اس کی آواز
نہی کر رہی تھی۔ پھر جھلا کر پوجا کے کرسے میں آگ لگ گئی ہے اس
یاد دوستی بھاگتی ہوئی آتی تھی۔"

میں نے پہلے سپاہی کو کھنڈ کر کہا: "اگر کچھ پہلے ہمداری ہو تو
تھکنے دستی اور فائر ضرور ہمارے دماغوں تک پہنچ گئے ہوں گے۔"
وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ٹھکانے پر کسی سے رابطہ قائم کرنے لگا۔
میں نے دیر بعد اس نے کہا: "میرا بیٹا ایک امیر سے جواب میں کچھ نہ
کہا۔ صرف آڈر نوٹ کر رہا ہے۔ شہنشاہ نے آگ لگنے کے بعد وہ
وہاں ہانے دماغوں تک پہنچ گئے ہیں۔ لہذا مجھے اور فائر بریکنگ کے
اثرات کو یہاں سے نکال دیا جائے۔ یہاں سے نکلے جانے والوں کی
تعداد بھی تیار کر دیا ہوں۔ فوجی ایسے شہنشاہ متین کیسے پائیں؟
یہ کہہ کر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ اس کی سوچ کڑی تھی کہ
ہمداری کو وہی شہنشاہ سے باہر پھینچ دیا جائے گا۔ میں نے دوستی کے پاس

آواز دہرائے۔ اس نے کہا: "میں نے دماغ میں کچھ محسوس کرتے
ہے کہ کچھ ایسا ہی ہو گیا۔" وہ
میں نے کہا: "میں ان کا تھکا ہوا شہنشاہ تبدیل ہو رہا ہے۔ اب نئے
شہنشاہ بن کر آ رہے ہیں۔"
وہ پریشان ہو کر بولی: "اب کیا ہوگا؟ میں ایک کیمپ میں اور چار
بڑوں کے دماغ تک پہنچ چکی ہوں۔ یہ لوگ یہاں سے چلے جائیں
تو ہماری گوشہ نشین ناکام ہو سکتی ہیں۔"

یعنی خواہ مخواہ تم نے لٹنے بھنگا سے کر لائے؟"
"خواہ مخواہ نہیں! ایک طرح ناکامی ہوئی۔ دوسری طرح اشارتاً

کا میابی ہوگی۔ میں نے خاص طور پر ایک مہتر کے دماغ کو ٹریپ کیا ہے
اس مہتر آدمی کی شہنشاہ کسی کا دھیان نہیں جانے گا کیونکہ وہ آگ لگنے
والے مقام سے بہت دور تھا۔ اس نے کسی سے پوجا نہ کیا۔ کہاں آگ
لگی ہے؟ اس کے سوال پر کسی نے دھیان میں دیا تب ہی تو میں نے
سوچا کہ جو توجہ کے قابل نہیں بنے اسی پر مجھے تو تڑپنا چاہیے؟
وہ خوش ہو کر بولی: "اہ فرط اہم واقعہ زمین پر ہوئے شک
شیل ہیٹس کے لیے حاضر دماغی بہت ضروری ہے تم نے نہ تو میں اٹھیں وہاں
میں بھٹکتے گئی۔"

"مجھ میں ذرا جاگروگیوں کہ یہاں سے جانے والوں کی خبر تھی میں
کتنے ہاتھ لگتے ہیں۔ کسی کسی کے دماغ کو گھسنے کی حالت میں بھی نہ چھیننا
میں ابھی وہاں آ رہا ہوں؟"

پھر میں پھر دشواریاں کرسے میں پہنچ گیا۔ وہ ابھی تک سرج سوچ
کر نام لکھتا جا رہا تھا۔ فائر بریکنگ کا ایک لفٹ تیار کیا تھا کہ اس کے شے
میں کتنے لوگوں نے تپیں کی ہوں گے۔ کتنے لوگ شیلی میچ کی کاشکار ہو
سکتے ہیں۔ وہ میچ کی خبر تھی بہت سے نام شامل کر رہا تھا، مگر
وہ مہتر سے بلو نہ رہا۔ میں اس فائر کے دماغ میں موجود رہا ہا۔۔۔ وہ مہتر
سے بولتے تو میں اس کی یادوں سے مٹا دوں۔ نقار غلے میں غلط
کی آواز کوئی نہیں سنتا۔ آگ لگنے کے ہنگاموں اور جھج دیکھار میں مہتر
کی آواز کسی نے نہیں سنی تھی۔

وہاں سے ملنے ہونے کے بعد میں اس مہتر کے پاس پہنچا۔ اس کا
نام جرنل تھا۔ وہاں تھا وہ اپنے کو ٹریپ میں بیٹھا تاکہ کچھ سے کھینچ لیا۔
کچھ نہیں ناروا تھا۔ اس کی سوچ نے تیار کیا کچھ آگ کی ہے جسے میں تمام لوگوں
کو کھل دیا گیا ہے کہ سب پانچتے ہرگز میں رہیں اور ایک دوسرے سے
باتیں نہ کریں اور شیلی میچی جاننے والے ایک ہانے سے دیکھے دماغ تک
پہنچ جائیں گے۔ جرنل داس میں نے کچھ اور ڈرا ورا نہ دیکھے بیٹھا تھا۔
دستی میرے پاس آئی تھی۔ اس نے کہا: "میں بھی ہمداری پہنچ
کے ذیلے جرنل داس کے خیالات پڑھ رہی ہوں۔"

"ابھی یہاں تھانے والی کارروائی میں بڑی دیر لگے گی جسے
فوجی اور افسران وہاں آئیں گے تو ہم جرنل داس کے ذیلے ان کے دماغ
میں پھینچیں گے۔"

"اس کے بعد کیا کریں گے؟"
"اس کے بعد ان کے دماغوں : تمام فوجی اڈوں تک
پہنچیں گے۔ ان کی بڑی بڑی کمزوریاں پنے اٹھوں میں لے لی جائیں گی۔
اس کے بعد ہم سودا گروں کے کوا ایک بین اور ایک باپ کو آڈر لکرو
ورنہ شیلی میچ کی یاد دہشت تمام فوجی اڈوں سے تیار کریں گے۔ کاکولہ
فوجی ہلاک ہوں گے اور روتوں بیٹے کا کھلی سامان خاک ہو جائے گا۔
"بہت اچھے۔ دماغی یہ پلاننگ انہیں ہلا کر رکھ دے گی۔ ابھی تو

وقت تمام تھا پندرہ محاط نہیں تھے؛ اس وقت سے شہر سے نکلنے کا اچھا موقع ملا ہو گا۔

ڈوی آئی جی نے کہا: یہ ساری باتیں ہلے ذہن میں ہیں۔ ان چار گھنٹوں میں ہم نے تمام فضائی اور دشمنی کے راستوں کی ناک بندی کرادی ہے۔

مجھ میں نہیں آتے اتنے حفاظتی انتظامات کے باوجود یہ لوگ ہاتھ کیوں نہیں آتے؟ آتے بھی ہیں تو جیسے صاف کی طرح پھسل جاتے۔ ایک فوجی افسر نے کہا: روانہ کے ساتھ دو باتیں ہیں۔ ایک تو اس کے پیچھے ٹیلی بیجی کا کام کرتی ہے دوسرے وہ خود ایک چھی فائٹر ہے۔ ہم نے سنا تھا فریڈا کے ساتھ ہینے والی سونیا اور فریڈا نا جو اب فائٹر ہیں مگر ایسی لا جواب ہو سکتی ہیں یہ تو ہم نے سوچا بھی نہ تھا۔ اس کے بونل کے کمرے والے دروازے پر دو بٹے کٹے فوجی جوان ایٹن گن سے کھڑے تھے ان میں سے ایک مارا گیا دوسرا بے ہوش پایا گیا۔

اس نے ہوش میں آنے کے بعد کیا بیان دیا؟
 "اس کا بیان ہے کہ دو ماہ پہلے کسی فٹن سٹریٹ کے لیے دروازے کو اندر سے پٹینا شروع کر دیا تھا۔ ایک فوجی جوان اندر گیا۔ جب وہ سنٹ گزرنے اور وہ واپس آیا تو دوسرا محاط انداز میں اندر گیا۔ کمرے میں اس کے ساتھی کی لاش پڑی تھی۔ رونا نظر نہیں آتی وہ دروازے کے پیچھے بھی نہیں تھی۔ اس نے سوچا کہ وہ ہاتھ ٹوم میں چھپی ہوگی مگر وہ دروازے کی چوکھٹ کے اوپر سرتی ہوئی عراب میں نہ جانے کیسے پھنسی ہوئی تھی۔ وہاں سے اس نے اس جوان پر پھلانگ مگائی اور اس کے ہاتھوں سے اٹھیں گن لیتی ہوئی جمناسٹکس کے کتبے کھاتی ہوئی دوڑ جا کر کھڑی ہو گئی۔ فوجی جوان کا بیان ہے کہ ایسی پھرتی اس نے آسمان کی بلبلوں میں دیکھی ہے۔ اس کے منہ سے اڑتوں شروع چلنے سے پہلے ہی اٹھیں گن کا رستہ سر پر رکھا وہ چکر اڑ کر گر پڑا۔

"یقین نہیں آتا کہ کوئی عورت اتنی پھر تیلی ہو سکتی ہے؟"
 "جناپ عالی! سونیا اور رومانہ اپنے فائٹنگس کے انداز میں علوی شہرت رکھتی ہیں۔"
 "کیا سونیا بھی ہمارے دل میں پہنچ گئی ہے؟"
 "نہیں۔ حایر پرورٹ کے مطابق وہ ابھی کراچی میں ہے۔"
 "بات رومانہ کی ہو رہی تھی وہ جوئل سے باہر کیسے گئی؟"

جبکہ باہر فریجیوں کی تعداد زیادہ تھی۔
 فوجی افسر نے کہا: بیسے کہ فریڈا اور س ڈی نے ٹیلی بیجی کے ذریعے اسے بتایا جو کہ جوئل سے پہلے دروازے پر صرف ایک سونیا جو اب ہے۔ باقی ہر ماہر ایٹن میں کھلے گئے ہیں نواہز نے اسے تنہا پایا کو ساٹھسنگے ہوئے ریڈیو کی گولی سے ہلاک کیا۔ اس کے بعد چیت نہ چلا کہ وہاں غائب ہو گئی۔

"آخروہ ساٹھسنگے ہوا اور رومانہ کو کہاں سے ملا؟ اس کا نام کیا ہے؟"
 جناب عالی! صرف مجتہدوں کو رومانہ کے سامنے جانے کی اجازت دی گئی تھی۔ چیف سپرٹری رامیش مٹرا صاحب بھی آپ کے حکم سے وہاں حاضر کرنے گئے تھے۔ میں اپنے کسی آڑی پر شہر نہیں ہے یہ بھی دراصل ٹیلی فون میں کا کال ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ ٹیلی فون میں فریڈا کے ذراغ کو ٹرپ کیا جا رہا ہے۔ اسے اپنی خبرتیں ہوتی کہ وہ کون سے کون کیا کر رہا ہے۔ اس کے ذراغ سے فریڈا یا رسونی اپنا کام لیتے ہیں اور ایسے ہی کسی ٹرپ کیے جانے والے آدمی نے غلطی میں وہ ریڈیو اور رومانہ کے پاس پہنچایا ہو گا۔

تو پھر معلوم کیا جا سکتا ہے کہ رومانہ کے پاس جانے والا کون آدمی تھوڑی دیر کے لیے وفاقی طور پر حاضر ہو گیا تھا؟
 "ہم نے تو پوچھ لیا ہے کہ وہ کس سبب ہی کتنے ہیں کہ وہ وفاقی طور پر حاضر رہے تھے۔"

"تعبت ہے؟" وہاں گفتے ہی لوگوں نے تعجب کا اظہار کیا۔
 ایک نے کہا: "تعبت تو اس بات پر بھی ہے کہ وہ جوئل سے نکلتے ہی کہاں غائب ہو گئی۔ یقیناً ٹیلی فون کے ذریعے ذرا ہونے کے لیے کسی کا انتظام کیا گیا ہو گا۔"
 جس رامیش مٹرا کے ذراغ میں بیٹھا ساری باتیں سن رہا تھا۔

جس نے رامیش کو مخاطب نہیں کیا کیونکہ پہلے باسورج کے ذریعے گفتگو کرنے سے وہ چونک جا رہا تھا۔ فریڈا جلا تھا۔ اس کے ذراغ کو پتہ آہستہ کر رہے تھے۔ اس کے ذریعے پتہ چلا کہ وہ بیٹن میں رس وقت کے باپ تن سنگ کا شاگرد رہ چکا ہے۔ تن سنگ جڑی بوٹیوں سے وہاں بننے کا بھی ماہر تھا۔ اس نے ایک اپنی دواؤں کے ذریعے رامیش کے باپ کی جان بچائی تھی۔ دوسری بار خود رامیش کو ایک نرے سانپ کا کاٹا تھا تن سنگ نے اسے بھی زہر کے اثرات سے بچا کر نئی زندگی دی تھی۔ گو یا رامیش کا ریڈیو خانلن تن سنگ کا احسان منہ بھلیہ کوئی بیس برس پہلے کی بات تھی تن سنگ نیکان کر کے بھول گیا تھا ڈی نیک بھول جاتا ہے مگر نیکان آدمی کو نہیں بھولتے۔ وہ بیس برس کے بعد بھی اپنا انعام دیتی ہیں۔ آج رامیش چوری چھپے ان تمام لوگوں کے کام آنا چاہتا تھا جو تن سنگ یا رسونی کو آنا کرنا چاہتے تھے آئی۔ بیسے وہ رومانہ سے کام آتا تھا۔

رامیش اپنی حکومت کے اس خفیہ حکم سے باخبر تھا کہ رومانہ قتل کیا جائے گا۔ اس طرح فریڈا اور رسونی کے دلوں میں یہ بات بھول جاتے گی کہ رسونی نے اگر خود کو ہندسہ کار کے حوالے نہ کیا تو تن سنگ اور رسونی کو بھی جیوٹ میں ہی جانے کی۔ ان دونوں کو بھی بے یقین قتل کر دیا جائے گا۔ یہ معلوم ہونے کے بعد ہی وہ ایک ریڈیو اور ساٹھسنگے چھپا کر رومانہ سے ملنے گیا تھا۔ فوجی افسران کے سامنے اس نے ایک گاف

رس وقتی وہ جملات سنتیجی لیے اور اسے مشورے دیتی رہے۔ کیا یہ بات رس وقتی کے کارڈ میں نہیں ہے کہ وہ انگریزی نہیں جانتی ہے؟ اور وہ واقعی وہی انگریزی زبان ت کہ ثابت ہے با تھا دوسری طرف سے باتیں کرنے والا انگریزی عادت کے مطابق ہندی زبان میں سوچنے لگا۔ یاں۔ یہ سوچنے کی بات ہے کہ پہلے تو سنگلنگنگریزی میں جواب دیتا تھا اب ہندی بولتا ہے کیوں؟ اس کے پیر غور کرنا چاہیے؟ میں نے سن کر ہی تے سوچا۔ کیا اس کی سوچ بڑھ رہی ہو؟

”ہاں اب یہ میری گرفت میں رہے گا“

میں روسی افسر کے پاس آ گیا۔ ہندوستانی افسر کہہ رہا تھا۔ اچھی بات ہے۔ میں اس کے نو اور نو کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ اور اینڈال ٹرانسٹرکٹنگٹو ختم ہو گئی۔ میں نے اس وقت سے کہا کہ وہ افسر شاید فوجی افسران کے بورڈ ممبروں کو کال کرے گا۔ تم اس کے ساتھ رہو۔ میں بھی آتا ہوں۔“

گیب تھا جس نے خود کو پیرا سوار بنانے کے لیے انگریزی میں اہلی کی پیش من کے کپڑے کے ذریعے وہ دروں کی پون کو کرافٹ لائنوں سے بھرنے لگا تھا۔ انگریزی میں اسے تاک کسی کو نہیں پہنچنے دیتا تھا۔ اس کے ملک کی انٹیلیجنس کے ذریعے پورٹلٹا۔ اسے نہیں جانتے تھے جتنی کچھ جاسٹیلٹی بیٹی ہونے والا بھی اب تک نے اس کا ہوا تھا۔

اب اس کے بس کیوں رہا؟ اور اب وہ اپنا ملک کیسے ظاہر ہو گیا؟ ان سوالوں کے جوابات کے لیے خداوند کریم کی قدرت کا شعور بچھو بچھو دیکھنا ضروری ہے۔ ان امور کی قدرت ہے کہ جو جیسے مغلوں کو پڑھنے والے کو بھی وہ جب تک جانتا ہے۔ اسے نہیں بنا کر رکھتا ہے۔ یہ بلا شک بشرہ دست ہے کہ ان کے روز صرف خدا جانتا ہے۔ اسے خود ہی یہ معلوم ہے۔ یہی وہی اور اب وقتاً فوقتاً میری بی بی سے یہ سمجھا دیا میں تقریر ہوں، ذرا ہی برسوں کا ایسی ہی پڑا سرارہ بننے کی خود ہی صلاحیت اس کا ہے۔ اب اسے معلوم ہونے والا تھا کہ قیادت تک صرف خدا کی ذات ہی سارے کے برسوں میں رہ سکتی ہے۔ ایک اور سوال یہ کہ انسان اپنا ملک اپنی اپنی تمام صلاحیتوں کو قبول کر سکتی ہے یا نہیں؟ ایک ملک کے لیے یہ مسئلہ تیار کرنا ہے؟

مجلس ہی طرح انسان کا نمانت کو تیسرے ملک سے اپنے ماموش پڑے۔ طو برقا پونہس یا سکتا۔ قدرت جب چاہتی ہے اسے بے قابو کر دیتی ہے۔ اسے اس کے امور میں سے بنا دیتی ہے۔ کبھی اس کے مزاج کے خلاف اس کو فوجی حرکت دیتی ہے۔ بعد میں وہ اپنی جلا حرکت پر سوچتا ہے اور چھٹا ہے۔ زندگی اپنی ہی لیے کئی غلطیوں گنتی ہے۔ کیا ان وہ ملک میں بھی اپنی غلطی پر چھٹتا ہے گا۔

اس وقت ماسک میں روسی افسر سے کہہ رہا تھا یہ نکتہ۔۔۔

جوئی ہے اسے سخت پرست سے نکلنے والا فرادی ہو سکتا ہے۔ اب آپس میں بات کچھ کہتے ہوں گے۔ اور۔۔۔

”ہاں وہ دونوں مختلف محاذوں سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ اس کو رپورٹ؟ اور۔۔۔“

”مہم نے تن سگ کو جو جس گھنٹے کی تخری بہت تھی ہے۔ اس نکتہ کے بعد پہلے دستی کو شوٹ کیا جائے گا اور۔۔۔“

”تھیک ہے۔ اور اینڈال۔۔۔“

ماسک نے نئے ٹرانسٹرکٹنگٹو کے منازد سے کو دیا۔ بھر ایک آلودہ صوفے پر بیٹھ کر اپنے لیے واڈو کا کامیاب پیگ بناتے ہوئے سوچنے لگا۔ ”فرزٹے روانہ کے فرار ہونے میں مدد کیسے؟ جبکہ آج برج سے خیال خواتین میں صرف نہیں ہے؟“

اس کی سرح کے بچھے سوچنے پر غور کیا کہ وہ یہ مسئلہ تعلق کیسے کر رہا ہے کہ میں نے صبح سے خیال خواتین میں کیسے؟

ماسک نے اس کے ایک گھونٹ پینے کے بعد سوچا یہ کیا بننا کہ میں جارا اسٹینٹ دھوکا کھا رہا ہے؟“

یہ مہم ماسک میں کی سوچ میں کیا؟ ہاں ہو سکتا ہے۔ بچھے بننا کے نتیجے میں پھر تصدیق کرنا چاہیے۔“

اس خیال کے ساتھ ہی ماسک نے اپنے ماتم سے کہا۔

”بنناک زبرد ناں تخری سے رابطہ قائم کرو۔“

اب بچھے معلوم ہونے والا تھا کہ بنناک میں ایسا کون کیسٹ ہے جو میری ضروریات کا نام رکھتا ہے اور معلومات رکھتا ہے۔

دہ کر رہا تھا کہ میں نے صبح سے خیال خواتین کی جیک میں برابر خیال خواتین میں صرف رہا ہوں۔ خود ہی درجہ کے ماسک میں کے نام سے کی اطلاع سنائی دی۔ وہ ٹرانسٹرکٹنگٹو رہا تھا۔ ہیلو۔ اسٹ انڈیروں میں فار ماسک میں۔ پور کوڈز پلیر اور۔۔۔“

میں نے نام سے کے دماغ میں پہنچ کر سنا۔ کوئی دوسری طرف سے کہہ رہا تھا ہیلو۔ اسٹ انڈیروں میں تخری۔ ماسک میں سے کو میں حاضر ہوں۔ اور۔۔۔“

”کیا تمہیں یقین ہے کہ تم ٹریپ نہیں کیے جا رہے؟ اور۔۔۔“

”نہ پورا یقین ہے۔ فرار میں سے سامنے تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ میں سکل آتا ہے۔ بول رہا ہوں۔ اور۔۔۔“

نام سے نے وہ باتیں ماسک میں تک پہنچا دیں۔ ماسک میں اپنی جگہ سے اٹھ کر آیا پھر ایک انداز میں بیٹے ہوئے بولا۔ ”ہیلو رومانن تخری؟ تمہاری رپورٹ کے مطابق فراد خیال خواتین میں کر رہا ہے۔ ہندوستانی اطلاعات کے مطابق وہ خیال خواتین کے ذریعے روانہ کی مدد کر رہے۔ زبرد ناں تخری، مہم یقین ہے کہ تم دھوکا کھا رہے ہو۔ اپنی صفائی پیش کرو۔ اور۔۔۔“

”آنہیل ملک میں، میں دھوکا نہیں کھا سکتا۔ فرار ہونے دوست شراک کے برک اپ میں ہے۔ اس نے وہ بیل کیا ہے۔ بخود اندیکٹر انگریزی میں اس کی انگلی میں ہے۔ میرا گھوٹا ملازم دوبارہ پینا مہم کے پاس گیا۔ دوبارہ ہی کو گھنٹے ملازم کے سامنے بیٹھ کر اس نے جواب کھا اور وہ تخریر بلا شرف فراد کی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ میں تخریر شناخت کرنے کا ماہر ہوں۔ اور۔۔۔“

ماسک نے نئے کلمہ پھر مہم کے پاس دھوکا کھا رہے ہیں۔ وہ کہیں تنہائی میں بیٹھا خیال خواتین کر رہا ہے۔ اور۔۔۔“

”آنہیل ملک میں، فراد نے میرے آخری خط کے جواب میں لکھا تھا کہ وہ شام تک مصروف ہے۔ لیکن اس کی اب تک کی ضروریات یہی ہیں کہ وہ شراک کے خاندانی ویل کے ساتھ بائیں کرنا رہا۔ اس کے ساتھ پگھری میں دوپہر تک رہا شراک کے کاروبار سے تعلق رکھنے والے مہم انڈس کے ساتھ رہا۔ پہلے بچھے مشر ہوا کہ شراک بن کر شراک کے کاروباری معاملات کیسے نفاذ رہا ہے۔ پھر خیال آ گیا کہ اصل شراک سے خیال خواتین کے ذریعے کاروباری معلومات حاصل کر رہا ہے۔ اور۔۔۔“

”ایک بات کا جواب دو۔ کیا وہ شراک بن کر شراک کے چیک یا اہم دستاویزات پر دستخط کر رہا ہے؟ اور۔۔۔“

”جناب عالی، وہ انٹیک کاروباری لوگوں کے ساتھ آؤٹ ٹوڈ میں ہے۔ ابھی تک تمہیں اسے ہمیشہ کا مورخ میں ملا ہے۔ شام تک اگر اس نے اس ورک کیا تو اس کے دستخط کے لیے میں آپ کو اطلاع دوں گا اور۔۔۔“

”تھیک ہے۔ مگر متاثرہ کہ اس نکتہ پر غور کرو کہ فراد کے ساتھ سونیا، رومانن اور رس وقتی کے اہم مسائل ہیں۔ وہ ان تمام مسائل سے غافل ہو کر صرف شراک کے معاملات میں مصروف ہیں۔ مگر ضرور کوئی چال چلی جا رہی ہے۔ بچھے ایک گھنٹے کے اندر صحیح حالات کا علم ہونا چاہیے۔“

ماسک میں نے اور اینڈال کو کہنے نام سے کے کو ایک ڈیبا۔ پھر اپنی جگہ آکر واڈو کا بیٹے ہوئے ہی نکتہ پر غور کرنے لگا کہ فراد وقت شراک کے کاروباری معاملات میں کیوں لگھا ہوا ہے۔ پھر اس نے نہ ہو کہ سوچا۔ میں مہم شراک کے لیے میں بھی معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کیسے ایک ماہر ہیں۔ اور کیا رہا ہے؟“

اس نے اپنے ماتم کو کچھ دیا کہ دوبارہ زبرد ناں تخری سے رابطہ قائم کرے۔ اس نے حکم کی تعمیل کی۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ماسک نے ٹرانسٹرکٹنگٹو کے پاس آ کر کہا۔ ”ہیلو تمہیں یہ میں بتایا کہ اپنی ذہنی میں وہ کہہ مہم شراک کی کار رہا ہے؟ اور۔۔۔“

”وہ کوئی کے اندر اپنی ذہنی کے ساتھ سے کبھی کبھی ایک ذہنی بی بی جو ان کی ایک دس بارہ برس کے لڑکے کے ساتھ کھلتی جوئی کوئی کے لان میں آتی ہے۔ باقی انڈیروں میں رہتے ہیں۔ میں نے گھرائی کرنے والے سے کہا۔۔۔“

وہ روسی افسر خود ہی دیر تک بیٹھا سوچتا رہا اس کی سوچ بڑھ کر میرویل دھڑکنے لگا۔ میں ایک پیرا کر کر کے روانہ والا تھا۔ اسی لیے میں اس کے ذہن سے چپک کر رہ گیا تھا۔ خود ہی دیر کے بعد وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر باہر قدم میں آیا۔ اس کا دروازہ بند کرنے کے بعد وہ اینڈ کے سامنے آ کر کھڑا ہوا۔ اس کی ذہنی کے سینے پر فوجی تین تیسے ہوئے تھے اس نے رگیان میں ڈال کر دو دھڑکنے لگا۔ ان کی بہت سے ایک ایفرون تھا۔ اس نے اسے ایک کلمہ سے نکال دیا۔

وہ پہلے دوسرے تھیک کو ڈور ڈور میں کسی کو مخاطب کرنے لگا۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔ کوئی کو ڈور ڈور جاتے کے بعد کہہ رہا تھا۔ میں نام نہ بول رہا ہوں۔ کیا تمہیں ہو کہ تمہیں میں چیتھی کے ذریعے ٹریپ نہیں کیا گیا ہے؟ اور۔۔۔“

اس روسی افسر نے جواب دیا۔ میں بتاؤں گا کہ میں ان تمام اسٹاف تبدیل ہو چکا ہے۔ انہوں نے جتنے دنوں کو ٹریپ کیا ہوگا وہ سب ان علاقے سے دور جا چکے ہیں۔ روسی اور فراد دو جگہ تک پہنچ ہی نہیں سکتے۔ میں نے تن سگ اور اس کی بیٹی کا بھی سامنا نہیں کیا ہے۔ صرف نئے اسٹاف کے۔۔۔ وہ خاص باتوں سے میں نے لگنگٹو کی ہے۔ میں پوری فوجی مامی سے کتا ہوں کہ میں چیتھی والے جیسے دماغ تک نہیں پہنچ پاتے ہیں۔ اور۔۔۔“

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ہی خوشی کی آواز سنائی دی کہ کوئی دوسری طرف سے اب ماسک میں بول رہا تھا۔

نعوذ باللہ کیا کوئی خدا بن سکتا ہے؟ کیا فرعون اور شندو اپنی خدائی بنوا سکتے؟ اور۔۔۔ مہم خدا کے لیے ہے۔ کوئی دوسرا پیرا رومانن کر رہا چاہیے تو اس کی نقاب کشائی کے لیے اللہ شانائی نے اپنے حقیر بندوں سے کہا۔ اب مجھ جیسا حقیر بندو اس ماسک میں ملک چھینے

اور رس وقتی کو کہاں سے لے جانا چاہیے؟ میں نے اپنی ذہنی میں اسے اپنے پاس کے ساتھ لگی رہتی ہے اور فراد، سونیا اور رومانن کی پشت پر کام کر رہا ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ گھنٹوں میں زردا کو گرفتار کیا گیا تھا۔ میں نے میان کی سرکار پر ڈال دیا تھا کہ روانہ کو قتل کر دیا جائے۔ فراد کی ایک ساتھی قتل ہوئی تو رس وقتی پر بھی یہی رپورٹ جاری کی کہ اس کے پاس اہل بہن کو کبھی بے دریغ نکل گیا جاسکتا ہے۔ یہ اصل رومانن وہاں سے فرار

اور رس وقتی کو کہاں سے لے جانا چاہیے؟ میں نے اپنی ذہنی میں اسے اپنے پاس کے ساتھ لگی رہتی ہے اور فراد، سونیا اور رومانن کی پشت پر کام کر رہا ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ گھنٹوں میں زردا کو گرفتار کیا گیا تھا۔ میں نے میان کی سرکار پر ڈال دیا تھا کہ روانہ کو قتل کر دیا جائے۔ فراد کی ایک ساتھی قتل ہوئی تو رس وقتی پر بھی یہی رپورٹ جاری کی کہ اس کے پاس اہل بہن کو کبھی بے دریغ نکل گیا جاسکتا ہے۔ یہ اصل رومانن وہاں سے فرار

میاؤں کو کہا تھا۔

تازہ بیلے بھینسی سے بولے مسٹر نے نام میں نادان بھی نہیں ہوں۔ تمہاری بیوی کیسے ہو سکتی ہے؟ کیا یہ تمہارے ساتھ بیوی کی طرح سوتی ہے؟

میں جھینپ گیا۔ تمہاری پیاری سے کہا۔ بیوقوف بڑا کی ایسی باتیں نہیں پوچھنا چاہیے۔

اسنے میں بے نی کی۔ اس نے بڑی خوبصورتی سے دیکھا کہ کیا تھا۔ میں نے اسے بڑھ کر اس کی پیشانی پر جم لیا۔ وہ میری گردن میں بائیں ڈال کر بولی۔ "جانی! اب آپ کو کھانے کی فرصت ہی ہے۔ ایسے تو آپ کی صحت خراب ہو جائے گی۔"

میں نے کہا۔ "مجھوی ہے۔ آج کل مجھے نیند زیادہ آتی ہے۔ کھانے کے بعد چھ سوئے کر کے میں جاؤں گا۔"

میں تازہ اور دوسری کے سامنے خیال خوانی کی بات نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے نیند کا بیان کیا۔ تازہ نے کہا۔ "میں سمجھتی تھی کہ تازہ نیند کا بیان ہے تم اپنی بیوی کے ساتھ کہہ کر میں چھپ کر رہتے ہو مگر وہ تمہارے ساتھ کیسے ہوگی؟"

"تازہ! تم نے سخت پیچھے میں کہا۔ چلو اور آؤ۔ بھائی کیسے میز پر کھانا رکھو؟"

میں نے بے نی کے ساتھ باتیں کرتا ہوا ڈرائیونگ روم میں آ گیا۔ بے نی نے کہا۔ "یہ تازہ کیا کہتا ہے؟"

میں نے اسے سنی کے بلے میں بتایا تو وہ ہنسنے لگی۔ پھر بولی "جانی! شولاک کا فون آیا تھا۔ اب اسے فرصت ہے۔ وہ ہاں آنا چاہتا ہے۔"

"اچھی بات ہے۔ میں اچھا اپنی بگڑی میں اسے بیان کھاتا ہوں۔" پیلے ہونے رس ذہنی کے داغ میں جھانک کر دیکھا۔ وہ اپنے کھانے کی میز پر بیٹھی برا انتظا کر رہی تھی کہ وہاں سے کھانا شروع کروں تو اور وہ بھی لنگر اٹھائے۔ میں نے کہا۔ "میں ہم اللہ کر رہا ہوں۔"

اس نے کھانے کے سامنے ہاتھ جوڑ کر چھوٹا کا شکر ادا کیا پھر کھانے لگی۔ میں نے نظر مڑا کر اسے ڈالنے سے روکا۔ شولاک کو دیکھا وہ ہاں کانے کے لیے میز منتظر تھا۔ جوہلیا، اس کے والدین اور اس کے ڈوٹو پرنسپل۔

تھا کہ وہ بدترین قسمت کے باوجود شولاک کی ٹوہ میں رہ سکتے ہیں۔ میں نے باری باری تمام دشمنوں کے ہاں میں جھانک کر دیکھا وہ سب ہائے ہوئے جوار کی طرح اپنے اپنے گھرنے میں سوچ رہے تھے کہ وہ اپنا ٹک اتنی جلدی بازی کیسے لڑ سکتے؟ اور کیا وہ آندہ کو بھی بازی جیت سکیں گے؟ میں نے شولاک سے کہا۔ "شولاک! کوئی ہتھکڑا تقاب میں کرنا گیا۔"

یہاں چلے آؤ۔
وہ فوراً ہی بڑی کوچھی سے گل کر ماراں کر بیٹھ گیا۔ میں نے اس سے پوچھا۔ "کیا آج تم نے کسی چیکس پر یا کاغذات پر دستخط کیے؟"

ہاں! اس اجنبی دوست کا خیال ہے کہ تم فریڈ ہو تو شولاک کے دستخط نہیں کر سکو گے۔"

شولاک نے جواب دیا۔ "آج اتفاق سے میں نے کسی کاغذ پر دستخط نہیں کئے ہیں۔"

"ٹھیک ہے، اب وہ انگوٹھی میں پہنوں گا جب تمہاں سے لوں جا کر کا دعویٰ کا کاغذات پر دستخط کر کے تو وہی شولاک ہی ہو سکتے جاؤ گے۔"

"سمجھ گیا۔ وہ سمجھیں گے کہ فریڈ اب بے نی اور مٹی وغیرہ کے ساتھ کوچھی میں رہتا ہے۔"

میں نے اس سے رابطہ کرنے کے بعد بے نی کو بتایا کہ وہ آکر ہے۔ وہ خوش ہو گئی۔ میں نے روانہ کی خبر یہ معلوم کی۔ اس وقت وہ راجستھان کا ہاتھ دھو کر ٹیبلے کے میٹر جیواں چھو رہی تھی۔ شولاک لگا لگا اور ہر گھنٹے سے گھوم گھومتے ہیں، اس کے لیے جینا اور بیجاں چھو رہا ہے۔ وہ ہر جگہ گیا تھا جب وہ فرسٹ کلاس کی آرام دہ سیٹ پر سوسا کر بیٹھ گئی تو

میں نے پوچھا۔ "کیا کیا ہے؟"

وہ بولی۔ "ای فائی گڈ ٹائم۔ اس ٹوکھٹ سے تو میرا دم ٹھٹ ٹھٹ پڑتا ہے۔ پتہ نہیں یہاں کی کوئی اس جاس میں کیسے زندگی گزارتی ہیں؟"

میں نے ہنسنے سے کہہ کر ہنسنے کی بات سے گلے نہ پہننے کے بعد کہا۔

میک آپ اور اس سے نجات مل جائیگی۔

اس نے سمجھ باتیں میں پھر جوں اس سے رخصت ہو گیا۔ وہ اپنا ہاتھ ہرنے کے بعد سڑک سے آکر میرے پاس پہنچ گئی۔ "یہاں کا نام فریڈ لانا ہے؟ اس کے ساتھ ہی شولاک بھی آئے۔ بے نی نے اس سے کہا۔ "دیکھو۔ اچھی ہتھوڑی! ہمدردی دات کا کھانا کھا گئی ہے اور بھائی نے دوپہر کھانا کھایا ہے۔ آخر یہ کہہ کر وہ اپنی بے ترتیب زندگی گزارنے لگی ہے؟"

شولاک نے کہا۔ "ہاں فریڈ! تم نے میری ایلے نی کی جی اور سڑکی کی زندگیوں کو خوار کر دی۔ ہم جی تمہارے لیے کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ شولاک تم فریڈ لانا بیچنے کی طرح ہمارے مشنوں پر عمل کرو۔"

"وہ ضرور کیا ہیں؟"

پیلے میں جی اور بے نی نے آج رات اس موضوع پر گفتگو کرنا پھر ہم سب تمہیں بگڑے بیچنے کو مہیا کریں گے۔"

ٹھیک ہے، مگر اچھی بیوی سنی کی بات نہ سوجھنا۔

کیوں؟ بے نی نے کہا۔ "میں سب سے پہلے سنی کی نیند کروں گی۔"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "میں تمہاری سرخسوں کو ماروں گا۔ میری نیند کی

ہاں ایک بہت ہی حسین لڑکی آ رہی ہے۔"

اگر وہ لوگوں کو لے گا۔

میں نے ہنسنے سے کہہ کر فریڈ اور خیال خوانی نہیں کرنا۔ عجب انہوں نے کہا۔ "میں نے مقدس ہوتا ہے۔ اس لیے میں کہہ کر بھلی کی سوچ کو بھی نہیں پڑھتا۔ پھر ضرورت بھی کیا ہے۔ یعنی کہ بولیں میں ہوتا ہے، وہ زبان پر ہر لمحہ میں تو جہڑوں اور فریڈوں کے خیالات پڑھتا ہوں۔"

کانی ہینے کے بعد میں اٹھ گیا۔ کسی کی گوند میں لے کر کہا۔ "آج بڑی ضرورت ہے۔ زرا ہی فرصت ملی تو میں کانی بیٹے آؤں گا۔"

بے نی نے پوچھا۔ "جانی! آپ کی زندگی میں انہوں نے جیوں میں لڑکی کرنا ہے؟ میں نے سانی کے ملاؤرشہی ہاوں پر ہاتھ پھرتے ہوئے کہا۔ "نہ نہ! اس وقت ہے؟ بے نی اور شولاک نے مجھ سے دیکھا پھر بے نی نے کہا۔

مگر آپ کہہ رہے تھے کہ وہ سونا اور دمانے سے لذت کرتی ہے۔"

"ہاں کبھی فرسٹ کو کر کے تمہیں کرا آجاتا ہے۔ میری صحبت نے اسے دوسروں سے صحبت کرنا سکھا دیا ہے۔"

یہ کہہ کر میں ان کے پاس سے چلا گیا۔ اپنے کمرے میں پہنچ کر دروازے کو اندر سے بند کر دیا۔ بے نی نے کہا۔ "اچھا تو تم میری جاہلیت کا اعلان کر رہے ہو۔" "ہاں کو، میں اپنی جاہلیت کا اعلان کر رہا ہوں۔" "دیکھا تو معلوم ہونا چاہیے کہ تم نے میرے جہالت کوئی اپنے نام محفوظ کر لیے ہیں؟"

میں نے اس کے دل میں پہنچ کر دیکھا، وہ شرمناک جی مسکراتی تھی۔ دماغ کی اسکرین پر میری صورت دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے فریڈ کی صحبت کو مذہب لیا۔ دماغ کے دروازے بند کرنے کیوں کر، ایسے وقت ایک کمانی کو چھو سکتی ہے، اسے اپنے بیٹے کو بولے ہو کر دیکھا، میں ہنسی سے

میری زندگی میں کتنی ہی کیاریاں آئیں، وہ میری خیال خوانی کو سمجھنے سے بھی جاہلیت کی ذہنی میں معلوم ہاتی تھیں کہ میں ان کی بلنے سے کوئی بھی نہیں سوزیں پڑھ رہا ہوں۔ اگر میں ایسے وقت خیال خوانی کا علم سوجھتا تو وہ ہاتھ شرم کے، دماغ کھیراٹ کے مجھ سے ڈر دیکھا جاتیں کیوں کہ وہ خود اپنا ہر سے جیسا بیان دے دیتی ہے مگر سونے والی سوچ کا پتہ نہیں دیتی۔

پتہ نہ ہوں، میں تو بہت سے بہتر پہنچ جاتا ہوں۔ صرف وہ ذہنی آری تھی کہ اس کے جو خیالات پڑھنے سے پہلے ہی وہ دماغ کے دروازے بند کر دیتی تھی۔ اس لیے سب کو ایک ہی کمانی میں رہے ہوتی تھی، میں نے اسے سہلانا کرنے کا فریڈ جان، اس ذہنی کیاریاں پر اسرار دے گا۔ وہ تو خوب ترسا نے کی، پھر بار کی منزل تک پہنچنے کی آڑ میں مجھے جا کر اور

وہ اپنی سب سے اچھی میرے شانے کے پاس کھیر پائی، پھر ہونے ہوئے نے سہلانا سے اسے میرے چہرے پر کھڑکے تھی۔ یا حیرت! یہ فریڈ کو اور بڑے والہانہ انداز کو بھی سمجھتی تھی۔ میں نے سب کو سب کے بل اندر سے ہرنی سے پہنچنے لگا۔ اچھا کمانی سنی سنائی دی۔ پیلے فریڈوں نے سانی میں سنی۔ مگر اس ذہنی ہنسنے سے بول رہی تھی۔ "میں نے ایک جلی سے عشق کر لیا ہے۔"

آج ہی دیکھا ہے۔

میں نے مٹھاپیت سے کہا۔ "کیا کروں؟ تم جب چاہتی ہو، آج کے گھر کے دروازے بند کر دو۔" ایسے نہ دماغ کے مطابق میں کسی دوسری کا دروازہ نہیں دیکھ سکتا۔ جہڑوں سے عشق کر رہا ہوں؟

یہ کیفیت تم سے کیسے لگی رہتی ہے، جیسے ہر سونے بد دل رہی ہو؟ میں نے پھر سانی کو دیکھا، اس کی سبز بڑوں، انکھیں مجھے حسرت سے دیکھ رہی تھیں جیسے وہ مجھ سے مل کر بھی ملنے کی حسرت میں مبتلا رہی ہو۔ اس ذہنی سے پوچھا۔ کیا وہ واقعی اپنی ہی حسرت سے نہیں دیکھتی ہے؟

ہاں لڑائی میں اس کی سوچ پڑھ سکتے، کیا یہ ممکن ہے؟

"نہیں نہیں لگتا۔ میں تہا جی سے پوچھوں گی۔"

جیسا کہ میں نے کہا تھا۔ اس ذہنی کا باپ تو سنسنگ لوگ کے عمل میں لگن سانس روک لیا تھا۔ سانس روکنے کے بعد اس کا جسم بالکل بے جان لگتا تھا۔

اس ذہنی نے کہا۔ "چاہتی ہے کہ میں اس عمل کے دوران جیسے سرج جسم سے آزاد ہو جاتی ہے، انکھیں بند نہیں ہیں مگر سرج ہزار انکھوں سے کائنات کے جلوے دکھاتی ہے۔ وہ جگہوں کی ایسی رنگارنگ وسیع کائنات کو دیکھتی ہیں، جیسے انسانی آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔ ان کا دماغی ہے کہ وہ کسی کی شرح سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔"

"کیا جانور کی شرح سے بھی؟"

"جیتے نہیں، میں تہا جی سے پوچھوں گی، ویسے مجھے یقین نہیں ہے کہ تمہاری سانی کی جلی کے ذہب میں ہوگی؟"

"یقین کیوں نہیں ہے؟ تمہارے دماغ میں تو انسان سونے کے جہڑوں اور انسان یا جانور کے ذہب میں ہم لیتا ہے۔"

"ہاں! آؤ لوگوں نظر کے مطابق آری سونے کے بعد پھر جنم لیتا ہے، مگر تمہارے بیان کے مطابق سانی مر جاتی ہیں۔ وہ سب کچھ کالے جاؤ کا پھر تھا اور وہی اسے نہیں مانتی۔"

میں نے کہا۔ "بہرحال، یہ سیدھی باتیں ہیں، دیکھا ساجا لگا، ابھی تو مجھے تم سے شکایت ہے۔"

"کیسی شکایت؟"

"میں تو تم نے زور دیا تھا، میرے لیے کبھی دماغ کا دروازہ بند نہیں کرو گی، مگر تم نے شرم کر کے مجھے ہکا بکا دیا تھا۔"

"ٹھیک کیا میں نے کسی کی شرم نہیں کی سوچ کر پڑھنا کہاں کی شرم ہے؟" "دیکھو مگر ضرورت کے درمیان شرمناک بندہ سانی کا شرم ہے، اس لیے ہمارے درمیان شرمناک کی بات کرو۔"

"اسے فرسٹ سے مجھ سے غلط نہیں ہے باتیں کر دو، تمہارے یہ خیالات ہیں تو میں تم سے دوسری چیزوں کی؟"

"ذہرہ کے بھی نہیں ڈرنا تو کیا کرو گی؟"

مردمانوں کی، پر نہیں کہیں آئے، نہ ڈولن۔
 سٹائی سے بچنے لڑکیاں ایسے ہی دلوں کو لڑن۔
 میں سٹائی ہی نہیں لڑوں گی!

اچھا تو کیا شادی کے لیے یہ میری عزت سے کھیلو گی یہ کہاں
 کی شرافت ہے؟
 تم سے ملو گان بچائے، چلو میرے دامع میں آؤ میں تمہیں
 ان فوجی افسروں کے داموں تک پہنچاؤں گی!
 میں اس کے دامع میں پہنچ گیا، ہادی اہم معلومات شروع
 ہو گئیں۔ میں اس فوجی کے ساتھ باری باری ایسے داموں تک پہنچ
 رہا تھا جو اس دلیوں کے اہم شعبوں کی کتابیں تھے۔ ایک ایک دامع
 کو کھنگالنے کے بعد ان اہم ایک ایسے سرکاری افسر تک پہنچ گئے جو
 فزیکل کال کے ذریعہ برما میں ہندوستانی سفارت کار سے تھے۔
 کہتا تھا میں نے اس وقت سے کہا۔
 ہم اتنے سارے لوگوں کے لہجوں کو پانے ذہنوں میں محفوظ
 نہیں رکھ سکیں گے، بہتر ہے کہ تم ٹیپ ریکارڈ میں باری باری
 تمام انہوں کو ریکارڈ کرو جسے ہم بھولیں گے اس کے لیے کوئی پر
 سن کہ وہ بار بار دہرائیں گے؟
 اس وقت سے وہم کو ٹیپ ریکارڈ لانے کے لیے کہا، پھر مجھ
 سے بولی، تم بھی وہاں ریکارڈنگ کرو۔

میں نے کہا: ریڈیو پارہ والے میرا کھانا جلتے ہیں یہاں
 کبھی اچھا کھانا کھانے کے تو ہوسکتا ہے کہ وہ ٹیپ ریکارڈنگ
 کے نتیجے تک جانتے تم ساری دنیا کے لئے لاپتہ جو باری اہم چیز
 تمہارے پاس محفوظ ہے گی؟

میرے نے اس وقت کے ساتھ ٹیپ ریکارڈنگ شروع کر دی۔ اس
 فوجی ہاتھ میں مائیک کے مختلف لہجوں کو ریکارڈ کرنے لگی۔ جس
 کا لہجہ ریکارڈ ہوتا اس کے ساتھ ان کا نام اور عدد بھی ریکارڈ کیا
 جاتا، جب اس کی معلومات کے مطابق ریکارڈنگ ہو گئی تو میں نے
 کہا: اس وقت اب تم اپنے دامع کو پوری طرح میرے کنٹرول میں وہ
 میں تمہاری سوج میں جو کموں گا، وہی تمہاری زبان کے گی، اور یہ ریکارڈنگ
 بھی ہوتی رہے گی؟

اس وقت سے میری ہدایت پرمعمل کیا، میں اس کے دامع پر
 قائلین ہو کر ماسک میں کے لیے میں بولنے لگا، اس وقت کی زبان وہ
 لہجہ بنا کر رہی تھی، اور ٹیپ میں وہ سب کچھ محفوظ ہوتا جا رہا تھا۔ اس
 کے بعد میں اپنی زبان پر ویسٹرا کو پچ کے لہجہ کو بھی ریکارڈ کیا
 ہم دونوں تقریباً دو گھنٹے تک مصروف رہے، پھر میں نے اس وقت سے
 کہا: اب تم ہر ماہ میں ہندوستانی سفیر تک پہنچ کر اس کے ذریعہ دوسرے

ممالک میں ہندوستانی سفیروں کو ٹیپ کرو۔ وہ سب لوگ اپنی اپنی زندگی
 میں ہندی بولتے ہیں، یہ کام تم کو ملے گی، میں انگریزی بولنے والے
 افسروں کی خبر لیتا ہوں؟
 میں اس سے وضاحت ہو کر تمام اہم شعبوں کے افسران کے

دامعوں کو پھر ایک بار باری باری ٹولنے لگا۔ ان میں سے ایک افسر
 ایروپورٹ کے ایک میٹار کے چیک کر رہا تھا۔ اس میٹار کے ٹھکانے
 پائلٹ سے تھے، میں اس کو پچھا، یہاں تک کہ میں نے اسے پوری فوج کے
 چار بڑے افسران ہریٹ پر کے ملک کا ایک فوجی جنرل، ایک فوجی افسر
 ایک معروف سیاسی لیڈر، اس میٹار میں سفر کرنے والے تھے، وہ سب
 ایک غیر اہل اس شریک ہونے جا رہے تھے، دنیا کے دوسرے بڑے
 ممالک سے اہل کار پوشیدہ رکھا گیا تھا۔ ایروپورٹ کے اس حصے میں ہلکے
 جگہ غیر سفر خراسانات لگانے گئے تھے تاکہ کسی دشمن ملک کے ہائی
 ایجنٹ وہاں سے گذرنا چاہتا ہو کہ اس کی نشاندہی کر سکیں، سفر پر
 کبھی رازداری برتن جاری تھی لیکن میں ان کا راز دار بن چکا تھا۔

یوں تو میں دن رات نچان نچان میں مصروف رہتا آیا ہوں،
 مگر وہ رات ہمارے لئے بڑی اہم تھی، وہ رات دشمنوں کے لئے
 قیامت کی گھنٹے لانے والی تھی، میں نے اس وقت کے پاس پہنچ کر دیکھا
 وقت وہ اہلان کے ایک ہندوستانی سفیر کے لیے کی ریکارڈنگ کر رہی
 تھی، جب ریکارڈنگ ہو گئی تو میں نے کہا:

سفارتخانوں کے رات اہم لوگوں کو اجیت نہو۔ وہاں کے
 عملے کے معمولی ملازم کے لیے کوئی ریکارڈنگ نہ ہو، لیکن اوقات میں
 کا سفیر بدل جاتا ہے مگر عملہ ہی رہتا ہے؟
 اس نے کہا: اچھی بات ہے۔ اہم لوگوں سے نکلنے کے لیے ہونی
 ملازموں کو بھی ٹیپ کرواؤ گی؟

میں نے اس کے ریکارڈنگ میں حیارہ چیک کرنے والے فوجی افسر
 ایروپورٹ پائلٹ کے لہجوں کو ریکارڈ کیا۔ اس وقت سے ایک ملک کے
 سفیر کے دامع میں پہنچ کر اس کی سوج میں بر ضرورت بیدار تھی کہ وہ
 دوسرے ملک کے سفیر سے ٹیلیفون پر فوری گفتگو کرے، اس طرح وہ
 دوسرے ملک کے سفیر تک پہنچتی تھی، میں نے ہی اس واقعہ اختیار کیا۔
 اہلان اور ترکی کے ہندوستانی سفیروں کے درمیان رشتہ دار کی تھی
 ایک سفیر نے رشتہ دار کی حیثیت سے فون پر دوسرے کی عزت دیانت کی
 اس طرح وہ دوسرے ملک کے دامع میں آ گیا۔

ہم نے رات کے دوسرے ملک کے سفیروں کو ٹیپ
 کیا۔ انہیں ٹیپ میں ریکارڈ کیا، پھر اس وقت سے کہا: ات میں تم تک
 گئی ہوں، جانتے ہیں گی؟
 وہ انگریزی بولنے لگیں، میں نے کہا: ہائے اکیس ظالم انگریزی ہے؟

وہ انگریزی کے بعد انگریزی بولی، فوجی مجھے سامع سے نکال
 رہا، پھر میرے دامع میں پہنچ کر حقہ سے بولی، تم کیسے آدمی ہو۔
 ان مصیبات کے باوجود شجرات سے باز نہیں آتے، میں تم تک کہ چور
 ہو گئی ہوں، تمہارے ساتھ کہ انگریزی لینا بھی مشکل ہے؟
 یعنی تم انگریزی لے کر کھان آنا ہی ہو، اور انگریزی دیکھ کر میری
 نکلن دہر ہوتی ہے، حکومت چاہتی ہو کہ تمہاری ذات سے مجھے خدا
 ہی نام نہ نہہینے؟

فرزاد، تمہارے لئے یہ سزا ہے کہ میں چائے پینے تک تم سے
 بات نہیں کروں گی، اب کیسے کرو؟
 اکیلے میں بہت یاد آؤں گا، خدا حافظ!

وہ چلی گئی، میں وہی طور پر اپنے کمرے میں حاضر ہو گیا، سامی
 برے بستر پر سو رہی تھی، چپاری جاننے کب تک آنے کا کرنی رہی
 تھی کہ میں انہیں کھن کر کے بھول گیا، پھر شریک سے سوتا ہوا
 بگاڑ دیکھی ہو گئی تھی، میں نے کھڑی دیکھی وہ جگہ میں منٹ ہونے
 تھے، مجھے ہو تک ہی تھی، میں چپ چاپ بستر سے اٹھ گیا تاکہ سامی
 سوتی رہے لیکن جب میں نے باہر جانے کے لئے دروازہ کھولا تو وہ
 چوک کر اٹھ بیٹھی، میں نے اسے بڑھ کر گود میں لیتے ہوئے کہا:

میری جان، تم تو میری کی طرح بہریدار بن گئی ہو، اب ہلکے
 آواز نہ کرنا، ہر چپ چاپ بچن میں جا کر کچھ کھا میں نہیں گے پھر
 یہاں آکر سو جائیں گے؟

یہاؤں؟ اس نے میرے بازو میں منہ چھایا، میں نے اسے قہقہوں
 سے چلتا ہوا کمریڈ سے گذرا ہوا کچن کے دروازے پر رک گیا۔
 وہاں تاخیر نظر آیا، وہ دروازے کی طرف پشت کئے فوج سے جلی
 نکالی، کس سلاخ کے ساتھ کھا رہی تھی، اس کی سوج سے تباہا کھی اسے
 تباہہ منٹھا کھانے سے روکتی ہیں اس لئے وہ چوروں کی طرح آتی
 رات کو کچن میں آکر ناشوق پوکا کرسی تھی۔

میں خاموشی سے اس کی چوری کا نمائش دیکھتا جا رہا تھا لیکن
 سامی نے مہیاؤں، کہا تو وہ ہلکی سی چیخ مار کر ایک دم سے اچھل کر
 کھڑی ہو گئی، میں نے اسے بڑھ کر اس کا کھان کھان کر پڑے ہوئے کہا، اچھا
 تو چوری کی جا رہی ہے؟
 پھوڑو، میرا کھانہ۔ یہ میرا کھانہ ہے، میں کچھ بھی لادوں تو کون ہوتے
 ہوں لےنے والے؟
 ہاں مجھے تم سے کچھ نہیں لوانا چاہئے، ہی کو پورٹ دینا ہے؟
 میں ان کا کان چھوڑ کر جانے لگا، ہاں سے لپک کر میرا بازو

کتابت

جن کی کہانیاں آنکھوں نہیں دلوں سے پڑھی جاتی ہیں ان کی بہترین کہانیوں کا دوسرا مجموعہ شائع ہو گیا ہے

محلی لکڑی کتاب کی کہانیوں کا پہلا مجموعہ "ایمان کا سفر" بھی دستیاب ہے

محلے کا پتہ: ۱۰، ۱۰، ۱۰

کتابت میں کبھی بھولنا نہیں آتا

تعام لیا؛ پلینٹی کو نہ تھا۔ ورنہ وہ ساری مہینے پڑوں کو لاک کر دیں گے؟
 " اچھی تو تم بھر پر عجب جا رہی تھیں؟
 " سوئی۔ مجھے صاف کر دو۔
 وہ اجتاہیز نظر سے دیکھ رہی تھی، بڑی بیاری پیاری گریبا
 سی لگ رہی تھی میں نے مسک کر کہا، " دراصل میں بھی چوری کرنے
 آیا ہوں؟
 " سچ ہے وہ خوش ہو گئی، پھر توجہ لولی، " مگر تمہیں چوری
 کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ گھر میں سب ہی تمہاری تعریفیں کرتے ہیں۔
 جیسے تمہاری بوجا کرتے ہیں۔ تم جو ناگ کو گل جلتے گا۔ پھر چوری کرنے
 کیوں آئے ہو؟
 " میں داخل نفسیاتی مریض ہوں۔ تمہاری طرح کہیں سے
 آجھی سات کے بعد اٹھ کر کھانے کا عادی ہوں۔ اپنے ہی گھر میں چوری
 کسے کھانے سے بڑا مزہ آتا ہے؟
 وہ مزے لیکر بولی، " سچی بڑا مزہ آتا ہے۔ بلو لکیا کھاؤ گے؟
 " اپنے ہاتھوں سے چوری کا لطف آتا ہے۔ میں خود نکال کر کھاؤں
 گا۔ ہاں تم میرے لئے کافی تیار کر سکتی ہو؟
 میں نے ایک پیالے میں سامی کے لئے دو دھ کھلا۔ پھر ایک
 پلیٹ میں کھانا فریج سے نکال لیا۔ وہ چولہا جلاتے ہوئے لولی۔
 " مشرے ام! یہ بتاؤ کہ یہ سارے گھروالے تمہاری تعریفیں
 کیوں کرتے ہیں؟
 " تم آبی طرح باتیں کرتی رہو گی تو ہماری چوری بڑی جلتے گی؟
 " تم ہی آئیں گی تو میں کہہ دوں گی کہ تمہارے لئے کافی بندہ نہیں۔
 میں بہت چھلاک ہوں۔ ہاں؟
 میں نے ہنستے ہوئے کہا، " ہاں بہت چھلاک ہو؟
 " اسے تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا، یہ سچی ہے، فی اور
 شراک جیسا تمہیں آنا چاہتے کیوں ہیں۔ تم میں ایسی کوئی خاص بات
 تو نہیں ہے؟
 میں نے کہا، " دراصل میں بہت خوبصورت ہوں؟
 وہ ہنستے ہوئے لولی، " تم اور خوبصورت و معلوم ہوتا ہے
 آئینہ نہیں دیکھتے ہو۔ جھونڈی سی شکل ہے۔ میں تو تم سے کبھی شادی
 نہ کروں؟
 " تم آئینہ دیکھتی ہو؟
 " ہاں آئینہ بھی دیکھتی ہوں۔ تم بھی کہتی ہیں کہ کئی لڑکی میرے
 جیسے جین نہیں ہے؟
 " ہر ماں اپنی بیٹی کی تعریف کرتی ہے؟
 " اسے کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں خوبصورت نہیں ہوں

تم کیا جانو کہ میں کیا چیز ہوں جب غسل کرتے وقت ہاتھ دم کے پینے
 میں دیکھتی ہوں نا تو میں کیا بناؤں؟ تم ہی کہتی ہیں غیر مردوں کے سامنے
 ایسی باتیں نہیں کرنا چاہئیں؟
 " میں نے مسکراتے ہوئے کہا، " ہاں آگے نہ بولو۔ مجھے یقین ہو
 گیسے کہ تم نے اس حد تک ہونے
 وہ خوش ہو کر بولی، " میرے لئے تو کوئی شہزادہ ہونا چاہئے نا؟
 " ہاں۔ تم نے کسی کو پسند کیا ہے؟
 " ہاں نے لولی لکیا تھا۔ اتنی ہارے ساتھ ہلکا آہٹا تھا۔ پھر لہو لک
 جانے کہاں چلا گیا؟
 وہ میری ہی بات کر رہی تھی جب میں ہاتھوں کے جبک اپ
 میں تھا تو وہ مجھے اکثر چہمت سے دیکھتی تھی۔ وہ دایس ہو کر بولی۔
 " مگر گھر طے سازش کر رہے ہیں۔ میں نے چہمت کرنا ہے۔
 یہ تمہارے ساتھ میری شادی کرنا چاہتے ہیں اور تم مجھے بالکل پسند
 نہیں ہو؟
 میں نے کھانا حتم کیا۔ اس نے کافی کی پیالی بڑھاتے ہوئے
 کہا، " اسے تمہارا سے سیگ جاؤ تو بہتر ہے، ورنہ میں کسی دن کافی
 میں زہر مار کر تمہیں ہار دوں گی؟
 میں نے سہم کر کہا، " فارگ ڈسک، ایسا نہ کرنا۔ میں کل تک
 یہ گھر چھوڑ کر چلا جاؤں گا؟
 " تم کتنے اچھے آدمی ہو۔ مجھے بڑی آہمی بالکل پسند نہیں ہیں
 مگر تم چلے جاؤ گے تو میں تمہیں پسند کر لوں گی؟
 میں مسک کر کافی پی رہی تھی ہونے کو چوتھے لگا کہ میں نے جو چہرہ دل
 دکھا ہے، اب اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ماں کے ہیں اور پردیسی
 واسکو دینا چاہتے تھے کہ میرا قیام بنگال کی کس کوش میں ہے پھر
 مارٹر کو شاید میری موجودگی لاش کا علم نہ ہو کر وہ بھی آنا جاتا تھا کہ
 میں کا لاپرواہی بنگال میں ہوں؟
 اگرچہ میں ایک اپ میں چھپے رہنے کا عادی ہو گیا تھا تاہم ہر
 شخص کو اپنے چہرے سے بہت ہوتی ہے۔ میں جی آئینے کے سامنے
 اپنا ہی چہرہ دیکھتا پسند کرتا ہوں۔ اپنے اہلی روپ میں ہونے سے صرف
 یہ دشواری پیش آتی کہ میں اس چار دیواری سے باہر نازمی سے
 تفریح نہیں کر سکتا تھا۔ جہاں پہچان لیا جاتا تو سلا بنگال مجھے دیکھنے
 کے لئے امداد آتا۔ یہ سب ضرورت میں شامل ہوتی، اس کے بعد
 دوسرے تمام ممالک سے دو ہفتہ تک تفریح صرف میرے دیدار کے لئے
 یہاں آئے گئے۔ کئی بین الاقوامی شہرت یافتہ فلمی ہیرا ہو یا راکٹ کا
 کھلاڑی ہو، با فراد علی بیور ہو، ان کے دیکھنے میں لڑکیوں کا صلاب
 آتا ہے۔ دنیا میں وہی چیزیں ہیں، عورت اور موت، یہ آدمی کا

دیکھا کبھی نہیں چھوڑتے۔
 ان دشوار لوں سے بچنے کے لئے میں گھر سے باہر نکلتے وقت
 اپنے چہرے پر پتھر جی سی تبدیل اسکا تھا۔ تاہم اور ماٹروڈی کو
 ٹائٹ ڈیٹ کر لیا جا سکتا تھا کہ وہ باہر کسی سے براہ کرم نہ کریں میں
 سوچنے کے دوران اپنے آپ کو تامل کر رہا تھا کہ اب میک اپ ضروری
 نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں میک اپ سے اگانا گیا تھا۔
 میں نفی کا طور سنایا: " جب آگے لگے ہو تو میک اپ ختم کر
 دو۔ کوئی مصیبت آئے گی تو دیکھا جلتے گا۔ اور مصیبت کیا آتا ہے۔
 تمہارے اہلی روپ کو دیکھ کر یہ لڑکیاں ہی مصیبت بن جاتی ہیں۔ منہ
 نہیں بھرنا اور ادا یہاں ختم کر لیں مرنی ہیں؟
 میں نے کہا، " ارے ارے۔ تم خود کو کافی کیوں کر رہی ہو؟
 میرے دماغ میں خاموشی رہی۔ یقیناً وہ چہمت کی تھی میں نے
 کافی کا آخری گھونٹ پی کر پیالہ بھی پھر سامی کا ٹھکانا بند سے کیا۔
 " اچھا، یہ بہاری آخری ملاقات تھی۔ تم مجھے یہاں نہیں دیکھو گی بائی؟
 " ہاں۔ وہ ناگاری سے لولی۔ میں اپنے کمرے کی طرف جاتے
 ہوئے سوچنے لگا، " کیا ہی اچھا ہوتا کہ تین کی طرح دوسری لڑکیاں بھی
 مجھ سے چھپا چھڑا کر کہیں۔ صرف سوینا، ورنہ اور رس وقتیں طرز ادا
 رہ جاتیں؟
 اچانک میں دفنی سے میرے دماغ میں چیخ مارتا کہنا: " اسے
 میں تمہارا تو دھو دھو گی۔ میری چہمت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں
 تمہارے مزے نہ لایاں ملوں؟
 میں نے معصیت سے کہا، " اچھا، یہ کال ہے۔ دراصل میں
 تمہارے مزے سے یہ سن کر سمجھ رہا تھا کہ محبت کرنے والیوں کو حرام زادی
 کہا جاتا ہے؟
 " زیادہ معص نہ بنو، میں نے تمہارے جیسا بدعاش کہیں نہیں
 دیکھا ہے؟
 " یعنی محبت کرنے والا مرد بدعاش کہلاتا ہے؟
 " تم سے کہہ لو نا، اب دماغ غلاب کرنا ہے۔ ہاتھ جوڑ کر کہتی ہوں
 کہ مجھ سے غفلت ہو گئی، صاف کر اور کرکٹ کو ختم کر دو۔
 میں نے سامی کو تامل پر چھوڑ کر دماغ کے اندر سے بند کیا
 پھر ایک ایڑی چیر کر کام سے بیڑ کر ایک سرگٹھ منگایا۔ اس کے بعد
 ایک طرف لپٹی لے کر دھن چھوڑتے ہوئے بلاؤں میں دفنی، ابھی
 تین بجکر میں منٹ ہوئے ہیں۔ غنجدہ اجلاس میں شریک ہونے والے بڑے
 بڑے لوگ تھوڑی دیر بعد اس طیارے میں سوار ہوں گے۔ طیارے کا نمبر
 ہے۔ اس کے فوراً ہی تو میں تھوڑی دیر بعد اس طیارے میں بیٹھوں گا۔
 ادھم اپنے تاج کے ذریعہ اعلان کرنا کہ تم ان کی رہائی کے لئے

متعلقہ افسران سے مذاکرات کرنا چاہتی ہو؟
 " میں تمہارا مذاکرات نہیں کر سکتی گی۔ تمہیں گاؤں لڑنا ہوگا؟
 " ابھی میں تمہارے ساتھ ہوں۔ بعد میں میرا کچھ وقت اس آکر
 فوراً تو میں مرنے ہوگا۔ پھر جگہ بدلتے رہیں گے۔ جب میں مذاکرات
 کی جگہ آؤں گا تو تم طیارے کو کنٹرول کر لگی۔ خشک ہے؟
 " بالکل خشک ہے؟ وہ اپنے تاج کے دماغ میں بیچ کر بولی
 " بتاؤ، اب آپ اعلان کریں کہ میں نے آپ سے رابطہ قائم کیا ہے۔
 اور میں ان لوگوں سے باتیں کرنا چاہتی ہوں؟
 " تن سگ خوش ہو گیا۔ میں اس چھانوئی کے روی افسر کے دماغ
 میں بیچ گی۔ کیوں کہ وہ اطلاع اس کے سامنے پہنچنے والی تھی۔ چھوڑی دیو
 لیکر ایک سائی نے مکر سبٹ کیا اور رس وقت کی آہ کہ تھوڑی سی سٹائی
 افسر نے فوراً ہی ٹیلیفون کے ذریعہ وزارت خارجہ کے سیکرٹری سے
 رابطہ قائم کیا۔ تن سگ نے گنگے سہاڑوں سے جو کچھ کہا تھا وہ
 ایک کاغذ پر لکھا ہوا تھا۔ اس نے فون پر کہا۔
 " رس وقت باتیں کرنا چاہتی ہے۔ مذاکرات کے لئے فوراً ہی کسی
 ذہن افسر کو مقرر کیا جائے۔ مشاورت فون میں میں بھی شریک رہوں گا؟
 " دوسری طرف سے پوچھا گیا، " کیا رس وقتی ہمارے مقرر کردہ افسر
 کے دماغ میں بیچ کر باتیں کرے گی؟
 " ہاں کسی ایک افسر کو نل پتھی کا شمار ہونے دیا جائے۔ باقی
 مشاورت ہی مجھے افسر یا سپاہی پتھنے گنگے نے نہیں اور ضروری کے
 ذریعہ اس افسر کو مشورہ دیتے رہیں گے۔ بعد میں اس افسر کو نظر بند کر دیا
 جانے گا۔ تاکہ رس وقت اس کے ذریعہ دوسروں تک نہ پہنچ سکے؟
 " بڑی زبردست اعتباری عملیہ کی جا رہی تھیں۔ رس وقتی اپنے
 باپ کے پاس تھی۔ میں نے اس کے پاس بیچ کر بتایا کہ مذاکرات کی
 تیاریاں جو رہی ہیں۔ اب کوئی مزید حالات کرنے کے لئے تو ان سے کہنا کہ
 تم اپنی بہن دفنی کے دماغ میں نہ کر بائیں کر دو گی۔ جہاں مذاکرات ہوں
 گے، وہاں دفنی کو عزت و احترام سے پہنچایا جائے۔ جب دفنی جانے
 لگے تو مجھے اطلاع دینا۔ میں جا رہا ہوں؟
 " میں اس سے زحمت ہو کر طیارے کے ذمہ دار مارٹر کے پاس بیچ
 گیا۔ اب وہاں اہم فوجی افسران، انجنیئر اور سیاستدان تھوڑی تھوڑی دیر
 میں بیچ رہے تھے۔ وہ افسران کا استقبال کر رہا تھا اور ان سے باتیں کرتا
 تھا ان کی مخصوص سیٹوں تک انہیں پہنچا رہا تھا اور میں ہاری ہاری ان
 کے دماغوں تک پہنچا جا رہا تھا۔ وہ سب خیرہم پر جانے کے لئے یعنی اپنی
 عملیہ سے ملتی تھے۔ لوگ زندگی کی ساتیوں لینے وقت بچھ نہیں سکتے
 " حکومت ان کے برابر بھی ہے۔
 " میں رس وقتی سے کہا، " تم اپنے تاج سے تھوڑی دیر کے
 لئے زحمت ہو کر طیارے کے اہم افراد کی آمداریں ریکارڈ کرو۔ میں ان

بمبئی رہو۔ تم سے کوئی سوال کیا جائے تو کتنا کر تمہاری بہن فراد سے
مشورے کر رہی ہے۔ بخود ہی درلود جواب نہ گاہے

میں اس سے رخصت ہو کر ماسک مین کے پاس پہنچ گیا۔ اسے
میلانے کے احوال کا اظہار ہی چکی تھی۔ شاید وہ زندگی ہی میں جیست
پریشان نہ ہوا ہوگا۔ جیسا کہ اس وقت ہو رہا تھا۔ جیسے ہی سے ادھر
اُدھر ہٹتا ہوا سوچ رہا تھا۔ طیارے کی ایک ایک ہم شخصیت کو چگانا
بے حد ضروری ہے۔ تعجب ہے کہ فراد وہاں تک کیسے پہنچ گیا؟ ہم
کبھی کوہن بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ اور اس دختی آرتھی دور پہنچ کر لمبی
جیت لیں گے؟

ماسک مین کے داغ میں سوال پیدا ہوا۔ کیوں نہ فراد کو گھیر لیا
جائے۔ وہ بنگال کی اس کو بھی میں جانتی تھی۔

”نہیں۔ اس نے خود ہی ترقی دیکھی۔“ کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اسے ملاک
کرنے سے پہلے وہ ایک دائمی جھلنے سے طیارے کو تیار کرنے کا پھر یہ
کو پروفیسر اسکورج بہت خوبصورتی سے اس کی نادرستی میں اسے
دوست بنا رہا ہے۔ اسے دوست بنانے کی پامی بھی ہی مل کرنا چاہیے۔
اس نے ٹرانسپورٹ کے ذریعے بند سڑک سے رابطہ قائم کیا۔ اسے
ملک کی فٹس سے بیجا پہنچایا کہ فراد اور اس وقت سے فوراً چھوڑ
کر کے طیارے کو زمین پر اتارا جائے۔ میں نے مطمئن ہو کر سوئی سے کہا۔
”تم دقتی سے پاس جاؤ۔ انہیں ابھی نہ بتانا کہ تم طیارے کو اٹھا کرنے
کے علاوہ اس دس کے اندر اور دوسرے ملک کے سفارتخانوں میں کسی
تباہیاں کیا گئے ہیں۔ رخصت طیارے کے معاملے میں فیصلہ ہو جائے تو
باقی باتیں ہم ذرا میں رکھیں گے۔“

وہ دقتی کے پاس بیٹھی گئی۔ فرسٹ پائلٹ بہت پریشان تھا۔
سوئی اُسے بتا چکی تھی کہ وہ ٹیلی فون کا شمار ہو چکا ہے۔ لہذا خوشی
سے اپنی ڈروٹی انجام دیتا ہے۔ میں نے طیارے میں بیٹھے تھے۔ ایک اہم
شخص اس کے داغ میں پہنچ کر اسے سوٹ پر سے اٹھایا۔ وہ اٹھ کر
بولنے لگا۔ ”جناب! امیر خیاں ہے کہ آپ سب فراد علی تیر کے نام
سے واقف ہیں۔“

”کتنے ہی افراد نے“ ان کے ملازمین سے سنا لیا۔ ایک بڑے ملک
کے فوجی جنرل نے کہا۔ ”اس شہان کو کون نہیں جانتا۔“
میں نے اس دلو کی زبان سے کہا۔ ”وہ فیصلہ اس وقت
اس کے سامنے لکھا ہو جائے۔ میں فراد علی تیر و اس کے یوکر شپ
کرنے کے بعد بول رہا ہوں۔“

چند لمحوں کے لیے ایک دم سے سنا لیا جھانکیا۔ میں نے کہا۔ ”آپ
لوگوں کو یقین نہیں آ رہا ہے۔ میں اپنی موجودگی کا ثبوت دے رہا ہوں۔
یہ جنرل جس نے مجھے شہان کہا ہے۔ یہ کچھ شہان ہی نہیں کہیں گے۔
میں جنرل کے داغ میں پہنچ گیا۔ اس نے اچانک اٹھ کر بیٹھے ساتھ

بیٹھے تھے۔ ایک شخص کو مل پھرتا رہا۔ یہاں سے کہہ کر مال کو تیار ہوا
اس جگہ آیا جو سٹوں کے درمیان گڑھا تھی۔ اس کے بعد وہ اپنے پرے
اتارنے لگا۔ کچھ لوگ اس کے سر پر کتے روکنے لگے۔ مگر اس نے سب کو
چھوڑ دیا۔ جب وہ بالکل اٹھا گیا تو میں نے اس کے داغ کو آواز پھیر
دیا۔

اس نے لوکلہ کر لینے آپ کو دکھا پھر مدلی سے اپنا لباس
اٹھا کر پینے لگا۔ جسے پانچ پر اٹھا، اس نے اٹھ کر جنرل کے منہ پر پانچ
مارتے ہوئے کہا۔ ”اب میں فراد ہوں۔ میں تم میں سے ایک کے داغ
میں گھس کر تم لوگوں کو پاگل بنا سکتا ہوں۔ لہذا خاموشی سے اپنی اپنی
جگہ بیٹھے رہو۔ کوئی اپنی جگہ سے اٹھ کر فرسٹ پائلٹ سے بیٹھے نہ بیٹھے
وہ اس طیارے سے اس کی لاش باہر جائے گی۔“

مجھے فرسٹ پائلٹ کی آواز سنا دی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ ”میسٹر
فراد! کنٹرول ٹاور کے انزن آپ سے باتیں کرنا چاہتے ہیں۔“
میں مسرے کے داغ میں پہنچ کر بولنے لگا۔ ”ہیلو میں فرسٹ
پائلٹ کی زبان سے بول رہا ہوں۔“
”دوسری طرف سے کہا گیا۔ مگر فراد ہم اسے مذاکرات کیلئے
تیار ہیں۔ آپ طیارے کو دوسرے جی ایئر پورٹ میں آ کر اتارنے دیں۔“
میں نے کہا۔ ”دقتی سے مذاکرات ہونے لگے۔ وہاں بروختی
کے ساتھ جو فیصلہ ہوگا وہ مجھے منظور ہوگا۔“

”آپ طیارے کو لٹھ کرنے لیں۔“
”سوئی۔ اس میں اتنا انداز ہے کہ یہ تقریباً اٹھ گھنٹے پر روانہ
کر سکتا ہے۔ ابھی تو صرف ایک گھنٹہ گزرا ہے۔ ان اہم شخصیتوں کی ملاقات
چاہتے ہو تو فوراً دقتی سے جلد از جلد فیصلہ کر لو۔“
”ہم وعدہ کرتے ہیں کہ دقتی کی شرائط کے مطابق فیصلہ ہوگا
آپ طیارے کو اتارنے کا موقع دیں۔“

”نہیں۔ یہ زمین اور آسمان کے بیچ میں ہے۔ مجھ سے بحث
کرنا فضول ہے۔ آپ فوراً اس دقتی سے فیصلہ کریں۔“

وہ لوگ مجھ پر ہر گمانہ افسر سے رابطہ قائم کرنے لگے۔ میں نے
دقتی سے کہا۔ ”ابھی یہی جگہ آجواؤں میں سے شرائط منوائوں گا۔“
وہ میری جگہ جلی جلی میں دقتی کے داغ میں آکر بیٹھ گیا۔ مانندہ
افسر پارٹیلیفون کا سیرور اٹھا کر اعلیٰ حکام کے مشورے قبول کر رہا تھا۔
پھر اس نے کہا۔ ”سوئی میں جیسا کہ شرائط پر تم ہمارا اتارنے کا
موقع دو گی؟“

میں نے دقتی کی زبان سے کہا۔ ”میری پہلی شرط یہ ہے کہ تن سنگ
اور دقتی کو فوراً ہی ایک خصوصی طیارے کے ذریعے پیلہ کلتا بھیجا جائے
وہاں ڈوم ڈوم ایئر پورٹ پر روانہ اس طیارے میں سوار ہوگی۔ پھر وہ طیارہ
نہیں بنگال پہنچائے گا۔“

مانندہ افسر نے کہا۔ ”اپنی شرائط میں ذرا سی ایک پیدا کر دو ہم
ن سنگ اور دقتی کو رہا کر لیں گے۔ میں تم اس دس میں جس شرمین
ہو۔ وہاں نہیں عزت اور احترام سے لکھا جائے گا۔“
”اس شرط میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ تم لوگ بحث میں وقت
بھال کر کے کو تین ناقابل حلان نقصان پہنچے گا۔“

اس نے ٹیلی فون کا سیرور اٹھا کر اعلیٰ حکام سے رابطہ قائم کیا،
اپنی سے باتیں کرنا پھر اس نے کہا۔ ”فیصلہ آدھ گھنٹے بعد ایک
بوس طیارہ تن سنگ اور دقتی کو لے کر یہاں سے روانہ ہو جائے گا
میں دقتی یہاں سے چلی جائے گی پھر تم کس کے ذریعے ہم سے گفتگو کر گی؟“
”میں تملک داغ میں بیٹھ کر بھی تم سے باتیں کر سکتی ہوں
ن سنگ کی شرط پر فوراً عمل کر دو۔“

مانندہ افسر نے فراد کو لے کر بھی کر کے کو محرم دیا کہ تن سنگ کو
راہ ایئر پورٹ پہنچاؤ۔ ہمارا ایک آوی خصوصی اجازت نامہ لے کر دقتی
کے ساتھ آ رہا ہے۔ دو دنوں باپ بیٹی کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔
اس نے دوسری طرف کی کچھ باتیں سیں پھر سیرور دکھ کر لینے
وہاں آویوں کو محرم دیا کہ دقتی کو لینے ساتھ لے جائیں۔ دقتی ان کے
ساتھ چلی گئی۔ میں نے مانندہ افسر کے داغ میں پہنچ کر کہا۔ ”اب یہ ہمارے
موجود ہوں۔ بولو کیا ہوتے ہو۔“

اس نے کہا۔ ”اس دقتی جب فریقین آپس میں سمجھنے کے لیے
بیٹھے ہیں تو صرف ایک طرفہ شرائط تسلیم نہیں کی جائیں گی۔“
”میسٹر۔ مختصری یہ دیکھو۔ تم کی طرفہ شرائط منوار ہے تھے۔ اس
اجازت نامہ کے خواب خیال میں یہی ہے نہ تھا کہ تم تمہاری اپنی بڑی گزروں
کے ساتھ آ رہے ہیں، اس دنیا میں جس کی ملاقاتی ہوتی ہے اس کی جھینس
دنی سے پہلے تم ایک میل کرنا چاہتے تھے۔ اب تم کہہ رہے ہیں۔“

”دقتی کو بچھو کہ منے کیا وہ یقیناً غلط تھا۔ لیکن بعض حالات
میں غلطی عام اٹھا کر صحیح راستے تک پہنچا جاتا ہے۔ ہماری نیت بری
نہ تھی۔ ہم ایک میل کر کے ہی گھر بر حال نہیں اپنا دوست بنانا
چاہتے ہیں۔ آؤ ہم سمجھو کہ اسیار سہا اختیار کریں کہ ہم میں سے کوئی
مذاکرے سے ایک ڈور سے پر حادی نہ ہو۔“

میں نے کہا۔ ”ہاں ایسا دوستانہ سمجھو۔ تم سے کہتا ہے مگر اس لیے
مذاکرت تک انتظار کرنا ہوگا۔ جب تک تن سنگ دقتی اور روانہ
ن سنگ بنگال نہیں پہنچ جائیں گی۔“

مانندہ افسر نے کہا۔ ”ہم تمہاری شرائط مان کر تملک لوگوں کو
میں سے روانہ کر رہے ہیں، اب اس طیارے کو اتارنے کا موقع دیا جائے۔
میں نے کہا۔ جب تن سنگ دقتی اور روانہ نکلتے سے روانہ
لوگ اس کے ہوتے طیارے کو اتارنے کی اجازت ہی ملے گی۔“
وہ پھر اعلیٰ حکام سے رابطہ قائم کرنے لگا۔ وہ ہماری ہر بات

مانندہ پر مجبور تھا اس لیے جلد از جلد انہوں نے تن سنگ اور دقتی کو ایئر پورٹ
پہنچایا۔ آدھ گھنٹے بعد طیارہ وہاں سے روانہ ہو گیا۔ میں نے مانندہ افسر
سے کہا۔ ”اب ہم طیارے میں تمہاری اہم شخصیتوں کے ساتھ رہیں گے
جب تمہارا خصوصی طیارہ روانہ کر کے روانہ ہوگا تو ہم اس آروٹی لوگو
اتارنے کی اجازت نہیں لیں گے۔“

ان لوگوں کو خاموش مونا پلا وہ مجبور تھے۔ ہمارے مقرر کئے
ہوئے وقت سے پہلے اس آروٹی لوگوں کو ہم سے نجات نہیں بل
سکتی تھی اور نہ ہی ہم مذاکرات پر تیار ہو سکتے تھے۔ میں نے دقتی
سے کہا۔ ”تم پہنچ رہی ہو اور پتا ہی کے پاس رہو۔ میں یہاں فرسٹ پائلٹ
کے داغ میں رہوں گا۔“

وہ بہت خوش تھی۔ گئی۔ ”میسرے سر سے ایک بہت بڑا بوجھ
اتار گیا ہے۔ جھگڑا سے پر لطفنا ہے کہ پتا ہی دقتی اور روانہ مغربیت
سے ہمارے پاس پہنچ جائیں۔ واقعی تم نے بہت لمحہ چال چلی ہے۔ اب
یہ لوگ تملکتے رہیں گے۔“

وہ جلی گئی۔ میں اس آروٹی لوگوں کو بھی اس کے علاوہ کبھی اس کے
داغ میں گھنٹتا رہا۔ سب لوگ پریشان بیٹھے ہوئے تھے۔ اگر طیارہ
زمین پر جوتا تو اتارنا ہی پریشانی نہ ہوتی۔ مگر اب ہر لمحہ ان کے
دلوں میں یہ اندیشہ تھا کہ فراد کے مزاج کے خلاف کوئی بات ہوگی
تو طیارہ ہزاروں فٹ کی بلندی سے چنگے گرنے کا اور سب طیارے
کی پتا میں لاکھ ہو جائیں گے۔

وہ گھنٹے بعد کنٹرول ٹاور سے مجھے مخاطب کیا گیا۔ وہ کہہ رہے
تھے۔ ”اس آروٹی لوگوں کو فنی خرابی پیدا ہو گئی ہے۔ اسے اتارنے
کی اجازت دی جائے۔ روز اہم شخصیتوں کو نقصان پہنچنے کا تو پھر سمجھو
کی راہیں سدود ہو جائیں گی۔“

میں فرسٹ پائلٹ کی سیون کو بڑھنے لگا۔ پتہ چلا کہ جب میں
اس کے داغ سے غر حاضر تھا تو وقت کنٹرول ٹاور دواؤں نے چالاکی
سکھائی تھی کہ وہ جاز میں فنی خرابی کا بہانہ پیش کرے۔ میں نے سی
پائلٹ کی زبان سے جواب دیا۔ ”ہیلو! میں تم لوگوں سے مخاطب ہوں
اور تم لوگوں کو آخری وارننگ دیتا ہوں کہ یہاں سے جالاگ بیٹھے
میں کو شیش نہ کرو۔ شاید تم لوگ بھیجی کی اس خصوصیت کو نہیں سمجھتے
جو کہ خیال خرابی کے ذریعے شور میں بھیجی ہوتی باتیں میں پڑھ ہی جاتی
ہیں۔ تمہارا فرسٹ پائلٹ بہت تمہاری سکھائی ہوئی چالاکی کے مطابق
شعوری طور پر فنی خرابی کے منفق سوچ رہا ہے۔ مگر اس کا لا شعور چھٹی
کھا رہا ہے کہ کوئی خرابی نہیں ہے۔“

ان لوگوں کو پھر ایک بار سب سی لگ گئی۔ چار گھنٹے بعد وہ
خصوصی طیارہ تن سنگ اور دقتی کو لے کر کلتا پہنچ گیا۔ روانہ پہنچنے
سب روپ میں تھی۔ مگر ہمیش کی کو کھی کی چار دیواری میں چھپی ہوئی

نہی میں نے اسے مخاطب کیا۔ یہ ہیلو! روزانہ وہ راجیش کہاں ہے؟
اس نے جواب دیا صبح اٹھ کر کبھی گیا ہے؟
میں نے کہا۔ اپنا بیگ اٹھا کر گھر سے نکل پڑو۔ راجیش کی ماں
سے کہو تمہاری ہوا، انہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ تم باہر جا کر
راجیش سے ملاقات کرو گی ان سے کہو کہ وہ تمہیں کوٹھی کے پچھلے حصے سے
باہر پہنچا دیں۔

وہ اپنا بیگ سمجھاتی ہوئی لوٹی۔ مجھے میاں سے نکل کر کہاں
چلا ہو گا؟

”تم میرے پاس آ رہی ہو۔“
وہ خوشی سے بھلا کھنٹی۔ پرچ! میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی
کہ اچانک اتنی جلدی تم سے ملاقات ہو سکتی گی۔

وہ بیگ اٹھا کر دوڑے کرے میں راجیش کی ماں کے پاس
آئی ملسے اپنی روانگی سے تعلق تپا تو پڑھی عورت پریشان ہو گئی۔
وہ انگریزی نہیں سمجھتی تھی۔ راجیش کا بھڑا بھائی رومانہ کی ترجمانی کر رہا
تھا۔ اپنی ماں کو بھلا رہا تھا۔ ماں ہی گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ میں
رومانہ کے ساتھ ساتھ جا رہی ہوں ہوسکا تو بھینسا سے باہر ملاقات کریں گے۔
راجیش کا بھائی باہر جا کر ٹیکسی لے لیا۔ حالانکہ کوٹھی میں دو
کابریں کھڑی تھیں لیکن سرکاری گاڑیوں میں رومانہ سفر کرتی تو راجیش
پر شبہ ہوتا میں نے رومانہ کو بتا دیا کہ سیدھی ایرپورٹ پر پہنچے۔

اس نے بے حسرت ہو کر میں راجیش کے پاس آیا۔ وہ بے دلہ
میں بیٹھا ایک خال کا مطالعہ کر رہا تھا میں نے اسے مخاطب کیا تو وہ
چونک پڑا۔ اور ادا دھڑ دھڑ دیکھنے لگا۔ میں نے کہا۔ راجیش! میں ڈاؤن
ٹیچور ہوں، میں اب تک بہت مصروف رہا ہوں لیکن تم سے رابطہ
قائم نہ کر سکا۔

وہ حیرانی سے بولا۔ تم سے پلنے داغ میں آپ کا ہاجر عیسا
لگ رہا ہے۔ رومانہ نے مجھے بتایا تھا کہ ٹیکسی چھٹی کے بیٹھے ہی صبح
ہم کلام ہو جائیے۔

میں نے کہا۔ میں تمہیں ایک خوشخبری سنارہا ہوں۔ تمہارے
گروتن سنگ اور دوستی آزاد ہو گئے ہیں اور ایک خصوصی جہاز سے
کلکتہ پہنچ گئے ہیں۔ رومانہ بھی اب اسی جہاز سے سفر کرے گی۔
تمہارا بھائی اسے ٹیکسی میں ایرپورٹ پہنچا رہے وہ وہ لوگ میرے
پاس ہنگام پہنچنے طلب ہیں۔

وہ خوش ہو کر بولا۔ واقعی اس سے بڑی خوشخبری یہ سچ ہے
اور کوئی نہیں ہو سکتی میرے گرو کو میرا پیغام کہہ دیجئے۔
ماکہ دوں گا۔ تم نے جتنی دلیر اور خلوص سے جہاز سلاہ دیا
ہے اسے ہم کبھی نہیں جھوس لیں گے۔ میں اور رس ذوقی کتنی ہی لوگوں

کے کام آتے رہتے ہیں تمہیں یہ فخر حاصل ہے کہ تمہارے کام آتے
”شکر ہے فریاد آئندہ میری عمر مزور ت رہے گی تو میں
ایک لوگوں کے لیے بڑے سے بڑے خطرات مول لوں گا میرا
دل تڑپ رہا ہے کہ میں ایرپورٹ جا کر اپنے گرو سے ملاقات کروں
مگر کھتا ہوں کہ اس طرح سرکاری سے ملنے میں پھانسی کا پھندا
ڈال دے گی۔“

”کوئی بات نہیں راجیش بھی صبر کرو۔ زندگی رہی تو تھلے
گرو سے تمہیں مرزور ملائیں گا۔ اچھا مجھے اجازت دو۔ ایشا مالہ
پھر ملاقات ہو گی۔“

میں اس سے بے حسرت ہو گیا۔ رومانہ ٹیکسی میں بیٹھی ایرپورٹ
پہنچنے والی تھی۔ میں نے اس سے کہا۔ ٹیکسی روک کر راجیش کے
بھائی کو بھرت کر دو۔ ایرپورٹ کے حدود میں جاؤں ہوں گے۔
راجیش کا بھائی پہنچا لیا جائے گا۔

اس نے ٹیکسی روک کر راجیش کے بھائی کو بھلیا کہ اس کا
جاننا مناسب نہیں ہے۔ وہ ابھی دفتر جا کر اپنے بھائی سے ملاقات کرے
وہ ٹیکسی سے اتر کر چلا گیا۔ رومانہ کی ٹیکسی کے کچھ بڑھے۔ اس کے
خوجیوں کا سخت بھرو تھا۔ رومانہ کی ٹیکسی کو روکا گیا۔ رومانہ ٹیکسی
سے اتر گئی۔ چند فوجی اسے اپنی گاڑی میں بٹھا کر گیا۔ اس کے
رومانہ کو گرفتار کرنے کے لیے اس دس کے نام رستوں کی ناکرہتی
کر دی گئی تھی۔ اب رومانہ خود ان کے ہاتھ آئی تھی مگر وہ اسے لٹا
بھی نہیں لگا سکتے تھے۔

وہ ٹیلے کے اندر پہنچ گئی۔ میں نے تن سنگ اور سنی
سے اس کا تعارف کر لیا۔ وہ بیٹوں بہت خوش تھے۔ اس کے باوجود
دلوں میں محظوظ سا خوف بھی تھا کہ میں بازی پلٹ گئی تو وہ مجھ
مصاب میں گھر جائیں گے۔ میں نے اور رس ذوقی نے اپنی تسلیاں
دییں۔ محظوظی دیر بعد وہ ٹیلہ نن سے پھوڑتا ہوا افسان میں پلٹ
ہوئے لگا۔ اب اس کی منزل ہنگام تھی۔

میں اس آرزو فرنی ٹوئیں اور اس آگد کٹرول ٹاؤ سے مجھے
باہر بیکار جا رہا تھا میں نے جواب دیا۔ میں حاضر ہوں اور یہ
چکا ہوں کہ ہلکے تینوں ساتھی کلکتہ سے رومانہ ہو چکے ہیں؟
دوسری طرف سے کہا گیا کہ اب آپ اپنا وعدہ پورا کریں
سات گھنٹے گزر چکے ہیں اس آرزو فرنی کو اب لینڈ کرنا چاہیے
میں نے کہا۔ میں اپنا وعدہ پورا کر رہا ہوں مگر اب جاری
دوسری شرطوں کو کرنا ہے میں نے فریڈ سے پوچھا کہ وہاں
کوئی بندہ نہ ہو جب تک ہم نہ نہیں تب تک اس ٹیلے کا وہ
کھولا نہیں جائے گا۔ اور نہ ہی اس ٹیلے کے قریب جائے

تاؤ سے کہا گیا۔ یہ بیٹے کچی شرط ہے آپ کے تینوں ساتھی
میں پہلے ساتھیوں کو بھی ہائی مانی چاہیے
”رہائی مل جائے گی مگر ذرا صبر کرو۔ جب تک میں اجازت
دوں اس آرزو فرنی کو قریب کوئی نہ جائے ورنہ تمہارے
خود خد ہو گے۔ اب تم فرسٹ پائلٹ سے رابطہ قائم
رہو۔ ٹیلے کو پیچھے لائے گا۔“

میں نے ان لوگوں سے رابطہ قائم کرنے کے بعد رس ذوقی سے
آزاد ہوا۔ اب تھا کہ لینڈ میں ہندوستانی سفر کے پاس ہلیں۔ ان
ہاں نے وہاں ہنگام کے ایرپورٹ میں حضور اپنے جاسوس
بے ہوش کیے۔

یہ تو کوئی نادان ہی سمجھ سکتا ہے کہ مجھو آزادی دینے والے کسی
میں اس کا مطلب یہ ہوا کہ فریاد ہالے فوجی جنرل اور سیاسی
شخصیت تک پہنچ گیا ہے۔ ہمیں ان دونوں کی سلامتی عزیز ہے
میں نے ہندو سرکار تک پیغام پہنچا دیا ہے کہ ہنگام میں رس ذوقی کے
رشتے داروں کی نگہبانی کی جائے۔ وہاں فریاد جاری نظروں میں رہتا
ہے لیکن ایک بات ہے جب ہلدی دونوں اہم شخصیتیں زندہ سلامت

رس ذوقی وہاں کے ایک ایک جاسوس کو تانے لگی ہیں اس آ
ماٹوں دسپس آگیا۔ وہ نہ ہی ایرپورٹ کے دورا خادہ کر شے
نظر ہوا تھا۔ ٹیلے کے تمام اہم افراد اپنی جگہ کم کم بیٹھے ہوئے
زیر پائلٹ مقرر مقرر کر دیے گئے۔ ان کو رہا تھا۔ میں نے کہا۔
رس ذوقی کے بیٹے میں ملنے ہونا چاہتا ہوں۔

وہ خاموش ہو گیا میں کٹرول ٹاؤ کے افسروں کو ٹیلے لگا۔
بے شک کی قبول کرے تھے کسی میں اپنی حرارت نہیں تھی کہ وہ
سے کا دوا دھڑ کھول کر مسافروں کو باہر نکال سکتا۔ میں نے ایک
کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ پورچوری سے جانا ہے مگر پورچوری
نہ جانا۔ اب تم لوگ ہنگام میں جان بچھا رہے ہو۔ میں وارننگ

ہوں اگر وعدہ کھٹنے کے اندر ہنگام کے ایرپورٹ سے جاسوسوں
پانچ لگا تو ان میں سے کوئی زندہ نہیں پیچھے گا۔
آفسر نے گھبرا کر کہا۔ ہم نہیں جانتے ہیں کہ وہاں کیا ہو رہا
ہے۔ اگر آپ باتیں درست ہیں تو سرکار کی طرف سے ابھی ہاں
بے شک کوئی حرکتوں سے روکا جا سکتا ہے۔

میں نے کہا۔ اور سنو۔ ہنگام کے سفر سے کہو کہ وہ جو ہیں
سب اپنی باتیں گاہ سے باہر نہ لے گئے کسی سے ملاقات نہ کرے
ان، کال یا اشاراتی پیغام ارسال نہ کرے اور نہ وصول کرے۔

میں ہر طرف سے مطمئن ہونے کے بعد اس آرزو فرنی ٹاؤ کا روزانہ کھونٹے
کی اجازت دوں گا۔

وہاں کی پوری سرکاری مشینری حرکت میں آگئی تھی کتنی ہی
جگہ فون کالیں ہو رہی تھیں اور کتنی ہی جگہ ٹرانسپورٹ سے بیانات
پہنچانے جا رہے تھے۔ میں نے ماسک مین کے پاس پہنچ کر دیکھا۔
وہ اپنے ملک کے چند اہم افراد کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔ وہ
لوگ اپنے فوجی جنرل اور ایک اہم سیاسی شخصیت کے لیے پریشان

تھے کہ کوئی میں نے ان دونوں کو بھی آرزو فرنی ٹوئیں پر غالی بنا
رکھا تھا۔

ماسک مین نے کہا۔ اس آرزو فرنی ٹاؤ کے فرسٹ پائلٹ کو
ٹریپ کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ فریاد ہالے فوجی جنرل اور سیاسی
شخصیت تک پہنچ گیا ہے۔ ہمیں ان دونوں کی سلامتی عزیز ہے
میں نے ہندو سرکار تک پیغام پہنچا دیا ہے کہ ہنگام میں رس ذوقی کے
رشتے داروں کی نگہبانی کی جائے۔ وہاں فریاد جاری نظروں میں رہتا
ہے لیکن ایک بات ہے جب ہلدی دونوں اہم شخصیتیں زندہ سلامت

سنجھیں بڑی نکتہ ہیں

* کیا آپ کی آنکھیں کھڑکی ہیں۔
* کیا آپ کی آنکھیں جھنگلی ہیں۔
* کیا آپ چشمہ لگاتے ہیں۔
* یا آنکھوں کے کسی مرض کا شکار ہیں؟

نکتہ ہے

نم نظری اس کتاب

قیمت ۱۵ روپے ڈک فون ۱۰۲۶

آپ سے کھیلنے کی

ہنگام کے پورچوری سے جانا ہے مگر پورچوری
نہ جانا۔ اب تم لوگ ہنگام میں جان بچھا رہے ہو۔ میں وارننگ
ہوں اگر وعدہ کھٹنے کے اندر ہنگام کے ایرپورٹ سے جاسوسوں
پانچ لگا تو ان میں سے کوئی زندہ نہیں پیچھے گا۔
آفسر نے گھبرا کر کہا۔ ہم نہیں جانتے ہیں کہ وہاں کیا ہو رہا
ہے۔ اگر آپ باتیں درست ہیں تو سرکار کی طرف سے ابھی ہاں
بے شک کوئی حرکتوں سے روکا جا سکتا ہے۔

میں نے کہا۔ اور سنو۔ ہنگام کے سفر سے کہو کہ وہ جو ہیں
سب اپنی باتیں گاہ سے باہر نہ لے گئے کسی سے ملاقات نہ کرے
ان، کال یا اشاراتی پیغام ارسال نہ کرے اور نہ وصول کرے۔

دوسرے آجائیں گی تو دونوں کو فرج اور سنیلے سے علیحدہ رکھنا چوکا ورنہ
خود ان کے ذہن ہمارے ملک کے ہم آواز تک پہنچنے کا اور بہت سے
رازوں تک پہنچتا رہے گا۔

ایک نئے ساکن بنے گا۔ آپ خواہ مخواہ فریاد کو چھوڑ کر
لے رہے ہیں، بس تم کو زیادتی سارے جھگڑنے ختم ہو جائیں گے۔
ماسک بننے کے جواب دیا، ابھی حال ہی میں تم نے فریاد سے
دو بڑے فائدے حاصل کیے ہیں۔ آئندہ بھی ہم سے دوسری برٹشی
طافقت کے خلاف استعمال کرنے والے ہیں وہ جاہلیے اس قدر کم
ہے کہ لیسے درست بنا لے رکھنے کے لیے جس پائے ملک کے بڑے
بڑے لوگوں کی قربانیاں لینے کا حوصلہ رکھنا چاہیے۔

میں نے رس دہنی سے کہا، ٹیپ ریکارڈنگ کا نو۔ ماسک بن
کے ملک کے ہم شعوبوں کے ہم آواز کی تکنیکوں کی جانے گی، یہ
وہ ٹیپ ریکارڈنگ کے کمرے کی ہے جس کی زبان سے باہر
باری ایک ایک شخص کے بچے کو ریکارڈ کرنے لگا۔ ریکارڈنگ کے
بعد رس دہنی نے کہا، پچھلی رات سے اب تک تم نے ایک سو پانچ افراد
کے لہجوں کو ریکارڈ کیا ہے اور ان کا کائنات بارہ ملک کے تمام شعبوں
سے ہے۔ اب کوئی نہیں ٹیپ کرنے کی جرات میں کرے گا۔

میں نے کہا، ہاں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح تم نے ہائیڈرو
کے صحیح معنوں میں ایک کا نام باجم دلیبے بنا دیا اور ہائیڈرو
یہ ہو گا کہ تم سپر ماسٹر بھی بنیں گے۔

وہ بولی، ایک دن سپر ماسٹر بننے تک تم بھی نہیں گے
اب یہ بتاؤ کہ میں اپنے دل میں کیسے سب کچھ کر دوں گا۔

تمہاری باتیں صحت مندانے دس والوں سے نہیں ہوں گی،
کیونکہ اس دس کی اسٹریٹ ریڈیا اور والوں سے مذاکرات ہوں گے۔

ماسک میں چاہتا ہے کہ ہم سے دوستی کرے کہ ہم اپنا آلہ کار بنا کر
رکھے۔ دوسری طرف سپر ماسٹر کی بھی خواہش ہے کہ ہم یا تو
ان کے آلہ کار بن جائیں یا پھر وہ نیلے مٹائیے جائیں۔

ہاں۔ وہ دونوں برٹشی تنظیمیں دوست نمادش ہیں۔ یہ
لوگ ہیں انہیں چہرے سے ہنس نہیں دیں گے۔

”ہوں“ میں نے ایک سرگٹ کو منگاتے ہوئے کہا، ہم بڑا کرنت
میں اپنے مختلف کا خطاب کریں گے۔

”ٹھیک ہے۔ ابھی ہو جا رہا ہے ان سے منوا سکتے ہیں۔“
میں نے سرگٹ کو اسٹریٹنگ لگا کر دھواں چھوڑتے ہوئے کہا
”ایک کام کرو۔ ذرا خصوصی ٹیپ لیسے کے پائلٹ سے معلوم کرو، وہ
لوگ بنا کر کب پہنچیں گے؟“

میں نے گھڑی دیکھی۔ دن کے گیارہ بجے تھے۔ شہلاک وہ
مقابلے میں آگیا تھا۔ میں نے اسے دیکھا تو اس کے

ساتھ بھری حاضر ہونا تھا۔ ہول کے مختصر بری انکار کے بعد اب وہ
پائے باپ کی دولت اور جائیداد کا مالک بننے والا تھا۔ رس دہنی نے
مجھے بتایا کہ وہ تیار ہو ڈیڑھ یا دو گھنٹے تک بنا کر بیٹھ کر
اس سے کہا کہ ”اب تم بنا کر کے سیر کے پاس جاؤ۔ اس کی طرف
کا خیال رکھو۔ ایئر پورٹ کی طرف کوئی جاسوس نہ ہو۔ میں تمہارے
پتہ اور دوستی کے لیے یہاں رہائش کا انتظام کرتا ہوں۔“

وہ بولی، ”میں تمہارے چور خیالات پر بھڑھری ہوں۔ وہ
کی آمد پر بڑے خوش ہوئے۔ یوں لگتا ہے کہ تمہیں بہت بڑی
دولت ملنے والی ہو۔“

میں نے پوچھا، ”میں تمہارے دماغ میں جھانک کر دیکھوں؟ یا
خود ہی بتا دو کیا ہے اور رومان کے ملبے سے تمیں لڑھکے ہوگا؟“

”ہاں۔ میں اپنے دل کو سمجھا نہیں سکتی۔ میں نہیں کسی عورت کے
قرب نہیں دیکھ سکتی لیکن مجھ کو سنا اور رومان سے وفا
کر لے ہو۔ میں نہیں بے وفائی کے لیے نہیں کہہ سکتی۔ میں یہ سب
پٹھاؤں کی تو تم یہ سب مجھ پر بھی ڈھرا سکتے ہو۔ اور میں۔ آفت
میں کیا کہوں؟ کبھی اپنے آپ کو کوئی ہوں کہ تمہاری محبت میں گزار
کیوں ہو گئی؟ فریاد، یہ اچھا ہے کہ میں تم سے دور ہوں۔ دل ٹھہری
جنت میں تڑپتا ہے۔ تڑپتا رہتا ہے۔ میں دور ہی ہوں کیونکہ
میں کسی سوکن کو برداشت نہیں کر سکتی گی۔“

میں نے پوچھا، ”تم ناراض ہو؟“

”میں کون ہوتی ہوں ناراض ہونے والی؟ جب تک رومان
تمہارے ساتھ ہے تو میں تمہارے دماغ میں نہیں آؤں گی۔ کوئی بھی
ضروری کام ہو تو تم مجھے خطاب کر لیا کرنا۔ میں بغیر کے پاس جا رہی ہوں
وہ چلے گی۔ یہ درست ہے کہ کوئی مرد اپنے وقت کو، اور
کوئی عورت اپنی سوکن کو برداشت نہیں کر سکتی۔ رس دہنی میری
شریک حیات بننے کی غلطی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ کبھی دل سے مجھ
کر میری طرف ہمتی تھی۔ پھر رومان وغیرہ کو کسی کے قریب پاک
دور ہو جاتی تھی۔ میں رومان جیسی محبت کرنے والی لڑکی کو چھوڑ
سکتا تھا۔ وہ اپنی ذہن اور اداؤں سے مجھے ایسے جہاں میں رہتی تھی
کہ میں بھولی نہیں سکتا تھا۔ رومان اپنی پوری ہمتی کرکٹ و سڑکیے
کی شراب کا نام لیا جاتا تو اس شراب دو آتشہ کا۔ رومان بولا۔

میں نے سوچا، ابھی رس دہنی کو سوچنے اور سمجھنے کا موقع دیا
جائے۔ رومان اور سونیلے جو دی کا سوسے دی گاؤں۔ رس دہنی کو
متاثر کرنے کے قریب لائے گا۔ میں نے شہلاک سے رابطہ قائم کر
کے پوچھا، کیا تمہارے کارڈ باری اور ان میں کوئی بندوبست ہے؟“

”ہاں۔ کوئی ملازم ہیں۔“

”ان سے ایک ملازم اور ایک ملازمہ کو تن سنگ اور دوستی

کی خدات کے لیے نامور کرو۔ وہ ایک خصوصی فلائٹ میں ہیں۔ میں
ہے۔ میں مجھے بتاؤ ان کی رہائش کا کیا انتظام ہو گا؟“

اس نے کہا، کوئی پرالم نہیں ہے۔ اس شہر میں یہ کسی کو نہیں
ہیں۔ میں اپنے وکیل سے ایک ضروری بات کروں پھر ملازموں کو لے
کر ان کو کسی کی صفائی کرواؤں گا۔ مہانوں کے ہتھال کے لیے ایئر پورٹ
چلا جاؤں گا۔“

میں نے کہا، ”ایک خوشخبری یہ بھی ہے کہ ان کے ساتھ رومان بھی آ رہی
ہے۔“

وہ شہرت سے مسکرا کر بولا، ”تمہارے لیے تو عید ہو گئی۔
میں بہت سمجھ دار ہوں۔ رومان کو تمہارے ہی پاس پہنچاؤں گا۔“

میں نے ہنسنا شروع کیا، ”میں نے اس ستر میں بھر گئی
تجس۔ یوں لگتا ہے کہ رومان میری جوانی کی زندگی کی طرح آ رہی
ہو۔ میں اب سے پہلے وہ رات آنے کو اب وہ وہ دن رات آ رہی ہو
میں نے خیالات سے چونک کر پھر شہلاک کو مخاطب کیا۔ وہ بولا، فریاد
میں جو رہ رہا تھا کہ میں جن تصورات سے چونکنے کے لیے خون کروں
کا کبھی پہلے مجھے بتا دو کہ میں نے نی کو اپنے ساتھ ایئر پورٹ لے جا
سکتا ہوں یا نہیں؟ پھر تم رومان کو تصور میں دیکھتے رہنا۔“

میں نے ہنسے ہوئے کہا، ”میں نے اس کے ساتھ جا۔ ان ملازموں
ملازمہ وہ دن سنگ اور دوستی کے لیے بندوبست کی جان کا سامان
خرید کر لے آئیں۔“

میں شہلاک سے نصیحت ہو کر رس دہنی کے پاس پہنچا۔ اس نے
کہا، ”ایئر پورٹ کے تمام جاسوس بنا لیے گئے ہیں۔ بنا کر سیفر
اپنی رہائش کا ایک محدود نوکرہ کیلئے۔ اب تم خود ہی معلومات
پاس کر لو کہ وہ لوگ اور کس طرح ہیں فریب لے سکتے ہیں؟“

”میں خود ہی معلوم کروں یعنی تم میرے دماغ میں یہ کہ معلومات
میں نہیں کر رہی۔ دیکھو تم خواہ مخواہ اپنا نوکرہ بنا کر رہی ہو۔“

”میرا نوکرہ ٹھیک ہے۔ اگر تمہیں ذہن نہ ہو تو اس آفر فرٹی ٹو
کے بیٹھائیوں کی جی ڈرا کر لے لو۔“

”طنز کرو اور کچھ کر دو۔ اسے جانتی ہو کہ تمہارے لیے نہ سمجھ
ذہن لاتی ہے تم ناراض ہو گئی تب بھی دن رات تمہارے کام
آتا ہوں گا۔“

میں نے کہہ کر فرسٹ پائلٹ کے پاس پہنچ گیا۔ وہاں کے فتنے دار
افراد سوچ رہے تھے کہ فریاد بہت دیر سے غائب ہوئے۔ شاید وہ اس
وقت تک رابطہ قائم نہیں کرے گا جب تک تیار ہٹا کر پہنچ جائے۔“

میں نے کہا، ”ہاں۔ پہلے تن سنگ، کوسٹی اور رومان کو معقول
معاملہ تک پہنچا جائے گا۔ میں اور رس دہنی کبھی طرح ٹھیکان کریں گے
جب یقین ہو جائے گا کہ چاہیے لوگوں کی نگرانی نہیں ہو رہی ہے،

تو تمام برغالی آواز کو دیکھتے جائیں گے۔ اس کے بعد میں مجھے مذاکرات کا
ذور سزا بخشا ہوگا۔“

یہ کہنے کے بعد میں دماغی طور پر اپنے ہائیڈروم میں حاضر ہو گیا۔
مجھے اپنے اندر سرسراہٹ سی محسوس ہوئی۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھی۔
سامی بیس کے ایک پاؤں کا ٹکڑا جاٹ ہی تھی میں کڑھ کر بیٹھ گیا
اُسے گود میں لے کر بولا، ”اب وہ مجھے تو پتہ ہی نہ تھا کہ تم کب سے
اور کب جاؤ گے۔ اب تو آدھا دن گزرنے والا ہے شاید تم ابھی تک
میرے انتظار میں جھوکی ہو جاؤ میری ہنس بے نی کے پاس جاؤ
وہ تمہیں کچھ کھانے کے لیے لے گی۔“

وہ میاؤں کہہ کر بیٹھ رہی ہیں۔ کہا، ”کچھ سوچو! میں
کھانا نہیں سونا چاہتا ہوں، کل سے جاگ رہا ہوں۔“

مجھے یہ سن کر دھنکے گئے۔ ”تمہیں کم از کم دو تین گھنٹے کے لیے
سو جانا چاہیے۔“

میں نے کہا، ”تم بھی تو کل سے جاگ ہی ہو۔ میں سو جانا چاہیے۔“
وہ کہنے لگی، ”پتہ نہیں ہے مذاکرات وغیرہ کا سلسلہ کب
چلے گا۔ یہ بھی کوئی نہیں جانتا۔“

میں نے کہا، ”میں نے اس کے ساتھ جا۔ ان ملازموں
ملازمہ وہ دن سنگ اور دوستی کے لیے بندوبست کی جان کا سامان
خرید کر لے آئیں۔“

میں نے کہا، ”میں نے اس کے ساتھ جا۔ ان ملازموں
ملازمہ وہ دن سنگ اور دوستی کے لیے بندوبست کی جان کا سامان
خرید کر لے آئیں۔“

میں نے کہا، ”میں نے اس کے ساتھ جا۔ ان ملازموں
ملازمہ وہ دن سنگ اور دوستی کے لیے بندوبست کی جان کا سامان
خرید کر لے آئیں۔“

میں نے کہا، ”میں نے اس کے ساتھ جا۔ ان ملازموں
ملازمہ وہ دن سنگ اور دوستی کے لیے بندوبست کی جان کا سامان
خرید کر لے آئیں۔“

میں نے کہا، ”میں نے اس کے ساتھ جا۔ ان ملازموں
ملازمہ وہ دن سنگ اور دوستی کے لیے بندوبست کی جان کا سامان
خرید کر لے آئیں۔“

میں نے کہا، ”میں نے اس کے ساتھ جا۔ ان ملازموں
ملازمہ وہ دن سنگ اور دوستی کے لیے بندوبست کی جان کا سامان
خرید کر لے آئیں۔“

میں نے کہا، ”میں نے اس کے ساتھ جا۔ ان ملازموں
ملازمہ وہ دن سنگ اور دوستی کے لیے بندوبست کی جان کا سامان
خرید کر لے آئیں۔“

میں نے کہا، ”میں نے اس کے ساتھ جا۔ ان ملازموں
ملازمہ وہ دن سنگ اور دوستی کے لیے بندوبست کی جان کا سامان
خرید کر لے آئیں۔“

میں نے کہا، ”میں نے اس کے ساتھ جا۔ ان ملازموں
ملازمہ وہ دن سنگ اور دوستی کے لیے بندوبست کی جان کا سامان
خرید کر لے آئیں۔“

میں نے کہا، ”میں نے اس کے ساتھ جا۔ ان ملازموں
ملازمہ وہ دن سنگ اور دوستی کے لیے بندوبست کی جان کا سامان
خرید کر لے آئیں۔“

میں نے کہا، ”میں نے اس کے ساتھ جا۔ ان ملازموں
ملازمہ وہ دن سنگ اور دوستی کے لیے بندوبست کی جان کا سامان
خرید کر لے آئیں۔“

پھر ایسی نرس سنبھالی کہ میں سو تھاری رہ گیا حالہ کمانے نے داغ کو
ہاربت دی تھی کہ ٹھیک ڈروٹھ گھنٹے بعد میری آنکھ کھل جائے مگر میں نے
خواب میں رسوئی کو دیکھا وہ مجھ پر بھی ہونی لگتا رہی تھی میرے سر کو
اپنی مخرومی اٹھائی کیوں سہلا رہی تھی اس کی قربت نے مجھے مدہوش
کر رکھا تھا اس لیے میں بیدار ہونا چھوٹی گیا۔

ٹھیک چار گھنٹے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ اس فتنی کر رہی
تھی۔ اب اٹھ جاؤ، میں نے مذاکرات کے لیے پارچہ بچے کا وقت مقرر
کیا ہے تم ایک گھنٹے کا نڈنشل کرنے اور کھانے سے خارج ہوجاؤ
میں نے بستر سے اٹھ کر غسل خانے کی طرف چلتے ہوئے پوچھا
"رسوئی ابھی میرے دلانے کی میری ہدایت پر عمل نہیں کیا کیا تم نے
کوئی شراکت کی تھی؟"

میں نے کوئی شراکت نہیں کی۔ میں نے سوچا۔ ایک ڈروٹھ گھنٹے
کی نیند سے تمہاری تھکن دور نہیں ہوگی اس لیے میں کھانے وغیرہ ذہن
پر جاری رہی ہوتے سہلا بیدار ہونے کا وقت تھا۔ اس وقت میں نے
پھر ہاتھ لے دلخ کو ٹھیک کر سٹا دیا
"میں بہت خوش نصیب ہوں تم میرے آرام کا انتہائی خیال
رکھتی ہو؟"

"تمہاری خوش نصیبی کے کیا کہنے ہیں رکتی ہی خیال رکھنے والیاں
ہیں۔ میں جاری ہوں ٹھیک پارچہ بچے آؤں گی"
"جھاننے سے پہلے یہ تو بتاؤ کہ میری نیند کے درون کیا ہوتا رہا؟"
مجھے جواب میں جلاہ۔ اس کا چلی تھی۔ اس کا آنا ہی جواب کافی
تھا کہ مذاکرات کے لیے پارچہ بچے کا وقت مقرر ہے یعنی مجھے اور
کسی بات کی فکر نہیں کرنی چاہیے۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے معلوم
کیا، واقعی فی الحال فکر یا پریشانی کی کوئی بات نہیں تھی۔ تن سگ
اور رستہ ایک آرام وہ کوشی میں محفوظ تھے۔ اور زمانہ بے نی اور
تمی کے پاس بیٹھی بائیں کر رہی تھی میں نے کہا خوش آمدید رومانہ!
وہ اکیس م سے خوش ہو کر مسکرائے گی۔ اسے خوش دیکھ کر کہنے
نے پوچھا۔ کیا جہان بیدار ہو گئے ہیں؟

میں نے بے نی سے کہا۔ "ہاں میں ٹھیک ساٹھ چار بجے
کر کے باہر آؤں گا میرے لیے کھانا تیار رکھو۔ پھر چار بجے پچیس
منٹ میں واپس کرے میں چلا آؤں گا"
میں نے منسل خانے سے نکل کر سوچ کے ذریعے رومانہ کو بلایا۔ اور
دروانے کو کھڑا کیا۔ رومانہ آگئی ہائے، وہ کیسا کھلا ہوا کلاب تھی۔
رستاروں پر قدم ہی سترتی تھی۔ باقی چہرہ کلابی کلابی تھا۔ جتنا شک کی
انگلیوں کو تراشا ہوا بدن سے سامنے آ کر منہ کیا، اس کے ناز و
انزاز کے لیے میں پہلے بتا چکا ہوں کہ وہ بڑے پیار سے ہاتھ آتی
تھی اور بڑی ادائوں سے کیلے صاف کی طرح ہاتھ سے چھیل جاتی تھی۔

اپنے حسن و شباب کی ہدایت کا احساس دلاتی تھی۔
لیکن جہان کے بعد میں کی گھڑی ایسی تھی کہ وہ بے اختیار میری
گردن میں ہانسیں ڈال کر لپٹ گئی۔ ہم سانسوں کی پمپ میں بولنے لگے۔
جذبول کی برسات ایسی ہوتی ہے کہ
بھیگتے رہو، پیاس برہمستی رہتی ہے۔ دوری کے بعد کھلے لگتے تھے
گلے گلے کے بعد جی دوری لگ ہی تھی اب ایک دوڑے میں گم ہو
جانے کو جی جانتا تھا۔

لیکن وہ فزائی میری قربت سے پھیل گئی۔ کہنے لگی۔ "میں اب
میں میں جھانگی تو میں جاری ہوں۔ بے نی کر رہی تھی کہ گل سے تم نے
کچھ نہیں کھلیا ہے۔ اس بار سے باہر نکلو"

رومانہ کے الگ ہونے کی وجہ سے جی میں خالی سا ہو گیا۔ وہ جسید میرے
اندر زندگی کی طرح بھرا رہی تھی ساری میرے قدموں کے پاس چھلنے لگی۔
مٹا لہر تھا کہ مجھے کسی آغوش میں لپیٹنے میں نے اسے دونوں بازوؤں
میں اٹھالیا۔ رومانہ اس پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی۔ "آپ کتنی خوبصورت بنی
ہے۔ کہاں سے مل گئی؟"

"اس کا نام ساسی ہے خودی مجھے تلاش کرتی ہوئی آگئی۔"
ہم کسے سے باہر آئے۔ سبھی نے میرے بازو سے اگر لگ
گئی۔ میں نے جی کو سلام کیا۔ وہ دعا میں بیٹھ گئیں ماسٹر روئی نے حیرت
سے کہا۔ "آپ کون ہیں؟ میں نے پہلے ہی آپ کو نہیں دیکھا ہے"
تایزہ حیرانی سے چیخ کر بولی۔ "اے آپ، آپ تو فراموشی کی نورد
ہیں۔ جی میں نے اجار کی تصویر کاٹ کر رکھی تھی، وہ ابھی تک میرے پاس
ہے"

میں نے کہا۔ "ہاں میں فراموش ہوں۔ ماسٹر روئی اور تایزہ میری بات کو
ابھی طرح سن کر براہ رکھو۔ باہر کسی نے نہ کہا کہ تمہارے کھر میں فراد رہ سگھے
ورنہ یہاں لوگوں کی بھیڑ لگ جاتے گی"

ماسٹر روئی نے کہا۔ "بھیڑ ہونے دو۔ بڑا مزہ آئیگا۔ ہم ٹیچٹ لگا
دیں گے، بڑی آمدنی ہوگی"
جی نے ڈانٹ کر کہا۔ "مختول ہائیں نہ کرو۔ اگر تم دونوں میں سے
کسی نے کسی سے فراد کا ذکر کیا تو میں تمہاری جی میں ہوں گی۔ تم
لوگوں کو چھوڑ کر کہیں چل جاؤں گی"
ماسٹر روئی جی سے لپٹ کر وعدہ کر دیا کہ وہ کسی کے سامنے
میرا ذکر نہیں کرے گا میں کھانے کے لیے بیٹھ گیا۔ تایزہ مجھے ایک ٹک
دیکھے جا رہی تھی میں نے اسے دیکھا کہنے لگی مجھے تعین نہیں آتا کہ
تم فراد ہو۔ اجار میں کھابے کے وہ دوڑے لوگوں کے خیالات پڑھ
یتا ہے۔ کیا تم بڑھ سکتے ہو؟"
"ہاں بڑھتا ہے خیالات پڑھوں گا تو تم شرمندہ ہوجاؤ گی۔"
"میں نے شرمندہ ہونے کا کوئی کام نہیں کیا ہے"

ایسا کہتے وقت اسے یاد آیا کہ پچھلی رات وہ چوری چھپے فریج
سے بیٹھی ڈش نکال کر کھا رہی تھی میں نے کہا۔ "دیکھو تم سوچ رہی ہو کہ
کل رات تم نے کئی کئی نیند سے خاندہ اٹھا یا۔ فریج سے بیٹھی ڈش نکالی
اور..."

تایزہ فریج کر لی۔ اسے خردوار اچھوٹ پڑا۔ ہولناکی میں جھلپائے گھر
میں کیوں چوری کروں گی؟
سبے نی اور رومانہ میں ہی تھیں۔ بے نی نے کہا۔ "کل رات یہاں
کوئی اجنبی مشرطنہ تھا۔ وہ بھی تمہارے ساتھ کھانا چیرا کر کھا رہا تھا۔ تم
نے اس سے کہا تھا کہ وہ اس گھر سے چلا جائے ورنہ تم کسی دن کھانے میں
زہر ملا کر لے کھلاؤ گی"

"اے بے نی کتنا جھوٹا بول ہے ہوا فرخ نہیں مجھ سے دشمنی
کیا ہے؟"
جی نے اس کا کان پکڑتے ہوئے کہا۔ "ڈاکٹر نے تمہیں بیٹھا
کھانے سے منع کیا ہے، اور رات کو اٹھ کر چوری کرنے لگی ہو۔ یہ فراد
پریشا ہے تمہیں۔ یہ باطل درست کر رہا ہے کجبت تمیں ہو پسنند
آئے اسے کیا زہر لے کر ملاؤ لا کر گئی؟"

"جی کان پھوڑ دیکھئے۔ میں نے تو جھوٹ بوٹ دیکھی تھی جی
بے نی جھال گیا۔ اس کی جگہ سے بڑے دشمن کو یہاں بھیج دیا۔ یہ تو
میرے دماغ میں چھپی ہوئی ساری باتیں بڑھے گا۔"
"ہری کجبت! فراد کو کون کر رہی ہے چل میرے ساتھ چل
تھے جتاؤں کو فراد کیلئے۔۔۔"

وہ اسے سمجھتی ہوئی بے نی کے سر سے گئیں ماسٹر روئی بھی چلا
گیا۔ جی نے بیٹوں کو بتانا چاہتی تھیں کہ میں نے ان جھٹک کے لیے اور
ان کے خاندان کے لیے کیسے کیسے کارنامے انجام دیتے ہیں۔ میں نے سوچا
اچھا ہے کہ کچھ احسان مند ہو کر اپنی ذائقہ بند نہیں کھانے کے
دروان میں رومانہ اور بے نی خوب باتیں کرتے ہیں۔ کافی پینے کے بعد
میں رومانہ کے ساتھ پینے کرے میں آئیگا۔

پانچ بجے والے تھے۔ رومانہ نے کہا۔ "تم آرام سے خیال خزانہ میں
معدرفت رہو۔ میں جی ہوئی ہلا ڈرنا سنا جاتی ہوں"
وہ جگہ ملی میں نے اسے ہاتھ پکڑ کر کچھ پیانے کیا کہاں جا رہی ہو؟
کیا یہاں آرام وہ لبرتر نہیں ہے؟
"ہے بڑا تمہاری نیت کے سامنے تمہیں گے۔ طباہی میں روکتی
نے پینے باب کو بتایا تھا کہ بچے مجھے ہم مذاکرات کرنے والے ہیں لیے
وقت تمہیں باطل تیار بنا چاہیے"

یہ کہہ کر
وہ فزائی خود کو چھوڑا کر باہر
گئی۔ میں نے دروازے کو بند کیا ساسی مجھے حسرت سے دیکھ رہی تھی میں
اسے دلچسپ ترین ذراستائے کے بغیر واقعات
یا انجمن کے حصے میں ملاحظہ فرمائیے

اسے گورڈوں کے کرایہ کر ہی بیٹھ گیا۔ سگریٹ کا سٹن بیٹے ہی
رسوئی بیچتی تھی۔ "بیٹو فراد! یا بچ سگ گئے"
دوسرے ہی بچے ہم ڈہلی کی اس عمارت کی چوتھی منزل پر رہتے۔
جہاں ایک کمرے میں مذاکرات کا بیلا دور حتم ہوا تھا۔ وہاں آدھ فوس سیاہ
چوڑے پینے بیٹھے تھے۔ نائندہ افرے کے مقابل بڑے کے دوری طرف
ایک لڑکی کو بیٹھا دیکھا گیا تھا کہ رسوئی سے اپنی گفتگو کا ذریعہ بنا سکے
ماہر اس کی ضرورت نہیں تھی۔ بہر حال رسوئی نے اس لڑکی کی زبان سے
کہا۔ "ہیلو مشنلین! اس وقتی اور فراد دو ہوجاؤں!"
سب لوگ اپنی اپنی کرسی پر سنبھل کر بیٹھ گئے۔ نائندہ افرے نے
کہا۔ "ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ لوگوں نے دوڑے کے مطابق آئیں اور
فری ٹو کے مسافروں کو آواز کروا رہے ہیں، دوڑی اور اسانی کی برادری کے
نئے جذبے کے ساتھ تیس اور ڈی ہا۔" جنر صاحب کو خوش آمدید کہتے ہیں
رسوئی نے کہا۔ "ہم آپ کے نیک اور بلورنہ جذبات کی قدر
کرتے ہیں مگر سب تک ایک دوسرے سے ہیں محفوظ کا تعین نہ
ہو، اس وقت تک بے تعینی کی نفساں میں کسی مشکوک ہے گی"
نائندہ افرے نے تایزہ میں سر ہلا کر کہا۔ "بے شک! آپ
دونوں اپنے محفوظ کے لیے خوش اثر پیش کریں گے، وہ ہائے بے
تخلی قبول ہوں گی"
رسوئی خاموش رہی میں نے کہا سنا کر کیا۔ ہم جانتے ہیں کہ
سیاست سے ہمیشہ دور رہیں اور کوئی ملک اپنے سیاسی مفاد کے لیے ہم
سے دوڑی نہ کرے"
وہ لوگ ہماری باتوں کو دستاویز کی صورت میں کھ لے تھے نائندہ
افرے نے کہا۔ "میں غلط ہے، ہم جانتے ہیں کہ آپ لوگوں نے ایک کسی
دوسری طاقت کا ساتھ بھی نہیں دیا ہے یہی یہ شرط ہم اس شرط پر منظور
کر لے ہیں کہ آپ دونوں اس طرح غیر جانبدار رہیں گے"
میں نے کہا۔ "دوسری شرط یہ ہے کہ ہمیں اپنی تلاش کے لیے
ایک ایسا علاقہ چاہیے جہاں صرف ہائے اپنے مفاد کے لوگ رہیں جہاں
ہمارا قانون ہو اور ہائے عدالتی بیٹھے ہوں۔ دوسرے لفظوں میں
فراد علی طور اور رسوئی کا ایک ایک ملک ہوگا ایک ایسے حکومت ہو
گی۔ آپ لوگوں سے بعض مفاد کی تعلقات قائم رہیں گے"
نائندہ افراد دوسرے لوگ کھلا گئے۔ وہ اس نااہل تسلیم شرط کو
تسلیم نہیں کر سکتے تھے۔ اور میں ہمدردی کا خاکہ اس دنیا کے نقشہ میں فراد
اور رسوئی کی ایک عیالہ مملکت ہوگی۔
اب ایک ہی جگہ کھانے والی اور بڑی بڑی طاقتوں کو دباؤ
دلی مملکت کے قیام کا جھگڑا شروع ہو چکا تھا۔